

الاصالة
في
تميز الصحابة

تأليف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ



مكتبة حنينة

اقرأ سنش حرف ستميد انه و باران لاهور

فون: 042-7224228-7355743

فكس: 042-7221395

www.KitaboSunnat.com

الاصحاب

فی
المدخلین
والمؤمنین

متین الصلح
(اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلو پیڈیا)

الاصلاح في مميز الصحاب

(صحابہ کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۲

www.KitaboSunnat.com تالیف مترجم

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ احسان

إقرأ سنتر عثری سنٹر، اردو بازار لاہور





مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر عرفی سٹریٹ، انڈیا بازار لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الاصحاب فی سبیل اللہ (جلد ۱)
تالیف	حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی
مسترجم	مولانا محمد حاکم شہزاد علوی
ناشر	مکتبہ رحمانیہ
مطبع	خضر جاوید پرنٹرز

www.KitaboSunnat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

- ۵۳۱۶ (ز) عتبہ بن مسعود الہذلی..... //
- ۵۳۱۷ عتبہ بن النذر السلمی..... ۳۳
- ۵۳۱۸ عتبہ بن یزار (بے نسبت)..... //
- ۵۳۱۹ عتبہ بن یزید السلمی..... ۳۵
- ۵۳۲۰ عتبہ (بے نسبت)..... //
- ۵۳۲۱ عتریس..... //
- ۵۳۲۲ (ز) عتبہ (تغیر ہے)..... //
- ۵۳۲۳ عتبہ البلوی (انصار کے حلیف)..... //
- ۵۳۲۴ (ز) عتبہ العذری..... ۳۶
- ۵۳۲۵ (ز) عتبہ العذری..... //
- ۵۳۲۶ عتبہ بن حارث انصاری..... //
- ۵۳۲۷ عتبہ (دوسرے ہیں)..... //
- ۵۳۲۸ (ز) عتبہ بن ہلال انصاری..... //
- ۵۳۲۹ عتبہ بن التیہان..... ۳۷
- ۵۳۳۰ عتبہ بن حارث..... //
- ۵۳۳۱ عتبہ بن قیس..... //
- ۵۳۳۲ (ز) عتبہ بن النعمان..... ۳۸

باب عتبہ کے بعداء

- ۵۳۳۳ عتبہ بن قیس البجلی..... //
- ۵۳۳۴ (ز) عثمان بن ابی جہم الاسلامی..... //
- ۵۳۳۵ عثمان بن حکیم..... ۳۹
- ۵۳۳۶ (ز) عثمان بن حمید..... //
- ۵۳۳۷ عثمان بن حنیف (تغیر ہے)..... //
- ۵۳۳۸ عثمان بن ربیعہ..... ۵۰

باب عتبہ کے بعداء

- ۵۳۳۹ عتبہ (شد سے) ابن اُسید..... ۳۵
- ۵۳۴۰ عتبہ بن سلیم..... ۳۶
- ۵۳۴۱ (ز) عتبہ..... //
- ۵۳۴۲ عتبہ بن شمیر..... //
- ۵۳۴۳ عتبہ بن مالک..... ۳۷
- ۵۳۴۴ عتبہ بن اُسید..... //
- ۵۳۴۵ (ز) عتبہ بن حصین..... ۳۸
- ۵۳۴۶ عتبہ بن ربیع..... //
- ۵۳۴۷ عتبہ بن ربیعہ..... //
- ۵۳۴۸ عتبہ بن سالم..... ۳۹
- ۵۳۴۹ عتبہ بن سالم..... //
- ۵۳۵۰ (ز) عتبہ بن سہیل..... //
- ۵۳۵۱ (ز) عتبہ بن طویع المازنی..... //
- ۵۳۵۲ (ز) عتبہ بن عائذ..... ۴۰
- ۵۳۵۳ (ز) عتبہ بن عبد اللہ..... //
- ۵۳۵۴ عتبہ بن عبد (بغیر اضافت)..... //
- ۵۳۵۵ عتبہ بن عروہ..... ۴۱
- ۵۳۵۶ عتبہ بن عمرو..... //
- ۵۳۵۷ عتبہ بن عویم..... //
- ۵۳۵۸ عتبہ بن عَزْوَان..... //
- ۵۳۵۹ عتبہ بن فرقد..... ۴۲
- ۵۳۶۰ عتبہ بن ابی لہب..... ۴۳

۵۳۶۵ عجلان (مولا رسول اللہ ﷺ)

۵۳۶۶ عجیر (تصغیر) بن عبد یزید ۶۱

۵۳۶۷ عجیر بن یزید

۵۳۶۸ (ز) عجیل (لام سے تغیر ہے)

باب عین کے بعد وال

۵۳۶۹ العداء (بروزن عطار) ابن خالد

۵۳۷۰ عداس

۵۳۷۱ عدس بن عاصم

۵۳۷۲ عدس بن ہوذہ البکانی

۵۳۷۳ عدی بن اسد

۵۳۷۴ (ز) عدی بن امیہ

۵۳۷۵ عدی بن بداء

۵۳۷۶ عدی بن تمیم

۵۳۷۷ عدی بن حاتم

۵۳۷۸ عدی بن حمیرس

۵۳۷۹ (ز) عدی بن خلیفہ بیاضی

۵۳۸۰ عدی بن الخیار

۵۳۸۱ عدی بن الربیع

۵۳۸۲ عدی بن ربیعہ

۵۳۸۳ عدی بن ربیعہ

۵۳۸۴ عدی بن ابی الزغباء

۵۳۸۵ عدی بن زید الجذامی

۵۳۸۶ عدی بن شراحیل

۵۳۸۷ عدی بن عبد سوائہ

۵۳۸۸ عدی بن عدی الکندی

۵۳۸۹ عدی بن عمیرہ

۵۳۹۰ عدی بن قیس

۵۳۹۱ (ز) عثمان بن ربیعہ الثقفی

۵۳۹۲ عثمان بن سعد

۵۳۹۳ عثمان بن شماس

۵۳۹۴ عثمان بن طلحہ

۵۳۹۵ عثمان بن ابی عاص

۵۳۹۶ عثمان بن عامر

۵۳۹۷ عثمان بن عامر بن معتب الثقفی

۵۳۹۸ عثمان بن عبد غنم

۵۳۹۹ عثمان بن عبید اللہ

۵۴۰۰ عثمان بن عثمان بن الشرید

۵۴۰۱ عثمان بن عثمان ثقفی

۵۴۰۲ عثمان بن عفان

۵۴۰۳ عثمان بن عمرو

۵۴۰۴ عثمان بن عمرو انصاری

۵۴۰۵ عثمان بن عمرو

۵۴۰۶ عثمان بن قیس

۵۴۰۷ عثمان بن مظعون

۵۴۰۸ عثمان بن معاذ

۵۴۰۹ (ز) عثمان بن نوفل

۵۴۱۰ عثمان بن وہب مخزومی

۵۴۱۱ عثمان الجہنی

۵۴۱۲ عثیر

۵۴۱۳ عثیر العُذرّی

۵۴۱۴ (ز) عثیم (تغیر ہے)

۵۴۱۵ (ز) عثیم الجنی

باب عین کے بعد جیم

۵۴۱۶ عَجْرَتِ بن مانع السکسکی

- ۵۴۹۱ (ز) عدی بن کعب //
- ۵۴۹۲ عدی بن مرہ //
- ۵۴۹۳ عدی بن نضلہ //
- ۵۴۹۴ عدی بن نوفل ۷۱ //
- ۵۴۹۵ (ز) عدی بن ہانی //
- ۵۴۹۶ (ز) عدی بن ہمام //
- ۵۴۹۷ عدی بن وداع //
- ۵۴۹۸ (ز) عدی التیمی ۷۲ //
- ۵۴۹۹ عدی الجذامی //

باب عین کے بعداء

- ۵۵۰۰ عرابہ ۷۳ //
- ۵۵۰۱ عرابہ بن شماخ الجہنی //
- ۵۵۰۲ عرابہ //
- ۵۵۰۳ عریاض //
- ۵۵۰۴ عرزب (بروزن احمد) الکندی ۷۴ //
- ۵۵۰۵ عرس //
- ۵۵۰۶ عرس بن عمیرہ //
- ۵۵۰۷ عرس بن قیس ۷۵ //
- ۵۵۰۸ عرفجہ //
- ۵۵۰۹ (ز) عرفجہ بن شریح //
- ۵۵۱۰ عرفجہ بن شریح الکندی //
- ۵۵۱۱ عرفجہ بن ہرثمہ ۷۶ //
- ۵۵۱۲ عرفجہ بن ابی یزید //
- ۵۵۱۳ عرفطہ //
- ۵۵۱۴ عرفطہ بن حباب الازدی //
- ۵۵۱۵ (ز) عرفطہ بن سراح الجنی //
- ۵۵۱۶ عرفطہ بن نضلہ الاسدی ۷۷ //
- ۵۵۱۷ عرفطہ بن نہیک الہرمی //
- ۵۵۱۸ عروہ بن اثاثہ ۷۸ //
- ۵۵۱۹ عروہ بن اسماء //
- ۵۵۲۰ عروہ بن الجعد //
- ۵۵۲۱ عروہ بن زید الخیل الطائی //
- ۵۵۲۲ عروہ بن عامر قرشی ۷۹ //
- ۵۵۲۳ عروہ بن عبدالعزی //
- ۵۵۲۴ عروہ بن مالک الاسلامی ۸۰ //
- ۵۵۲۵ عروہ بن مالک //
- ۵۵۲۶ عروہ بن مرہ //
- ۵۵۲۷ عروہ بن مسعود الغفاری //
- ۵۵۲۸ عروہ بن مسعود //
- ۵۵۲۹ عروہ بن مضرس ۸۲ //
- ۵۵۳۰ عروہ بن معتب انصاری //
- ۵۵۳۱ (ز) عروہ الاسلامی ۸۳ //
- ۵۵۳۲ (ز) عروہ الثقفی //
- ۵۵۳۳ (ز) عروہ الفقیمی //
- ۵۵۳۴ (ز) عروہ العسکری //
- ۵۵۳۵ عروہ المرادی ۸۴ //
- ۵۵۳۶ (ز) عریب ابن زید النهدی //
- ۵۵۳۷ عریب الملیکی ابو عبد اللہ //
- ۵۵۳۸ (ز) عریب (تقیہ) ابن مالک الاسلامی //
- ۵۵۳۹ (ز) عریب بن معاویہ الدنلی //

باب عین کے بعداء

- ۵۵۴۰ عزہ بن حارث ۸۵ //
- ۵۵۴۱ (ز) عزہ بن مالک //
- ۵۵۴۲ عزیز //

- ۵۵۶۷ عطاء (بے نسبت) //
- ۵۵۶۸ عطار د بن حاجب //
- ۹۴ عطار الدارمی //
- ۵۵۶۹ عطاء بن بصر المازنی //
- ۵۵۷۰ عطاء بن حارث السکونی //
- ۵۵۷۱ عطاء بن حصن //
- ۵۵۷۲ عطاء بن عازب //
- ۵۵۷۳ عطاء بن عامر ۹۵ //
- ۵۵۷۴ عطاء بن عروہ //
- ۵۵۷۵ عطاء بن عقیف //
- ۵۵۷۶ عطاء بن عمرو الغفاری //
- ۵۵۷۷ عطاء بن عمرو انصاری ۹۶ //
- ۵۵۷۸ عطاء بن مالک بن حطیط //
- ۵۵۷۹ عطاء بن نوبرہ //
- ۵۵۸۰ عطاء بن القرظی //
- ۵۵۸۱ عطاء (بے نسبت) //

باب عین کے بعد طاء

- ۵۵۸۲ عظیم بن حارث محاربی ۹۷ //
- ۵۵۸۳ عفان //
- ۵۵۸۴ عفان بن حبیب //
- ۵۵۸۵ عفان بن ابی عفیر انصاری ۹۸ //
- ۵۵۸۶ عفان بن نبیہ //
- ۵۵۸۷ عفیف الکندی //
- ۵۵۸۸ عفیف (تغیر ہے) ۹۹ //
- ۵۵۸۹ عفیف ۱۰۰ //

- ۵۵۸۳ عس العذری //
- ۵۵۸۴ عس بن سلامہ ۸۶ //
- باب عین کے بعد شین
- ۵۵۸۵ (ز) عسور السکسکی //
- باب عین کے بعد صاد
- ۵۵۸۶ عصام المزنی ۸۷ //
- ۵۵۸۷ (ز) عصام بن عامر الکلبی ۸۸ //
- ۵۵۸۸ عصمہ بن ابیر //
- ۵۵۸۹ عصمہ بن الحصین //
- ۵۵۹۰ عصمہ بن رثاب //
- ۵۵۹۱ عصمہ بن سرج ۸۹ //
- ۵۵۹۲ (ز) عصمہ بن عبد اللہ //
- ۵۵۹۳ عصمہ بن قیس الهوزنی //
- ۵۵۹۴ (ز) عصمہ بن مالک الخطمی //
- ۵۵۹۵ (ز) عصمہ بن المثنیٰ //
- ۵۵۹۶ عصمہ بن مدرک ۹۰ //
- ۵۵۹۷ عصمہ بن وبرہ //
- ۵۵۹۸ (ز) عصمہ //
- ۵۵۹۹ (ز) عصمہ //
- ۵۶۰۰ عَصِیم (تغیر ہے اور بغیر ہاء کے ہے) //

باب عین کے بعد طاء

- ۵۶۰۱ عطاء الطائی ۹۱ //
- ۵۶۰۲ (ز) عطاء بن توتیت //
- ۵۶۰۳ (ز) عطاء بن حابس التیمی //
- ۵۶۰۴ عطاء بن قیس //
- ۵۶۰۵ (ز) عطاء بن متبہ //
- ۵۶۰۶ عطاء الشیبی ۹۲ //

باب عین کے بعد کاف

- ۵۶۱۷ عقبة بن نيار //
- ۵۶۱۸ (ز) عقبة بن هلال //
- ۵۶۱۹ عقبة بن وهب //
- ۵۶۲۰ عقبة بن وهب //
- ۵۶۲۱ عقبة الجهني (عبد الرحمن کے والد) ۱۰۹ //
- ۵۶۲۲ (ز) عقبة الزرقی //
- ۵۶۲۳ (ز) عقبة الفارسی //
- ۵۶۲۴ (ز) عقبة (بے نسبت) ۱۱۰ //
- ۵۶۲۵ عقبة الجهني (بشر کے والد) //
- ۵۶۲۶ عَقْفَان //
- ۵۶۲۷ عَقْفَان بن قيس //
- ۵۶۲۸ عقیب بن عمرو //
- ۵۶۲۹ عقیبه بن رقیه //
- ۵۶۳۰ عَقِيل بن ابی طالب ۱۱۱ //
- ۵۶۳۱ عقیل بن مقرن المزنی ابو حکیم //
- باب عین کے بعد کاف**
- ۵۶۳۲ عَكْ ذو خيوان ۱۱۲ //
- ۵۶۳۳ عكاشه بن ثور بن اصغر //
- ۵۶۳۴ عكاشه ابن محصن //
- ۵۶۳۵ عكاشه بن وهب الاسدي //
- ۵۶۳۶ (ز) عكاشه الغنمي ۱۱۳ //
- ۵۶۳۷ عكاشه الغنوی //
- ۵۶۳۸ عَكَاف بن وداعه الهلالي ۱۱۴ //
- ۵۶۳۹ عكراش بن ذؤيب ۱۱۵ //
- ۵۶۴۰ عكرمه بن ابی جهل //
- ۵۶۴۱ عكرمه بن عامر ۱۱۶ //
- ۵۶۴۲ عكرمه بن عبید الخولاني ۱۱۷ //
- ۵۵۹۱ عَقَار //
- ۵۵۹۲ (ز) عَقَال بن خويلد //
- ۵۵۹۳ (ز) عقبة بن جروه العبدی //
- ۵۵۹۴ عقبة بن الحارث //
- ۵۵۹۵ (ز) عقبة بن حارث ۱۰۱ //
- ۵۵۹۶ عقبة بن حُلَيْس //
- ۵۵۹۷ (ز) عقبة ابن الحنظليہ //
- ۵۵۹۸ (ز) عقبة بن خالد الليثی //
- ۵۵۹۹ (ز) عقبة بن رافع انصاری //
- ۵۶۰۰ عقبة بن ربيعة انصاری ۱۰۲ //
- ۵۶۰۱ (ز) عقبة بن صيفی //
- ۵۶۰۲ عقبة بن طويع //
- ۵۶۰۳ عقبة بن عامر //
- ۵۶۰۴ عقبة بن عامر بن نابی ۱۰۳ //
- ۵۶۰۵ (ز) عقبة بن عامر السلمي ۱۰۴ //
- ۵۶۰۶ عقبة بن عبدالله انصاری السلمي //
- ۵۶۰۷ عقبة بن عثمان ۱۰۵ //
- ۵۶۰۸ عقبة بن عمرو //
- ۵۶۰۹ عقبة بن عمرو بن عدی //
- ۵۶۱۰ عقبة بن قیظی (بروزن صيفی) //
- ۵۶۱۱ (ز) عقبة بن ابی قيس ۱۰۶ //
- ۵۶۱۲ عقبة بن كُذَيْم //
- ۵۶۱۳ عقبة بن مالك الليثی //
- ۵۶۱۴ عقبة بن مالك الجُهَنِي ۱۰۷ //
- ۵۶۱۵ عقبة بن نافع القرشي //
- ۵۶۱۶ عقبة بن نمر ۱۰۸ //

باب صین کے بعد لام

- ۵۶۶۹ علقمہ بن خالد //
- ۵۶۷۰ (ز) علقمہ بن ربیعہ //
- ۱۲۵ ۵۶۷۱ علقمہ بن رمثہ البلوی //
- ۵۶۷۲ علقمہ بن سعید //
- ۵۶۷۳ علقمہ بن سفیان //
- ۱۲۶ ۵۶۷۴ علقمہ بن سمی الخولانی //
- ۵۶۷۵ (ز) علقمہ بن سہیل //
- ۵۶۷۶ علقمہ بن طلحہ //
- ۵۶۷۷ علقمہ بن علّاثہ //
- ۱۳۰ ۵۶۷۸ علقمہ بن القوّاء //
- ۱۳۱ ۵۶۷۹ علقمہ بن مُجَزَّر //
- ۱۳۲ ۵۶۸۰ علقمہ بن ناجیہ //
- ۵۶۸۱ (ز) علقمہ بن النّضر //
- ۵۶۸۲ علقمہ بن وقاص //
- ۵۶۸۳ (ز) علقمہ بن یزید //
- ۱۳۳ ۵۶۸۴ (ز) علیقہ بن عدی //
- ۵۶۸۵ علی بن الحکم السلمی //
- ۵۶۸۶ (ز) علی بن حمیل //
- ۵۶۸۷ علی بن رفاعہ القرطی //
- ۱۳۴ ۵۶۸۸ علی بن رکانہ //
- ۵۶۸۹ علی بن شیبان //
- ۵۶۹۰ علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ //
- ۱۳۹ ۵۶۹۱ علی بن طلق //
- ۵۶۹۲ علی بن ابی العاصی //
- ۵۶۹۳ علی بن عبید اللہ بن حارث //
- ۱۴۰ ۵۶۹۴ علی بن ہبار //
- ۵۶۹۵ (ز) علی السلمی (سدرہ کے والد) ۱۴۱

- ۵۶۳۳ (ز) العلاء بن جاریہ الفقفی //
- ۵۶۳۴ علاء بن الحضرمی //
- ۱۱۸ ۵۶۳۵ العلاء بن خارجہ //
- ۵۶۳۶ العلاء بن خباب //
- ۵۶۳۷ العلاء بن سُبُع //
- ۱۱۹ ۵۶۳۸ العلاء بن سعد الساعدی //
- ۵۶۳۹ العلاء بن عقیبہ //
- ۵۶۴۰ العلاء بن عمرو انصاری //
- ۵۶۴۱ العلاء بن مسروح الہذلی //
- ۵۶۴۲ العلاء بن وہب //
- ۵۶۴۳ العلاء بن یزید //
- ۱۴۰ ۵۶۴۴ (ز) العلاء //
- ۵۶۴۵ علّاثہ بن شجار //
- ۵۶۴۶ علیاء بن اصمّح العبسی //
- ۵۶۴۷ (ز) علیاء بن مرہ //
- ۱۴۱ ۶۵۵۸ علیاء السلمی //
- ۵۶۴۹ علیہ //
- ۱۴۲ ۵۶۵۰ عکس ابن الاسود الکندی //
- ۵۶۵۱ عکس بن النعمان //
- ۵۶۵۲ علسہ بن عدی البلوی ۱۴۳
- ۵۶۵۳ علقمہ بن الاعور السلمی //
- ۵۶۵۴ علقمہ بن جنادہ //
- ۵۶۵۵ (ز) علقمہ بن حاجب //
- ۵۶۵۶ علقمہ بن حارث ۱۴۴
- ۵۶۵۷ علقمہ بن حوشب الغفاری //
- ۵۶۵۸ علقمہ بن خویرث الغفاری //

۵۷۲۲ عمارہ بن عامر..... //

۵۷۲۳ (ز) عمارہ بن عامر الانصاری..... //

۱۳۹ ۵۷۲۴ عمارہ بن عبید الخثعمی..... //

۱۵۰ ۵۷۲۵ عمارہ بن عقبہ..... //

۵۷۲۶ عمارہ بن عقبہ..... //

۵۷۲۷ (ز) عمارہ بن عقبہ..... //

۱۵۱ ۵۷۲۸ (ز) عمارہ بن عمرو..... //

۵۷۲۹ عمارہ بن عمیر..... //

۵۷۳۰ عمارہ بن الخثعمی..... //

۵۷۳۱ عمارہ بن مخلد..... //

۵۷۳۲..... //

۵۷۳۳ عمارہ بن مدرک..... //

۵۷۳۴ (ز) عمارہ بن معاذ..... //

۵۷۳۵ عمارہ..... //

عمر نامی حضرات

۱۵۲ ۵۷۳۶ عمر بن الحکم السلمی..... //

۵۷۳۷ (ز) عمر بن الحکم البہزی..... //

۵۷۳۸ عمر بن الخطاب..... //

۱۵۳ ۵۷۳۹ عمر بن سعد ابو کبشہ الانصاری..... //

۵۷۴۰ (ز) عمر بن سعید بن مالک..... //

۱۵۵ ۵۷۴۱ عمر بن سفیان..... //

۵۷۴۲ عمر بن ابی سلمہ..... //

۵۷۴۳ عمر بن عکرمہ..... //

۱۵۶ ۵۷۴۴ عمر بن عمرو اللیثی..... //

۵۷۴۵ عمر بن عمیرہ..... //

۵۷۴۶ (ز) عمر بن عمیر (پہنبت)..... //

۵۷۴۷ عمر بن عوف النخعی..... //

۵۷۹۶ علی السلمی..... //

۵۷۹۷ علی النمیری..... //

۵۷۹۸ علی الہلالی..... //

باب عین کے بعد میم

۵۷۹۹ عمار بن حمید..... //

۱۳۲ ۵۸۰۰ عمار بن زیاد بن السکن..... //

۵۸۰۱ (ز) عمار بن شیب..... //

۵۸۰۲ عمار بن عبید الخثعمی..... //

۵۸۰۳ (ز) عمار بن عمیر..... //

۵۸۰۴ عمار بن غیلان..... //

۵۸۰۵ عمار بن معاذ بن زرارہ انصاری..... //

۵۸۰۶ عمار بن یاسر..... //

۱۳۳ ۵۸۰۷ (ز) عمار بن ابی الیسر..... //

۵۸۰۸ عمارہ ابن احمر المازنی..... //

۵۸۰۹ عمارہ بن اوس..... //

۵۸۱۰ (ز) عمارہ بن اوس..... //

۱۳۵ ۵۸۱۱ عمارہ بن اوس..... //

۵۸۱۲ عمارہ بن ثابت..... //

۵۸۱۳ عمارہ بن خزیمہ..... //

۱۳۶ ۵۸۱۴ (ز) عمارہ بن حزن بن شیطان..... //

۵۸۱۵ عمارہ بن ابی حسن انصاری..... //

۵۸۱۶ عمارہ بن حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی... //

۱۳۷ ۵۸۱۷ عمارہ بن رؤیہ الفقفی..... //

۵۸۱۸ عمارہ بن زعکرہ المازنی..... //

۱۳۸ ۵۸۱۹ عمارہ بن زیاد بن السکن..... //

۵۸۲۰ عمارہ بن شیب السبائی..... //

۵۸۲۱ عمارہ بن شہاب الثوری..... //

- ١٥٤ عمرو بن لاحق ٥٤٣٨
- عمرو بن مالك ٥٤٣٩
- عمرو بن مالك بن عبه ٥٤٤٠
- عمرو بن معاوية الغاضري ٥٤٤١
- عمرو بن وهب العقفي ٥٤٤٢
- (ز) عمرو بن يزيد الكعبي ٥٤٤٣
- عمر الاسلمي ٥٤٤٤
- (ز) عمر الجمحي ٥٤٤٥
- عمر الخثعمي ٥٤٤٦
- (ز) عمر اليماني ٥٤٤٧
- عمرو بن ابى اذنه ٥٤٤٨
- عمرو بن الاحوص الجشمي ٥٤٤٩
- عمرو بن احيجه ٥٤٥٠
- عمرو بن اخطب ٥٤٥١
- عمرو بن اراكه ٥٤٥٢
- (ز) عمرو بن الازرق ٥٤٥٣
- (ز) عمرو بن الاسود ٥٤٥٤
- عمرو بن اقيش ٥٤٥٥
- عمرو بن ام مكتوم قرشي ٥٤٥٦
- عمرو بن اميه ٥٤٥٧
- عمرو بن اميه ٥٤٥٨
- (ز) عمرو بن اميه ٥٤٥٩
- عمرو بن اميه الدؤسي ٥٤٦٠
- (ز) عمرو بن انس انصاري ٥٤٦١
- عمرو بن الاهتم ٥٤٦٢
- عمرو بن اوس ٥٤٦٣
- عمرو بن اويس ٥٤٦٤
- عمرو بن اياس ٥٤٦٥
- عمرو بن اياس انصاري ٥٤٦٦
- عمرو بن ايقع ٥٤٦٧
- عمرو بن بجاد الاشعري ٥٤٦٨
- (ز) عمرو بن بديل ٥٤٦٩
- عمرو بن بعكك ٥٤٧٠
- (ز) عمرو بن بكر ٥٤٧١
- عمرو بن بلال ٥٤٧٢
- عمرو بن بليل ٥٤٧٣
- عمرو بن بينا ٥٤٧٤
- عمرو بن تغلب ٥٤٧٥
- عمرو بن تيم البياضي ٥٤٧٦
- عمرو بن ثابت ٥٤٧٧
- عمرو بن ثعلبه ٥٤٧٨
- (ز) عمرو بن ثعلبه الجهني ٥٤٧٩
- عمرو بن ثعلبه السهمي ٥٤٨٠
- (ز) عمرو بن جابر الطائي ٥٤٨١
- عمرو بن جابر الجني ٥٤٨٢
- عمرو بن جبلة ٥٤٨٣
- عمرو بن جذعان ٥٤٨٤
- عمرو بن جراد ٥٤٨٥
- (ز) عمرو بن جندب ٥٤٨٦
- عمرو بن جندب العنبري ٥٤٨٧
- عمرو بن جلاس ٥٤٨٨
- عمرو بن الجموح ٥٤٨٩
- عمرو بن جهم ٥٤٩٠

- ۵۸۰۱ عمرو بن حارث //
- ۵۸۰۲ عمرو بن حارث //
- ۵۸۰۳ عمرو بن حارث //
- ۵۸۰۴ عمرو بن حارث ۱۷۳ //
- ۵۸۰۵ عمرو بن حارث //
- ۵۸۰۶ عمرو بن حبيب //
- ۵۸۰۷ عمرو بن حبيب ابو محجن الثقفي //
- ۵۸۰۸ عمرو بن ابی حبيبہ //
- ۵۸۰۹ عمرو بن حجاج الزبيدي //
- ۵۸۱۰ عمرو بن حريث //
- ۵۸۱۱ عمرو بن حريث (دوسرے) ۱۷۵ //
- ۵۸۱۲ عمرو بن حزم //
- ۵۸۱۳ (ز) عمرو بن حزن النمری ۱۷۶ //
- ۵۸۱۴ عمرو بن حسان //
- ۵۸۱۵ عمرو بن ابی حسن انصاری //
- ۵۸۱۶ عمرو بن الحضرمی //
- ۵۸۱۷ (ز) عمرو بن الحكم القضاعي //
- ۵۸۱۸ عمرو بن الحمام //
- ۵۸۱۹ (ز) عمرو بن ابی حمزہ ۱۷۷ //
- ۵۸۲۰ عمرو بن الحِمْق //
- ۵۸۲۱ عمرو بن حَمَمَہ الدوسی ۱۷۸ //
- ۵۸۲۲ عمرو بن حَنَہ از انصار ۱۷۹ //
- ۵۸۲۳ عمرو بن خارجہ بن قیس //
- ۵۸۲۴ عمرو بن خارجہ بن المنتفق ۱۸۰ //
- ۵۸۲۵ عمرو بن خبيب //
- ۵۸۲۶ عمرو بن ابی خزاعہ //
- ۵۸۲۷ (ز) عمرو بن الخفاجی العامری ۱۸۱ //
- ۵۸۲۸ عمرو بن خلف //
- ۵۸۲۹ (ز) عمرو بن خويلد الخزاعي //
- ۵۸۳۰ عمرو بن ذی النور الدوسی //
- ۵۸۳۱ عمرو بن ربيع //
- ۵۸۳۲ (ز) عمرو بن ربيعہ ۱۸۲ //
- ۵۸۳۳ (ز) عمرو بن زائده //
- ۵۸۳۴ عمرو بن زرارہ الانصاری //
- ۵۸۳۵ عمرو بن زرارہ //
- ۵۸۳۶ عمرو بن ابی زهير //
- ۵۸۳۷ عمرو بن سالم ۱۸۳ //
- ۵۸۳۸ عمرو بن سبع الراوی ۱۸۳ //
- ۵۸۳۹ عمرو بن سراقہ //
- ۵۸۴۰ عمرو بن ابی سرح ۱۸۵ //
- ۵۸۴۱ عمرو بن سعد بن الحارث //
- ۵۸۴۲ (ز) عمرو بن سعد بن عمرو //
- ۵۸۴۳ عمرو بن سعد بن معاذی //
- ۵۸۴۴ عمرو بن سعد ۱۸۶ //
- ۵۸۴۵ عمرو بن سعد //
- ۵۸۴۶ عمرو بن سَعْدی قرظی //
- ۵۸۴۷ (ز) عمرو بن سَعْوَاء ۱۸۷ //
- ۵۸۴۸ (ز) عمرو بن سَیْد //
- ۵۸۴۹ عمرو بن سَیْد الثقفی ۱۸۸ //
- ۵۸۵۰ عمرو بن سَیْد الهَدَلی //
- ۵۸۵۱ عمرو بن سفیان الثقفی ۱۸۹ //
- ۵۸۵۲ عمرو بن سفیان المحاربی //
- ۵۸۵۳ عمرو بن سفیان بن عبد شمس //
- ۵۸۵۴ عمرو بن سفیان العوفی ۱۹۰ //

- ۱۹۷ عمرو بن طلح الجنی ۵۸۸۲
 ۱۹۸ عمرو بن طلح ۵۸۸۳
 ۱۹۹ عمرو بن عاصم اشعری ۵۸۸۴
 ۲۰۰ عمرو بن عامر ۵۸۸۵
 ۲۰۱ عمرو بن عامر بن الطفیل ۵۸۸۶
 ۲۰۲ عمرو بن عامر بن مالک ۵۸۸۷
 ۲۰۳ عمرو بن عامر انصاری ۵۸۸۸
 ۲۰۴ عمرو بن عبدالاسد المخزومی ۵۸۸۹
 ۲۰۵ عمرو بن عبدالله ۵۸۹۰
 ۲۰۶ عمرو بن عبدالله بن ام حرام ۵۸۹۱
 ۲۰۷ عمرو بن عبدالله البکائی ۵۸۹۲
 ۲۰۸ عمرو بن عبدالله انصاری ۵۸۹۳
 ۲۰۹ عمرو بن عبدالله انصاری ۵۸۹۴
 ۲۱۰ عمرو بن عبدالله الحضرمی ۵۸۹۵
 ۲۱۱ عمرو بن عبدالله الحارثی ۵۸۹۶
 ۲۱۲ عمرو بن عبدالله الضبابی ۵۸۹۷
 ۲۱۳ عمرو بن عبدالله القاری ۵۸۹۸
 ۲۱۴ عمرو بن عبدالحارث ۵۸۹۹
 ۲۱۵ عمرو بن عبدالعزی ۵۹۰۰
 ۲۱۶ عبد بن عبد عمرو ۵۹۰۱
 ۲۱۷ عمرو بن عبدقیس البقیسی الضبی ۵۹۰۲
 ۲۱۸ عمرو بن عبدنہم الاسلامی ۵۹۰۳
 ۲۱۹ عمرو بن عبسہ ۵۹۰۴
 ۲۲۰ عمرو بن عبس ۵۹۰۵
 ۲۲۱ عمرو بن عبیداللہ الحضرمی ۵۹۰۶
 ۲۲۲ عمرو بن عثمان ۵۹۰۷
 ۲۲۳ عمرو بن سفیان البکائی ۵۸۵۵
 ۲۲۴ عمرو بن سلامہ ۵۸۵۶
 ۲۲۵ عمرو بن سلمہ الضمری ۵۸۵۷
 ۲۲۶ عمرو بن سلمہ ۵۸۵۸
 ۲۲۷ عمرو بن سلمہ ۵۸۵۹
 ۲۲۸ عمرو بن سلیم العوفی ۵۸۶۰
 ۲۲۹ عمرو بن سمرہ ۵۸۶۱
 ۲۳۰ عمرو بن سمعی ۵۸۶۲
 ۲۳۱ عمرو بن سنان الخدری ۵۸۶۳
 ۲۳۲ عمرو بن سنہ الاسلامی ۵۸۶۴
 ۲۳۳ عمرو بن سهل ۵۸۶۵
 ۲۳۴ عمرو بن سهل انصاری ۵۸۶۶
 ۲۳۵ عمرو بن سيف البکائی ۵۸۶۷
 ۲۳۶ عمرو بن شاس اسدی ۵۸۶۸
 ۲۳۷ عمرو بن شعیب الثقفی ۵۸۶۹
 ۲۳۸ عمرو بن شُبیل ۵۸۷۰
 ۲۳۹ عمرو بن شراحیل ۵۸۷۱
 ۲۴۰ عمرو بن شُرَحِیل ۵۸۷۲
 ۲۴۱ عمرو بن شُرَیح ۵۸۷۳
 ۲۴۲ عمرو بن الشرید ۵۸۷۴
 ۲۴۳ عمرو بن شعواء ۵۸۷۵
 ۲۴۴ عمرو بن شعیب العَقْدی ۵۸۷۶
 ۲۴۵ عمرو بن شُعْم الثقفی ۵۸۷۷
 ۲۴۶ عمرو بن صَلَیح ۵۸۷۸
 ۲۴۷ عمرو بن طارق ۵۸۷۹
 ۲۴۸ عمرو بن طریف (طفیل کے والد) ۵۸۸۰
 ۲۴۹ عمرو بن الطفیل بن عمرو الدوسی ۵۸۸۱

- ٥٩٠٨ عمرو بن عزرة //
- ٥٩٠٩ عمرو بن عطية //
- ٥٩١٠ (ز) عمرو بن عقبه ٢٠٦
- ٥٩١١ (ز) عمرو بن نيار الانصارى //
- ٥٩١٢ عمرو بن عقيل //
- ٥٩١٣ (ز) عمرو بن عكرمة بن ابى جهل //
- ٥٩١٤ (ز) عمرو بن علقمه //
- ٥٩١٥ (ز) عمرو بن عمرو الحارثى //
- ٥٩١٦ عمرو بن ابى عمرو العجلانى //
- ٥٩١٧ عمرو بن ابى عمرو المزنى ٢٠٧
- ٥٩١٨ عمرو بن ابى عمرو //
- ٥٩١٩ عمرو بن ابى عمرو //
- ٥٩٢٠ (ز) عمرو بن عمير انصارى //
- ٥٩٢١ عمرو بن عمير ٢٠٨
- ٥٩٢٢ (ز) عمرو بن ابى عمير //
- ٥٩٢٣ عمرو بن عميس بن مسعود //
- ٥٩٢٤ عمرو بن عثمة ٢٠٩
- ٥٩٢٥ عمرو بن عوف //
- ٥٩٢٦ عمرو بن عوف انصارى //
- ٥٩٢٧ عمرو بن عوف //
- ٥٩٢٨ عمرو بن غزوة ٢١٠
- ٥٩٢٩ عمرو بن غيلان //
- ٥٩٣٠ عمرو بن الضحيل الزبيدى ٢١١
- ٥٩٣١ (ز) عمرو بن فروه بن عوف انصارى //
- ٥٩٣٢ (ز) عمرو بن فضيل ٢١٢
- ٥٩٣٣ عمرو بن الفغواء //
- ٥٩٣٤ (ز) عمرو بن فلان انصارى //
- ٥٩٣٥ عمرو بن القارى //
- ٥٩٣٦ عمرو بن قيس //
- ٥٩٣٧ (ز) عمرو بن قيس //
- ٥٩٣٨ عمرو بن قيس //
- ٥٩٣٩ عمرو بن قيس //
- ٥٩٤٠ عمرو بن قيس ٢١٣
- ٥٩٤١ عمرو بن قيس العبدى //
- ٥٩٤٢ (ز) عمرو بن قيس الازدى //
- ٥٩٤٣ عمرو بن قره //
- ٥٩٤٤ (ز) عمرو بن كعب //
- ٥٩٤٥ عمرو بن كعب (ظفر كداوا) ٢١٤
- ٥٩٤٦ (ز) عمرو بن كلثوم الخزاعى //
- ٥٩٤٧ عمرو بن كليب اليحصى //
- ٥٩٤٨ عمرو بن مازن الانصارى //
- ٥٩٤٩ (ز) عمرو بن مالك بن جعفر ٢١٥
- ٥٩٥٠ عمرو بن مالك بن عميره //
- ٥٩٥١ عمرو بن مالك بن قيس //
- ٥٩٥٢ (ز) عمرو بن مالك الاشجعى ٢١٦
- ٥٩٥٣ عمرو بن مالك الارسى //
- ٥٩٥٤ عمرو بن مالك العكى ٢١٨
- ٥٩٥٥ (ز) عمرو بن المحجوب العامرى //
- ٥٩٥٦ (ز) عمرو بن محسن انصارى //
- ٥٩٥٧ عمرو بن محسن بن حُرثان الاسدى //
- ٥٩٥٨ عمرو بن محسن (بنيست) //
- ٥٩٥٩ عمرو بن محمد ٢١٩
- ٥٩٦٠ عمرو بن مرجوم العبدى //
- ٥٩٦١ عمرو بن مرداس السلمى //

۵۹۸۹ عمرو الانصاری (سعید کے والد) ۲۳۳

۵۹۹۰ عمرو الانصاری //

۵۹۹۱ (ز) عمرو الیکالی //

۵۹۹۲ عمرو الثمائی ۲۳۳

۵۹۹۳ عمرو الجئی //

۵۹۹۴ (ز) عمرو //

۵۹۹۵ عمرو مولیٰ خباب ۲۳۵

۵۹۹۶ (ز) عمرو الخزاعی //

۵۹۹۷ (ز) عمرو راعی الركاب //

۵۹۹۸ (ز) عمرو رافع //

۵۹۹۹ عمرو //

۶۰۰۰ (ز) عمرو الخفاجی ۲۳۶

۶۰۰۱ (ز) عمرو //

۶۰۰۲ (ز) عمرو الطائی //

۶۰۰۳ عمرو (طفیل کے والد) //

۶۰۰۴ (ز) عمرو العجلانی //

۶۰۰۵ (ز) عمرو الہذلی //

۶۰۰۶ عمرو //

۶۰۰۷ عمرو بن فلان انصاری //

۶۰۰۸ (ز) عمرو (بے نسبت) ۲۳۷

عمران نامی حضرات

۶۰۰۹ عمران بن بلال //

۶۰۱۰ عمران بن الحجاج //

۶۰۱۱ عمران بن حصین //

۶۰۱۲ عمران بن عصام الضبیعی ۲۳۸

۶۰۱۳ عمران بن عمیر //

۶۰۱۴ (ز) عمران بن عویم ۲۳۹

۵۹۹۲ عمرو بن مرہ ۲۴۰

۵۹۹۳ عمرو بن المسبح ۲۴۱

۵۹۹۴ عمرو بن مسعود بن معتب الفقفی ۲۴۲

۵۹۹۵ عمرو بن مطرف //

۵۹۹۶ (ز) عمرو بن مطعم //

۵۹۹۷ عمرو بن معاذ بن الجموح انصاری //

۵۹۹۸ (ز) عمرو بن معاذ ۲۴۳

۵۹۹۹ عمرو بن معاویہ الغاضری //

۵۹۶۰ عمرو بن معبد ۲۴۴

۵۹۶۱ عمرو بن معدیکرب //

۵۹۶۲ (ز) عمرو بن معدیکرب الصدقی ۲۴۸

۵۹۶۳ (ز) عمرو بن ام مکتوم //

۵۹۶۴ عمرو بن النعمان ۲۴۹

۵۹۶۵ (ز) عمرو بن النعمان البیاضی الانصاری //

۵۹۶۶ عمرو بن نعیمان انصاری //

۵۹۶۷ (ز) عمرو بن ہبیرہ ۲۵۰

۵۹۶۸ عمرو بن الہیثم //

۵۹۶۹ عمرو بن ہرم //

۵۹۷۰ (ز) عمرو بن ہلال (رافع مرنی کے والد) //

۵۹۷۱ عمرو بن ہلال المزنی //

۵۹۷۲ عمرو بن وائلہ //

۵۹۷۳ عمرو ۲۵۱

۵۹۷۴ عمرو بن یزیدی الضمری //

۵۹۷۵ عمرو بن یزن ۲۵۲

۵۹۷۶ عمرو بن یزید بن السکن //

۵۹۷۷ عمرو بن یعلیٰ الثقفی //

۵۹۷۸ عمرو الاشعری //

عمیر نامی حضرات کا تذکرہ

- ۶۰۱۵ عمران بن الفضیل ۲۲۰
- ۶۰۱۶ عمیر بن الاخرم العذری //
- ۶۰۱۸ عمیر بن الاخنس ۲۲۱
- ۶۰۱۹ عمیر بن اسد الحضرمی //
- ۶۰۲۰ عمیر بن الفصی الاسلمی //
- ۶۰۲۱ عمیر بن اوس //
- ۶۰۲۲ (ز) عمیر بن امیہ الانصاری //
- ۶۰۲۳ عمیر بن ثابت ۲۲۲
- ۶۰۲۴ (ز) عمیر بن ثابت بن کلفہ //
- ۶۰۲۵ عمیر بن جابر //
- ۶۰۲۶ عمرو بن جودان //
- ۶۰۲۷ عمیر بن حارث ۲۲۳
- ۶۰۲۸ عمیر بن الحارث الازدی //
- ۶۰۲۹ (ز) عمیر بن حارثہ السلمی //
- ۶۰۳۰ عمیر بن حبیب ۲۲۴
- ۶۰۳۱ عمیر بن الحمام //
- ۶۰۳۲ عمیر بن حرشہ القاری ۲۲۵
- ۶۰۳۳ (ز) عمیر بن رثاب //
- ۶۰۳۴ عمیر بن زید بن احمر ۲۲۶
- ۶۰۳۵ (ز) عمیر بن ساعدہ //
- ۶۰۳۶ عمیر بن سعد بن فہد //
- ۶۰۳۷ عمیر بن سعد //
- ۶۰۳۸ عمیر بن سعید ۲۲۷
- ۶۰۳۹ عمیر بن سلمہ //
- ۶۰۴۰ عمیر بن عامر ۲۲۸
- ۶۰۴۱ (ز) عمیر بن عامر //
- ۶۰۴۲ (ز) عمیر بن عبد عمرو //
- ۶۰۴۳ (ز) عمیر بن عبید ۲۲۹
- ۶۰۴۴ عمیر بن عدی //
- ۶۰۴۵ عمیر بن عقبہ ۲۵۰
- ۶۰۴۶ (ز) عمیر بن عقبہ //
- ۶۰۴۷ (ز) عمیر بن عمرو بن عمیر انصاری //
- ۶۰۴۸ (ز) عمیر بن عمرو بن مالک انصاری //
- ۶۰۴۹ (ز) عمیر بن عمرو اللیثی //
- ۶۰۵۰ عمیر بن عرف //
- ۶۰۵۱ (ز) عمیر بن فہد ۲۵۱
- ۶۰۵۲ عمیر بن قتادہ //
- ۶۰۵۳ (ز) عمیر بن قرۃ اللیثی //
- ۶۰۵۴ (ز) عمیر بن مساحق //
- ۶۰۵۵ (ز) عمیر بن معبد بن الازعر //
- ۶۰۵۶ عمیر بن نیار //
- ۶۰۵۷ عمیر بن ودقہ //
- ۶۰۵۸ عمیر بن ابی وقاص ۲۵۲
- ۶۰۵۹ عمیر بن وہب ۲۵۳
- ۶۰۶۰ (ز) عمیر بن وہب الزہری ۲۵۵
- ۶۰۶۱ (ز) عمیر بن ابی الیسر انصاری //
- ۶۰۶۲ (ز) عمیر (بے نسبت) //
- ۶۰۶۳ (ز) عمیر الفزازی ۲۵۶
- ۶۰۶۴ عمیر المزنی //
- ۶۰۶۵ (ز) عمیر //
- ۶۰۶۶ عمیر ۲۵۷
- ۶۰۶۷ (ز) عمیر //
- ۶۰۶۸ (ز) عمیر (بے نسبت) //

- ۶۰۹۳ عوف بن الحارث //
- ۶۰۹۴ عوف بن الحارث //
- ۶۰۹۵ عوف بن حصیرہ //
- ۶۰۹۶ عوف بن ذلہم //
- ۶۰۹۷ عوف بن ربیع ۲۶۳ //
- ۶۰۹۸ عوف بن سراقہ //
- ۶۰۹۹ عوف بن سلمہ //
- ۶۱۰۰ (ز) عوف بن عبدالحارث //
- ۶۱۰۱ عوف بن القعقاع //
- ۶۱۰۲ عوف بن مالک بن ابی عوف الاشجعی ۲۶۵ //
- ۶۱۰۳ (ز) عوف بن مالک النصری ۲۶۶ //
- ۶۱۰۴ (ز) عوف بن نجوہ //
- ۶۱۰۵ عوف الخثعمی //
- ۶۱۰۶ عوف السلمی //
- ۶۱۰۷ عوف الوردکانی //
- ۶۱۰۸ عون بن جعفر //
- ۶۱۰۹ (ز) عون بن قیس ۲۶۷ //
- ۶۱۱۰ (ز) عویج بن خویلد //
- ۶۱۱۱ عویف بن الاضط //
- ۶۱۱۲ عویف بن الوردقانی //
- ۶۱۱۳ عویم ۲۶۸ //
- ۶۱۱۴ (ز) عویم الہذلی //
- ۶۱۱۵ عویم //
- ۶۱۱۶ (ز) عویم بن الاخرم ۲۶۹ //
- ۶۱۱۷ عویم بن اشقر //
- ۶۱۱۸ عویم ابو درداء //
- ۶۱۱۹ (ز) عویم بن حارث ۲۷۰ //

- ۶۰۹۹ (ز) عمیر (دوسرے ہیں) //

عمیرہ نامی حضرات کا تذکرہ

- ۶۰۶۰ (ز) عمیرہ بن سنان ۲۵۸ //
- ۶۰۶۱ عمیرہ ابن فروہ الکندی //
- ۶۰۶۲ عمیرہ ابن مالک الخارقی //
- ۶۰۶۳ عمیرہ //

باب عین کے بعد لون

- ۶۰۶۴ عنبس بن ثعلبہ ۲۵۹ //
- ۶۰۶۵ عنبسہ بن امیہ //
- ۶۰۶۶ عنبسہ بن ربیعہ الجہنی //
- ۶۰۶۷ (ز) عنبسہ بن عدی //
- ۶۰۶۸ عنبہ //
- ۶۰۶۹ عنترہ ۲۶۰ //
- ۶۰۷۰ عنترہ الشیبانی //
- ۶۰۷۱ عنتر //
- ۶۰۷۲ عنتمہ //
- ۶۰۷۳ عنتمہ الجہنی //
- ۶۰۷۴ عنیز (تصغیر) ۲۶۱ //

باب العین جس کے بعد واو ہے

- ۶۰۷۵ العوام بن جھیل //
- ۶۰۷۶ (ز) العوام بن المنذر الطائی ۲۶۲ //
- ۶۰۷۷ عوذ بن عفرا //
- ۶۰۷۸ عوذ الغافقی //
- ۶۰۷۹ عوانہ بن الشماخ //
- ۶۰۸۰ عوسجہ بن حرمہ //
- ۶۰۸۱ عوف بن اثاثہ ۲۶۳ //
- ۶۰۸۲ (ز) عوف بن البلاد //

- ۶۱۳۶ عویمر (قیس کے والد)..... //
- ۶۱۳۷ عویمر المدنی..... //
- باب العین کے بعد یاء**
- ۶۱۳۸ عیَّاذ..... //
- ۶۱۳۹ عیَّاش بن ابی ثور..... ۲۷۱
- ۶۱۴۰ عیَّاش بن ابی ربیعہ..... //
- ۶۱۴۱ (ز) عیَّاش بن علقمہ..... //
- ۶۱۴۲ عیاض بن جمہور..... ۲۷۲
- ۶۱۴۳ عیاض بن الحارث..... //
- ۶۱۴۴ (ز) عیاض بن حارث انصاری..... //
- ۶۱۴۵ عیاض بن حمار..... //
- ۶۱۴۶ عیاض بن خویلد الہذلی ثم الضبیعی..... //
- ۶۱۴۷ (ز) عیاض بن زُعب..... ۲۷۳
- ۶۱۴۸ عیاض بن زہیر..... ۲۷۴
- ۶۱۴۹ عیاض بن زید العبدی..... //
- ۶۱۵۰ عیاض بن سعید..... //
- ۶۱۵۱ عیاض بن سلیمان..... //
- ۶۱۵۲ عیاض بن عبد اللہ الضمری..... ۲۷۵
- ۶۱۵۳ عیاض بن عبد اللہ الثقفی..... //
- ۶۱۵۴ عیاض بن عبد اللہ..... //
- ۶۱۵۵ عیاض بن عمرو..... //
- ۶۱۵۶ عیاض بن عمرو الاشعری..... ۲۷۶
- ۶۱۵۷ عیاض بن غنم..... //
- ۶۱۵۸ (ز) عیاض بن غنم الاشعری..... ۲۷۷
- ۶۱۵۹ عیاض بن یزید..... //
- ۶۱۶۰ عیاض انصاری..... ۲۷۸
- ۶۱۶۱ (ز) عیاض الکندی..... //
- ۶۱۶۲ (ز) عیَّدان بن آشوع الحضرمی..... //
- ۶۱۶۳ (ز) عیسیٰ بن عبد اللہ الصباحی..... ۲۷۹
- ۶۱۶۴ عیسیٰ بن عقیل الثقفی..... //
- ۶۱۶۵ عیسیٰ بن لقیم العبسی..... //
- ۶۱۶۶ عیسیٰ المسیح..... //
- ۶۱۶۷ العیص بن ضمیرہ..... ۲۸۰
- ۶۱۶۸ عیینہ بن حصن..... //
- ۶۱۶۹ عیینہ بن عاشہ المرّی..... ۲۸۱
- القسم الثانی از حرف عین**
- باب العین جس کے بعد الف ہے**
- ۶۱۷۰ (ز) عاصم بن عروۃ..... //
- ۶۱۷۱ عاصم بن عمر..... //
- ۶۱۷۲ (ز) عامر بن عبد المطلب..... ۲۸۸
- ۶۱۷۳ عامر بن الطفیل..... //
- ۶۱۷۴ عائذ اللہ بن عبد اللہ..... //
- باب العین کے بعد یاء**
- ۶۱۷۵ عباس بن عباس..... ۲۸۹
- ۶۱۷۶ (ز) عباس بن عتبہ..... //
- ۶۱۷۷ عباس بن علقمہ..... //
- ۶۱۷۸ عبد اللہ..... //
- ۶۱۷۹ عبد اللہ بن ابی احمد..... //
- ۶۱۸۰ عبد اللہ بن ابی امامہ..... ۲۹۰
- ۶۱۸۱ عبد اللہ بن ابی اوفی اسلمی..... //
- ۶۱۸۲ (ز) عبد اللہ بن بقطر..... //
- ۶۱۸۳ (ز) عبد اللہ بن ثابت..... //
- ۶۱۸۴ (ز) عبد اللہ بن ثابت بن الجذع انصاری... //
- ۶۱۸۵ (ز) عبد اللہ بن حرث بن عمرو..... //

- ۶۱۳۶ عویمر (قیس کے والد)..... //
- ۶۱۳۷ عویمر المدنی..... //
- باب العین کے بعد یاء**
- ۶۱۳۸ عیَّاذ..... //
- ۶۱۳۹ عیَّاش بن ابی ثور..... ۲۷۱
- ۶۱۴۰ عیَّاش بن ابی ربیعہ..... //
- ۶۱۴۱ (ز) عیَّاش بن علقمہ..... //
- ۶۱۴۲ عیاض بن جمہور..... ۲۷۲
- ۶۱۴۳ عیاض بن الحارث..... //
- ۶۱۴۴ (ز) عیاض بن حارث انصاری..... //
- ۶۱۴۵ عیاض بن حمار..... //
- ۶۱۴۶ عیاض بن خویلد الہذلی ثم الضبیعی..... //
- ۶۱۴۷ (ز) عیاض بن زُعب..... ۲۷۳
- ۶۱۴۸ عیاض بن زہیر..... ۲۷۴
- ۶۱۴۹ عیاض بن زید العبدی..... //
- ۶۱۵۰ عیاض بن سعید..... //
- ۶۱۵۱ عیاض بن سلیمان..... //
- ۶۱۵۲ عیاض بن عبد اللہ الضمری..... ۲۷۵
- ۶۱۵۳ عیاض بن عبد اللہ الثقفی..... //
- ۶۱۵۴ عیاض بن عبد اللہ..... //
- ۶۱۵۵ عیاض بن عمرو..... //
- ۶۱۵۶ عیاض بن عمرو الاشعری..... ۲۷۶
- ۶۱۵۷ عیاض بن غنم..... //
- ۶۱۵۸ (ز) عیاض بن غنم الاشعری..... ۲۷۷
- ۶۱۵۹ عیاض بن یزید..... //
- ۶۱۶۰ عیاض انصاری..... ۲۷۸
- ۶۱۶۱ (ز) عیاض الکندی..... //

- ٢٩١ عبدالله بن حارث بن نوفل (٦١٤٠)
- // عبدالله بن حارث (٦١٤١)
- // عبدالله بن خالد (٦١٤٢)
- // عبدالله بن زيد (٦١٤٣)
- ٢٩٢ عبدالله بن سبرة الحرشي (٦١٤٤)
- // عبدالله بن منذر الجذامي (٦١٤٥)
- // عبدالله بن سهل بن قُرْطَة انصاري (٦١٤٦)
- // عبدالله بن سهل بن خنيف انصاري (٦١٤٧)
- ٢٩٣ عبدالله بن شداد (٦١٤٨)
- // عبدالله بن صفوان (٦١٤٩)
- ٢٩٤ عبدالله بن ابي طلحة (٦١٥٠)
- // عبدالله بن عامر (٦١٥١)
- ٢٩٥ عبدالله بن عبدالله بن سراقه (٦١٥٢)
- ٢٩٦ عبدالله بن عبدالله بن عامر (٦١٥٣)
- // عبدالله بن عبدالرحمن (٦١٥٤)
- // عبدالله بن عبد القاري (٦١٥٥)
- ٢٩٧ عبدالله بن عثمان (٦١٥٦)
- // عبدالله بن عدى بن الخيار التوفلي (٦١٥٧)
- // عبدالله بن عمرو (٦١٥٨)
- ٢٩٨ عبدالله بن فضالة الليثي (٦١٥٩)
- ٢٩٩ عبدالله بن قيس (٦١٦٠)
- // عبدالله بن كعب (٦١٦١)
- ٣٠٠ عبدالله بن مسعود (٦١٦٢)
- // عبدالله بن مطيع (٦١٦٣)
- ٣٠١ عبدالله بن معبد (٦١٦٤)
- // عبدالله بن المقداد بن الاسود (٦١٦٥)
- // عبدالله بن هاني (٦١٦٦)
- ٣٠٢ عبدالله بن ورقاء (٦١٦٧)
- // عبدالله بن وهب (٦١٦٨)
- // عبدالله (٦١٦٩)
- // عبدالله بن جارية (٦١٧٠)
- // عبدالرحمن بن الحارث (٦١٧١)
- ٣٠٣ عبدالرحمن بن حاطب (٦١٧٢)
- // عبدالله بن الحباب (٦١٧٣)
- ٣٠٤ عبدالرحمن بن حَزْن (٦١٧٤)
- // عبدالرحمن بن حسان (٦١٧٥)
- // عبدالرحمن بن ام الحكم (٦١٧٦)
- // عبدالرحمن بن حميد (٦١٧٧)
- ٣٠٥ عبدالله بن حويطب (٦١٧٨)
- // عبدالرحمن بن خالد (٦١٧٩)
- ٣٠٦ عبدالله بن خباب (٦١٨٠)
- // عبدالرحمن بن الزجاج (٦١٨١)
- // عبدالرحمن بن زمعه (٦١٨٢)
- ٣٠٧ عبدالرحمن بن زيد (٦١٨٣)
- ٣٠٨ عبدالرحمن بن السائب (٦١٨٤)
- // عبدالرحمن بن سعد (٦١٨٥)
- // عبدالله بن سهل (٦١٨٦)
- // عبدالله بن شداد بن الهادي (٦١٨٧)
- // عبدالرحمن شَرْحِيل بن حسنة (٦١٨٨)
- ٣٠٩ عبدالله بن شقران (٦١٨٩)
- // عبدالرحمن بن شيبة بن عثمان الحنظلي (٦١٩٠)
- // عبدالرحمن بن صُبَيْحَة التيمي (٦١٩١)
- // عبدالرحمن بن صفوان (٦١٩٢)
- ٣١٠ عبدالرحمن بن العباس (٦١٩٣)

عثمان بن عبد الرحمن ۶۲۴۹ //

عثمان بن عید اللہ ۶۲۵۰ //

باب عین کے بعد وال

(ز) عدی بن الحُمیر ۶۲۵۱ //

(ز) عدی بن کعب ۶۲۵۲ //

باب عین کے بعد راء

(ز) عَرام بن المنذر ۶۲۵۳ //

باب عین کے بعد طاء

عطاء بن یعقوب المدني ۶۲۵۴ //

باب عین کے بعد قاف

(ز) عقرب بن ابی عقرب ۶۲۵۵ //

(ز) عقبہ بن اہبان ۶۲۵۶ //

(ز) عقبہ بن نافع ۶۲۵۷ //

باب عین کے بعد لام

العلاء بن عدی ۶۲۵۸ //

العلاء بن یزید ۶۲۵۹ //

علقمة بن وقاص الليثی ۶۲۶۰ //

(ز) علقمة بن سعد ۶۲۶۱ //

(ز) علقمة بن وقاص ۶۲۶۲ //

علی بن عدی بن ربیعہ ۶۲۶۳ //

علی بن ابی رافع (مولا النبی ﷺ) ۶۲۶۴ //

باب عین کے بعد میم

عمار بن سعد القرظی ۶۲۶۵ //

عمرو بن حُزابة ۶۲۶۶ //

(ز) عمرو بن حمزة ۶۲۶۷ //

عمرو بن سعد بن معاذ انصاری ۶۲۶۸ //

(ز) عمرو بن سهل ۶۲۶۹ //

عبد الرحمن بن عبد اللہ ۶۲۴۹ //

عبد الرحمن بن عبد القاری ۶۲۴۵ //

عبد الرحمن بن عتاب ۶۲۴۶ //

عبد الرحمن بن عدی ۶۲۴۷ //

عبد الرحمن بن عمر ۶۲۴۸ //

عبد الرحمن بن ابی عمرہ ۶۲۴۹ //

عبد الرحمن بن عویم ۶۲۵۰ //

عبد الرحمن بن عیسیٰ ۶۲۵۱ //

(ز) عبد الرحمن بن کعب ۶۲۵۲ //

عبد الرحمن بن مُجیریز ۶۲۵۳ //

عبد الرحمن بن معاذ ۶۲۵۴ //

(ز) عبد الرحمن بن الولید ۶۲۵۵ //

(ز) عبد الرحمن بن یزید ۶۲۵۶ //

عبد الرحمن الانصاری ۶۲۵۷ //

عبد الرحمن بن سعید ۶۲۵۸ //

(ز) عبد الملك بن نبیط ۶۲۵۹ //

عُبَید اللہ (تغیر ہے) ابن عدی بن الخیار ۶۲۶۰ //

عُبَید اللہ بن عمر ۶۲۶۱ //

عُبَید اللہ بن معمر ۶۲۶۲ //

عبد ابن رفاعہ بن رافع الزرقی ۶۲۶۳ //

عبد بن عمر ۶۲۶۴ //

باب عین کے بعد ثاء

عتبة بن ابی سفیان ۶۲۶۵ //

باب عین کے بعد ذاء

(ز) عثمان بن بُدیل ۶۲۶۶ //

عثمان بن عاص ۶۲۶۷ //

(ز) عثمان بن ابی العاص ۶۲۶۸ //

۶۲۹۲ (ز) عائذ بن اللہیہ

۶۲۹۳ (ز) عائش بن الصامت

باب عین کے بعد باء

۶۲۹۴ (ز) عبّاد بن الجُندی

۶۲۹۵ (ز) عبّاد بن رفاعۃ العنزی

۶۲۹۶ (ز) عبّاد بن زُرّعة بن النعمان الثعلبی

۶۲۹۷ (ز) عبّاد العَصْری

۶۲۹۸ (ز) عباد الناجی

۶۲۹۹ (ز) عبد اللہ بن ارطاة

۶۳۰۰ (ز) عبد اللہ بن اسید الخولانی

۶۳۰۱ (ز) عبد اللہ بن اصحمة الحبشی

۶۳۰۲ (ز) عبد اللہ بن بکر

۶۳۰۳ (ز) عبد اللہ بن بَرید

۶۳۰۴ (ز) عبد اللہ بن ثوب

۶۳۰۵ (ز) عبد اللہ بن جبیر الخزاعی

۶۳۰۶ (ز) عبد اللہ بن حارث

۶۳۰۷ (ز) عبد اللہ بن حارث

۶۳۰۸ (ز) عبد اللہ بن حذق

۶۳۰۹ (ز) عبد اللہ بن الحرّ العنسی

۶۳۱۰ (ز) عبد اللہ بن حَزْن

۶۳۱۱ (ز) عبد اللہ بن الخریّت البکری

۶۳۱۲ (ز) عبد اللہ بن خلف الخزاعی

۶۳۱۳ (ز) عبد اللہ بن خلیفہ البولانی الطائی

۶۳۱۴ (ز) عبد اللہ بن خنیس العامری

۶۳۱۵ (ز) عبد اللہ بن دارۃ

۶۳۱۶ (ز) عبد بن ذباب

۶۳۱۷ (ز) عبد اللہ بن ابی رهم

۶۲۶۰ (ز) عمرو بن ابی طلحة انصاری

۶۲۶۱ عمرو بن عتبہ

۶۲۶۲ عمرو بن هشام

۶۲۶۳ (ز) عمران بن طلحة

۶۲۶۴ (ز) عمیر بن ابی عزیز

باب عین کے بعد نون

۶۲۶۵ (ز) عنبسة بن ابی سفیان

باب عین کے بعد واء

۶۲۶۶ عون بن العباس

۶۲۶۷ عون بن عبیدۃ

باب عین کے بعد یاء

۶۲۶۸ عیاض بن عدی بن الخیار

قسم الثالث

باب عین کے بعد الف

۶۲۶۹ عارض الجُشمی

۶۲۷۰ (ز) عاصم بن حمید السکونی الحمصی

۶۲۷۱ (ز) عاصم بن خلیفہ

۶۲۷۲ (ز) عاصم بن عبد اللہ

۶۲۷۳ (ز) عاصیۃ السلمی

۶۲۷۴ (ز) عامر بن الاضبط

۶۲۷۵ عامر بن جحدم الحضرمی

۶۲۷۶ (ز) عامر بن عبد قیس

۶۲۷۷ (ز) عامر بن عبد الاسد

۶۲۷۸ عامر بن عقبہ

۶۲۷۹ (ز) عامر بن مالک

۶۲۸۰ (ز) عامر حمل

۶۲۸۱ عائذ بن قیس الجرُمُغری

- ٢٣٥ عبدالله بن كعب ٦٣٢٥ //
- // عبدالله بن كليب ٦٣٢٦ //
- // (ز) عبدالله ابن كَيْسِيَّة النهدي ٦٣٢٧ //
- // (ز) عبدالله بن لحي ٦٣٢٨ //
- ٢٣٦ عبدالله بن مجيب المَضْرَحِي ٦٣٢٩ //
- // (ز) عبدالله بن مجمع ٦٣٣٠ //
- // عبدالله بن مخمر ٦٣٣١ //
- // (ز) عبدالله بن مرّه العامري ٦٣٣٢ //
- // عبدالله بن المنذر ٦٣٣٣ //
- // عبدالله بن المنذر بن كعب ٦٣٣٤ //
- ٢٣٧ (ز) عبدالله بن نزار العبّسي ٦٣٣٥ //
- // عبدالله النجاشي ٦٣٣٦ //
- // عبدالله بن نضلة ٦٣٣٧ //
- // عبدالله بن هاني ٦٣٣٨ //
- // (ز) عبدالله بن هذاج الحنفي ٦٣٣٩ //
- // عبدالله بن ورقاء الاسدي ٦٣٤٠ //
- // (ز) عبدالله بن وهب الراسبي ٦٣٤١ //
- ٢٣٨ (ز) عبدالله بن يزيد ٦٣٤٢ //
- // (ز) عبدالله التميمي ٦٣٤٣ //
- // (ز) عبد الجّد بن عبدالعزيز ٦٣٤٤ //
- ٢٣٩ (ز) عبد الحَجَر بن سراقه ٦٣٤٥ //
- // عبد خير بن يزيد ٦٣٤٦ //
- // (عبد الرحمن بن اربد الاسدي ٦٣٤٧ //
- // عبد الرحمن بن الازور ٦٣٤٨ //
- ٢٤٠ (ز) عبد الرحمن بن تيم ٦٣٤٩ //
- // عبد الرحمن بن حبيش الاسدي ٦٣٥٠ //
- // عبد الرحمن بن ذي الجرة الحميري ٦٣٥١ //
- ٢٣١٨ عبدالله بن روية ٦٣١٨ //
- ٢٣١٩ عبدالله بن ابي رومان ٦٣١٩ //
- ٢٣٢٠ عبدالله بن ابي زهير ٦٣٢٠ //
- ٢٣٢١ عبدالله بن زيد الكندي الدريكي ٦٣٢١ //
- ٢٣٢٢ عبدالله بن زيد الكندي ٦٣٢٢ //
- ٢٣٢٣ عبدالله بن ساعده الهذلي ٦٣٢٣ //
- ٢٣٢٤ عبدالله بن سبرة الحرشي ٦٣٢٤ //
- ٢٣٢٥ عبدالله بن سراقه الازدي ٦٣٢٥ //
- ٢٣٢٦ عبدالله بن سعد ٦٣٢٦ //
- ٢٣٢٧ عبدالله بن سلمة ٦٣٢٧ //
- ٢٣٢٨ عبدالله بن سلمة المرادي ٦٣٢٨ //
- ٢٣٢٩ عبدالله بن سلمة الهمداني ٦٣٢٩ //
- ٢٣٣٠ عبدالله بن سنان ٦٣٣٠ //
- ٢٣٣١ عبدالله بن سوار ٦٣٣١ //
- ٢٣٣٢ عبدالله بن سويد ٦٣٣٢ //
- ٢٣٣٣ عبدالله بن شهاب الخولاني ٦٣٣٣ //
- ٢٣٣٤ عبدالله بن الطفيل ٦٣٣٤ //
- ٢٣٣٥ عبدالله بن عبدالعزيز ٦٣٣٥ //
- ٢٣٣٦ عبدالله بن عتبة ٦٣٣٦ //
- ٢٣٣٧ عبدالله بن حكيم الجهني ٦٣٣٧ //
- ٢٣٣٨ عبدالله بن عمرو ايشكري ٦٣٣٨ //
- ٢٣٣٩ عبدالله بن عميرة ٦٣٣٩ //
- ٢٣٤٠ عبدالله بن عنمة الضبي ٦٣٤٠ //
- ٢٣٤١ عبدالله بن قيس ٦٣٤١ //
- ٢٣٤٢ عبدالله بن قيس الهمداني ٦٣٤٢ //
- ٢٣٤٣ عبدالله بن قيس الكندي ٦٣٤٣ //
- ٢٣٤٤ عبدالله بن كامل ٦٣٤٤ //

- ۶۳۹۹ (ز) عید ابن ام کلاب //
- ۶۳۹۸ (ز) عید بن مُنْقَذ ۶۵۸
- ۶۳۹۷ (ز) عید بن نضلة الخزاعی //
- ۶۳۹۶ (ز) عید //
- ۶۳۹۵ (ز) عید انصاری //
- ۶۳۹۴ (ز) عید الثقفی //
- ۶۳۹۳ عید المحاربی ۳۵۹
- ۶۳۹۲ (ز) عید //
- ۶۳۹۱ عیده //
- ۶۳۹۰ عیس //
- باب عین کے بعد ثناء**
- ۶۳۸۹ (ز) عتاب بن سلمة ۳۶۰
- ۶۳۸۸ عتبه بن ربیعہ //
- ۶۳۸۷ عتبه بن الوغل التغلبی //
- ۶۳۸۶ (ز) عتیس بن عرقوب //
- ۶۳۸۵ عتیبہ ابن عتیبہ بن مرداس التمیمی //
- ۶۳۸۴ (ز) عتیبہ بن النہاس العجلی ۳۶۱
- ۶۳۸۳ عثعث بن عمرو الکندی //
- باب عین کے بعد جیم**
- ۶۳۸۲ (ز) عجاج رجزیہ شاعر ۳۶۲
- باب عین کے بعد وال**
- ۶۳۸۱ عدی بن عمرو //
- ۶۳۸۰ (ز) عدی بن کعب //
- باب عین کے بعد راء**
- ۶۳۷۹ (ز) عروام بن المنذر //
- ۶۳۷۸ (ز) عرقبة السلمي ۳۶۳
- ۶۳۷۷ عرقبة بن خزیمہ //
- ۶۳۷۶ (ز) عبدالرحمن بن سلمة //
- ۶۳۷۵ عبدالرحمن بن عائذ الحمصی //
- ۶۳۷۴ (ز) عبدالرحمن بن عبدالله //
- ۶۳۷۳ عبدالرحمن بن عسيلة ۳۵۱
- ۶۳۷۲ عبدالرحمن بن ابی عرف الجرشى الحمصی //
- ۶۳۷۱ (ز) عبدالرحمن بن غنم //
- ۶۳۷۰ عبدالرحمن بن قیس ۳۵۲
- ۶۳۶۹ (ز) عبدالرحمن بن مسلمہ شامی //
- ۶۳۶۸ عبدالرحمن بن مُطَرِّح الحنفی ۳۵۳
- ۶۳۶۷ (ز) عبدالرحمن بن مَکَل //
- ۶۳۶۶ عبدالرحمن بن مُلَجم المرادی //
- ۶۳۶۵ عبدالرحمن بن النعمان ۳۵۴
- ۶۳۶۴ (ز) عبدالرحمن بن یزید اللّخمی //
- ۶۳۶۳ عبد عمرو بن مُفَرَّغ //
- ۶۳۶۲ عبد عمرو بن یزید //
- ۶۳۶۱ عبدالمنان بن المتلمس //
- ۶۳۶۰ عبد بن الجُندى //
- ۶۳۵۹ (ز) عبد بن عبد //
- ۶۳۵۸ عبد بن غوث الحمیری ۳۵۵
- ۶۳۵۷ عبد بن قیس بن یجرہ //
- ۶۳۵۶ (ز) عبدة بن الطیب //
- ۶۳۵۵ (ز) عبیدالله بن الحر ۳۵۶
- ۶۳۵۴ (ز) عبیدالله بن صبرة //
- ۶۳۵۳ عبید ابن سراقہ حجازی //
- ۶۳۵۲ (ز) عبید بن جحش ۳۵۷
- ۶۳۵۱ عبید بن شریة //
- ۶۳۵۰ (ز) عبید بن غاضرة //

- ٦٣٩٣ (ز) عمرو بن قريظ العامري
- ٦٣٩٥ (ز) عمرو بن الاحمر
- ٦٣٩٦ (ز) عمرو بن الاسود العبسي
- ٦٣٩٧ (ز) عمرو بن الاسود
- ٦٣٩٨ (ز) عمرو بن البراقة
- ٦٣٩٩ (ز) عمرو بن القيسي
- ٦٤٠٠ (ز) عمرو بن ثبي
- ٦٤٠١ (ز) عمرو بن ثعلبة الخشني
- ٦٤٠٢ (ز) عمرو بن جره
- ٦٤٠٣ (ز) عمرو بن جندب
- ٦٤٠٤ (ز) عمرو بن حارث بن عمرو
- ٦٤٠٥ (ز) عمرو بن الاشرف العتكي
- ٦٤٠٦ (ز) عمرو بن الجسر
- ٦٤٠٧ (ز) عمرو بن الحجاج الزبيدي
- ٦٤٠٨ (ز) عمرو بن حسان
- ٦٤٠٩ (ز) عمرو بن الحضرمي
- ٦٤١٠ (ز) عمرو بن ابي حمزة الهذلي
- ٦٤١١ (ز) عمرو بن خفاجي العامري
- ٦٤١٢ (ز) عمرو بن ابي الخير
- ٦٤١٣ (ز) عمرو بن ربيعة
- ٦٤١٤ (ز) عمرو بن سلمة
- ٦٤١٥ (ز) عمرو بن ابي سلمى الهجمي
- ٦٤١٦ (ز) عمرو بن شاس
- ٦٤١٧ (ز) عمرو بن شرحبيل الهمداني
- ٦٤١٨ (ز) عمرو بن شمير بن غزيه اليماني
- ٦٤١٩ (ز) عمرو بن طريف
- ٦٤٢٠ (ز) عمرو بن ظالم
- ٦٣٩٤ (ز) عمرو بن عامر السلمي
- ٦٣٩٥ (ز) عمرو بن عبدة
- ٦٣٩٦ (ز) عمرو بن عبدالله
- ٦٣٩٧ (ز) عمرو بن عبدالله
- ٦٣٩٨ (ز) عمرو بن عدى
- ٦٣٩٩ (ز) عمرو بن عريب
- ٦٤٠٠ (ز) عمرو بن عطية
- ٦٤٠١ (ز) عمرو بن ابي عقرب
- ٦٤٠٢ (ز) عمرو بن علقمة
- ٦٤٠٣ (ز) عمرو بن قيصة
- ٦٤٠٤ (ز) عمرو بن قريظ
- ٦٤٠٥ (ز) عمرو بن كريب
- ٦٤٠٦ (ز) عمرو بن كلاب
- ٦٤٠٧ (ز) عمرو بن كليب ايحصى
- ٦٤٠٨ (ز) عمرو بن كيسبة النهدي
- ٦٤٠٩ (ز) عمرو بن مالك
- ٦٤١٠ (ز) عمرو بن مالك الجهني
- ٦٤١١ (ز) عمرو بن مخزوم الغاضري
- ٦٤١٢ (ز) عمرو بن مرداس
- ٦٤١٣ (ز) عمرو بن مرة
- ٦٤١٤ (ز) عمرو بن معاوية
- ٦٤١٥ (ز) عمرو بن متبة
- ٦٤١٦ (ز) عمرو بن المنذر
- ٦٤١٧ (ز) عمرو بن ميمون الاودي
- ٦٤١٨ (ز) عمرو بن النعمان
- ٦٤١٩ (ز) عمرو بن الهذيل العبدى الربعي
- ٦٤٢٠ (ز) عمرو بن وبرة

- ٦٣٩٤ (ز) عمرو بن قريظ العامري
- ٦٣٩٥ (ز) عمرو بن الاحمر
- ٦٣٩٦ (ز) عمرو بن الاسود العبسي
- ٦٣٩٧ (ز) عمرو بن الاسود
- ٦٣٩٨ (ز) عمرو بن البراقة
- ٦٣٩٩ (ز) عمرو بن القيسي
- ٦٤٠٠ (ز) عمرو بن ثبي
- ٦٤٠١ (ز) عمرو بن ثعلبة الخشني
- ٦٤٠٢ (ز) عمرو بن جره
- ٦٤٠٣ (ز) عمرو بن جندب
- ٦٤٠٤ (ز) عمرو بن حارث بن عمرو
- ٦٤٠٥ (ز) عمرو بن الاشرف العتكي
- ٦٤٠٦ (ز) عمرو بن الجسر
- ٦٤٠٧ (ز) عمرو بن الحجاج الزبيدي
- ٦٤٠٨ (ز) عمرو بن حسان
- ٦٤٠٩ (ز) عمرو بن الحضرمي
- ٦٤١٠ (ز) عمرو بن ابي حمزة الهذلي
- ٦٤١١ (ز) عمرو بن خفاجي العامري
- ٦٤١٢ (ز) عمرو بن ابي الخير
- ٦٤١٣ (ز) عمرو بن ربيعة
- ٦٤١٤ (ز) عمرو بن سلمة
- ٦٤١٥ (ز) عمرو بن ابي سلمى الهجمي
- ٦٤١٦ (ز) عمرو بن شاس
- ٦٤١٧ (ز) عمرو بن شرحبيل الهمداني
- ٦٤١٨ (ز) عمرو بن شمير بن غزيه اليماني
- ٦٤١٩ (ز) عمرو بن طريف
- ٦٤٢٠ (ز) عمرو بن ظالم

۶۵۳۶ (ز) عمرو بن یفریہ

۶۵۳۷ (ز) عمرو بن یزید بن حارث الذہلی ۳۸۶

۶۵۳۸ (ز) عمرو بن یزید

۶۵۳۹ (ز) عمرو بن فلان

۶۵۴۰ (ز) عمران بن تیم

۶۵۴۱ (ز) عمران بن سَوَادَة

۶۵۴۲ (ز) عمران بن مَرَّة الشیبانی

۶۵۴۳ (ز) عمیر بن الاسود العنسی ۳۸۷

۶۵۴۴ (ز) عمیر بن الحصین النجرانی ۳۸۸

۵۶۳۰ (ز) عمیر بن بنان

۶۵۴۱ (ز) عمیر بن شُبْرَمَة

۶۵۴۲ (ز) عمیر بن ابی شَمْر

۶۵۴۳ (ز) عمیر بن ضابی الیشکری (دوسرے ہیں)

۶۵۴۴ (ز) عمیر ذو مَرَّان ۳۸۹

۶۵۴۵ (ز) عُمَیْرَة ابن بجرہ

باب العین کے بعد نوں

۶۵۴۶ (ز) عُبَیْرَة بن الاحوش ۳۹۰

۶۵۴۷ (ز) عنبس بن ثعلبہ البلوی

باب الحین کے بعد واو

۶۵۴۸ (ز) عَوَّام بن المنذر

۶۵۴۹ (ز) عوف بن حاجر الازدی

۶۵۵۰ (ز) عوف بن الحصین ۳۹۱

۶۵۵۱ (ز) عوف بن ابی حیة البجلی

۶۵۵۲ (ز) عوف بن عبد اللہ الاسدی

۶۵۵۳ (ز) عوف بن عبد اللہ ۳۹۲

۶۵۵۴ (ز) عوف بن مالک الخثعمی

۶۵۵۵ (ز) عوف بن مرارہ السکونی

باب عین کے بعد یا

۶۵۳۸ (ز) عِیَاز ۳۹۳

۶۵۳۹ (ز) عیاض بن سُفیان

۶۵۴۰ (ز) عیاض بن غطف السکونی

۶۵۴۱ (ز) عیاض الثُمَالی

قسم الرابع

باب عین کے بعد الف

۶۵۵۲ (ز) العاصی بن هشام ۳۹۴

۶۵۵۳ (ز) عاصم بن عاصم ابوشمر ۳۹۵

۶۵۵۴ (ز) عاصم بن عدی

۶۵۵۵ (ز) عاصم المازنی

۶۵۵۶ (ز) عامر بن جعفر بن کلاب

۶۵۵۷ (ز) عامر بن حذیدہ انصاری ۳۹۶

۶۵۵۸ (ز) عامر بن الطفیل

۶۵۵۹ (ز) عامر بن عبد اللہ

۶۵۶۰ (ز) عامر بن عبد اللہ ۳۹۷

۶۵۶۱ (ز) عامر بن عُبْدَة

۶۵۶۲ (ز) عامر بن لَکْدِین الاشعری

۶۵۶۳ (ز) عامر بن مالک الکعبی ۳۹۸

۶۵۶۴ (ز) عامر بن مالک

۶۵۶۵ (ز) عامر المزنی ابوہلال ۳۹۹

۶۵۶۶ (ز) عامر ابوہشام

باب عین کے بعد باء

۶۵۶۷ (ز) عباد بن عمرو

۶۵۶۸ (ز) عباد بن احمر المازنی

- ۶۵۹۶ عباد بن الحساس..... //
- ۶۵۹۷ عباد بن المطلب..... //
- ۶۵۹۸ عباد بن تمیم..... ۳۰۰
- ۶۵۹۹ عباد بن سلیمان..... //
- ۶۶۰۰ عباس بن جهمان..... //
- ۶۶۰۱ عبدالاعلی بن عدی البهرانی..... //
- ۶۶۰۲ (ز) عبدالله بن ابراهیم الانصاری..... ۳۰۱
- ۶۶۰۳ عبدالله بن ابی الاسد..... //
- ۶۶۰۴ (ز) عبدالله بن الاسود المزنی..... //
- ۶۶۰۵ عبدالله بن انیسہ الاسلمی..... //
- ۶۶۰۶ عبدالله بن ابی انیسہ..... ۳۰۲
- ۶۶۰۷ عبدالله بن بشر الحمصی..... //
- ۶۶۰۸ عبدالله بن یغیل..... //
- ۶۶۰۹ عبدالله بن جبر..... //
- ۶۶۱۰ عبدالله بن جبیر الخزاعی..... //
- ۶۶۱۱ (ز) عبدالله بن جزء الزبیدی..... ۳۰۳
- ۶۶۱۲ عبدالله بن الحارث ابواسحاق..... //
- ۶۶۱۳ عبدالله بن حارث بن اوس الثقفی..... //
- ۶۶۱۴ عبدالله بن الحارث بن ابی ریعہ المخزومی..... //
- ۶۶۱۵ عبدالله بن حارث بن زید..... ۳۰۴
- ۶۶۱۶ عبدالله بن حارث..... //
- ۶۶۱۷ (ز) عبدالله بن الحارث العبدی..... //
- ۶۶۱۸ (ز) عبدالله بن الحجاج الثمالی..... //
- ۶۶۱۹ عبدالله بن حرام..... //
- ۶۶۲۰ (ز) عبدالله بن ابی حرام..... ۳۰۵
- ۶۶۲۱ عبدالله بن حُزابه..... //
- ۶۶۲۲ عبدالله بن الحسن..... //
- ۶۵۹۶ عبدالله بن مکمل الازدی..... //
- ۶۵۹۷ عبدالله بن حکیم الجهنی..... ۳۰۶
- ۶۵۹۸ عبدالله بن حکیم..... //
- ۶۵۹۹ (ز) عبدالله بن خلیفه..... //
- ۶۶۰۰ عبدالله بن رثاب..... //
- ۶۶۰۱ عبدالله بن زبیب الجندی..... ۳۰۷
- ۶۶۰۲ عبدالله بن زهیر..... //
- ۶۶۰۳ عبدالله بن زید الجهنی..... //
- ۶۶۰۴ عبدالله بن زید..... ۳۰۸
- ۶۶۰۵ عبدالله بن ابی سدید..... //
- ۶۶۰۶ عبدالله بن سعد الازدی السامی..... //
- ۶۶۰۷ عبدالله بن سعد بن مری..... //
- ۶۶۰۸ (ز) عبدالله بن سعد بن الاطول..... ۳۰۹
- ۶۶۰۹ (ز) عبدالله بن ابی سلمه..... //
- ۶۶۱۰ عبدالله بن سهیل..... //
- ۶۶۱۱ عبدالله بن صائد..... //
- ۶۶۱۲ عبدالله بن عبدالله بن ابی مالک..... ۳۱۱
- ۶۶۱۳ عبدالله بن عبدالله بن عمر..... //
- ۶۶۱۴ عبدالله بن عبدالرحمن الاشهل..... ۳۱۲
- ۶۶۱۵ (ز) عبدالله بن عبدالرحمن بن سابط..... //
- ۶۶۱۶ عبدالله بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق..... //
- ۶۶۱۷ عبدالله بن عیس..... ۳۱۳
- ۶۶۱۸ عبدالله بن عیدالله..... //
- ۶۶۱۹ عبدالله بن عثمان التمیمی..... ۳۱۴
- ۶۶۲۰ عبدالله بن عثمان الثقفی..... //
- ۶۶۲۱ (ز) عبدالله بن عدی بن الخیار..... //
- ۶۶۲۲ عبدالله بن عمار..... ۳۱۵

- ۶۶۵۰ عبدالله بن النضر السلمي ۲۲۳
- ۶۶۵۱ (ز) عبدالله بن النواحه //
- ۶۶۵۲ عبدالله بن الهادی ۲۲۳
- ۶۶۵۳ عبدالله بن هشام //
- ۶۶۵۴ (ز) عبدالله بن وهب ۲۲۵
- ۶۶۵۵ عبدالله بن يزيد النخعي //
- ۶۶۵۶ عبدالله بن يزيد (بہ نسبت) ۲۲۶
- ۶۶۵۷ (ز) عبدالله بن يسار المزني //
- ۶۶۵۸ عبدالله //
- ۶۶۵۹ (ز) عبدالله البكري //
- ۶۶۶۰ عبدالله العفقی ۲۲۷
- ۶۶۶۱ عبدالله الفعالي //
- ۶۶۶۲ عبدالله السدوسي //
- ۶۶۶۳ (ز) عبدالله السلمي //
- ۶۶۶۴ (ز) عبدالله العدوی //
- ۶۶۶۵ عبدالله المزني //
- ۶۶۶۶ عبدالله الشكري //
- ۶۶۶۷ عبدالله ۲۲۸
- ۶۶۶۸ (ز) عبدالله (سفیان ثقفی کے والد) //
- ۶۶۶۹ (ز) عبدالله (عضام المزني کے والد) //
- ۶۶۷۰ عبدالله، معبد بن قيس //
- ۶۶۷۱ عبدالاشهل ۲۲۹
- ۶۶۷۲ عبدالحميد بن عبدالله //
- ۶۶۷۳ عبدالحميد بن عمرو //
- ۶۶۷۴ عبدالرحمن بن اذينة //
- ۶۶۷۵ عبدالرحمن بن الارقم الزهري ۲۳۰
- ۶۶۷۶ (ز) عبدالرحمن بن ابی امیه المکی //
- ۶۶۷۷ عبدالله بن عمر الجرمي //
- ۶۶۷۸ (ز) عبدالله بن عمرو //
- ۶۶۷۹ عبدالله بن عمير ۲۲۶
- ۶۶۸۰ عبدالله بن عوف //
- ۶۶۸۱ (ز) عبدالله بن عياش الانصاري ۲۱۷
- ۶۶۸۲ عبدالله بن فيروز الديلمي //
- ۶۶۸۳ عبدالله بن قره الازدي //
- ۶۶۸۴ عبدالله بن قتيع ۲۱۸
- ۶۶۸۵ (ز) عبدالله بن قيس //
- ۶۶۸۶ عبدالله بن كريب //
- ۶۶۸۷ عبدالله بن مالك العبسي //
- ۶۶۸۸ عبدالله بن محمد //
- ۶۶۸۹ عبدالله بن محيريز الجمحي ۲۱۹
- ۶۶۹۰ عبدالله بن مخمر شامي ۲۲۰
- ۶۶۹۱ عبدالله بن مسلم //
- ۶۶۹۲ (ز) عبدالله بن المسيب //
- ۶۶۹۳ (ز) عبدالله بن المسور //
- ۶۶۹۴ عبدالله بن مطر ابوريحانه //
- ۶۶۹۵ عبدالله بن ابی مطرف ۲۲۱
- ۶۶۹۶ عبدالله بن المطلب //
- ۶۶۹۷ عبدالله بن مظفر //
- ۶۶۹۸ (ز) عبدالله بن معاوية الباهلي //
- ۶۶۹۹ عبدالله بن معقل //
- ۶۷۰۰ عبدالله بن المعتمر العبسي ۲۲۲
- ۶۷۰۱ عبدالله بن مفضل //
- ۶۷۰۲ (ز) عبدالله بن المغيرة //
- ۶۷۰۳ (ز) عبدالله بن ملاذ الاشعري //

- ۶۶۶۷ (ز) عبدالرحمن بن أنیس
 ۶۶۶۸ عبدالرحمن بن بشیر
 ۶۶۶۹ (ز) عبدالرحمن بن ابی بکره الثقفی
 ۶۶۷۰ (ز) عبدالرحمن بن ثابت الانصارى
 ۶۶۷۱ (ز) عبدالرحمن بن ابی جبل
 ۶۶۷۲ (ز) عبدالرحمن بن جَحَّاس
 ۶۶۷۳ (ز) عبدالرحمن بن حَسیر
 ۶۶۷۴ (ز) عبدالرحمن بن خالد
 ۶۶۷۵ عبدالرحمن بن خلاد
 ۶۶۷۶ عبدالرحمن بن ابی درهم الکندی
 ۶۶۷۷ عبدالرحمن بن سابط
 ۶۶۷۸ عبدالرحمن بن ابی ساره
 ۶۶۷۹ عبدالرحمن بن سبره الاسدی
 ۶۶۸۰ (ز) عبدالرحمن بن سراقه
 ۶۶۸۱ (ز) عبدالرحمن بن سعد
 ۶۶۸۲ عبدالرحمن بن سعید
 ۶۶۸۳ عبدالرحمن بن سمیره
 ۶۶۸۴ عبدالرحمن بن شیه
 ۶۶۸۵ عبدالرحمن بن عائذ الازدی الثمالی
 ۶۶۸۶ (ز) عبدالرحمن بن عائذ (دوسرے)
 ۶۶۸۷ (ز) عبدالرحمن بن عائش البلوی
 ۶۶۸۸ (ز) عبدالرحمن بن عبدالرحمن
 ۶۶۸۹ عبدالرحمن بن عتبہ
 ۶۶۹۰ (ز) عبدالرحمن بن عثمان
 ۶۶۹۱ عبدالرحمن بن عجلان البصری
 ۶۶۹۲ (ز) عبدالرحمن بن عُدس
 ۶۶۹۳ عبدالرحمن بن عطاء
 ۶۶۹۴ (ز) عبدالرحمن بن علی الحنفی
 ۶۶۹۵ (ز) عبدالرحمن بن عمرو السلمی
 ۶۶۹۶ (ز) عبدالرحمن بن الفضل
 ۶۶۹۷ (ز) عبدالرحمن بن قارب
 ۶۶۹۸ عبدالرحمن بن ماعز
 ۶۶۹۹ عبدالرحمن بن محیریز الجمحی
 ۶۷۰۰ (ز) عبدالرحمن بن ابی لیلی
 ۶۷۰۱ عبدالرحمن بن مطیع
 ۶۷۰۲ (ز) عبدالرحمن بن معاویه
 ۶۷۰۳ (ز) عبدالرحمن بن مُقَبِّل
 ۶۷۰۴ (ز) عبدالرحمن بن نافع
 ۶۷۰۵ (ز) عبدالرحمن بن هشام
 ۶۷۰۶ عبدالرحمن الفارسی
 ۶۷۰۷ (ز) عبدالعزیز بن ابی امیہ
 ۶۷۰۸ (ز) عبدالعزیز بن سعید
 ۶۷۰۹ عبدالعزیز بن عبد اللہ
 ۶۷۱۰ (ز) عبدالعزیز بن عبد اللہ
 ۶۷۱۱ عبدالعزیز ابن اخی حذیفہ
 ۶۷۱۲ عبدالغفور بن عبدالعزیز
 ۶۷۱۳ (ز) عبدالقیس الیمامی الحنفی
 ۶۷۱۴ (ز) عبدالمطلب بن ہاشم
 ۶۷۱۵ عبدالملک بن سعید
 ۶۷۱۶ (ز) عبدالملک بن محمد انصاری
 ۶۷۱۷ عبدیالیل بن عمرو
 ۶۷۱۸ عبدیالیل (دوسرے)
 ۶۷۱۹ عُبَیدُ السَّلَمی
 ۶۷۲۰ (ز) عبیدہ بن الحسحاس

- ۶۵۶۱ عبيدہ (مولا رسول اللہ ﷺ)
- ۶۵۶۲ عبيد اللہ
- ۶۵۶۳ عبيد اللہ بن سفيان
- ۶۵۶۴ عبيد اللہ بن كعب
- ۶۵۶۵ (ز) عبد اللہ بن اكرم الخزاعي
- ۶۵۶۶ عبيد (بغير اضافت) ابن عبد ۳۴۸
- ۶۵۶۷ عبيد بن قشير مصرى
- ۶۵۶۸ عبيد بن نضلہ
- ۶۵۶۹ عبيد بن نضلہ الخزاعي
- ۶۵۷۰ عبيد الذهلي
- ۶۵۷۱ (ز) عبيد مولا السائب
- ۶۵۷۲ عبيد القارى
- ۶۵۷۳ عبيد
- ۶۵۷۴ عبيدہ (بزوزن عظيمه)
- ۶۵۷۵ عبيدہ بن همام
- باب عین کے بعد تا
- ۶۵۷۶ عتبہ بن حارث
- ۶۵۷۷ عتبہ بن ساعده
- ۶۵۷۸ عتبہ بن عبد اللہ
- ۶۵۷۹ عتبہ بن عبيد الشمالى
- ۶۵۸۰ عتبہ بن عمرو
- ۶۵۸۱ عتبہ بن ابى وقاص
- ۶۵۸۲ (ز) عتبہ (بے نسبت)
- ۶۵۸۳ عتبہ (دوسرے - بے نسبت)
- ۶۵۸۴ (ز) عتيق بن قيس الانصارى
- باب عین کے بعد ثاء
- ۶۵۸۵ عثم بن الربيعه الجهنى ۳۵۳
- ۶۵۸۶ عثمان بن الارقم
- ۶۵۸۷ عثمان بن الازرق
- ۶۵۸۸ عثمان بن شماس ۳۵۴
- ۶۵۸۹ (ز) عثمان بن شيه الجنبى
- ۶۵۹۰ عثمان بن محمد
- ۶۵۹۱ عثمان الدارى ۳۵۵
- ۶۵۹۲ عثمہ الجهنى
- ۶۵۹۳ (ز) عثور
- ۶۵۹۴ عثيم بن كبير
- باب عین کے بعد جم
- ۶۵۹۵ عجوز بن نمير
- باب عین کے بعد دال
- ۶۵۹۶ عدی انصارى
- ۶۵۹۷ عدی بن جوس
- ۶۵۹۸ (ز) عدی بن حاتم الحمصى
- ۶۵۹۹ عدی بن حرام بن الهيم انصارى ظفرى ... ۳۵۷
- ۶۶۰۰ (ز) عدی بن خالد الجهنى
- ۶۶۰۱ عدی بن ربيعہ التميمى السعدى
- ۶۶۰۲ عدی بن زيد انصارى
- ۶۶۰۳ عدی بن عدی
- ۶۶۰۴ (ز) عدی بن عدی بن حاتم الطائى ۳۵۸
- ۶۶۰۵ (ز) عدی بن عميره الحضرمى ۳۵۹
- ۶۶۰۶ عدی بن فروه
- باب عین کے بعد راء
- ۶۶۰۷ عرفجه بن خزيمه
- ۶۶۰۸ (ز) عرفه بن حارث الكندى
- ۶۶۰۹ عركى

۳۶۵ عقبہ ابو عبد الرحمن ۶۸۰۲

باب عین کے بعد لام

// العلاء بن الحارث الفقفی ۶۸۰۳

// علیاء الاسدی ۶۸۰۴

۳۶۶ علقمہ بن حجر ۶۸۰۵

// علقمہ بن نضلہ الكنانی ۶۸۰۶

// علقمہ بن نضلہ الخزاعی ۶۸۰۷

// (ز) علقمہ ۶۸۰۸

۳۶۷ (ز) علی السلمی ۶۸۰۹

باب عین کے بعد میم

// عمار بن اوس ۶۸۱۰

// عمار بن عکرمہ ۶۸۱۱

// (ز) عمار ۶۸۱۲

// (ز) عمارہ بن حبیب النسائی ۶۸۱۳

// عمارہ بن راشد ۶۸۱۴

۳۶۸ عمارہ بن عبید ۶۸۱۵

// عمارہ بن غراب ۶۸۱۶

// (ز) عمارہ بن الولید ۶۸۱۷

// (ز) عمارہ (صحابی رسول اللہ ﷺ) ۶۸۱۸

// (ز) عمارہ الدنلی ۶۸۲۰

۳۶۹ عمارہ (ابو عمارہ کے والد) ۶۸۲۱

// عمر بن بلبل ۶۸۲۲

// عمرو بن ثابت بن وقش ۶۸۲۳

// (ز) عمر بن جابر ۶۸۲۴

// عمرو بن سالم الخزاعی ۶۸۲۵

۳۷۰ عمر بن سراقہ بن المعتمر ۶۸۲۶

// عمر بن سعد السلمی ۶۸۲۷

۳۶۰ عروہ بن رفاعہ الانصاری ۶۷۸۰

// عروہ بن عامر ۶۷۸۱

// عروہ السعدی ۶۷۸۲

۳۶۱ (ز) عریف ۶۷۸۳

باب عین کے بعد سین

// عسجدی بن مانع السلسکی ۶۷۸۴

باب عین کے بعد صا

// عصمہ ۶۷۸۵

// عصیمہ الاسدی ۶۷۸۶

// عصیمہ الاشجعی ۶۷۸۷

باب عین کے بعد طاء

۳۶۲ عطاء الشیبی العبدری ۶۷۸۸

// عطاء المزنی ۶۷۸۹

// (ز) عطاء (مولا ابی احمد بن جحش) ۶۷۹۰

// (ز) عطاء بن سعد ۶۷۹۱

// عطیہ بن سفیان ۶۷۹۲

۳۶۳ عطیہ بن عمرو بن جشم ۶۷۹۳

// (ز) عطیہ الساعدی ۶۷۹۴

باب عین کے بعد قاء

// عقیف بن الحارث الیمانی ۶۷۹۵

باب عین کے بعد قاف

۳۶۴ عقبہ بن اوس ۶۷۹۶

// عقبہ بن حارث الفہری ۶۷۹۷

// عقبہ بن عبد (بلا اضافت) ۶۷۹۸

// عقبہ بن مالک الجہنی ۶۷۹۹

// عقبہ بن ناجیہ الخزاعی ۶۸۰۰

// عقبہ بن نافع ۶۸۰۱

- ۶۸۵۵ عمرو بن سلیمان المزنی //
- ۶۸۵۶ عمرو بن سهل //
- ۶۸۵۷ (ز) عمرو بن سواد //
- ۶۸۵۸ (ز) عمرو بن الشریذ الثقفی ۴۷۸
- ۶۸۵۹ عمرو بن عبد اللہ العدوی //
- ۶۸۶۰ عمرو بن عبد اللہ الانصاری //
- ۶۸۶۱ (ز) عمرو بن عبد الحارث البجلی //
- ۶۸۶۲ عمرو بن عقبہ //
- ۶۸۶۳ عمرو بن عقبہ بن نيار ۴۷۹
- ۶۸۶۴ عمرو بن ابی محقر //
- ۶۸۶۵ (ز) عمرو بن عیس //
- ۶۸۶۶ عمرو بن غنم //
- ۶۸۶۷ (ز) عمرو بن کعب //
- ۶۸۶۸ عمرو بن مالک //
- ۶۸۶۹ عمرو بن مسلم //
- ۶۸۷۰ عمرو بن مطعم ۴۸۰
- ۶۸۷۱ عمرو بن نضلہ //
- ۶۸۷۲ عمرو بن رابعہ بن معبد //
- ۶۸۷۳ (ز) عمرو السعدی ۴۸۱
- ۶۸۷۴ عمرو ابوشریح الخزاعی //
- ۶۸۷۵ عمرو //
- ۶۸۷۶ عمران بن حطان //
- ۶۸۷۷ (ز) عمران بن عمار ۴۸۳
- ۶۸۷۸ عمیر بن الاسود العنسی //
- ۶۸۷۹ عمیر //
- ۶۸۸۰ عمیر بن جَدعان ۴۸۴
- ۶۸۸۱ (ز) عمیر بن حارث بن حرام //
- ۶۸۸۲ عمرو بن سعد //
- ۶۸۸۳ عمرو بن عامر السلمی ۴۷۱
- ۶۸۸۴ (ز) عمرو بن عبید اللہ //
- ۶۸۸۵ عمرو بن عوف //
- ۶۸۸۶ عمرو بن غزیہ //
- ۶۸۸۷ عمرو بن مالک العامری //
- ۶۸۸۸ عمرو ۴۷۲
- ۶۸۸۹ عمرو بن اوس //
- ۶۸۹۰ عمرو بن ابی جندب الوادعی //
- ۶۸۹۱ (ز) عمرو بن الحارث بن المصطلق ۴۷۳
- ۶۸۹۲ (ز) عمرو بن حرام انصاری //
- ۶۸۹۳ (ز) عمرو بن حماس الیشی //
- ۶۸۹۴ عمرو بن خلاص الاوسی //
- ۶۸۹۵ عمرو بن رافع //
- ۶۸۹۶ عمرو بن زرارہ ۴۷۴
- ۶۸۹۷ عمرو بن سالم //
- ۶۸۹۸ عمرو بن سالم (دوسرے) //
- ۶۸۹۹ عمرو بن سراقہ ۴۷۵
- ۶۹۰۰ عمرو بن سراقہ (دوسرے) //
- ۶۹۰۱ عمرو بن سعد الخیر //
- ۶۹۰۲ عمرو بن سعید //
- ۶۹۰۳ عمرو بن سعید بن العاص //
- ۶۹۰۴ عمرو بن سعید الثقفی ۴۷۶
- ۶۹۰۵ عمرو بن ابی سفیان الثقفی //
- ۶۹۰۶ عمرو بن ابی سلامہ الاسلمی //
- ۶۹۰۷ (ز) عمرو بن سلمہ الضمری ۴۷۷
- ۶۹۰۸ (ز) عمرو بن سلیم الزرقی //

۶۸۹۳ (ز) عتیر بن حبیب

۶۸۹۴ (ز) عتیرہ بن وہب العدوی

۶۸۹۵ (ز) عتیز

باب عین کے بعد واؤ

۶۸۹۶ (ز) عوسجہ

۶۸۹۷ عوف بن مالک الجشمی

۶۸۹۸ (ز) عوف بن مالک النصری ۳۸۸

۶۸۹۹ عویمر

باب عین کے بعد یاء

۶۹۰۰ عیاض الفقفی

۶۹۰۱ عیینہ

۶۸۹۲ (ز) عمیر بن حبیب

۶۸۹۳ عمیر بن سعد ۳۸۵

۶۸۹۴ (ز) عمیر بن سلامہ

۶۸۹۵ عمیر بن فروہ

۶۸۹۶ عمیر بن مالک

۶۸۹۷ عمیر بن نویم

۶۸۹۸ عمیر السدوسی ۳۸۶

۶۸۹۹ عمیر

۶۸۹۰ (ز) عمیر مولیٰ ام الفضل

۶۸۹۱ عمیرہ ابن فروخ

باب عین کے بعد نون

۶۸۹۲ عنان ۳۸۷

باب عین کے بعد تاء

www.KitaboSunnat.com

۵۳۹۳ عتاب (شد سے) ابن اسید

(شروع میں زبر) ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس الاموی۔ ابو عبد الرحمن، بقول بعض ابو محمد۔ والدہ کا نام زینب بنت عمرو بن امیہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور آپ ﷺ جب حنین روانہ ہوئے تو انہیں مکہ کا گورنر بنا گئے، جس پر وہ بدستور برقرار رہے۔ بقول بعض: طائف سے واپسی کے بعد انہیں گورنر بنایا تھا۔ فتح مکہ کے سال لوگوں کو حج کرایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر تادم زینت قائم رکھا۔ یہ سارا بیان واقدی وغیرہ کا نقل کردہ ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے: وہ نیک اور صاحب فضیلت انسان تھے۔ جس وقت وہ مکہ کے والی بنائے گئے تو ان کی عمر بیس (۲۰) سال سے کچھ زائد تھی۔

بقول عمر بن شبہ: کتاب مکہ میں ابراہیم بن المنذر الحمزای، ابن وہب، لیث، عمرو۔ ان کے سلسلہ سند میں مولا عفرہ سے مروی ہے قریش کے چار بزرگ ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی چھت پر اذان کی صدا بلند کی تو ان میں کا ایک کہنے لگا: ”اس کے بعد جینے کا کیا مزہ“۔ پھر واقعہ نقل کیا، اسی میں ہے کہ نبی ﷺ نے (بذریعہ وحی) ان کی باتیں بتائیں تو وہ کہنے لگے: آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے ہی بتایا ہے۔ اور حق کی گواہی دی۔ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے روانہ ہوئے تو عتاب بن اسید کو مکہ کا والی مقرر کیا۔

مصعب زہیری کا قول ہے کہ جب نبی ﷺ نے اس بات کی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی سے شادی نہ کریں تو عتاب نے جلدی سے اس سے شادی کر لی جس سے ان کا بیٹا عبد الرحمن پیدا ہوا۔ اصحاب السنن نے بروایت سعید بن المسیب بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: سعید نے ان سے سماع نہیں کیا۔ طرابلسی اور تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بطریق ایوب، عبد اللہ بن یسار سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عقرب فرماتے ہیں: میں نے عتاب بن اسید کو بیت اللہ سے پشت لگائے فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! مجھے اپنے اس عہدے میں جس پر نبی ﷺ نے مقرر کیا ہے صرف یہ دو رنگین کپڑے ملے جو میں نے اپنے مولا کیمان کو پہنا دیئے ہیں۔ اس کی سند حسن ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ عتاب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہے ہوں جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ طبری نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں شمار کیا ہے جو ان کی خلافت کے سارے سالوں سے ۲۲ھ تک رہے پھر یہ ذکر کیا ہے کہ مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر نافع بن عبد الحارث ۲۳ھ میں تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عتاب رضی اللہ عنہ کا انتقال خلافت فاروقی کے آخری دور میں ہوا ہے۔

ہم نے امالی الحاملی کے پانچویں جزء میں اسے نقل کیا ہے جسے ابو عمر بن مہدی نے روایت کیا ہے۔ اس کے سارے راوی معتبر ہیں۔ صرف محمد بن اسماعیل جو ابن حذافہ سہمی ہے، محدثین نے ان کی روایت کو جو مؤطا کے علاوہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی قید کے ساتھ ہے، ضعیف قرار دیا ہے کہ نبی ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر بنایا، وہ توحید میں شک کرنے والوں

کے بڑے خلاف اور مسلمانوں کے بارے میں نرم گوشہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے جو شخص بھی نماز باجماعت کو چھوڑ کر پھرتا ہوا نظر آیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ کیونکہ اس سے پیچھے رہنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے، جس پر اہل مکہ پکاراٹھے اللہ کے رسول! آپ نے اللہ والوں کا گنہگار ان ایک ایڈ دیہاتی کو بنا دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے خواب دیکھا تھا کہ وہ جنت کے دروازے پر آیا، دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھٹکھٹایا تو وہ کھل گیا اور یہ جنت میں داخل ہو گیا۔“

عقیلی نے ہشام بن محمد بن سائب کلبی کے حالات میں ان تک کی سند سے بواسطہ ان کے والد، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے:

”اور میرے لیے اپنی طرف سے ایک اقتدار کو مددگار بنا دے۔“

فرماتے ہیں: ”وہ عتاب بن اسید تھے۔“ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس آیت پہ یہی بات نقل کی ہے اور اس کے بعد ساری کی ساری وہ حدیثوں سے نقل کی ہے جسے میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ میرا گمان تھا یہ حدیث کلبی کا بقیہ جزء جس میں کئی احتمال تھے جس کی وضاحت میں نے اپنی کتاب ”مبہمات القرآن“ میں کر دی ہے۔

۵۳۹۳ عتاب بن سلیم

بن قیس بن اسلم بن خالد... تمیمی۔ ابو عمر کا بیان ہے: فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۵۳۹۵ (ز) عتاب

سعید کے والد۔ سلیط بن سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوڑے (سوٹ) تقسیم کر رہے تھے، ایک عمدہ جوڑا آ گیا۔ کسی نے کہہ دیا: ابن عمر کو دے دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے اس کے والد نے ہجرت کرائی ہے میں تو اسے دوں گا جو خود بھی مہاجر ہو اور اس کا باپ بھی مہاجر ہو، جو سعید بن عتاب یا سلیط بن سلیط ہے۔

۵۳۹۶ عتاب بن شمیر

بقول بعض: نمیر الفسی۔ ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بقول بغوی: کوفہ کے رہائشی تھے۔ ان کی حدیث ابو نعیم نے عبد الصمد بن جابر عن جمع بن عتاب بن شمیر عن ابیہ نقل کی ہے، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد انتہائی بوڑھے اور میرے چند بھائی ہیں میں ان لوگوں کے پاس جانا چاہتا ہوں شاید وہ اسلام لے آئیں۔ اور میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر وہ اسلام لے آئیں تو بہتر ہے اور اگر اسلام کا انکار کر دیں تو اسلام کشادہ اور چوڑا ہے۔“

سورة الاسراء (۸۰) * اسد الغابہ (۳۵۳۳) استیعاب (۱۷۷۶) تجرید (۳۷۰/۱)

* استیعاب (۱۴۴/۳) * اسد الغابہ (۳۵۳۴) استیعاب (۱۷۷۷) تجرید (۳۷۰/۱)

* الفقات (۳۰۴/۳) * مجمع الزوائد (۳۱۰/۵) الطبقات الکبریٰ (۳۰/۶) جامع المسانید (۵۳۷/۸) استیعاب (۱۴۴/۳)

اسے ابن ابی خنیسہ نے اپنی تاریخ میں اور علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں ابو نعیم سے نقل کیا ہے اور ایک جماعت نے ان دونوں کی متابعت کی ہے۔ ابو امیہ طرسوسی، ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں: ”عتاب بن نمیر“۔ ابن شہین لکھتے ہیں: درست پہلا قول ہے اور حدیث غریب ہے۔

۵۳۹۷ عتبان

ابن عبید بن عمرو العبیدی از عبدالقیس۔ ان کا ذکر ایک ایسی حدیث میں ملتا ہے جس کی اسناد میں کلام ہے اور ایک دوسری حدیث میں ان کا تذکرہ ہے جو حدیث ابی بکر الکراوی کے جزء میں ہے کہ محمد بن یونس، ابو عاصم بشر بن صحر، معمارک بن بشران کے سلسلہ سند میں عتبان بن عبید بن عمرو کے حوالہ سے ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس ایک یہودی کی آپ سے گفت و شنید کے دوران آئے، کہتے ہیں: میں گھوم کر آپ ﷺ کی مہربانیت دیکھنے لگا، آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”جب ہمارے پاس سواریاں آئیں تو حاضر ہو جانا“۔

چنانچہ سواریاں آگئیں، آپ ﷺ نے مجھے ایک سالہ یا دو سالہ اونٹ عطا کیا۔ محمد بن یونس وہی کہہ رہے ہیں جن کے بارے میں کلام ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں، دارقطنی فرمایا کرتے تھے: اس کی صرف وہی احادیث لیا کرو جو میں نے منتخب کی ہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ دارقطنی کی انتخاب کردہ حدیث ہے۔

۵۳۹۸ عتبان بن مالک

بن عمرو بن العجوان بن زید بن غنم... انصاری خزرجی سالمی۔ جمہور کے ہاں بدری شمار ہوتے ہیں، جبکہ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے، ان کی حدیث صحیحین میں بطریق انس اور محمود بن الربیع وغیرہ حضرات ہے۔ وہ اپنی قوم بنی سالم کے امام تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے، حضرت نبی ﷺ نے ان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ خلافت معاویہ میں عمر رسیدہ ہو کر فوت ہوئے۔

۵۳۹۹ عتبہ بن أسید

ابن جاریہ بن أسید۔ ابن عبداللہ بن عمرہ ابن عوف بن ثقیف، ابوبصیر ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے نام پر اتفاق ہے جس نے انہیں عبید سمجھا ہے اس سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ بخاری میں واقعہ حدیبیہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوبصیر وہاں سے نکل کر سیف البحر آ گئے، ادھر سے ابوجندل بن سہیل بھی ان سے آئے۔ واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ میں وہ ناتواں سمجھے جاتے تھے، جب قریش اور نبی ﷺ کے درمیان صلح ہو گئی کہ وہ ان کا بھگا ہوا شخص نہیں واپس کر دیں گے تو ابوبصیر جنہیں رسول اللہ ﷺ نے شرط کے مطابق قریش کے قاصد کے حوالہ کر دیا تھا بھاگ نکلے، رفتہ رفتہ ان کے پاس ایک جماعت کی شکل بن گئی۔

اسد الغابہ (۳۵۳۵) تجرید (۳۷۰/۱) الطبقات الکبریٰ (۹۶/۳)

اسد الغابہ (۳۵۳۶) استیعاب (۱۷۷۸) تجرید (۳۷۰/۱)

بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحت مع اهل الحرب و کتابہ الشروط (۲۷۳۱، ۲۷۳۲)

ان لوگوں کے ذریعہ قریش کو تجارتی نقصان اٹھانا پڑتا تھا تو ان لوگوں سے نجات پانے کے لیے قریش نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیں تو آپ ﷺ نے اس پیشکش کو بخوشی قبول فرمایا۔ موسیٰ بن عقبہ کی مغازی میں واقعہ میں کچھ اضافہ ہے کہ ابوبصیر اکثر نماز پڑھ کر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے: ﴿

الحمد لله العلي الاكبر
من ينصر الله فسوف ينصر

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ بلند شان اور سب سے بڑے کے لیے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے۔“

جب ابوجندل اس جتھے کے پاس پہنچے تو وہی ان کی امامت کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے ابوبصیر اور ابوجندل کو اپنے ہاں آنے کا پروانہ بھیجا، جس گھڑی آپ ﷺ کا نامہ مبارک موصول ہوا ابوبصیر موت و حیات کی کشمکش میں تھے۔ انتقال کے وقت نبی ﷺ کا فرستادہ خط ہاتھ میں تھا۔ حضرت ابوجندل نے انہیں وہیں دفن کیا اور نماز جنازہ پڑھی۔ ابن اسحاق نے یہ واقعہ طویل ذکر کیا ہے۔ بعض نے ایک دوسرے سے زائد الفاظ میں بھی نقل کیا ہے۔

۵۴۰۰ (ز) عتبہ بن حصین

ان کی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن المبارک عن سعید بن یزید عن حارث بن یزید عن عتبہ بن حصین نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پاکدامنی اور اپنے پیٹ کی سیرابی کے عوض اپنے آپ کو مزدور بنایا تو ان کے سر نے ان کے لیے وہ بکریاں جو اپنے رنگ کے علاوہ رنگ میں بچے جتنی ان کے لیے مختص کر دیں....“ (حدیث)

یہ حدیث ابن السکن نے اسی سند سے عیینہ بن حصن کے حالات میں نقل کی ہے جو لفظی غلطی ہے۔ ادھر سلمہ بن علی اور ابن لہیعہ نے عن الحارث بن یزید عن عتبہ بن المنذر ایک حدیث اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ واللہ اعلم۔ لہذا احتمال ہے کہ ان کے والد کے نام میں یا ان کے دادا کے کسی ایک کے نام میں اختلاف ہو۔

۵۴۰۱ عتبہ بن ربیع

بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الامجر جو خدرہ ہیں، انصاری خدری۔ ابن اسحاق نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۰۲ عتبہ بن ربیعہ

بن خالد بن معاویہ البہرانی، اوس کے حلیف۔ یہی ابن اسحاق کا قول ہے، جبکہ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ بہری ہیں، بنی بہر

بن امرئ القیس بن بیہ بن سلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، اصحاب مغازی میں سے بعض نے ان کا بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: سیف نے یرموک میں شریک امراء میں عتبہ بن ربیعہ بن ہزکام ذکر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ وہی ہیں۔ اس سے ابن کلبی کے قول کی بھی تائید ہوتی ہے۔ میں قسم ثالث میں دوبارہ ان کا ذکر کروں گا۔

۵۳۰۳ عتبہ بن سالم

بن حزمہ العدوی۔ مستغفری نے ان کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا: ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔“ میں کہتا ہوں: یہی قول ابن حبان کا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ بغوی اور ابن اسکن نے بطریق عباس غنیری بحوالہ عتبہ بن سالم بن حزمہ روایت کی ہے، فرمایا: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے باقی ماندہ وضو کے پانی سے وضو کیا، انہیں چھینک آئی تو آپ ﷺ نے انہیں یرموک اللہ فرمایا اور دعا دی۔

۵۳۰۴ عتبہ بن سالم

بقول بعض: ابن سلامہ بن سلمہ بن امیہ بن زید بن امیہ بن مالک.... قرشی۔ ابن سعد اور طبری نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۰۵ (ز) عتبہ بن سہیل

بن عمرو قرشی عامری سمیرے خیال میں مسلمانان فتح مکہ سے ہیں، کیونکہ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ سہیل بن عمرو اور ان کے گھرانے کے لوگ شام گئے۔ دونوں نے ان کے خلاف بڑی جدوجہد کی، حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی جن کے ساتھ اپنے اہل و عیال تھے ان کے رفیق سفر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور فاختہ سے نکاح کر لیا۔ ان دونوں کا نام ”شریدین“ رکھا، کیونکہ ان دونوں کے گھرانے کے جتنے لوگ تھے ان میں سے صرف یہ دونوں بچ پائے تھے، شاید عتبہ کا انتقال اس سے پہلے ہو گیا ہو یا ان کے ساتھ ہوں اور شام میں فوت ہوئے ہوں۔

۵۳۰۶ (ز) عتبہ بن طویع المازنی

بقول ابن مندہ: صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ملتا ہے، جو ثابت نہیں۔ ابن شاہین نے عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق ابن جریج، بواسطہ زید بن عبداللہ بن سفیان بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے موالی کی جماعت! تم میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جو عربوں میں رشتے ناتے قائم کر لیں۔“ کسی نے آپ ﷺ سے عرض کی: فلاں مولا نے انصار میں شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا عورت رضامند تھی؟“ اس نے

کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اسے جائز قرار دیا۔

۵۳۰۷ (ز) عتبہ بن عائذ

ابن شاپین اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں بطریق عبدالقدوس عن خالد بن معدان بحوالہ عتبہ بن عائذ مرفوع روایت کرتے ہیں (جو صحابی رسول ﷺ تھے):

”جو شخص فجر وعشاء کی جماعت میں شریک ہوا اس کے لیے حج اور عمرہ کرنے والے جیسا اجر و ثواب ہے۔“

ابن شاپین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عتبہ بن عبد میں لکھتے ہیں: کیونکہ اس متن کے وہی راوی ہیں۔

۵۳۰۸ (ز) عتبہ بن عبد اللہ

بن صخر بن خضاء بن شان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی۔ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۰۹ (ع) عتبہ بن عبد (بغیر اضافت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بقول بعض: ”ابن عبد اللہ“ لیکن یہ قول صحیح نہیں۔ ابن حبان نے اعتماد سے لکھا ہے عتبہ بن عبد اللہ سلمیٰ ابوالولید کا نام عتله ہے۔ بقول بعض: نُسبہ تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ حسن بن سفیان بطریق یحییٰ بن عتبہ بن عبد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرطبہ کے روز فرمایا:

”جس نے قلعہ میں ایک تیر پھینکا، جنت اس کے لیے لازم ٹھہری۔“

تو میں نے تین تیر پھینکے۔ طبرانی بطریق یحییٰ بن عتبہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا، میں نوجوان لڑکا تھا، فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی: عتله۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عتبہ ہو۔“ اور عطیہ بن مدرک کے طریق سے بحوالہ عتبہ بن عبد مروی ہے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: عتبہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم عتبہ ہو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق شرح بن عبید روایت کی ہے کہ عتبہ بن عبد کہا کرتے تھے: عرباض مجھ سے بہتر ہیں۔ اور عرباض فرمایا کرتے تھے: عتبہ مجھ سے بہتر ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس مجھ سے ایک سال پہلے پہنچ گئے تھے۔ طبرانی نے اسی سند سے باضافہ ان الفاظ یہ روایت نقل کی ہے: ”آپ ﷺ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو ناپسند ہوتا تو آپ اسے تبدیل (Change) کر دیتے تھے۔“

کنز العمال (۴۴۷۰۵) جامع المسانید (۵۴۶/۸) اسد الغابہ (۳۵۴۲) تجرید (۳۷۱/۱)

جامع المسانید (۵۴۷/۸) اسد الغابہ (۳۵۴۳) استیعاب (۱۷۸۲) تجرید (۳۷۱/۱)

السيرة النبوية (۲۵۷/۲) اسد الغابہ (۲۵۴۶) تجرید (۳۷۱/۱)

المعجم الكبير (۲۹۷/۱۷) مجمع الزوائد (۲۷۰/۵) جامع المسانید (۵۶۰/۸) الاکمال (۳۰۸/۶)

واقدي وغیرہ کا کہنا ہے: ۸۷ھ میں فوت ہوئے، جبکہ یثیم بن عدی کا قول ہے: ۷۱ یا ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ اس پر سب کا اعتماد ہے کہ وہ چورانوے (۹۳) برس زندہ رہے، جس میں تامل ہے، کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ قرظہ میں شریک ہوئے تھے اور وہ ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا۔ پہلے قول کے مطابق ان کی عمر بارہ (۱۲) سال اور دوسرے قول کے مطابق سات (۷) سال تھی۔ واقدي فرماتے ہیں: شام میں فوت ہونے والے یہ آخری صحابی ہیں۔

۵۳۱۰ عتبہ بن عروہ

بن مسعود۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور بطریق ابن اسحاق ان کی حدیث نقل کی ہے۔ عن عتبہ بن عروہ بن مسعود عن ابیہ فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جب یہ شخص شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ۔۔۔“ (حدیث)

اسی سے چوتھی بار پینے کی وجہ سے اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔ مجھے اس اسناد کی حالت معلوم نہیں لہذا دیکھ لی جائے۔

۵۳۱۱ عتبہ بن عمرو

بن جروہ ابن عدی بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن الخزرج انصاری۔ عدوی نے انساب انصار میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں رہی، طبرانی، ابن الدباغ اور ابن فحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۱۲ عتبہ بن عویم

بن ساعدہ انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول ابن ابی داؤد: بیعت رضوان اور بعد کے واقعات میں شریک رہے۔ امام بخاری اور ابوحاتم رحمہما فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح نہیں۔ یعنی اس میں اضطراب ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس کا مدار عبدالرحمن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ پر ہے جو اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ طبرانی وغیرہ نے یہ یقین ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث مسند عویم کی ہے۔ اس بنا پر ”جدہ“ (ان کے دادا) کی ضمیر سالم کی طرف راجع ہوگی۔ ابن شاپین کی کتاب الصحابہ میں لکھا ہے: ”عبداللہ بن سالم بن عویم بن ساعدہ“ انہوں نے سند میں عتبہ بن عویم کا نام چھوڑ دیا ہے۔ اور دوسرے مقام پر اعتماد سے لکھا ہے: یہ عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ ہیں۔ جس کی بنا پر یہ حدیث مسند عتبہ کی ہوگی۔ اسی پر حافظ ابن عساکر نے ”اطراف“ میں بھروسہ کیا ہے۔ اس میں ایک اختلاف اور بھی ہے۔ عبدالرحمن کے حالات معلوم نہیں۔ واللہ اعلم۔ ابن ماجہ نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

۵۳۱۳ عتبہ بن عروان

ابن جابر بن وہب المازنی بنی عبد شمس یا بنی نوفل کے حلیف۔ سابقین اولین سے ہیں۔ حبشہ ہجرت کی، پھر مدینہ ہجرت کر

ابوداؤد کتاب الحدود باب اذا تتابع فی شرب الخمر (۴۴۸۴) ابن ماجہ کتاب الحدود باب من شرب الخمر مرارا (۲۵۷۲)

اسد الغابہ (۳۵۴۷) اسد الغابہ (۳۵۴۹) تجرید (۳۷۱/۱) الجرح والتعديل (۳۷۲/۶)

اسد الغابہ (۳۵۵۰) استيعاب (۱۷۸۳) تجرید (۳۷۱/۱)

کے آئے۔ حضرت مقدادؓ آپ ﷺ کے رفیق سفر تھے۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں فتوحات میں نگران مقرر کیا تھا۔ بصرہ میں انہوں نے اپنی حویلی بنائی، کئی فتوحات حاصل کیں۔ قد کے لائے اور خوبڑ تھے۔

امام مسلمؒ اور اصحاب السنن نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ مسلم میں ان کی حدیث سے ہے، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ساتواں آدمی تھا، ہمارا کھانا صرف درختوں کے پتے تھے۔ ابن سعدؒ وغیرہ کا قول ہے: حضرت عمرؓ کے پاس امارت کا استعفیٰ دیئے آئے، آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ واپسی پر معدن بنی سلیم میں ۷۱ھ بقول بعض ۲۰ھ میں بقول بعض اس سے پہلے پہنچے۔ ستاون (۵۷) برس زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو فوت ہو گئے۔ طبرانی نے کئی طرق سے یہ روایت نقل کی ہے:

”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا وہ جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنا لے۔“

اور بطریق غزو ان بن عتبہ بن غزو ان وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جس نے جانتے بوجھتے میرے متعلق جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔“

اس کی سند میں عبدالرحمن بن عمرو بن نضله ہے جو متروک راوی ہے۔

۵۳۱۳ عتبہ بن فرقہؓ

بن یربوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ سلمی، ابو عبد اللہ۔ ابن سعدؒ لکھتے ہیں: یربوع ہی فرقہ ہیں۔ ابو المعانی نے ”تاریخ موصل“ میں لکھا ہے بطریق یثم بواسطہ حصین مروی ہے کہ یہ خیبر میں شریک ہوئے جس میں سے انہیں حصہ ملا، چنانچہ وہ اپنے ماموں زادوں کو ایک سال کے لیے اور چچا زادوں کو ایک سال کے لیے دیتے تھے۔ حصین ان کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فتوحات میں انہیں نامزد کیا تو انہوں نے ۱۸ھ میں عیاض بن غنم کے ساتھ موصل کو فتح کیا۔

شعبہ، حصین سے بواسطہ اہلیہ عتبہ بن فرقہ روایت کرتے ہیں کہ عتبہ نے نبی ﷺ کے ساتھ دو غزووں میں شرکت کی۔ طبرانی نے صغیر اور کبیر میں بطریق ام عاصم اہلیہ عتبہ بن فرقہ روایت کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں مجھے جتنی اچھلنے (دو) ڈورے جو خون کے جوش کھانے سے یکا یک جسم پر ابھر آتے ہیں اور تمام جسم میں خارش ہونے لگتی ہے) کی بیماری ہو گئی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں (سوائے ستر کے) باقی جسم سے کپڑا ہٹا لوں، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے پیٹ اور پیٹھ پہ رکھا، اس دن سے مجھ سے مہک آنے لگی۔

ام عاصم فرماتی ہیں: ہم ان کی چار بیویاں تھیں۔ ہم خوشبو لگانے میں بڑی جستجو کرتیں (کہ ان سے تیز خوشبو ہو جائے)

الطبقات الکبریٰ (۶۹/۳)

بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۱۰۶) ابوداؤد (۳۶۵۱) ابن ماجہ فی المقدمہ (۳۶)

سنن دارمی (۷۶/۱) المستدرک (۷۷/۱)

اسد الغابہ (۳۵۵۱) استیعاب (۱۷۸۴) تجرید (۳۷۷/۱) الطبقات (۲۶/۶)

* اسد الغابہ میں ہے کہ تین بیویاں تھیں۔ [عامر قندی]

جبکہ وہ خوشبو نہیں لگاتے تھے، پھر بھی ان کے جسم سے پھوٹنے والی خوشبو ہم سے اچھی ہوتی تھی۔

ابو عثمان نہدی کا قول ہے: ہم لوگ آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا جسے انہوں نے نکالا (اس کا مضمون تھا: عتبہ! فوج پر کشادہ دستی سے خرچ کرو، لیکن عیش و عشرت سے گریز کرنا۔ [استیعاب واسد الغابہ]) اس کے بعد عتبہ کو ذفر و کش ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

۵۳۱۵ عتبہ بن ابی لہب

بن عبد المطلب بن ہاشم۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ اور ان کے بھائی نبی ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے اور ان لوگوں میں سے تھے جو وہاں ثابت قدم رہے۔

ابن سعد کی بطریق ابن عباس بحوالہ ان کے والد عباس بن عبد المطلب روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر تشریف لائے تو مجھ سے فرمانے لگے: ”چچا عباس! آپ کے بھتیجے عتبہ اور مُعْتَبِ کہاں ہیں؟“ میں نے کہا: جیسے دوسرے لوگ کنارہ کش ہوئے ہیں وہ بھی کہیں ایک طرف ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو (کسی طریقے سے) میرے پاس لے آئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور عرفہ میں ان کے پاس جا پہنچا، وہ جلدی سے آئے اور اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنے ان دونوں چچا زادوں کو طلب کیا تھا جو اس نے مجھے عطا کر دیئے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ مرفوع روایت کا ایک اور طریق ہے جو معتب کے حالات (ج ۲ ص ۱۸۶۸) میں ان شاء اللہ بیان ہوگا۔ مؤرخین کا بیان ہے: عتبہ مکہ ہی مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔ خلافت فاروقی میں مجھے ان کا ذکر نہیں ملتا بلکہ خلافت صدیقی میں بھی گمنام ہیں۔ شاید اسی میں ان کا انتقال ہوا ہو۔

۵۳۱۶ (ز) عتبہ بن مسعود الہذلی

حضرت عبد اللہ کے سگے بھائی۔ انہی کے حالات میں نسب بیان ہوا ہے۔ زہری فرماتے ہیں: عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت نہیں کی، صرف عتبہ کی وفات ان سے پہلے ہوئی ہے۔ (طبرانی) عبد الرزاق کی روایت ان الفاظ میں ہے: ان سے زیادہ فقیہ نہ تھے۔ حضرت عتبہ نے حبشہ ہجرت کی اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آمد ہوئی، بقول بعض اس سے پہلے آ گئے تھے۔ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ ”وسط“ میں لکھتے ہیں: عبد اللہ، لیث بن عقیل، ابن شہاب ان کے سلسلہ سند میں حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے وہ خلافت فاروقی میں عتبہ بن مسعود کے ساتھ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعید زہری سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں امیر بناتے تھے۔ طبرانی وغیرہ کی روایت ہے: بطریق ابوالعمیس بحوالہ ان کے والد یاعون بن عبد اللہ بن عتبہ فرماتے ہیں۔ جب عتبہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو ان کے بھائی عبد اللہ رونے لگے۔ کسی نے کہا: کیا آپ رورہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں، میرا بی بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا ساتھی تھا، مجھے سوائے عمر کی ایک بات کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ امام بخاری بطریق المسعودی، قاسم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عتبہ کا انتقال خلافت فاروقی میں ہوا۔ آپ نے فرمایا: ابن ام عبد کے آنے کا انتظار کرو۔

میں کہتا ہوں: یہ یحییٰ بن بکیر کا سب سے صحیح قول ہے کہ ان کا انتقال چوالیس (۴۴ھ) میں ہوا۔ بخاری میں بروایت ابوذر وغیرہ لکھا ہے جس میں شرکاء بدر کا ذکر ہے۔ عبد اللہ بن مسعود الہذلی، عتبہ بن مسعود ہذلی کے بھائی۔ ان کی کتاب کے علاوہ یہ بات میں نے کسی کتاب میں لکھی نہیں دیکھی۔ مجھے لگتا ہے یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی کا وہم ہے۔ امام بخاری سے مروی نسخہ کی روایت سے یہ بات ساقط ہے۔

۵۴۱۷ عتبہ بن النذر السلمي

ایک صحابی ہیں جو مصر فرس ہوئے۔ بقول ابن یونس: یہ معلوم نہیں کہ وہ مصر کب آئے۔ محمد بن ربیع چیز کا قول ہے کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح سے مروی ہے فتح میں شریک ہوئے تھے۔ ادھر ابن عبد البر کا گمان ہے: یہ عتبہ بن عبد ہیں۔ لکھتے ہیں: بقول بعض یہ اور ہیں، جو قابل توجہ ہیں۔ درست یہ ہے کہ وہ ہیں۔ ابو عمر کی دلیل خالد بن معدان کی ان دونوں سے مروی ایک روایت ہے۔ اس سلسلہ میں ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ شامی ہیں۔ بہت کمزور دلیل ہے، کیونکہ محمد بن ربیع نے جب ان سے مروی حدیث علی بن رباح ذکر تو فرمایا: اہل شام میں سے ان سے خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ عتبہ بن عبد سے ان کے روایت کرنے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عتبہ بن النذر ہی ہوں۔

ابن ماجہ وغیرہ نے بطریق علی بن رباح ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے عتبہ بن النذر کو فرماتے سنا: جو صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کا حضرت شعیب کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا جس میں بکریوں اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح یہ روایت محمد بن ربیع نے کئی طرق سے نقل کی ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۵۴۱۸ عتبہ بن نيار (بے نسبت)

ابن مندہ بطریق ابو عبیدہ بن سلام، پھر بطریق ابن لہیعہ، ابو مسعود سے بحوالہ عروہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زرعہ بن ذی یزن کی طرف خط بھیجا:

”جب تمہارے پاس میرے قاصد معاذ بن جبل اور عتبہ بن نيار پہنچیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔“

ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے یہی واقعہ نقل کیا ہے لیکن اس میں عتبہ کا نام نہیں لیا۔ قاف میں (۵۶۱۷)

اسد الغابہ (۳۵۵۴) استیعاب (۱۷۸۷) تجرید (۳۷۲/۱) استیعاب (۱۵۰/۳)

الجرح والتعديل (۳۷۴/۶) الطبقات الكبرى (۱۳۲/۷)

اسد الغابہ (۳۵۵۵) تجرید (۳۷۲/۱) اسد الغابہ (۲۰۶/۳)

ابو بردہ عقبہ بن نيار کا تذکرہ ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم آیا وہ یہی ہیں یا ان کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

۵۳۱۹ عتبہ بن یزید السلمي

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ انہوں نے ان میں اور عقبہ بن النذر میں فرق کیا ہے جہاں تک میرا خیال ہے یہ وہی ہیں۔

۵۳۲۰ عتبہ (بے نسبت)

عقیلی نے عتبہ بن غزوہ ان کے حالات میں عن عقبہ بن غزوہ ان عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“
میں کہتا ہوں: یہ..... (نسخہ میں بیاض ہے)۔

۵۳۲۱ عتريس قسم ثالث میں ذکر ہوگا۔

۵۳۲۲ (ن) عتبہ (تغیر ہے)

ابن مدرک دہانی، ان کا تذکرہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ہوگا۔

۵۳۲۳ عتبہ البلوی (انصار کے حلیف)

مستغفری اور ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں بطریق حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو ثعلبہ کے بیٹے نے بیان کیا۔ ابو نعیم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: انشئ، ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، آپ کے پیچھے ایک شخص کھڑے ہو کر یہ کلمات پڑھنے لگا:

سبحانک اللہم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت (حدیث)

اسی میں ہے آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کر کے فرمایا: یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ تو ایک انصاری عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میں بلی کا عتبیہ نامی ایک شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، ابھی تمہاری زبان سے اس کے آخری الفاظ بھی نہ نکلنے پائے تھے میں نے دیکھا کہ بارہ (۱۲) فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر انہیں لینے کی

الثقات (۲۹۸/۳) * اسد الغابہ (۳۵۵۷)

* بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۱۰۶)

ابوداؤد کتاب العلم باب فی الشدید فی الکذب علی رسول اللہ ﷺ

* ابن ماجہ مقدمہ (۳۶) * اسد الغابہ (۳۵۵۹)

کوشش کر رہے تھے۔ *

(۵۴۲۳) (ز) عتیر العذری عس میں تذکرہ ہوگا۔

(۵۴۲۵) (ز) عتیر العذری *

ابن ماکولانے خطیب کی پیردی میں نام تصغیر کی صورت نقل کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ ان سے سلیمان عبدالرحمن ازدی نے روایت کی ہے۔ پھر مجھے * ان کا ذکر مل گیا۔ ابن ماکولانے ان میں اور عتیر العذری میں جن کا ذکر ہونا ہے فرق کیا ہے۔ اس کے متعلق اختلاف ان شاء اللہ تعالیٰ عین اور سین میں بیان ہوگا۔

(۵۴۲۶) عتیقہ بن حارث انصاری *

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمول، عبید اللہ بن عمرو سے مسند روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے اچانک عتیقہ بن حارث انصاری آگئے۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ اس شخص کے لیے کیا اجر ہے جو اللہ کی راہ میں تلوار لٹکائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اس کے لیے موتیوں اور یا قوت سے بنا جنتی بازو بند ہوگا۔“

پھر طویل حدیث ذکر کی۔ اس کی اسناد میں جہالت ہے، محمول کی عبد اللہ بن عمرو سے ملاقات نہیں ہوئی۔

(۵۴۲۷) عتیقہ (دوسرے ہیں)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے عبد اللہ بن صفوان نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے ان کی حدیث صحیح نہیں۔

(۵۴۲۸) (ز) عتیک بن بلال انصاری

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہو، البتہ مجھے ان کا ایک واقعہ معلوم ہوا جس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں یا انہیں دیدار حاصل ہے۔ سعید بن منصور، ابوعوانہ سے وہ ہلال بن ابی حمید سے وہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب کا ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: ”امیر المومنین! آپ ضرور مجھے سواری دیں گے۔“ آپ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر فرمایا: ”میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہیں سواری نہیں دوں گا۔“ اس نے پھر یہی بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیس بار اپنی بات دہرا دی۔ وہاں عتیک بن بلال انصاری بیٹھے تھے، کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم چاہتے ہو کہ شر پھیلے، تم دیکھتے نہیں کہ امیر المومنین نے اتنی تعداد میں قسمیں کھالی ہیں جنہیں میں شمار بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انصار

* مسند احمد (۱۸۴/۴) سنن الدارمی (۸/۱) المستدرک (۶۱۶/۲) دلائل النبوة (۷/۲)

* اسد الغابہ (۳۵۶۱) تجرید (۳۷۲/۱) * الاکمال (۱۲۰/۲) * نسخہ میں بیاض ہے۔

* اسد الغابہ (۳۵۶۳) تجرید (۳۷۲/۱)

سے ہوتے ہوئے گفتگو کر سکتا ہے کم از کم بالغ ہوگا، اگر یہی بات ہے تو ایسے شخص کا کم از کم درجہ یہی ہے کہ اسے روایت و دیدار حاصل ہوگا، کیونکہ اس کے کئی اسباب ہیں کہ انصار اپنے نومولود بچوں کو خدمتِ نبوی ﷺ میں لایا کرتے تھے اور آپ ﷺ انہیں گھٹی ڈالتے اور ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ مذکورہ سند کے راوی ثقہ ہیں۔ عبد الرحمن سے سماع کے بارے میں اختلاف ہے، کئی روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے آپ سے سماع کیا ہے۔

۵۳۲۹ عتیک بن التیہان

عبید لغیر میں ذکر ہوا ہے۔

۵۳۳۰ عتیک بن حارث

بن عتیک ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول انصاری۔ نسب انصار میں عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے ابنِ فتحون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابنِ حبان ^۱ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مؤطا میں ان کی حدیث بروایت عبد اللہ بن جابر بن عتیک بن حارث بن عتیک مروی ہے جو عبد اللہ بن عبد اللہ کے نانا ہیں، انہوں نے انہیں بتایا کہ جابر بن عتیک جو ان کے چچا ہیں، انہوں نے ان سے بیان کیا۔

۵۳۳۱ عتیک بن قیس

بن ہشام بن حارث بن امیہ بن معاویہ انصاری۔ جابر بن عتیک کے والد۔ بقول ابنِ عمارہ: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابنِ شاپین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال ان کا نام عتیک نقل کیا ہے، اور ان کے حالات میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ ایک روایت جو انہوں نے بطریق حرب بن شداد عن یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن ابراہیم عن جابر بن عتیک مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”بے شک غیرت میں سے اللہ تعالیٰ کو کچھ پسند اور کچھ ناپسند ہے۔۔۔۔۔“ (حدیث)

یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بطریق عن یحییٰ عن محمد بن جابر بن عتیک عن امیہ ہے۔ صحابی تو جابر ہیں، اس پر ابنِ قانع نے خبرداری ظاہر کی ہے باوجودیکہ ان کی غلطیاں بہت ہوتی ہیں۔ ابنِ شاپین کی طرح اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان کے علاوہ کسی اور نے جابر بن عتیک کے بیٹے سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ یہی درست ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور ہے، وہ یہ کہ حدیث کے راوی جابر بن عتیک وہ جابر بن عتیک بن نعمان بن عمرو ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے عتیک بن نعمان کو صحابی

اسد الغابہ (۳۵۶۴) تجرید (۳۷۲/۱) اسد الغابہ (۳۵۶۵) تجرید (۳۷۲/۱)

الشقات (۲۸۶/۵) اسد الغابہ (۳۵۶۶) تجرید (۳۷۲/۱)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب الخیلاء فی الحرب (۲۶۵۹) نسائی کتاب الزکاة باب الاختیال فی الصدقة (۲۵۵۷)

الصحيح لابن حبان کتاب البر والاحسان (۲۹۵) مسند احمد (۴۴۶/۵) المعجم الكبير (۱۷۷۲/۲)

شمار کیا ہو۔ صرف بغوی نے بطریق ابو معشر، عبدالملک بن جابر بن عتیک سے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں ان کی بیماری زور پکڑ گئی تو کسی شخص نے کہا: آپ پر اللہ کی رحمت ہو.... (حدیث) یہ سیاق غیر محفوظ ہے، محفوظ سیاق وہی ہے جو مؤطا میں عن عبداللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک عن عتیک بن حارث ہے کہ جابر بن عتیک نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت کی عیادت کرنے آئے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۲۳۲ (ز) عتیک بن النعمان

اگر یہ نام صحیح ہے تو سابقہ حالات میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔

باب عین کے بعد ثناء

۵۲۳۳ عثمانہ بن قیس البجلی

بقول امام بخاری اور ابوحاتم: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، یہی قول ابن حبان کا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں، بقول بعض: عمامہ، طبرانی نے مسند شامیین میں بطریق عبدالرحمن بن عائد، بواسطہ بلال بن ابی بلال روایت کی ہے کہ عمامہ بن قیس جو اصحاب النبی ﷺ میں سے ہیں، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کے مستحق ہیں....“ (حدیث) ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جو عبداللہ بن سفیان از دی کے حالات میں عبادلہ میں بیان ہو چکی ہے۔

۵۲۳۴ (ز) عثمان بن ابی جہم الاسلمی

ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ ان کے پوتے محمد بن جہم بن عثمان کے حالات میں کیا ہے کہ جس دن خیبر فتح ہوا تو ان کے دادا غنیموں کو لے جانے پر مقرر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں، مجھے وہ حدیث لکھی ملی ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے۔ خرائطی ”اعتلال القلوب“ میں لکھتے ہیں: ابراہیم بن جنید محمد بن سعید قرشی بصری سے وہ محمد بن جہم بن عثمان بن ابی جہم سے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، اور وہ جس دن خیبر کو رسول اللہ ﷺ نے فتح کیا خیبر کی غنیموں کو لے جانے پر مقرر تھے۔ فرماتے ہیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں تھے کہ اچانک ایک عورت کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمر فاشربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

اسد الغابہ (۳۵۶۷) تجرید (۳۷۳/۱) الجرح والتعديل (۱۴۴/۶) الثقات (۳۲۱/۳)

بخاری کتاب لاتفسیر باب ”و اذا قال ابراهيم رب ارنى كيف تحتى الموتى“ (۳۳۷۲)

مسلم کتاب الايمان باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة (۳۸۰)

ابن ماجه کتاب الفتن باب الصبر على البلاء (۴۰۲۶)

الصحيح لابن حبان کتاب التاريخ باب بدء الخلق (۶۲۰۸)

”شراب حاصل کرنے کی کوئی راہ ہے تاکہ میں اسے پیوں یا نصر بن حجاج تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟“

پھر نصر بن حجاج کا طویل واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد میں محمد بن سعید سے آگے اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عتاب بن خلیل عن محمد بن سعید الاثرم عن محمد بن عثمان بن جهم عن ابیہ عن جدہ کہ وہ خیبر کی غنیمتوں پر مقرر تھے لگتا ہے یہ مقلوب (الٹ گئی) ہے۔ یہی روایت ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بطریق قاسم بن جعفر عن محمد بن سعید عن محمد بن عثمان بن جهم عن ابیہ عن جدہ کہ وہ خیبر کی غنیمتوں کو لے جانے پر مامور تھے۔ جهم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے، لگتا ہے عن جدہ کی ضمیر جهم کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ محمد کی جانب۔

۵۳۳۵ عثمان بن حکیم

بن ابی الاقص اسلمی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں، چنانچہ انہوں نے صحیح میں بطریق عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر ایک جوڑا دیکھا جو بیچا جا رہا تھا۔ لمبی حدیث ہے۔ اس کے آخر میں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے غیر مسلم بھائی کی طرف بھیج دیا جو اہل مکہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ابن بکلو ال نے مہمات میں ان کا نام ”عثمان بن حکیم“ نقل کیا ہے۔

۵۳۳۶ (ز) عثمان بن حمید

بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی۔ ان کے صحابی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کے والد دور جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ فاکہی لکھتے ہیں: ابن ابی عمر، سفیان عن عمرو بن دینار عن عطاء روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکا جسے عبد اللہ کہا جاتا تھا عثمان بن حمید حمیدی سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے حرم کا ایک کبوتر مار ڈالا تو ان کے والد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: فدیہ میں ایک بکری پیش کرو۔

۵۳۳۷ عثمان بن حنیف (تفسیر ہے)

انصاری۔ ان کا نسب ان کے بھائی سہل بن حنیف کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ صرف ترمذی کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے جبکہ جمہور فرماتے ہیں: سب سے پہلے احد میں شرکت کی۔ ابن ابی شیبہ بطریق قتادہ، ابو بکر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوفہ فتح ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کی پیمائش کے لیے عثمان بن حنیف کو بھیجا تھا۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اور حضرت عمار سے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات سے ڈرتے ہو کہ زمین کو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھل کر دو گے؟ ان سے ان کے بھتیجے ابواسامہ بن سہل اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ آنے سے پہلے انہیں وہاں کا والی بنایا تھا۔ وہاں ان پر حضرت طلحہ اور زبیر غالب آ گئے جس کا واقعہ جنگ جمل میں مشہور ہے۔ مؤرخین کا کہنا ہے: وہ کوفہ کے رہائشی تھے اور خلافت معاویہ میں وفات پائی۔

۵۳۳۸ عثمان بن ربیعہ

ابن ابہان بن وہب بن حذافہ بن نجح، الجمحی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۳۹ (ز) عثمان بن ربیعہ الثقفی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ عثمان بن ابی عاص نے انہیں از دیوں کی جمعیت کی طرف بھیجا، انہوں نے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور اس موقع پر یہ اشعار کہے: ع
”ہم نے ان کے جھوٹ کو بکھیر کر رکھ دیا، ان کے بھاگنے سے غبار اڑ رہا تھا، کبھی نافرمان بغاوت کی جسارت کرتا ہے۔ جب ہم رو برد ہوئے تو کئی بجلیاں کوندیں، پھر یہ چمکتی بجلیاں خالی نکلیں۔“

۵۳۴۰ عثمان بن سعد

بن احمر انصاری۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن حبان کا قول ہے جسے میں نے ابویعلیٰ بکری کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۵۳۴۱ عثمان بن شماس

بن الشریذ ابن ہرمی بن عامر بن مخزوم مخزومی۔ ابن عبد البر نے ان کے نسب میں شریذ اور ہرمی کے درمیان سوید کا اضافہ کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ اس واسطے کہ بقول مبرد وغیرہ سوید تو شریذ کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے مصعب بن عمیر کے ساتھ مہاجرین مدینہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: اُحد میں شہید ہوئے۔ حرف شین میں شماس بن عثمان کا تذکرہ ہوا ہے، مجھے خدشہ ہے یہ نام الٹ نہ گیا ہو۔ پھر مجھے اس طرف ابو نعیم کا میلان معلوم ہو گیا، انہوں نے ابن مندہ کی طرف اس وہم کی نسبت کی ہے۔

۵۳۴۲ عثمان بن طلحہ

بن ابی طلحہ۔ نام عبد اللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان ابن عبد الدار العبدری دربان بیت اللہ ہے۔ (سبحان اللہ) والدہ کا نام ام سعید بنت الاوس ہے۔ ان کا والد طلحہ اور چچا عثمان بن ابی طلحہ اُحد میں مارا گیا۔ پھر عثمان بن طلحہ حدیبیہ کی صلح کے عرصہ میں اسلام لے آئے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی، اور نبی ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ آپ نے انہیں کعبہ کی چابی عطا کی۔ صحیحین میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے، فرمایا: نبی ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ بلال، عثمان بن طلحہ اور اسامہ بن زید تھے۔۔۔۔۔ (حدیث) اسی میں ہے میں نے بلال سے پوچھا تھا۔ یہی روایت یزید بن زریع نے عبد اللہ بن عوف سے بواسطہ نافع بن ابی اسود بن عمر نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے ان لوگوں سے پوچھا، اور یونس کی زہری سے بواسطہ سالم انہوں نے اپنے والد سے منقول روایت میں ہے کہ مجھے بلال اور عثمان بن طلحہ نے بتایا۔ تفسیر ثعلبی میں بلا سند لکھا ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں

حقداروں تک پہنچاؤ۔ کہ یہی عثمان تو فتح مکہ کے موقعہ پہ اسلام لائے تھے، اور آپ انہیں کعبہ کی چابی دے چکے تھے۔ یہ منکر روایت ہے۔ معروف یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص کے ساتھ مہاجر ہوئے تھے، اسی پہ بھروسہ کیا ہے۔۔۔۔۔ پھر مدینہ رہائش رکھ لی یہاں تک کہ وہیں ۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ یہ واقدی اور ابن البرقی کا قول ہے۔ بقول بعض: اجنادین میں شہید ہوئے۔ عسکری فرماتے ہیں: یہ باطل ہے۔

۵۴۴ عثمان بن ابی عاص

بن بشر ابن عبد دھمان بن عبد اللہ بن ہمام ثقفی۔ ابو عبد اللہ نزیل بصرہ، وفد ثقیف میں اسلام لائے۔ نبی ﷺ نے انہیں طائف پر مقرر کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر رکھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی بدستور اسی پر رہے۔ پھر آپ نے انہیں عمان اور بحرین پر مقرر کر دیا جو ۵۵ھ کا واقعہ ہے۔ پھر وہ بصرہ رہنے لگے، یہاں تک کہ خلافت معاویہ میں وہیں انتقال کر گئے۔ بقول بعض ۵۰ھ میں، بقول بعض ۵۱ھ میں، انہوں نے ہی ثقیف کو ارتداد سے روکا تھا۔ ان سے خطاب کر کے فرمایا: تم لوگ سب سے آخر میں اسلام لائے ہو، ایسا نہ ہو کہ مرتدوں میں پہلا نمبر تمہارا ہو۔ ان سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تو یہ حضرت آمنہ کے پاس آئے تھے یہ ایک واقعہ ہے جسے بیہقی نے دلائل میں اور طبرانی نے بطریق محمد بن ابی سدید ثقفی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا۔ اس بنا پر وہ ایک سو بیس سال زندہ رہے ہوں گے۔

عثمان نے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ان میں سے چند احادیث صحیح مسلم اور سنن میں ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا یزید بن الحکم بن ابی عاص اور مولا ابوالحکم، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ، نافع بن جبر بن مطعم، ابو العلاء اور مطرف صاحبزادگان عبد اللہ بن غنیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

مرزبانی ”معجم الشعراء“ میں لکھتے ہیں کہ دور جاہلیت میں عثمان بن بشر بن عبد بن دھمان نے عمرو بن معدیکرب پر سختی کی تھی تو عمرو بھاگ نکلے جس پر عثمان نے کہا: ع

”تیری زندگی کی قسم! اگر رات کے پہرے ننگے سر ہو کر عمرو کے سامنے چہروں کو نہ نوچتے ہوتے، تو وہ موت کو دیکھنے کے بعد نیزوں سے جان بچا کر ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ جب خطی تلواریں میرے بالوں سے زیادہ نزدیک تھیں۔“

مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں جو اپنے دادا کی نسبت سے ذکر ہوتے ہیں یا ان کے چچا ہیں۔

۵۴۴ عثمان بن عامر

بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تمیمی ابو قحافہ۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد، والدہ کا نام آمنہ بنت عبد العزیٰ عدویہ جن کا

سورة النساء (۵۸) قلمی نسخ میں بیاض (خالی جگہ) ہے۔

اسد الغابہ (۳۵۷۵) استیعاب (۱۷۹۱) تجرید (۳۷۳/۱)

اسد الغابہ (۳۵۷۶) استیعاب (۱۷۹۲) تجرید (۳۷۴/۱)

تعلق عدی قریش سے تھا۔ بقول بعض: ان کا نام قبیلہ تھا۔ فاکہی، ابن ابی عمر سے، سفیان، ابوہریرہ ثمالی ان کے سلسلہ سند میں عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غار (ثور) کی طرف روانہ ہو گئے تو میں ان حضرات کی خبر لینے کے لئے گھر سے نکل پڑا۔ شاید مجھے کوئی آپ کے متعلق بتائے۔ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حویلی میں پہنچا تو وہاں ابوقحافہ ملے، ان کے ہاتھ میں لٹھی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی میری طرف بھاگ پڑے کہ یہی وہ بے دین لوگ ہیں جنہوں نے میرے لڑکے کو بھی خراب کر دیا ہے۔

فتح تک اسلام لانے میں تاخیر کی۔ چنانچہ مغازی میں ابن اسحاق صحیح سند سے بحوالہ حضرت اسماء بنت ابی بکر روایت کی ہے، فرماتی ہیں: جس سال مکہ فتح ہوا نبی ﷺ اذو طوی مقام پر فروکش ہوئے تو ابوقحافہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کی بیٹی سے فرمانے لگے: اے پوتی! مجھے جبل ابی قیس پر لے جانا۔ ان کی نظر جا چکی تھی تو وہ انہیں لے کر اوپر پہنچ گئیں.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑے آپ کے پاس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی پیرانہ سالی دیکھی تو فرمایا:

”میاں کو گھر ہی رہنے دینا تھا، میں خود ان کے پاس آ جاتا۔“

جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے:

”اللہ کے رسول! ان کا آپ ﷺ کے پاس چل کر آنا آپ کا ان کے پاس چل کر جانے سے (ان کے حق میں)

بہتر ہے۔“

آپ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھا کر ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا:

”اسلام قبول کر لیں (جہنم کی آگ سے) سلامت رہیں گے۔“

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ (حدیث) اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مسلم کی بطریق ابو ذر بحوالہ جابر روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال ابوقحافہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال گھونسلے کی طرح ہو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

”ان بالوں پر کسی چیز کا خضاب لگا لیا کرو اور انہیں سیاہ رنگ کے خضاب سے دھو رکھنا۔“

امام احمد رحمہ اللہ کی بطریق ہشام، محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کسی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بہت معمولی بال سفید ہوئے تھے (اس لیے آپ ﷺ کو خضاب کی چنداں ضرورت نہ تھی) البتہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: فتح مکہ کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور آپ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اگر تم میاں کو گھر ہی رہنے دیتے تو ہم خود ان کے ہاں آ جاتے۔“

آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی ہو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور ان کی داڑھی اور سر کے بال گھونسلے کی طرح سپید تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ان دونوں کو کسی رنگ کا خضاب لگا دو، سیاہ رنگ سے انہیں بچانا۔“

ابن حبان نے اس سند سے اس کی تصحیح کی ہے، قنادہ فرماتے ہیں: یہ اسلام کے پہلے شخص ہیں جنہیں خضاب لگایا گیا اور یہ پہلے شخص ہیں جو خلیفہ کے وارث ٹھہرے۔ ابوفانہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۱۳ھ میں ستانوے (۹۷) برس کی عمر میں ہوا۔

۵۳۳۵ عثمان بن عامر بن معتب الثقفی

منبع کے مولا۔ بقول بعض: اسلام لائے اور معیت نبوی کا فیض اٹھایا۔ سہیلی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ تجرید میں بھی ایسا لکھا ہے۔ سہیلی کی ”الروض“ میں غزوہ طائف کے ذیل میں لکھا ہے، ان غلاموں میں سے جو طائف کے قلعہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اتر آئے تھے، پھر آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا، منبع تھے، ان کا نام ^{مسطح} تھا جو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ وہ عثمان بن عامر بن معتب کے غلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کا ولاء (وہ میراث جو غلام کے مرنے کے بعد اس کے آقا کو ملے) ان کے آقاؤں کو عطا کر دیا تھا، جب وہ بھی اسلام لے آئے تھے۔ یہ سارا بیان ابن اسحاق کا ہے جو ابن ہشام کے علاوہ کسی اور کی روایت سے ہے۔

میں کہتا ہوں: عثمان ان کے ایک قول کے عموم میں داخل ہو گئے کہ ”جب وہ لوگ اسلام لے آئے“ منبع کے حالات میں ہی ابن اسحاق کا حوالہ آئے گا کہ وہ آل عثمان بن معتب کے موالیٰ میں سے تھے (پھر اس بارے میں کلام بیان کیا، اس میں یہ ان کا قول ہے): لہذا احتمال ہے منبع عثمان کے غلام ہوں۔ عثمان جاہلیت میں انتقال کر گئے تھے تو ان کا بیٹا ان (منبع) کا وارث ہوا۔ وہی اسلام لائے تھے۔ ابن کلبی نے ”الجمہور“ میں عثمان کا ذکر کیا ہے اور اپنی عادت کے مطابق یہ نہیں کہا کہ عثمان اسلام لائے۔ میں نے یہاں احتمال کی بنا پر ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۵۳۳۶ عثمان بن عبد غنم

بن زہیر ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ ابن حارث بن فہر قرشی فہری۔ ابن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری فرماتے ہیں: حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آنے تک وہیں مقیم رہے۔ پہلے عامر بن عبد غنم کا ذکر ہو چکا ہے شاید وہ ان کے بھائی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۳۳۷ عثمان بن عبید اللہ

ابن عثمان التیمی طحہ کے بھائی۔ انہی کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ بقول ابن حبان انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابوعمر ^{*} لکھتے ہیں: اسلام لانے کے بعد ہجرت کی مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ محمد بن طلحہ بن محمد بن عبد الرحمن بن غنم بن

* تجرید (۳۷۴/۱) * تجرید (۳۷۵/۴) * اسد الغابہ (۳۵۷۸) استیعاب (۱۷۹۴) تجرید (۳۷۴/۱)

* السیرۃ النبویۃ (۲۶۱/۱) * اسد الغابہ (۳۵۷۹) استیعاب (۱۷۹۵) تجرید (۳۷۴/۱)

* استیعاب (۱۵۴/۳)

عبداللہ انہی کی اولاد سے ہیں، جو نسب کے عالم ہیں۔ ذہبی * لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں، بلکہ یہ تو اسلام ہی نہیں لائے۔ صحابی تو ان کے بیٹے عبدالرحمن ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ بلا دلیل تردید ہے۔

۵۴۳۸ عثمان بن عثمان * بن الشرید

شام میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۴۳۹ عثمان بن عثمان ثقفی *

حمص فروکش ہوئے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ضعیف شام کے گورنر تھے اور بطریق حریر بن عثمان عن عبدالرحمن بن ابی عوف عن عثمان بن عثمان ثقفی صحابی رسول ﷺ ہیں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس کی موت سے پہلے قبول کر لیتا ہے۔“

پھر فرمایا: ”مہینہ پہلے“۔ پھر فرمایا: ”ایک دن پہلے“۔ پھر فرمایا: ”حلق میں جان چھننے سے پہلے“۔ *

۵۴۵۰ عثمان بن عفان *

بن ابی عاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی، امیر المومنین، ابو عبد اللہ، ابو عمر، والدہ کا نام اروی بنت کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ہے جو اسلام لائیں۔ ان کی والدہ بیضاء بنت عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نانی اور عبد اللہ بن عبد المطلب کی سگی بہن تھیں۔ صحیح قول کے مطابق واقعہ فیل کے چھ سال بعد (ہجرت نبوی سے ۴۷ برس پہلے) پیدا ہوئے۔ آپ میانہ قد، نرم جلد، خوبصورت گھنی داڑھی اور کشادہ کندھوں والے تھے۔ اس سے بڑھ کر ان کا مکمل حلیہ ان کی خالہ سعدی کے حالات میں اور ان کے اسلام لانے کے حالات درج ہیں (۱۱۲۸)۔ بہت پہلے اسلام لے آئے۔

بقول ابن اسحاق ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چبیتے تھے، اس لیے انہیں جس پر اعتماد ہوتا اسے اسلام کی دعوت دیتے، جہاں تک میرا علم ہے حضرت زبیر، طلحہ اور عثمان انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جو بدر کے دور میں ان کے ہاں فوت ہوئیں۔ تو آپ نے ان کے بعد انہی کی بہن ام کلثوم کی شادی ان سے کر دی۔ یوں ان کا لقب ”ذوالنورین“ پڑ گیا۔

* تجرید (۳۷۶/۴) * اسد الغابہ (۳۵۸۲) استیعاب (۱۷۹۶) تجرید (۳۷۴/۱)

* اسد الغابہ (۳۵۸۱) تجرید (۳۷۴/۱) * ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبۃ والاستغفار (۳۵۳۷)

ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر التوبۃ (۴۲۵۳) مسند احمد (۱۳۲/۲) المستدرک (۲۵۷/۴)

صحیح لابن حبان کتاب الرقائق باب التوبۃ (۶۲۸)

* اسد الغابہ (۳۵۸۳) استیعاب (۱۷۹۷) تجرید (۳۷۴/۱)

زیر بن بکار کا قول ہے، محمد بن سلام نجی نے مجھ سے بحوالہ ابوالمقدام مولا عثمان بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ سامان دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس شخص کو آنے میں دیر ہو گئی تو آپ نے اس سے فرمایا:

”تمہیں کس وجہ سے تاخیر ہو گئی؟ کیا تم عثمان اور رقیہ کے تعجب خیز حسن تو نہیں دیکھتے رہے؟“

کئی متواتر طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت سنائی اور انہیں اہل جنت میں شمار کیا اور آپ کو شہادت کی خبر سنائی۔ ابویضہؓ: ”فضائل الصحابة“ میں بطریق ضحاک توال بن سبرہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنائیں، آپ نے فرمایا:

”وہ ایسے شخص تھے کہ ملاء اعلیٰ میں انہیں ”ذوالنورین“ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔“

ترمذی بطریق حارث بن عبدالرحمن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”(جنت میں) ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہوگا۔“ *

اور کسی مشہور اور صحیح طرق سے مروی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلوایوں کو کئی باتوں کا واسطہ دیا، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: آپ نے اسلامی لشکر کو ساز و سامان سے لیس کیا، نبی ﷺ نے جب انہیں مکہ روانہ کیا تو ان کی طرف سے درخت تلے بیعت کی اور آپ نے ہر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، وغیرہ ذالک۔

روایت حدیث:

آپ نے نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، ان سے ان کے بیٹوں میں سے عمر، ابان اور سعید نے چچا زاد بھائی مروان بن الحکم بن ابی عاص نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، زید بن ثابت، عمران بن حصین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔ جبکہ تابعین میں سے احنف، عبدالرحمن بن ابی ضمہ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، سعید بن المسیب، ابوالواکل، ابوعبدالرحمن سلمی، اور محمد بن حنفیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ہجرت حبشہ کے پہلے مہاجر یہی ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہی کی تیمارداری کی خاطر آپ غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے انہیں اس کا حصہ دیا اور اجر و ثواب کی خوشخبری سنائی۔ آپ ﷺ نے انہیں مکہ اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں یہ خبر پھیل گئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے یہ بیعت ہوئی چونکہ آپ اس بیعت میں موجود نہیں تھے اس لیے آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر مارتے ہوئے فرمایا: ”یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ان کی بیعت لی گئی، ہم نے اپنے سے بہترین شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور تاخیر نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ یہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے جب آپ کو ان کے قتل ہونے کی خبر ملی آپ نے فرمایا: ان ظالموں نے انہیں شہید کر دیا۔ (اللہ کی قسم!) وہ ان سے زیادہ صلہ رحمی

کرنے والے اور رب سے ڈرنے والے تھے۔ ”زہد“ میں ابن المبارک کی روایت ہے ہمیں زبیر بن عبد اللہ نے بتایا کہ ان کی دادی حضرت عثمان کی خادمہ تھیں، فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے کسی سوئے ہوئے فرد کو نہیں جگاتے تھے البتہ کوئی جاگ رہا ہوتا تو اسے آواز دے دیتے تو وہ انہیں ان کے وضو کا پانی دیتا۔ وہ اکثر روزے سے رہتے تھے۔

ان کی شہادت کی وجہ یہ بنی کہ مصر کے گورنران کے رشتہ دار تھے، پورے شام کے والی حضرت معاویہ تھے بصرہ میں سعید بن عاص تھے، مصر میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور خراسان میں عبد اللہ بن عامر تھے۔ ان میں سے جو بھی حج کرنے جاتا وہ اپنے امیر کی شکایت کرتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نرم خو اور بڑے احسان کرنے والے اور بردبار تھے۔ وہ اپنے گورنروں کا تبادلہ کر دیتے اور یوں لوگوں کو راضی رکھتے۔ جب مخالفت کی ہو ابند ہوتی تو پہلے گورنر کو اپنی جگہ بھیج دیتے۔ پھر یہاں تک نوبت آئی کہ اہل مصر وند کی شکل میں ابن ابی سرح کی شکایت کرنے روانہ ہوئے۔ آپ نے انہیں معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تقرری کا پروانہ لکھ بھیجا، جس پر یہ لوگ راضی ہو گئے۔

ابھی یہ لوگ راستے میں ہی تھے کہ انہیں سواری پر سوار ایک شخص نظر آیا، انہوں نے اس سے خبر پوچھی، اس نے انہیں بتایا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہے اور اس کے پاس ابن ابی سرح کی برقراری کا اور وہاں سربراہ درہ لوگوں کی سرزنش کا خط ہے۔ ان لوگوں نے خط لے لیا اور اٹے پیر واپس ہو گئے۔ آپ کے سامنے وہ خط پیش کیا۔ آپ نے قسم کھائی کہ نہ میں نے خط لکھا ہے اور نہ اجازت دی ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے: اپنا کاتب (نشی) ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ کا کاتب مروان بن الحکم تھا جو آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ وہ لوگ برہم ہو گئے اور آپ کی حویلی کا محاصرہ کر لیا۔ لوگوں کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کرنے لگی، آپ نے جنگ و قتال سے منع کر دیا تھا۔ صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ لوگ ایک گھر سے دوسرے گھر دیواریں پھلاتے آپ کے پاس پہنچ گئے، اور آپ کو شہید کر دیا جس کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعض اہل خیر کو بڑا صدمہ ہوا۔ یوں فتنے کا دروازہ وا ہوا، پھر جو ہونا تھا سو ہوا۔ واللہ المستعان۔

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے چھ آدمیوں کو وصیت کی اور ان سے کہا کہ وہ مل کر کسی ایک آدمی کا انتخاب کر لیں۔ ان میں سے پانچ نے عبدالرحمن بن عوف کو مختار بنایا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چناؤ کیا۔ پھر سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بقول بعض: یہ ہفتے کے روز محرم چوبیس ۲۴ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: اپنی خلافت کے گیارہویں سال گیارہویں مہینے بائیسویں دن شہید ہوئے۔ جو ۳۵ھ بائیس ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔ دوسروں کا قول ہے: ۷۱ یا ۱۸ میں شہید ہوئے۔ یہ امام احمد رحمہ اللہ کی اسحاق بن الطباع سے بحوالہ ابو معشر روایت ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: سوموار کے روز جب ذوالحجہ کی ایک رات رہ گئی تھی، ۲۳ھ کو آپ کی بیعت ہوئی۔ عصر کے بعد جمعہ کے دن جب ذوالحجہ کے اٹھارہ دن گزر گئے تھے شہید ہوئے اور ہفتے کی رات مغرب و عشاء کے درمیان بمقام حش کو کب جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع کی کشادگی کے لیے خریدا تھا، دفن ہوئے۔ اس وقت بیاسی (۸۲) سال اور کچھ ماہ کا سن تھا۔ یہی صحیح اور مشہور ہے۔ بقول بعض: اس سے کم تھا۔ ابو محمد بن حزم کا قول ہے، اسی (۸۰) سے کم عمر تھی۔

۵۳۵۱ عثمان بن عمرو

بن رفاعہ بن حارث بن سواد انصاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شریک بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: میرے نزدیک یہ نعمان بن عبد عمرو ہیں۔

۵۳۵۲ عثمان بن عمرو انصاری

ابن مندہ بطریق کثیر بن سلیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عمرو جو اپنی قوم کے امام تھے۔ دور بدر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

”جب تم اپنی قوم کی امامت کرو تو مختصر نماز پڑھاؤ اس واسطے کہ ان میں بوڑھے، ناتواں اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔“

بقول ابن مندہ یہ حدیث عثمان بن ابی عاص کے حوالہ سے مشہور ہے، لیکن وہ بدری نہیں۔ میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ اور ہیں، اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ ایک طرح کا واقعہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ ادھر ابن قانع کی روایت ہے جو بطریق یعقوب الحمی، بواسطہ ابو عبید، ابو مرثع سے مروی ہے کہ مجھ سے عثمان بن عمرو نے حج کے زمانے میں نبی ﷺ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی، آپ نے فرمایا:

”فقیر (نادار) مسلمان مالداروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔“

۵۳۵۳ عثمان بن عمرو

بن الجموح انصاری سلمی، دولابی۔ ابوبشر الکنتی میں بطریق حیوہ بن شریح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو عثمان ولید بن ابی ولید نے بیان کیا کہ میں نے صحابی رسول ﷺ عثمان بن عمرو بن الجموح انصاری جن کا تعلق بنی سلمہ سے دیکھا کہ ان کے بال زرد رنگ سے رنگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سر کے بالوں کی دو لٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ لہذا احتمال ہے سابقہ دو شخصیتوں میں سے ایک ہیں، جیسے دوسری شخصیت کا پہلی ہونے کا احتمال ہے نیز تعدد کا احتمال ہے۔

۵۳۵۴ عثمان بن قیس

بن ابی عاص بن قیس بن عدی سہمی۔ بقول ابن یونس: اپنے والد کے ہمراہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ طبرانی کی بطریق لیث یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف خط بھیجا کہ تمہاری طرف بیعت و رضوان میں شریک جتنے حضرات ہیں ان کے وظیفے دوسو (۲۰۰) مقرر کر دو۔ اور اس میں اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو شامل کر لو اور عثمان بن قیس کے لیے اس کی مہمان نوازی کی بنا پر اور خارجہ بن حذافہ کی بہادری کی وجہ سے وظیفہ مقرر کر دو۔ ان کے والد کے حالات میں

بیان ہوگا کہ وہ مصر کے قاضی تھے۔ یہی ابو عمر کندی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری سال مصر کے قاضی بنے جس پر حضرت کی خلافت میں بدستور برقرار رہے۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ کی خلافت میں معزول ہو گئے۔ وہ بڑے عابد بہت زیادہ عبادت گزار، کثرت سے رونے والے، ان کی عادت تھی جو نبی لوگوں کا فیصلہ کرتے تو آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے: ”وہ شخص ہلاک ہو جس نے اپنے فیصلے میں ظلم کیا“۔

۵۳۵۵ عثمان بن مظعون *

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حجاجی۔ ابن اسحاق * فرماتے ہیں: تیرہ افراد کے بعد اسلام لائے۔ انہوں نے اور سائب نے ایک جماعت کے ساتھ حبشہ پہلی ہجرت کی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں (جو بے بنیاد خبر تھی) تو واپس آ گئے۔ عثمان، ولید بن مغیرہ کے پڑوس میں پناہ گزیں ہوئے۔ لیکن بعد میں اس کا یہ احسان اسے لوٹا دیا اور جس حالت میں نبی ﷺ تھے (یعنی کسی کی پناہ و ذمہ داری نہیں تھی)۔ وہ بھی اس پر راضی رہے۔ ولید بن ربیعہ کے ساتھ ان کا واقعہ نقل کیا جس میں اس نے یہ شعر پڑھا:

الاکل شی ما خلا الله باطل
”آگاہ رہو! جس چیز کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں وہ محض باطل ہے“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ جس پر ولید یہ مصرعہ گویا ہوا:

وکل نعیم لا محالة زائل
”بے شک ہر نعمت ختم ہونے والی ہے“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہو۔ جنت کی نعمتیں ختم نہ ہونے والی ہیں۔ تو ان میں کا ایک بے وقوف اٹھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایاز و رکا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ زرد پڑ گئی۔

صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون کو حجر دو گوشہ نشینی سے منع کر دیا تھا، اگر آپ ﷺ انہیں اجازت دیتے تو ہم آختہ (خصی) ہو جاتے۔ ابن شاپین اور یحییٰ ”شعب الایمان“ میں بطریق قدامہ بن ابراہیم جمحی بواسطہ عمر بن حسین، عائشہ بنت قدامہ سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے چچا روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں ایسا شخص ہوں جسے جہاد میں بغیر بیوی رہنا دشوار ہے کیا آپ مجھے آختہ ہونے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ابن مظعون! نہیں، البتہ تم روزوں سے اس کا علاج کرو“۔ * بزار بطریق قدامہ بن موسیٰ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا قدامہ بن مظعون ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ صحیحین

* اسد الغابہ (۳۵۸۸) استیعاب (۱۷۹۸) تجرید (۳۷۵/۱) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۶/۱)

* بخاری کتاب النکاح باب ما یکرہ من التقبیل (۵۰۷۴، ۵۰۷۳)

ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی النهی عن التبتل (۱۰۸۳) نسائی (۳۲۱۲) ابن ماجہ (۱۸۴۸)

مسند احمد (۱۷۵/۱) (۱۸۳/۱) المعجم الكبير (۸۳۱۳/۹) (۸۳۱۴/۹)

میں ام العلاء سے مروی ہے، فرماتی ہیں: جب عثمان بن مظعون کا (میرے گھر) انتقال ہوا تو میں کہنے لگی: ابو السائب! میں تمہارے حق میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑا مقام بخشا ہے۔ بدر میں شرکت کے بعد ہجرت ۵۲ کے دوسرے سال فوت ہوئے، مہاجرین میں سے فوت ہونے والے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے شخص ہیں۔ ترمذی * کی بطریق قاسم بحوالہ عائشہ روایت کی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو نبی ﷺ نے روتے ہوئے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتیوں کی مالا ٹوٹ پڑی تھی۔ اور جب آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا: ہمارے نیک سلف عثمان بن مظعون سے جاملو۔ * ان کی والدہ نے ان کی وفات پر یہ مرثیہ کہا: ص
”اے میری آنکھ! عثمان بن مظعون کے صدمے میں نہ ختم ہونے والے آنسو بہا دے۔“

۵۲۵۶ عثمان بن معاذ *

بن عثمان تمیمی۔ بقول ابن عبد البر * ان کی حدیث ابن عیینہ نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، جنہیں عثمان بن معاذ یا معاذ بن عثمان کہا جاتا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:
”کنکری کی مقدار رمی جمار کیا کرو۔“ *

میں کہتا ہوں: اسے عبدالوارث نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم عن عبدالرحمن بن معاذ نقل کیا ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے اور یہ محفوظ ہے اور اسے معمر نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم عن عبدالرحمن بن معاذ بحوالہ ایک شخص روایت کی ہے جنہوں نے سماع کیا۔ اگر اسے ابن عیینہ نے یاد رکھا ہے تو شاید عبدالرحمن نے اسے اپنے بھائی عثمان سے سنا ہو۔

۵۲۵۷ (ز) عثمان بن نوفل

ابن شاہین کا گمان ہے کہ یہ ذوالجوش کا نام ہے جبکہ مشہور اس کے خلاف ہے۔

۵۲۵۸ عثمان بن وہب مخزومی *

ابن سعد نے مسلمانان فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۵۹ عثمان الجہنی *

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ عرس بن عبدالعزیز سے بواسطہ عمر بن مضر بن عثمان جہنی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم * کا بیان ہے کہ عمر بن مضر س تو

* ترمذی کتاب الجنائز باب تقبیل المیت (۹۸۹) * اسد الغابہ (۲۲۵/۳) استیعاب (۱۶۵/۳)

* اسد الغابہ (۳۵۸۹) استیعاب (۱۷۹۹) تجرید (۳۷۵/۱) * استیعاب (۱۶۵/۳)

* ابوداؤد کتاب المناسک (۱۹۵۷) و نسائی (۲۹۹۶) السنن الکبریٰ (۱۲۷/۵) الاحاد والمثنائی (۱۱/۲)

* تجرید (۳۷۴/۱) * اسد الغابہ (۳۵۹۰) تجرید (۵۷۴/۱) * الجرح والتعديل (۱۵۰/۶)

اپنے والد سے وہ عمرو بن مرہ جھنی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۴۶۰ عثیر اور

۵۴۶۱ عثیر العذری کا عس میں ذکر ہوگا۔
www.KitaboSunnat.com

۵۴۶۲ (ن) عثیم (تصغیر ہے)

اس نام سے نبی ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خطاب کیا تھا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آتا ہے، جو بطریق ام کلثوم حظلیہ بحوالہ ان کے مروی ہے۔ امام احمد مسند عائشہ کے آخر میں لکھتے ہیں: عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ فاطمہ بنت عبدالرحمن نے مجھ سے بحوالہ اپنی والدہ بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: جنہیں ان کے چچا نے بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر عرض کی آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ کر آپ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھ رہا ہے جبکہ لوگ انہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو عثمان پر لعنت کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور جبرائیل آپ کے پاس وحی لاتے آپ فرمانے لگے عثیم! (عثمان!) لکھو!

۵۴۶۳ (ن) عثیم الجنی

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ جنگ نہادند کی تیسری رات یرامہ میں ایک شخص کے پاس سے ایک گھڑ سوار گزرا، اس نے پوچھا: کہاں سے آنا ہوا؟ اس نے کہا: نہادند سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمان کے لیے فتح کر دیا ہے اور وہ شہید ہو چکے ہیں۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے بھی صحیح کہا اور تم نے بھی سچ کہا۔ وہ جنات کا خبر رساں تھا، جس کا نام عثیم تھا جس نے انسانوں کے پیام برد کو دیکھا تھا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس کی خبر پہنچ گئی۔ فتح نہادند کو ”فتوح الفتوح“ کا نام ملا۔

باب عین کے بعد جیم

۵۴۶۴ عَجْرِي بن مانع السكسكي

بقول ابن یونس: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ معاف میں شمار ہوتے ہیں۔ اہل مغازی نے شرکاء فتح مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۵ عَجْلان (مولا رسول اللہ ﷺ)

انہوں نے آپ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ قاضی تین ہوتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے، جسے عبدالصمد

بن سعید نے طبقات الحمصیین میں بطریق عمرو بن شرمیل خولانی نقل کیا ہے کہ میں نے یہ حدیث ابن عجلان سے سنی ہے۔

۵۳۶۶ عَجِیر (تفسیر) بن عبد یزید

بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف مطلبی، رکانہ کے بھائی۔ ابن سعد نے مسلمانان فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیر سے تیس دن تک مجبور کھانے کے لیے دیں۔ بلاذری وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدودِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔ عجمی اس کے بعد بھی زندہ رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابوداؤد کی بطریق نافع بن عجمی بواسطہ ان کے والد بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت ہے جو حضرت حمزہ کی بیٹی (کی پرورش) کے متعلق ہے۔ حرفِ خاء میں ان کے بیٹے خالد بن عجمی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۳۶۷ عَجِیر بن یزید

بن عبدالعزیٰ۔ طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ امام بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث نہیں نقل کی۔ بغوی کا قول ہے: محمد بن اسماعیل فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ سے ایک حدیث کی روایت کی ہے۔ عبد الوہاب بن مجاہد بواسطہ اپنے والد بحوالہ مہر بن یزید بن عبدالعزیٰ روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ نبی ﷺ مکہ کی کسی وادی میں تھے میں اس وقت اسلام لا چکا تھا۔ آپ نے مجھے حالتِ شرک میں دیکھا ہوا تھا، میں نے آپ کو پیڑ کا ٹکڑا دیا تو آپ مجھے فرمانے لگے: کیا تمہیں تمہارے والدین نے اس کی اجازت دی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ”عجمی! یہ مقبرہ دیکھ رہے ہو قیامت کے روز اس میں سے ستر ہزار افراد بلا حساب اٹھائے جائیں گے۔“ اسے ابوبکر بن ابی علی ذکوانی نے اسی سند سے نقل کیا ہے اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔

۵۳۶۸ (ز) عَجِیل (لام سے تفسیر ہے)

القرصم (قاف سے)۔ صاد میں اختلاف ہے۔ ابن درید فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابو سعید بکری نے ”شرح الامالی“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد وال

۵۳۶۹ العداء (بروزن عطار) ابن خالد

بن ہوذه بن خالد بن عمرو بن عامر بن حصصہ عامری۔ ہشام بن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ انہوں نے اور ان کے والد نے ”تالیف قلبی“ والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ دیگر حضرات نے ان کا نسب یوں لکھا ہے: ”ہوذه بن ربیعہ بن عمرو“ باقی اسی

طرح ہے۔ ادھر بغوی نے وہم سے انہیں انف الناقہ بن قریح تمیمی کی اولاد میں شامل کر دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ انف الناقہ تو اور ہیں۔ اور وہ عمرو بن عامر بن صعصعہ کے بھائی ہیں۔ اور ان انف الناقہ کا نام ربیعہ ہے جو بکاء سے مشہور ہیں۔ زیاد بکائی انہی کے نسب سے ہیں۔ عداء حنین کے بعد اپنے والد اور بھائی حرمہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ عداء سے مروی کئی احادیث ہیں، لگتا ہے انہوں نے لمبی عمر پائی ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ وہ یزید بن المہلب کے خروج تک زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: جو ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ کا واقعہ ہے۔ بصرہ کے اعرابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے بنی عامر کے جو چشمے ریش نامی کہلاتے تھے وہ انہیں بطور جاگیر عطا کر دیئے جہاں یہ فروکش ہوئے تھے۔

۵۴۰ عدا۱

مولا شیبہ بن ربیعہ۔ پہلے نصرانی تھے اور نینوی سے ان کا تعلق تھا جو موصل کا ایک گاؤں ہے۔ نبی ﷺ سے طائف میں ملاقات ہوئی جس کا واقعہ ابن اسحاق * نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔ اسی میں ہے کہ شیبہ اور عقبہ طائف میں تھے انہوں نے پچشم خود نبی ﷺ کی انہیں اسلام کی دعوت پر اہل طائف کا سلوک دیکھا تھا، ان دونوں نے عدا۱ سے کہا: یہ انگور کا خوشہ لے جاؤ اور اس شخص کے سامنے رکھ دو، انہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے انگور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی جس پر عدا۱ کو تعجب ہوا، وہ آپ سے کہنے لگا: اس طرح کے کلمات ان شہروں میں تو کوئی نہیں کہتا۔ کسی نے اس سے ذکر کر دیا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ وہ آپ کی علامت پہچان کر آپ کو بوسہ دینے لگا، جب عدا۱ وہاں سے واپس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا: عدا۱! خیال کرنا وہ صاحب تمہیں اپنے دین سے نہ ہٹالیں۔

سلیمان تمیمی نے اپنی کتاب ”السیرۃ“ میں لکھا ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابن مندہ نے ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی نے ان سے نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کی علامات کا ذکر نقل کیا ہے جسے سلیمان تمیمی نے بھی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ساتھ سب سے پہلی چیز جو مخصوص کی ہے کہ انہوں نے حراء کے غار میں ایک خواب دیکھا، جہاں وہاں مشرکین کے معبودان باطلہ کے ساتھ ہونے والے انجام سے خائف ہو کر جاتے تھے۔ وہاں ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تو پہلی ملاقات کی وجہ سے ان سے خوفزدہ ہو گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس پر خدیجہ بنت جحش نے آپ سے کہا: آپ ﷺ کو مبارک ہو آپ اس امت کے نبی ہیں، جس کی اطلاع مجھے شادی سے پہلے میرے خیر خواہ غلام اور بحیرہ راہب نے دی ہے۔ اس کے بعد وہ ایک راہب کے ہاں تشریف لے گئیں۔ اس نے ان سے کہا: جبرائیل اللہ تعالیٰ کا رسولوں کی طرف پیام رساں فرشتہ ہے۔ آپ وہاں سے عقبہ بن ربیعہ کے نصرانی غلام کے ہاں آئیں جس کا تعلق نینوی سے تھا، جسے عدا۱ کہا جاتا تھا، اس سے بات چیت ہوئی اس نے بھی یہی کہا۔ اس کے بعد آپ ورقہ کے ہاں تشریف لے گئیں۔

ابن عائد نے مغازی میں بطریق عثمان بن عطاء انہوں نے اپنے والد سے بواسطہ عمرہ بنحو الہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا طویل مفہوم نقل کیا ہے۔ واقعی واقعہ بدر میں بطریق ابوبکر بن سلیمان بن ابی خنیسہ بنحو الہ حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں، عداس ثنیہ بیضاء پر بیٹھے تھے اور لوگ وہاں سے گزر رہے تھے۔ جونہی شیبہ اور عتبہ کا وہاں سے گزرا انہوں نے جھٹ سے ان دونوں کے پیر پکڑ لیے اور کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ دونوں پر فدا ہوں اللہ کی قسم! وہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اپنی موت کو دعوت دینے جا رہے ہیں۔ اتنے میں عاص بن شیبہ کا گزر ہوا، روتا دیکھ کر اس نے پوچھا: کیوں رورہے ہو؟ وہ کہنے لگے: میں اپنے آقاؤں کی وجہ سے رورہا ہوں جو دونوں اس وادی کے سرداروں میں سے ہیں۔ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں جا رہے ہیں۔ عاص نے کہا: کیا وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں؟ جس پر عداس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! وہ تمام لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ واقعی ^{۱۱۱} دوسری سند سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان دونوں کو جنگ میں شرکت سے روکا لیکن ان دونوں نے ان کی بات نہ مانی یہ بھی ان کے ساتھ گئے تھے اور بدر میں قتل ہوئے۔ بقول بعض یہ واپس آ گئے تھے اور بعد میں فوت ہوئے۔

۵۴۶۱) عَدَسُ بْنُ عَاصِمٍ

بن قطن۔ ان کے بھائی خزیمہ بن عاصم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۴۶۲) عَدَسُ بْنُ هُوذَةَ الْبَكَّائِي

الدارقطنی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۳) عَدِيُّ بْنُ اسَدٍ

ابن تھعلہ میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۴۶۴) (ز) عَدِيُّ بْنُ أَمِيَّةٍ

بن العییب الجذامی۔ اموی نے مغازی میں، رفاعہ بن زید کے ساتھ آنے والے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے

اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۵) عَدِيُّ بْنُ بَدَاءٍ

تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے شان نزول میں ان کا ذکر آتا ہے:

”اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت ہو جائے تو تمہاری آپس کی گواہی کا نصاب یہ ہے۔“

جس کا تذکرہ بدیل بن ابی مریم کے حالات میں ہو چکا ہے۔ اسی میں تمیم کا قول ہے۔ اس میں لوگ میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ رائے رکھتے ہیں۔ وہ دونوں نصرانی تھے جو تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ یہ روایت ابن مندہ نے نقل کی تو ابو نعیم نے انہیں الزام دیا کہ ان کا اسلام مشہور نہیں۔ ابن عطیہ لکھتے ہیں: میرے نزدیک عدی صحابی نہیں اگرچہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ میرے نزدیک انہیں صحابہ میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ابن الاثیرؒ نے اسی بات کو قوی لکھا ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب میں جو سیاق ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عدی سے ایسی قسم لیں جو ان کے دین میں بہت عظیم ہو۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابن حبان کے قول کی وجہ سے ان کا اس قسم میں ذکر کر دیا ہے۔ شاید انہیں معلوم ہوا ہو کہ وہ بعد میں اسلام لے آئے تھے۔ پھر مجھے تفسیر مقاتل میں اس واقعہ کے بعد یہ روایت مل گئی کہ نبی ﷺ نے تمیم سے فرمایا: ”تمیم! اسلام لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔“

چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب رہا لیکن عدی بن بداء نصرانی ہی مرے۔

تمیم:

لفظ بداء میرے نزدیک باء کے زبر اور وال کی تشدید اور قصر کے ساتھ ہے۔ بعض نے مد کے ساتھ لکھا ہے۔ میں نے خطیب کے قلم سے مقاتل کی تفسیر منقول واقعہ کے سیاق میں لکھا دیکھا ہے: عدی بن بداء۔ واللہ اعلم۔

۵۴۶۹ عدی بن تمیمؒ

حضرت ابو رفاعہ عدوی کے ناموں میں سے ایک قول کے مطابق ان کا نام ہے ابو بکر بن علی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۷۷ عدی بن حاتمؒ

بن عبد اللہ بن سعد بن حشر بن امری القیس بن عدی طائی، مشہور بخئی کے بیٹے ہیں۔ کنیت ابو طریف تھی۔ ۹ھ بقول بعض ۱۰ھ میں اسلام لائے اس سے پہلے نصرانی تھے۔ فتنہ ارتداد میں اسلام کا دامن نہ چھوڑا۔ اپنی قوم کی زکوٰۃ امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچاتے رہے۔ فتح عراق میں شریک رہے، اس کے بعد کوفہ کو مسکن بنالیا اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ ۶۰ھ کے بعد جب عمر رسیدہ ہو چکے تھے فوت ہوئے۔ بقول خلیفہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ ابو حاتمؒ جہتانی لکھتے ہیں: ایک سو اسی (۱۸۰) سال عمر تھی۔

محل بن خلیفہ بحوالہ عدی بن حاتم روایت کرتے ہیں، فرمایا: اسلام لانے کے بعد جب بھی نماز کی اقامت ہوئی میں با وضو ہوتا۔ شعی حضرت عدی سے روایت کرتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا، اس وقت وہ کسی کا وظیفہ مقرر کر رہے تھے۔ (مصرفیت کی وجہ سے) میری طرف توجہ نہ دی۔ میں سامنے آ کر کہنے لگا: کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

خمرانے لگے: ہاں، تم اس وقت ایمان لائے جب لوگ کافر تھے اور تم نے اس وقت (حق کو) پہچانا جب لوگ اس سے نا آشنا تھے اور تم نے اس وقت وفا کی جب لوگوں نے غدار کی اور تم نے اس وقت منہ دکھایا جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے۔ سب سے پہلا صدقہ جس نے اصحاب رسول ﷺ کو شاداں کر دیا تھا وہ ملی کا صدقہ اور زکاۃ کا مال تھا۔

اس روایت کو امام احمد اور ابن سعد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ مسلم میں ہے۔ صحیحین میں ہے انہوں نے نبی ﷺ سے شکار سے متعلقہ چند مسائل پوچھے تھے۔ اور صحیحین میں ہے ان کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اس آیت کا ”یہاں تک کہ تمہارے لیے رات کی سیاہی صبح کی سپیدی“ سے جدا ہو جائے“ ظاہر مفہوم سمجھ لیا تھا، اور نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”پھر تو تمہارا تکیہ بہت کشادہ ہے۔“

امام احمد اور ترمذی رحمہما کی بطریق عباد بن حمیش کوئی بحوالہ عدی بن حاتم روایت ہے، فرمایا: میں مسجد میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: لوگو! یہ عدی بن حاتم ہے۔ فرماتے ہیں: میں بغیر امان اور بغیر کسی تحریر کے حاضر خدمت ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پہلے فرمایا تھا: مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھما دے۔ چنانچہ آپ اٹھے اور میرا ہاتھ تھام لیا۔ اسی دوران آپ سے ایک عورت ملی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا۔ وہ دونوں کہنے لگے: ہمیں آپ سے کام ہے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ کھڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے جو بات چیت کرنی تھی کر لی۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر اپنے گھر لے آئے۔ آپ ﷺ کی خادمہ تکیہ لے کر آئی جس سے فیک لگا کر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر فرمانے لگے: تمہارے علم کے مطابق اللہ کے سوا بھی کوئی عبادت و پکار کے لائق ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ پھر فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ سے بڑی کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔“

امام احمد اور بغوی رحمہما وغیرہ اپنی مجمع میں بطریق ابو عبیدہ بن حذیفہ روایت کرتے ہیں، میں عدی بن حاتم کی حدیث بیان کرتا تھا ایک دفعہ میں نے دل میں کہا: عدی تو یہیں کوفہ کے پاس رہتے ہیں، چنانچہ میں وہاں آ گیا۔ وہ فرمانے لگے: جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو میں آپ ﷺ کو بہت ناپسند کرتا تھا۔ چنانچہ میں نکل پڑا، روم کے قریبی علاقہ میں پہنچا تو آپ کی وجہ سے مجھے جگہ بھی سخت ناپسند لگنے لگی۔ میں دل میں کہنے لگا: اگر میں آپ سے مل لوں تو کیا حرج ہے۔ (نعوذ باللہ) اگر آپ ﷺ سچے نہ ہوئے تو آپ کا حال مجھ سے مخفی نہیں رہے گا اور اگر آپ سچے ہیں (جیسا کہ آپ کے دوست و دشمن کہتے ہیں) تو میں آپ ﷺ کی پیروی کر لوں گا۔ سو میں اس ارادے سے روانہ ہو گیا۔ میں جب مدینہ پہنچا تو لوگ مجھے دیکھ کر کہنے لگے: یہ عدی بن حاتم ہے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: عدی! اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ میں نے عرض کی: میں ایک دین کا پیروکار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے دین سے تم سے زیادہ واقف ہوں، کیا تم اپنی قوم کے سردار نہیں؟ میں نے عرض کی: بالکل ہوں۔ کیا تم چوتھا حصہ نہیں کھاتے؟ میں نے کہا: بالکل کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دین کے مطابق یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔ پھر فرمایا: اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ میرے خیال میں تمہارے لیے اسلام لانے میں رکاوٹ شاید میرے ارد گرد کی کمزور نفری ہے

جو تم دیکھ رہے ہو اور سب لوگوں کو ہمارے خلاف دیکھتے ہو؟ پھر فرمایا: کبھی حیرہ گئے ہو؟ میں نے عرض کی گیا تو نہیں ہوں، البتہ اس کا نام سنا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”عنقریب وہاں سے ایک مسافر عورت بغیر کسی حفاظت کے نکلے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اور ایک وقت ضرور ہمارے لیے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے۔“

میں نے عرض کی: کسریٰ بن ہرمز؟ فرمایا:

”ہاں! مال کی اتنی بہتات ہوگی کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ اس کی زکوٰۃ کسے دے (لینے والا کوئی نہ ہوگا)۔“

حضرت عدی بن مسعود فرماتے ہیں: میں نے دو پیش گوئیاں دیکھ لیں۔ مسافر عورت اور میں اس فوج کے پہلے دستے میں تھا جس نے کسریٰ کے خزانوں پر حملہ کیا تھا اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تیسری بھی ضرور پوری ہوگی۔

حدیث کا آخری حصہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ ”الزہد“ میں ابن المبارک، ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے بواسطہ شعبی بحوالہ عدی بن حاتم روایت کی گئی کہ آپ نے فرمایا: ”جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا۔“ وہ بڑے سخی تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے تمیم بن مرثدہ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے سو درہم مانگے، آپ نے فرمایا: تم مجھ سے صرف سو درہم کا سوال کرتے ہو جبکہ میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں (اس میں میری توہین ہے)۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی نہیں دوں گا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ خلیفہ نے اعتماد سے لکھا ہے آپ کا انتقال ۶۸ھ میں ہوا۔ تاریخ مظفری میں ہے کہ آپ مختار ثقفی کے دور میں فوت ہوئے۔ عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔

۵۲۷۸ عدی بن حمرس

بن نصر بن القاطع بن جری بن عوف بن اسود بن جذام جذامی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ حسن بن عبد العزیز جروی کے دادا۔ عبد الغنی فرماتے ہیں: حسن کے دادا عدی صحابی ہیں۔ یہی بات خطیب نے حسن کے حالات میں لکھی ہے۔ لفظ حمرس حاء کے زیر اور راء اور حاء کے درمیان میم سے ہے جو ساکن ہے، آخر میں سین ہے۔

۵۲۷۹ (ن) عدی بن خلیفہ بیاضی

ابو عبید بن سلام نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۸۰ عدی بن الخیار

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نوفلی۔ عبید اللہ اور ان کے بھائیوں کے والد۔ ابن سعد نے مسلمانان فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیٹے عبید اللہ کا ذکر ان لوگوں میں ہے جنہیں رویت نصیب ہے۔ ثقات میں عجلی لکھتے ہیں: عبید اللہ بن عدی بن الخیار معتبر تابعی ہیں جو اکابر تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن شامین نے کتاب الجنازہ میں بطریق

عبداللہ بن عدی بن الحیار بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے جو صحابی رسول تھے۔ اور صحابہ کرام ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں میرے بعد کوئی ایسا عمل نہ کرنا جس سے میرا چہرہ بریشان ہو، کیونکہ بیٹوں کا عمل باپ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

مدائکی کا بیان ہے اور عمر بن شہب نے اخبار مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ عدی بن الحیار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے بارے میں ناراضگی کا اظہار کیا جب اہل کوفہ نے ان کی یہ شکایت کی کہ وہ شراب پیتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہم اس پر حد جاری کر دیں گے۔ صحیح بخاری میں جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو کرنے والے عبید اللہ بن عدی بن الحیار ان کے بیٹے تھے۔ واللہ اعلم

٥٣٨١ عدي بن الربيع ❁

بن عبد العزیٰ ابن عبد شمس، ابوالعاص بن ربیع کے بھائی سیر میں ان کا ذکر آتا ہے۔ جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ پہنچانے کے لیے باہر لائے۔ مرزبان اپنی محکم میں لکھتے ہیں: راستے میں ہمار بن اسود آڑے آیا تو عدی نے اسے تیر مار کر ٹھکانے لگا دیا، جس برعدی نے یہ شعر کہے: ۶

”مجھے ہمارا اور اس کی قوم کے بد معاشوں پر تعجب ہوتا ہے جو محمد ﷺ کی بیٹی کے بارے میں چاہتے ہیں کہ میں اپنی ذمہ داری ہٹا لوں۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ ان کے والد کو میرے ہاتھ سے کیا گزند پہنچتا ہے۔ جس دن میرے ہاتھ میں تلوار آتی ہے۔“

بقول بعض: زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ کنانہ بن عدی نکلے تھے۔ ابن سید الناس نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی ہے اور یہ واقعہ بیان کیا۔

عادی بن ریچہ ۵۲۸۲

بن عبد العزى ابن عبد شمس۔ بقول ابن عبد البر: لوگوں نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ابو عاص بن ربیع کے چچا زاد ہیں۔
میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے علی صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

عبدی بن ربیعہ ۵۳۸۳

بن سواہ بن جشم بن عدی جشمی۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا وہ بعثت تک زندہ رہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن فحنون کا بیان ہے وہ اسلام لائے تھے۔ محمد بن عدی کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

۵۴۸۲ عدی بن ابی الزغباء

نام ستان بن سبیح بن ثعلبہ بن زہرہ بن بذیل (باء اور ذال سے تصغیر ہے) ابن سعد بن عدی بن کامل جھنی۔ یہ بنی نجار کے حلیف ہیں۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں بسبہ بن عمرو کے ساتھ واقعہ بدر میں ابوسفیان (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے) کی جاسوسی کرنے کے لیے روانہ کیا تھا تو وہ دونوں چلتے چلتے ساحل سمندر کے پاس جا پہنچے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اس روایت کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن کلبی نے بواسطہ ابوصالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موصولاً نقل کیا ہے اور ابن اسحاق انصار کے شرکاء بدر میں پھر بنی نجار اور بنی عائد بن ثعلبہ سے خالد بن عدی، ابن ابی الزغباء جو جہینہ میں سے ان کے حلیف تھے، کا ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: وہ بنی نجار کے حلیف ہیں۔ دولابی نے صحابہ میں بطریق محمد بن فضل بن عبدالرحمن بن عدی روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا عدی بن ابی الزغباء جھنی روایت کی ہے جو صحابی رسول ﷺ ہیں..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بقول ابو عمر: خلافت فاروقی میں انتقال کیا۔

۵۴۸۵ عدی بن زید الجذامی

بقول امام بخاری: مدینہ کے رہائشی ہیں اور نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے بحوالہ امام بخاری ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کی کوئی حدیث نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: حدیث ابوداؤد میں ہے جو مدینہ کے متعلق ہے جسے سلیمان بن کنانہ مولا عثمان نے عبداللہ بن ابی سفیان سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ نے داؤد بن حصین سے بحوالہ عدی بن زید انصاری روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے جس سے احتمال ہے کہ یہ جذامی ہو کر انصار کے حلیف رہے ہوں۔ عدی الجذامی کے حالات میں بیان ہوگا کہ انہیں بیہقی نے ایک قرار دیا ہے۔

۵۴۸۶ عدی بن شراحیل

از بنی عامر ابن ذہل بن ثعلبہ بقول ابن شہین: صحابی ہیں۔ پھر سناک بن حرب کے حوالہ سے بطریق ابراہیم بن یوسف بواسطہ زیاد کہ مجھے کسی ساتھی نے بتایا کہ بنی عامر بن ذہل بن ثعلبہ کا عدی بن شراحیل نامی ایک شخص ربذہ میں رہتا تھا نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے حاضر خدمت ہو کر اپنا اور اپنے گھرانے کا سلام پیش کیا اور آپ ﷺ سے درخواست کی، آپ ﷺ نے اس کے لیے تحریر قلمبند کروائی۔ اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔

اسد الغابہ (۳۶۰/۷) استیعاب (۱۸۰/۲) تجرید (۳۷۷/۱) السیرۃ النبویۃ (۲۱۱/۲)

استیعاب (۱۶۹/۳) تجرید (۳۷۷/۱) التاريخ الكبير (۴۴/۴)

ابوداؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدينہ (۲۰۳/۶)

اسد الغابہ (۳۶۰/۹) تجرید (۳۷۷/۱)

۵۳۸۷ عدی بن عبد سواء

بن القاطع بن جری بن عوف بن مالک... جذامی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کے پاس آئے۔
میں کہتا ہوں: لفظ سواء سین کے پیش سے اور سودسین کے پیش سے واؤ ساکن ہے۔ حشم حاء کے زیر اور شین کے سکون
سے جبکہ تذل تا کے زیر اور ذال کے زیر سے، اس کے بعد یاء ساکن ہے۔

۵۳۸۸ عدی بن عدی الکندی

ابن سعد نے طبقہ فطحین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد اور امام بخاری رحمہما علیہما لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابو الفتح ازدی
نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے۔ امام بخاری، ابن شہین اور ابن حبان نے ان
میں اور عدی بن عدی بن عمیرہ جن کا تذکرہ آخری قسم میں ہوگا فرق کیا ہے اور ابن الاثیر نے وہم کی وجہ سے دونوں کو ایک قرار دیا
ہے۔

۵۳۸۹ عدی بن عمیرہ

ابن فروہ بن زرارہ بن الارقم بن نعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کنندی۔ مشہور صحابی ہیں، ابو زرارہ کنیت
تھی۔ صحیح مسلم وغیرہ میں ان کی کئی احادیث ہیں۔ ان سے ان کے بھائی عرس جو خود بھی صحابی ہیں وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن
اسحاق ان کی حدیث میں فرماتے ہیں: ان کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے علاقہ میں ایک یہودی عالم رہتا
تھا۔ جس کا نام ابن شہلاء تھا۔ وہ مجھے کہنے لگا: مجھے کتاب اللہ میں یہ چیز ملی ہے کہ جنت الفردوس والے وہ لوگ ہوں گے جو مجتہدہ کر کے
اپنے رب کی عبادت کریں گے۔ یہ علامت تو مجھے صرف اپنے یہودیوں میں اور یمن میں ایک نبی ظاہر ہوگا اس میں نظر آتی ہے۔ وہ
بھی ہمیں سے ہوگا۔ عدی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! کچھ ہی عرصہ بعد ہمیں معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ہاں ایک شخص نبی بن گئے ہیں۔ اس
موقعہ پر مجھے ابن شہلاء کی بات یاد آگئی۔ میں اس کے پاس پہنچا، دیکھتا ہوں وہ اور اس کے ساتھ والے مجتہدہ ریز ہیں۔

ابن ابی خنیسہ لکھتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ میں فوت ہوئے۔ جبکہ واقدی کا قول ہے: ۴۰ھ میں کوفہ میں فوت
ہوئے۔ ابو عروہ جرائی فرماتے ہیں: عدی بن عمیرہ کوفہ فروکش ہوئے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جزیرہ منتقل ہو گئے
اور وہیں وفات پائی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بنی الارقم نے کہا: ہم ایسے شہر میں نہیں رہیں گے جہاں
عثمان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ شام منتقل ہو گئے۔ امیر معاویہ نے انہیں رہائش دی اور وہیں انہیں جائیداد
عطا کر دی۔

طبرانی کی ”الاوسط“ میں لکھا ہے: ”عدی بن عمیرہ حضری“ جو ان کے نسب میں کسی راوی کا وہم ہے۔

اسد الغابہ (۳۶۱۰) تجرید (۳۷۷/۱) * اسد الغابہ میں یہ نام تبدیل ہے۔

اسد الغابہ (۳۶۱۳) * التاريخ الكبير (۴۴/۴) * الثقات (۲۷۰/۵)

تجرید (۳۷۷/۱)

۵۲۹۰ عدی بن قیس

بن حذافہ سہمی۔ ابن ہشام نے اپنی مختصر سیرت میں بواسطہ کسی معتبر اہل علم بحوالہ ابن شہاب، عبید اللہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان لوگوں کے ناموں میں ان کا ذکر کیا جنہیں نبی ﷺ نے حنین کی غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: آپ نے سہمی کو پچاس اونٹ دیئے تھے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں: ان کا نام عدی بن قیس ہے۔ ابن مردویہ بطریق بکر بن بکار علی بن مبارک سے بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر "مؤلفۃ القلوب" میں عدی بن قیس سہمی کا نام ذکر کرتے ہیں۔

۵۲۹۱ (ن) عدی بن کعب

مجھے ان کا نسب معلوم نہیں۔ ان کا ذکر ایک غریب حدیث میں آتا ہے جسے المعانی نے "الجلیس" میں بطریق محمد بن ابی بکر انصاری بحوالہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے شاہ روم کی طرف، عمرو بن عاص ان کے بھائی ہشام اور عدی بن کعب و نعیم بن عبد اللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ ہم لوگ چلتے چلتے جبلہ بن اسہم کے پاس دمشق میں پہنچ گئے۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جو تقریباً دو درقوں کی مقدار ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اسی واقعہ کو یہی نے "دلائل" میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جیسا کہ ہشام بن عاص کے حالات میں بیان ہوگا۔ احتمال ہے کہ یہ عدی بن کعب وہی ابو خثیمہ ہوں جو سلیمان کے والد ہیں۔ ازدی نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۲۹۲ عدی بن مرہ

بن سراقہ بن خباب بن عدی بن الجعد بن الححان بلوی۔ انصار کے حلیف۔ خیر کے روز شہید ہوئے۔ ان کی چھاتی پر نیزہ لگا تھا جس کی وجہ سے دم توڑ گئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۹۳ عدی بن نضلہ

یا فضیلہ ابن عبد العزی بن حرمات بن عوف بن عبید بن عتق بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔ بقول بعض: عدی بن اسد۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: عدی بن اسد عدوی حبشہ میں فوت ہوئے یہ اسلام میں پہلے شخص ہیں جن کا کوئی وارث بنا۔ ان کا بیٹا نعمان ان کا وارث ہوا۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے نسب بیان کرنے اور پہلے ہونے میں ابن اسحاق کے خلاف بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: اسلام میں پہلے مورث مطلب بن ازہر ہیں جن کا وارث ان کا بیٹا عبد اللہ ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور زبیر بن بکار نے موسیٰ کی موافقت کرتے ہوئے لکھا ہے: نضلہ بن عدی کا انتقال حبشہ میں ہوا اور ان کا بیٹا نعمان ان کا وارث ٹھہرا۔ اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جن کا کوئی وارث ہوا۔ دونوں روایتوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ حجاز میں مطلب پہلے مورث ہیں اور حبشہ میں نعمان۔

اسد الغابہ (۳۶۱۶) استیعاب (۱۸۰۶) تجرید (۳۷۷/۱) السیرۃ النبویۃ (۱۰۷/۴)

اسد الغابہ (۳۶۱۷) استیعاب (۱۸۰۷) استیعاب (۱۷۱/۳) اسد الغابہ (۳۶۱۸) استیعاب (۱۸۰۸) تجرید (۳۷۷/۱)

৯৮৭৬

انہوں نے کہا: ع

برائے نجات کرو یا۔

شاعر کہتا ہے: ط

”تیری چلت غدی کی حویلی کی جانب ہے، دل کے لیے چاہت اور غذا ہے۔“

الاعرابی اور ان کے متبعین نے اسے نعمان بن بشر کا شعر کہا ہے۔

0290

کے بیٹے ولید بن عدی کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے۔

0294

4

0296

سو (۳۰۰) سال زندہ رہے۔ اسلام کا دور پایا، مسلمان ہوئے اور غزوے میں شرکت کی۔ جس کے متعلق فرماتے ہیں: ﴿

”زندگی تو بس سرسبز جنت ہے، جو جہنم میں گیا اس نے اپنا نقصان کیا۔“
میں کہتا ہوں: لفظ عقی عین کے زیر اس کے بعد قاف ساکن سے ہے۔

۵۴۹۸ (ن) عَدِيّ التيمي

بغوی اور اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق وازع بن نافع بواسطہ ابوسلمہ بحوالہ عدی بھی روایت کرتے ہیں، فرمایا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”قیامت گھٹیا لوگوں پر برپا ہوگی۔“
بغوی فرماتے ہیں: یہ روایت مجھے صرف اسی سند سے معلوم ہے، اس کی سند میں وازع ہے جو بے حد ضعیف راوی ہے۔
ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۹۹ عَدِيّ الجذامي

بقول بعض: یہ ابن زید ہیں۔ بعض نے لکھا ہے: اور ہیں۔ بغوی اور طبرانی نے دونوں میں فرق کیا ہے اور بطریق حفص بن میسرہ عبدالرحمن بن حرمہ سے بحوالہ عدی الجذامی روایت کی ہے کہ ان کی نبی ﷺ کے کسی سفر میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میری دو بیویاں تھیں ان میں لڑائی ہوئی تو ایک نے دوسرے کو (خیمے کا کھوٹا) مارا جس سے وہ مر گئی۔ فرمایا: ”اس کی دیت دو اور تم اس کے وارث نہیں ہو گے۔“ فرماتے ہیں: مجھے اب بھی یاد ہے گویا آپ ﷺ میرے سامنے ہیں، سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں: ”لوگو! سیکھ لو، ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں...“ (حدیث) اسی طرح یہ روایت سعید بن منصور نے حفص سے نقل کی ہے اور ابن مندہ نے یہ حدیث عدی بن زید کے حالات میں درج کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حفص بن میسرہ نے اسے مرسل نقل کیا ہے۔ اسی روایت کو محمد بن قیس نے عبدالرحمن بن حرمہ سے بواسطہ سعید بن المسیب بحوالہ عدی بن زید نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت حسن بن سفیان کی ان کی مسند میں اسی سند سے ہے۔ فرماتے ہیں: اسے سعید بن ابی ہلال نے عن عبدالرحمن بن رطل من جذام عن ابیہ نقل کیا ہے اور یحییٰ بن ابی ایوب نے عبدالرحمن سے کہ مجھ سے ایک شامی نے اپنے علاقے کے ایک عدی نامی شخص کے حوالہ سے حدیث بیان کی۔

میں کہتا ہوں: اسے عبدالرزاق نے اپنے ”مصنف“ میں محمد بن یحییٰ مازنی بواسطہ عبدالرحمن انہوں نے جذام کے ایک شخص سے سنا وہ اسے ایک عدی بن زید نامی شخص سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان روایات میں سے یہ آخری روایت راجح اور سابقہ دو روایتوں کے موافق ہے۔ اس سے اس بات کو ترجیح ہوتی ہے کہ وہ زید بن عدی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اور ہوں، ان کا نام ان کے والد کے نام کے موافق ہے۔

باب عین کے بعد راء

۵۵۰۰ عَرَابَه

ابن اوس بن قسطلی ابن عمرو بن زید بن جسم بن حارث بن حارث اوسی ثم حارثی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے احد کے روز انہیں براء بن عازب اور دیگر کئی کس صحابہ کو واپس کر دیا تھا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن اسحاق زہری، بحوالہ عروہ بن زبیر انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ابن سعد * لکھتے ہیں: عرابہ سخاوت میں مشہور تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ انہی کے متعلق شام کا یہ شعر ہے:
 ”عزت و شرافت کا جب بھی کوئی جھنڈا بلند ہوتا ہے تو عرابہ اسے طاقت سے حاصل کر لیتا ہے۔“

جس کا سبب وہ روایت ہے جو مزہر وغیرہ نے ذکر کی ہے کہ شام مدینہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، راستہ میں عرابہ سے ملاقات ہوئی۔ عرابہ نے پوچھا: کیسے سفر درپیش ہے؟ شام نے کہا: اپنے اہل و عیال کے لیے غلہ لینے جا رہا ہوں۔ اس کے پاس دواونٹ تھے۔ عرابہ نے انہیں گندم اور کجوروں سے لاد دیا۔ پہننے کو کپڑے دیئے اور عزت و اکرام سے پیش آئے۔ چنانچہ جب وہ مدینہ سے نکلا تو مذکورہ قصیدے میں ان کی مدح سرائی کی۔

۵۵۰۱ عَرَابَه بن شَمَاخ الجهنی

ابن دباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اس خط کی نوشت و تحریر میں شریک تھے جو نبی ﷺ نے علاء بن حضری کو دے کر بحرین بھیجا تھا۔

۵۵۰۲ عَرَابَه

عبدالرحمن کے والد۔ بقول ابوموسیٰ: ایک اسناد میں ان کا ذکر آتا ہے۔ انہوں نے اتنا مختصر ہی ذکر کیا ہے۔

۵۵۰۳ عَرَبَاض

ابن ساریہ السلمی ابو نجیح۔ مشہور صحابی ہیں۔ جن کا تعلق اہل صفہ سے ہے۔ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:
 ”اور نہ ان لوگوں پر (جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے) کوئی حرج ہے جو آپ ﷺ کے پاس سواری مانگنے آئیں۔“ * عمرو بن عتبہ اور عرباض بن ساریہ میں سے ہر ایک کا یہ قول ہے: ”میں اسلام لانے والوں میں سے چوتھا آدمی ہوں۔“ معلوم نہیں ان دونوں میں سے پہلے کون مسلمان ہوا۔ پھر محض فروکش ہوئے۔ سنن اربعہ میں ان کی احادیث ہیں۔

* اسد الغابہ (۳۶۲۱) استیعاب (۲۰۴۸) تجرید (۳۷۷/۱) * الطبقات الکبریٰ (۸۴/۴)

* اسد الغابہ (۳۶۲۲) تجرید (۳۷۷/۱) * اسد الغابہ (۳۶۲۳) تجرید (۳۷۸/۱)

* اسد الغابہ (۳۶۲۴) استیعاب (۲۰۴۹) * سورة التوبة (۹۲)

روایت حدیث:

نبی ﷺ اور ابو سعیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوامامہ باہلی، عبدالرحمن بن عائد، جبیر بن نفیر، حجر بن حجر کلاعی، سعید بن ہانی خولانی، شریح بن عید، عبداللہ بن ابی بلال، اور ابورہم سہامی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محمد بن عوف کا قول ہے: وہ کافی عرصہ پہلے اسلام لے آئے تھے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور ابتلاء میں فوت ہوئے، جبکہ ابومسہر کا قول ہے: اس کے بعد ۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ طبرانی میں بطریق عروہ بن رویم بحوالہ عریاض بن ساریہ مروی ہے: وہ صحابہ میں سے بہت عمر رسیدہ شخص ہو گئے تھے۔

۵۵۰۴ عزرب (بروزن احمد) الکندی

اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان * لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ بطریق محمد بن شعیب بن سائبور، عبدالملک بن ابی العباس جذامی ابی عقیف سے بحوالہ عزرب کندی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد کئی نئی چیزیں سامنے آئیں گی، مجھے ان میں سے سب سے زیادہ پسند وہ امور ہیں جنہیں عمر نافذ کرے گا۔“ *

محمد بن شعیب فرماتے ہیں: مجھے خلف بن ابی بدیل نے بحوالہ ابو عقیف انہی الفاظ کی روایت سنائی ہے۔ ابوحاتم رازی فرماتے ہیں: عبدالملک ابو عقیف مجہول ہے اور اس کا شیخ غیر معروف ہے۔

۵۵۰۵ عرس

ابن عامر، بقول بعض: ابن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری بکائی یہ اور ان کے بھائی عروہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر ابن قانع کی بطریق زبیر بن بکار بواسطہ ظنیاء، ان کے والد عبدالعزیز سے وہ اپنے دادا مولہ سے وہ عرس اور عروہ جو عمرو بن عامر بکائی کے صاحبزادے ہیں روایت کی ہے کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے دونوں کو رہائش کے لیے جاگیر عطا کی۔

۵۵۰۶ عرس بن عمیرہ

الکندی۔ عدی کے بھائی ان کی حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے لگتا ہے یہ شام فروکش ہوئے کیونکہ ان کی حدیث اہل شام سے مروی ہے ان کے بھائی عدی بن عمیرہ کے طریق سے ایک روایت بحوالہ ان کے مروی ہے اور ان کے طریق سے بحوالہ ان کے بھائی عدی بن عمیرہ روایت کی جاتی ہے۔

٥٥٠٤ عرس بن قیس

بن سعید بن الارقم بن نعمان الکندی۔ ابن عبدالبر* نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے لیکن مجھے ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں۔ ابو حاتم* لکھتے ہیں: اہل شام کے دو عرس نامی حضرات ہیں۔ عرس بن عمیرہ جو صحابی ہیں اور عرس ابن قیس جو صحابی نہیں۔ عسکری کا گمان ہے دونوں ایک ہیں اور عمیرہ ان کی والدہ اور قیس ان کے والد ہیں اور ابن قانع کا گمان ہے قیس والد اور عمیرہ دادا ہیں۔ واللہ اعلم

عَرْفَجَه ٥٥٠٨

ابن سعد بن کرب بن صفوان تمیمی سعدی۔ بقول بعض: عطاردی۔ جاہلیت کے شہسوار ہیں جنگ کلاب میں شریک تھے جس میں ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ اسلام لائے تو نبی ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ ابو نعیم نے ان کی حدیث نقل کی ہے، اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۵۰۹ (ن) عَرْفَجَه بن شَرِيح

بقول بعض: ابن صریح / ابن شریک / ابن شراحیل / ابن ذریعہ شجعی۔ کوفہ فروکش ہوئے، ان کی حدیث مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جو شخص میری اُمت میں سے الگ راہ اختیار کرے (عقائد و نظریات میں) جبکہ وہ سارے ایک شخص پر اتفاق کرتے ہوں اور یہ اُن کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہو۔۔۔“ ❀

ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے زیاد بن علاقہ، ابو حازم الشجعی اور ابویعقوب عبدی وغیرہ روایت

عَرْفَاجَهُ بِن شَرِيحِ الْكَنْدِي ٥٥١٠

ابن ابی خثیمہ نے ان میں اور اشجعی میں فرق کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں ایک ہیں، ابو یونس ثقفی بواسطہ عرفی سلمی بحوالہ ابوبکر الصدیق ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں یا اور ہیں۔

❖ اسد الغابہ (۳۶۲۸) استیعاب (۱۸۱۳) تجرید (۳۷۸/۱) ❖ استیعاب (۱۷۲/۳)

✿ الجرح والتعديل (٣٩/٧) ✿ اسد الغابه (٣٦٢٩) استيعاب (١٨١٤) ✿ اسد الغابه (٣٦٣١)

❁ مسلم كتاب الامارة باب حكم من فرق امر المسلمين وهو مجتمع (٤٧٧٥)

ابوداؤد کتاب السنة. باب في قتل الخوارج (۳۷۶۲) نسائی کتاب التحريم (۴۰۳۲، ۴۰۳۵)

❖ استیعاب (۱۸۱۶)

۵۵۱۱ عرفجہ بن ہرثمہ

بن عبد العزی بن زہیر البارقی، فتوحات کے ایک امیر، اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر مقرر کیے جاتے تھے۔
 ویمہ نے ”کتاب الرذۃ“ میں ذکر کیا ہے کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جعفر بن جندی کی امداد کے لیے بھیجا جب وہاں کے لوگ
 مرتد ہو گئے۔ سہیل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدوں سے جنگ میں امیر
 مقرر کیا تھا۔ ابن درید ”الاخبار المشوہ“ میں لکھتے ہیں: ابو حاتم نے ہم سے بحوالہ ابو عبیدہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 عقبہ بن غزوٰن کو وصیت کی جس میں تھا میں نے علاء بن حضری کو حکم دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن ہرثمہ کو تمہاری مدد کے لیے بھیج دے۔ وہ
 دشمن کے مقابلہ میں بڑے مجاہدے اور چال والا ہے۔ ایسا ہی ابن کلبی کا بیان ہے۔ سیف نے فتوح میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف پیام بھیجا کہ لشکر کا امیر عرفجہ بن ہرثمہ کو مقرر کرو۔۔۔۔۔ پھر فتح موصل اور تکریت
 کا ذکر کیا۔

ابو زکریا معانی موصلی ”تاریخ الموصل“ میں بواسطہ ابو غسان بحوالہ ابو عبیدہ لکھتے ہیں: موصل کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوجی
 چھاؤنی بنایا اور وہاں چار ہزار افراد ٹھہرائے۔ اور عرفجہ بن ہرثمہ کو حکم دیا تو انہوں نے فارس سے موصل تک کا علاقہ انہیں ساتھ لے کر
 طے کیا۔

۵۵۱۲ عرفجہ بن ابی یزید

بقول ابن حبان: بعض کا قول ہے صحابی ہیں۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: جعفر نے ان کی کوئی حدیث نقل کیے بغیر صحابہ رضی اللہ عنہم
 میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۱۳ عرفطہ

بقول بعض عرفجہ انصاری۔ اوس بن ثابت انصاری کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۵۱۴ عرفطہ بن حباب الازدی

بنی امیہ کے حلیف اور ادنیٰ کے والد، طائف میں شہادت پائی۔ ابن اسحاق نے ان کے والد کا نام جناب لکھا ہے جبکہ ابن
 ہشام ”جناب“ لکھتے ہیں، جو موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔

۵۵۱۵ (ن) عرفطہ بن سراح الجنی

ازبنی نجاخ خراکلی نے ”سواءتف“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو البختری وہب بن وہب قاضی جو ضعف میں بہت مشہور ہیں
 کہ محمد بن اسحاق نے مجھ سے یحییٰ بن عبد اللہ بن حارث سے بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے بحوالہ سلمان فارسی روایت کی

ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ مسجد میں ہم لوگ بیٹھے تھے، بارش ہو رہی تھی، ہم نے آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم کون ہو؟ اس شخص نے کہا: میں عرفط ہوں۔ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ پھر جیسا ہم نے ذکر کیا انہوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش آمدید، ہمارے سامنے اپنی صورت میں ظاہر ہو“۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے سامنے ایک بوڑھا شخص ظاہر ہوا جس کے بال بوسیدہ تھے اور اس کی پیشانی پر موٹے موٹے گھنے بال تھے اور اس کی دونوں آنکھیں لمبائی میں گڑی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ اس کے سینے میں تھا جس میں سے لمبے لمبے کچلی کے دانت ظاہر ہو رہے تھے اور اس کی انگلیوں کے ناخن ایسے تھے جیسے درندوں کے کچلی والے دانت ہوتے ہیں۔ اس کی یہ خوفناک حالت دیکھ کر ہمارے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ بوڑھا شخص کہنے لگا: اللہ کے نبی! میرے ساتھ کسی ایسی شخص کو بھیجیں جو میری قوم کی ایک جماعت کو اسلام کی دعوت دے۔ میں اسے صحیح سالم آپ کے پاس لے آؤں گا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ بھیجنے کا تذکرہ ہے۔

اُس نے آپ کو ایک اونٹ پر آگے اور پیچھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو سوار کر دیا، اس کے بعد یہ لوگ ایک بے آب و گیاہ وادی میں اترے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بکثرت اللہ کا ذکر کیا پھر حضرت سلمان نے اس بوڑھے شخص کو نماز فجر پڑھائی اس کے بعد تقریر کرنے کھڑے ہو گئے۔ وہ سارے آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد لمبی دعا کی جس کی وجہ سے آسمانی بجلیاں گریں جس سے بہت سے جل کر راکھ ہو گئے پھر باقی ماندہ نے یقین کر لیا اور اسلام کا اقرار کرنے لگے، اس کے بعد وہ حضرت علی اور سلمان رضی اللہ عنہ کو لے کر واپس آ گیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ قیامت تک تم سے خوفزدہ رہیں گے۔“

۵۵۱۶ عرفطہ بن نضلہ الاسدی

ابو نضلہ۔ کتبوں میں ان کا تذکرہ (۱۰۵۵۷) میں ہوتا ہے۔ حضری بن عامر کے حالات (۱۷۶۱) میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

۵۵۱۷ عرفطہ بن نہیک الہرمی

بقول ابن عبد البر: صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوسعید بن الاعرابی کے معجم میں حسن بن ابی الربیع کے حالات میں ان کی حدیث ہے جو عبد الرزاق سے صفوان بن امیہ تک کی ضعیف سند سے مروی ہے۔ فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو عرفطہ بن نہیک نے کھڑے ہو کر عرض کی: اللہ کے رسول! میری اور میرے گھرانے کی خوراک یہ شکار ہے جس میں ہمارا حصہ اور برکت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی مشغولی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ کیا آپ اسے حلال سمجھتے ہیں یا حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اسے حلال قرار دیتا ہوں۔“ (حدیث)

۵۵۱۸ عروہ بن اثاثہ

بقول بعض: ابن ابی اثاثہ بن عبد العزی بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔ ماسوائے ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور جمہور کے نزدیک مہاجرین حبشہ کے سابقین اولین میں سے ہیں۔ عمرو بن عاص کے ماں شریک بھائی ہیں۔

۵۵۱۹ عروہ بن اسماء

بن الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن سماک بن عوف بن امری القیس بن بن بھٹہ بن سلیم السلمی۔ بنی عمرو بن عوف جن کا تعلق انصار سے ہے ان کے حلیف۔ ابن اسحاق وغیرہ نے شہداء بر معونہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بطریق ابواسامہ ہشام بن عروہ سے بحوالہ ان کے والد غزوۃ الرجز میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ پھر واقعہ مرسل ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے: ان میں عروہ بن اسماء بن الصلت بھی تھے، انہی کے نام پر یعنی اس واقعہ کے بعد عروہ کا نام رکھا گیا۔

۵۵۲۰ عروہ بن الجعد

بقول بعض: ابن ابی الجعد ابن المدینی نے دوسرے نام کو درست کہا ہے۔ ابن قانع لکھتے ہیں: ان کا نام ابوالجعد بارتی ہے، رشاطی کا گمان ہے یہ عروہ بن عیاض بن ابی الجعد ہیں۔ اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں، انہی کو نبی ﷺ نے ایک دیوار کی بکری خریدنے کے لیے بھیجا تھا تو وہ اس سے دو بکریاں خرید لائے۔ وہ حدیث بخاری وغیرہ میں مشہور ہے۔ شام کی فتوحات میں شریک تھے، وہیں فروکش ہوئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ روانہ کر دیا۔ وہاں کے لوگوں سے ان کی حدیث مروی ہے۔ شبیبہ بن غرقہ کا قول ہے: میں نے عروہ بن الجعد کے گھر میں بندھے ہوئے ساٹھ گھوڑے دیکھے۔

۵۵۲۱ عروہ بن زید الخیل الطائی

ان کا ذکر ان کے والد کے حالات میں ہو چکا ہے۔ وہ مشہور صحابی ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ جاہلیت کی کسی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی ہوگی۔ مگر ”الکامل“ میں لکھتے ہیں: حماد راویہ، لیلیٰ بنت عروہ بن زید الخیل سے روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا مجھے اپنے والد کا شعر سنائیں۔ صح

”بنی عامر! کیا تم لوگ ابومکلف کو جانتے ہو جب وہ چلا تو اس نے جنگوں کی گرہ باندھ دی۔“

کیا آپ اپنے والد کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اس وقت آپ کی کتنی عمر ہوگی؟ فرمایا: میں لڑکا تھا۔ اسی روایت کو ابوالفرج نے بطریق حماد الراویہ سے ایک اور سند کے ذریعہ باضافہ ان الفاظ نقل کیا ہے

اسد الغابہ (۳۶۳۸) استیعاب (۱۸۱۹) تجرید (۳۷۹/۱)

اسد الغابہ (۳۶۳۹) استیعاب (۱۸۲۰) تجرید (۳۷۹/۱)

الہبيرة النبوية (۱۴۷/۲) اسد الغابہ (۳۶۴۰) تجرید (۳۷۹/۱)

کہ وہ خلافت علوی تک زندہ رہے اور آپ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ مرزبان نے قادیسہ کے معرکہ میں ان کی شرکت اور وہ شعر نقل کیا جو انہوں نے خلافت فاروقی میں کہا تھا۔ اس میں کہتے ہیں: ص
 ”میں قادیسہ والوں کے لیے ہتھیار سجا کر ظاہر ہوا، ضروری نہیں جو جنگ کے نکلے وہ کوئی علامت لگا کر نکلے۔“
 فتوح میں سیف لکھتے ہیں:.....

۵۵۲۲ عروہ بن عامر قرشی

بقول بعض: جھنی۔ صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ باوردی انہیں صحابی لکھتے ہیں۔ امام احمد ان کی حدیث نقل کرتے ہیں ان کی روایت میں قریشی لکھا ہے اور ابن شاپین نے نقل کی ہے۔ ان کی روایت میں جھنی لکھا ہے جس پر عسکری کا اعتماد ہے اسی طرح ابوداؤد روایت کرتے ہیں سب بطریق حبیب بن ابی ثابت بحوالہ عروہ بن عامر روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نبی ﷺ کے سامنے شگون کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ان میں سے بہترین فال ہے لیکن مسلمان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی.....“۔ (حدیث)

مراہیل کے علاوہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ لیکن حبیب اکثر مرسل روایات کرتے ہیں۔

ابوداؤد کی سنن میں روایت سے معلوم ہوتا ہے ان کے نزدیک یہ صحابی ہیں۔ عسکری نے اعتماد سے کہا ہے کہ عروہ کی یہ روایت نبی ﷺ سے مرسل ہے۔ یہی قول بیہقی کا ”الدعاء“ میں ہے۔ ابن المبارک ”الزہد“ میں فرماتے ہیں: سفیان بن حبیب بن ثابت نے ہمیں بحوالہ عروہ بن عامر بتایا: قیامت کے روز بندے کے گناہ اس کے سامنے پیش ہوں گے وہ اپنے کسی گناہ کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: میں تو تجھ سے ڈرتا تھا، اس کی بخشش کر دی جائے گی۔ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ لہذا یہ روایت حکماً مرفوع ہوگی۔ جس کی دلیل ابوموسیٰ نے ابوحاتم کے قول کو بنایا ہے ”عروہ بن عامر“ ابن عباس اور عبیدہ بن رفاعہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے حبیب بن ابی ثابت نقل کرتے ہیں لیکن یہ دلالت واضح نہیں۔ لہذا ان کی صحابہ سے بلکہ تابعین سے روایت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی ہوں۔ البتہ ابن ابی حاتم ”مراہیل“ میں لکھتے ہیں: میرے والد نے حدیث عروہ بن عامر وحدان میں یعنی صحابہ میں نقل کی ہے۔ پھر اس کی علت بیان کی۔ فائدہ اعلیٰ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعمش سے مروی ان کے نسب میں اختلاف ہے۔

۵۵۲۳ عروہ بن عبد العزی

بن حنٹان بن عوف بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، مہاجر بن حبشہ اور وہاں فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

تجريد (۳۷۹/۱) * ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرة (۳۹۱۹)

الجرح والتعديل (۳۹۶/۳) * اسد الغابہ (۳۶۴۴) تجريد (۳۷۹/۱)

۵۵۲۳ عروہ بن مالک الاسلمی

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ مستغفری نے ان کا اتباع کرتے ہوئے یہی کہا ہے جسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں نقل کی۔ بقول محمد بن سعد اور باوردی: عروہ اسلمی نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، اسی طرح عبید اللہ بن ابی رافع نے شرکاء صفین صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے۔ بقول بعض: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے یہی مراد ہیں: ”اللہ تعالیٰ اسلمی خاندان کو جزائے خیر عطا فرمائے جو (اولاد) ہاشم کے آس پاس (خاک و خون میں) کچھڑ گئے، خوبصورت چہروں والے نوجوان تھے جن میں یزید، عبداللہ، معبد، عروہ اور مالک کے دونوں بیٹے معزز لوگوں میں شامل ہیں۔“

۵۵۲۵ عروہ بن مالک

بن شداد بن خزیمہ۔ بقول بعض: جذیمہ بن دراع بن عدی بن الدار ابن حانی۔ بقول مستغفری: نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: عبدالرحمن نامی حضرات کے حالات میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ نبی ﷺ نے تو مروان کا نام تبدیل کیا تھا، پہلا قول واقدی نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

۵۵۲۶ عروہ بن مرہ

بن سراقہ انصاری اوسی۔ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۲۷ عروہ بن مسعود الغفاری

بقول بعض: عبداللہ بعض نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ مہمات میں ابن مسعود کے تحت تذکرہ ہوگا۔

۵۵۲۸ عروہ بن مسعود

بن مخبب ابن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی، مغیرہ بن شعبہ کے والد کے چچا ہیں۔ والدہ کا نام سبیحہ بنت عبد شمس بن عبد مناف ہے جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ اپنی قوم کے ایک سردار تھے۔ بقول بعض اس آیت سے ”یہ قرآن دو بیٹیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا“ یہی مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس، عکرمہ، محمد بن کعب، قتادہ اور سدی کا قول ہے: دو بیٹیوں سے مراد مکہ اور مدینہ ہے، اور اس شخص کی تعیین

تجريد اسماء الصحابة (۳۷۹/۱) الثقات (۲۱۴/۳) اسد الغابة (ت: ۳۶۴۹) تجريد اسماء الصحابة (۳۷۹/۱)

اسد الغابة (ت: ۳۶۵۱) الاستيعاب (ت: ۱۸۲۲) الاستيعاب (۱۷۵/۳) اسد الغابة (ت: ۳۶۵۲)

الاستيعاب (ت: ۱۸۲۳) تجريد اسماء الصحابة (۳۸۰/۱) سورة الزخرف (۳۱)

میں اختلاف ہے۔ چنانچہ قتادہ سے مروی ہے: اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے عروہ بن مسعود ثقفی مراد ہے۔ جبکہ مجاہد سے منقول ہے: عقبہ بن ربیعہ اور عیسر بن عروہ بن مسعود مراد ہے۔ انہی کی ایک روایت میں ہے حبیب کی جگہ ابن عبدیلیل مراد ہے۔ سدی سے مروی ہے: ولید اور کنانہ بن عبد عمرو بن عیسر مراد ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ولید اور حبیب بن عمرو بن عیسر ثقفی مراد ہے۔

واقعہ حدیبیہ کے بارے میں صحیح حدیث میں عروہ بن مسعود کا ذکر ثابت ہے۔ صلح کی قرارداد میں ان کا بڑا ہاتھ تھا جو مکمل طور پر بخاری میں ہے۔ ابن عبد البرؒ نے ان کا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ بات یہی ہے لیکن جب کسی صحابی کے متعلق یوں کہا جائے کہ فلاں غزوے میں شریک ہوئے اس سے فوراً یہی سمجھ آتا ہے کہ اسلام کی حالت میں شریک ہوئے۔ لہذا یوں نہیں کہا جائے گا کہ امیر معاویہ بدر میں شریک ہوئے۔ کیونکہ اگر مطلقاً ایسا کہہ دیا جائے تو جسے تجربہ نہیں ہوگا وہ سمجھے گا یہ صحابی تھے اور مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ مسلم میں حدیث جابر سے مرفوعاً مروی ہے کہ ”میرے سامنے انبیاء پیش ہوئے.....“۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ فرمایا: میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ”تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے وہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت قریب قریب مشابہت رکھتے تھے۔“

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے ہر ایک کا بیان ایک دوسرے سے زیادہ ہے کہ ۹ھ میں جب سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ حج سے آئے تو عروہ بن مسعود ثقفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف سے واپسی کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے چلتے آ کر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کے پاس واپسی کی اجازت طلب کی، جس پر ارشاد نبوی ہوا: ”مجھے خدشہ ہے وہ لوگ آپ کو قتل نہ کر دیں۔“ انہوں نے کہا: وہ لوگ اس کی جرأت کہاں کر سکتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ میں اگر سو رہا ہوں تو وہ مجھے جگانا گوارا نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ آپ نے آ کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور نصیحت و خیر خواہی کی، لیکن انہوں نے بات نہ مانی اور ان سے بیہودگی سے پیش آئے۔ سحری کے وقت بالا خانے پہ چڑھ کر اذان دی۔ ثقیف کے ایک شخص نے ان کے تیر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عروہ کی مثال یسین والے شخص کی سی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔“

ان کے قاتل کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے اوس بن عوف تو کسی نے وہب بن جابر بتایا ہے۔ عروہ سے کسی نے (آخری وقت) پوچھا: آپ اپنے خون کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عزت تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرف کیا ہے اور شہادت کی موت ہے جسے مجھ تک پہنچا دیا ہے۔ میری حیثیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہونے والے لوگوں کی طرح ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے ہاں سے جانے سے پہلے شہید ہوئے۔ لہذا مجھے انہی لوگوں کے ساتھ دفن کرنا۔ چنانچہ انہیں انہی کے ساتھ دفن کیا گیا۔

ابو نعیم بطریق داؤد بن عاصم بحوالہ عروہ بن مسعود (جو ان کے دادا ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ کے پاس پانی رکھا جاتا جس میں عورتوں کی بیعت کرتے وقت ان کا ہاتھ چھوتے“۔ * یہ منقطع ہے۔ داؤد تک اس کی اسناد میں ضعف بھی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن محمد بن عاصم انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ حذیفہ، عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت کی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو، کیونکہ اس سے گناہ گر جاتے ہیں۔“ *

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ عقلی نے یہ روایت ابراہیم بن محمد بن عاصم کے حالات میں درج کی ہے لیکن مجھے اس میں ”ثقفی“ نہیں نظر آیا۔

۵۵۲۹ عروہ بن مضر *

ابن اوس بن حارث بن لام بن عمرو بن طریف بن عمرو بن عامر الطائی۔ اپنی قوم کی سرداری کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ان کے دادا سردار تھے، پھر یہی سیادت ان کے والد کے پاس تھی اور یہ سرداری میں ”عدی بن حاتم“ کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ سنن اربعہ میں ان کی حدیث مروی ہے، سنن الدارقطنی میں بطریق شعبی بحوالہ عروہ بن مضر منقول ہے، فرمایا: میں مزدلفہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے اپنی سواری کو (ذبح کر کے) کھا لیا ہے اور اپنی جان کو مشقت میں مبتلا کیا ہے، کیا میرا حج (مقبول) ہے؟.... (حدیث)

الدارقطنی ”الازامات“ میں لکھتے ہیں: ان سے سوائے شعبی کے کسی نے نہیں روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے پہلے یہ بات علی بن المدینی، مسلم وغیرہ کئی حضرات کر چکے ہیں۔ ازودی فرماتے ہیں: ”حمید بن منہب بھی ان سے روایت کرتے ہیں“، جو مضبوط بات نہیں۔ حاکم بطریق عروہ بن زبیر بحوالہ عروہ بن مضر ایک حدیث روایت کرتے ہیں لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوصالح المؤذن کا بیان ہے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد کا قول ہے: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین سے جنگ کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تو ان کے ساتھ عروہ بھی تھے۔ لکھتے ہیں: انہی کے ساتھ حضرت خالد نے عیینہ بن حصن کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا جب انہیں بطاح کے روز گرفتار کیا تھا۔

۵۵۳۰ عروہ بن مُعْتَبِ انصاری *

بنوئی فرماتے ہیں: شام کے رہائشی تھے۔ محمد بن اسماعیل نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی ایک حدیث ہے جسے نہیں ذکر کیا۔

* مجمع الزوائد (۳۲۳/۲) جامع المسانید والسنن (۱۲۲/۹)

* مسلم کتاب الجنائز باب تلقین الموتی ... ابوداؤد (۲۱۲۰) ترمذی (۹۷۶) نسائی (۱۸۲۵) کنز العمال (۲۵۱۶۰)

* اسد الغابہ (۳۶۵۴) استیعاب (۱۸۲۴) تجرید (۳۸۰/۱)

* ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فیمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (۸۹۱) استیعاب (۱۷۷/۳)

* اسد الغابہ (۳۶۵۵) استیعاب (۱۸۲۵) تجرید (۳۸۰/۱)

میں کہتا ہوں: حسن بن سفیان، ابن ابی خثیمہ، ابن قانع اور اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق اسمعیل بن عیاش، عتبہ بن تمیمی سے بواسطہ ولید بن عامر بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ سواری کا مالک اپنی سواری پر آگے (Front Seat) بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اسے ابو زرہ نے مسند شامیین میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور الدارقطنی نے ”المؤتلف“ میں نقل کیا ہے۔ سب عن عروہ عن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں، اس میں اختلاف اسمعیل سے آگے ہے۔ چنانچہ ان سے ہشام بن عمار نے یہ روایت پہلے قول کے مطابق اور ابوالیمان نے ان سے دوسرے کے مطابق نقل کی ہے۔ ابن ماکولا * نے ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف لکھا ہے۔ آیا غین سے اور آخر میں ثاء ہے یا عین سے اور آخر میں باء ہے؟ اس سلسلہ میں انہوں نے خطیب کا اتباع کیا ہے۔ وہ ”مؤتلف“ میں دونوں طرح لکھتے ہیں۔

۵۵۴۱ (ز) عروہ الاسلمی *

ابن مالک میں ذکر ہوا ہے۔

۵۵۴۲ (ن) عروہ الثقفی *

کنیت ابوسلامہ نے کئیوں میں تذکرہ ہوتا (۱۰۰۳۷) ہے۔

۵۵۴۳ (ز) عروہ الفقیمی *

فاء اور قاف سے تغیر ہے کنیت ابو غاضرہ تھی بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یہ کسی کا قول ہے۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان کی حدیث عاصم بن ہلال نے غاضرہ بن عروہ فقیمی سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا: میں مدینہ آیا، مسجد میں داخل ہوا جب ہم نے نماز پڑھ لی تو لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ کا دین (یڑا) آسان ہے۔“ (حدیث) اس حدیث کو امام احمد، بغوی اور ابویعلی * وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عاصم بن ہلال کی روایت کو دلیل و حجت ماننے میں اختلاف ہے۔ الدارقطنی فرماتے ہیں: وہ اس میں منفرد ہے۔

۵۵۴۴ (ز) عروہ العسکری (القشیری بحوالہ اسد الغابہ)

اسمعیلی نے بطریق عبدالسلام بن حرب، کلثوم بن زیاد سے بواسطہ جس نے ان سے ذکر کیا بحوالہ عروہ القشیری روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص کامیاب رہا جسے عقل عطا ہوئی۔“ (حدیث) ابوموسیٰ نے اسے درج

* المعجم الكبير (۲۷۳/۱۷) جامع المسانید (۱۲۸/۹) استيعاب (۱۷۷/۳) * الاكمال (۲۶۹/۲)

* اسد الغابہ (۳۶۴۸) * اسد الغابہ (۳۶۴۶) استيعاب (۱۸۲۶) تجريد (۳۷۹/۱)

* الجرح والتعديل (۳۹۵/۶) * استيعاب (۱۷۷/۳) * مسند ابی یعلیٰ (۶۸۶۳/۱۲)

کیا ہے کہ یہ قول ان صاحب کے علاوہ کسی اور سے بھی منقول ہے۔

۵۵۳۵ عروہ المرادی *

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ محمد بن اسمعیل (بخاری) کا کہنا ہے ان کی ایک حدیث ہے جبکہ اسے ذکر نہیں کیا۔ مستغفری اور ابویوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۳۶ (ن) عریب ابن زید النہدی

ہمدانی نے ”انساب“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابو شمیر بن ابرہہ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ رشاطی یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں: ابن عبد البر اور ابن فتحون نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۵۵۳۷ عریب الملیکی * ابو عبد اللہ

اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ بقول امام بخاری رحمہ اللہ صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم * لکھتے ہیں: اس بات کی سند مضبوط نہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: کسی کا کہنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے تھے۔ طبرانی نے بطریق یزید بن عبد اللہ بن عریب بواسطہ اپنے والد بخوالہ اپنے دادا نبی ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے“۔ * بقیہ نے عبد اللہ بن عریب سے بواسطہ اپنے والد بخوالہ اپنے دادا ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے:

”جس کے گھر میں خوش منظر گھوڑا ہوگا شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

ابن مندہ نے یہ روایت بطریق ابوعتبہ بخوالہ بقیہ نقل کی ہے۔ میرے خیال میں اس سے ایک شخصیت چھوٹ گئی ہے لیکن ابن قانع نے بطریق سعید بن شان عن عمرو بن عریب عن ابیہ عن جدہ یعینہ یہ حدیث نقل کی ہے اور یہ سخت اختلاف ہے۔ لفظ عریب بروزن * یم ہے۔

۵۵۳۸ (ن) عَرِيب (تصغیر ہے) ابن مالک الاسلمی

میں نے یہ نام ابن فطیس کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ بقول بعض: یہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ جنہیں رجم کیا گیا تھا اور ماعز ان کا لقب ہے۔

۵۵۳۹ (ن) عریب بن معاویہ الدنلی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

* اسد الغابہ (۳۶۵۰) * اسد الغابہ (۳۶۵۶) استیعاب (۲۰۵۰)

* الجرح والتعديل (۳۲/۷) * المعجم الكبير (۵۰۴/۱۷) جامع المسانید (۱۳۲/۹)

* تجرید (۳۸۰/۱)

باب عین کے بعد زاء

۵۵۳۰ عَزْرَه بن حارث

طبری نے بطریق عوام بن حوشب بحوالہ عزره بن حارث صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے: ”جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم اپنے سر اٹھا کر کھڑے ہو جاتے اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ہم بھی ایسا ہی کرتے۔“

۵۵۳۱ (ز) عزره بن مالک

واقفی کا بیان ہے: یہ اور ان کے بھائی فروہ بن مالک نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۳۲ عزیز

ابن ابی سبرہ، عبدالرحمن نامی حضرات کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ مرزبانی فرماتے ہیں: سبرہ اور عزیز صاحبزادگان یزید بن مالک بن عبید بن ذؤیب جہمی نے ہجرت کی تو ان کے والد ان سے جا ملے اور یہ شعر کہے: ”سبرہ ایسے تھا جیسے جان، کہ اگر اس کی کوئی ضرورت ہو جسے پورا نہ کیا جائے لیکن تقدیر کا معاملہ ہونا تھا ہو گیا اور عزیز کو یا میرا دوست تھا میں نے دیکھا کہ وہ منہ پھیر کر چل پڑا میری طرف توجہ نہ کی اور پیٹھ دے کر چلتا بنا۔“ سب نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام بہت عمدہ رہا۔

باب عین کے بعد سین

۵۵۳۳ عُسَّ الغدري

ابن ابی حاتم * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اور پھر یہ روایت ان کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وادی القریٰ میں زمین کا ایک قطعہ طلب کیا۔ آپ نے وہ حصہ اراضی انہیں عطا کر دیا جسے آج تک ”بوریہ عس“ کہا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ غزوہ تبوک میں گئے اور پھر وادی القریٰ کی مسجد میں نماز پڑھائی۔ * ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن جارد فرماتے ہیں: ان کے نام میں اختلاف ہے، سب سے صحیح عس ہے۔ بروجی نے اکیسے ناموں میں ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہوں نے یہ نام شین سے عس لکھا ہے۔ ایسا ہی ابن ماکولا * نے ان کا ذکر

* اسد الغابہ (۳۶۵۸) استیعاب (۲۰۵۱) تجرید (۳۸۰/۱) * الجرح والتعديل (۴۰/۷)

* جامع المسانید (۱۳۳/۹) * الاکمال (۱۲۰/۲)

۵۵۳۳ عسکس بن سلامه *

ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جسے البداری قطنی نے نقل کیا ہے۔ ابن المبارک ”کتاب الزہد“ میں لکھتے ہیں: محمد بن ثابت عبدی نے ہمیں، ہارون بن ربیع سے نقل کر کے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے عمیس بن سلامہ کو اپنے شاگردوں سے فرماتے سنا میں تمہیں ایسا شعر سناؤں گا جو تمہیں درط حیرت میں ڈال دے گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ﴿

”اگر تم اس سے نجات پا گئے تو ایک بڑی مصیبت سے سرفرو ہو جاؤ گے، ورنہ میرے خیال میں تم آگے کی منزلیں بھی طے نہ کر پاؤ گے (یعنی قبر کے سوال و جواب سے)۔“

تو لوگ رونے لگے اور ایسا روئے کہ میں نے اس روز کے علاوہ انہیں اس طرح روتے نہیں دیکھا۔

باب عین کے بعد شہین

۵۵۳۵ (ز) عَشُورِ السَّكْسِي

بروزیجی نے طبقہ اولی کے اکیلے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ نام ٹھین سے ہے، فرماتے ہیں: کسی کا قول ہے

❀ الاستيعاب (٣٠٨/٣) ❀ اسد الفايه (٣٦٦٠) استيعاب (٢٠٥٢) تجريد (٣٨٠/١)

✻ الجرح والتعديل (٤٠/٧) ✻ الاستيعاب (٣٠٩/٣) ✻ الثقات (٢٨٧/٥)

❁ ترمذی کتاب السیر باب النهی عن الاغارة اذ ارای مسجداً وسمع اذاناً (۱۵۴۹) السنن الکبریٰ (۸۹/۱۰)

أبو داود طيالسي في مسنده (١٢٠٩) اتحاف السادة (٣٣٧/٦)

یہ صحابی نہیں۔ سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: باب دمشق کے پاس ”لہیا“ نامی جگہ میں رات بسر کرتے تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور یہ معلوم نہیں ان کا والد کون شخص ہے۔ ابن ابی خثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد صاد

۵۵۴۶ عصام المزنی

بقول ایام بخاری: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سعد نے طبقہ اہل خندق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے ابن ابی عمر، عن ابن عیینہ عن عبدالملک بن نوفل عن عصام المزنی انہوں نے اپنے والد سے جو صحابی ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو انہیں یہ خصوصی ہدایت دیتے:

”جہاں تمہیں کوئی مسجد نظر آئے یا کسی مؤذن کی آواز سنو تو کسی کو نہ قتل کرنا۔“ *

انہوں نے اسی طرح مختصر روایت کی ہے۔ اور سعید بن منصور نے سنن میں اور ان سے ابوداؤد نے اور نسائی نے سیر میں سنن بحوالہ سعید بن عبدالرحمن روایت کی ہے اور طبرانی نے ”معجم الکبیر“ میں بطریق امام احمد بن حنبل اور حامد بن یحییٰ بخاری، تینوں اس سند سے صفیان بن عیینہ سے یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔ جو یہاں تک ہیں ”کسی کو نہ قتل کرو“، اور اس میں یہ اضافہ ہے: ہمیں نبی ﷺ نے ایک سریے میں روانہ کیا اور یہ حکم دیا۔ چنانچہ ہم تہامہ کی زمین طے کر رہے تھے تو ہمیں آدمی ملا جو مسافر عورتوں کی سواریاں لے جا رہا تھا۔ ہم نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور اس سے پوچھا کیا تو مسلمان ہے؟ وہ کہنے لگا: اسلام کیا ہوتا ہے؟ ہم نے اسے بتایا تو وہ واقعی اسلام سے بے خبر تھا۔ کہنے لگا: میں اگر اسلام قبول نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ ہم نے کہا: تمہیں قتل کر دیں گے۔ کہنے لگا: اتنی مہلت دیتے ہو کہ میں ان مسافر عورتوں کو پہنچا دوں؟ ہم نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر ہم ان کے ساتھ ہو لیے۔ فرماتے ہیں: جب وہ نکلا تو کیا دیکھتے ہیں ایک کجاوے میں ایک عورت ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: جیش ازندگی کے خاتمے سے پہلے اسلام لے آؤ۔ وہ کہنے لگی: میں دس اور نو بار پے در پے اسلام لاتی ہوں۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگی:

”تمہیں یاد ہے جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو میں نے تمہیں تہامہ کے مقام حلیہ میں پالیا یا میں تم سے تنگ مشکیزوں کے ساتھ ملی کیا یہ حق نہیں کہ عاشق کورات کی تاریکی میں چلے اور تہمتی دو پہروں کا تھنہ ملے۔ میرا کوئی گناہ نہیں میں وہ بات کہہ چکی جب ہمارے گھرانے کے لوگ ساتھ ساتھ تھے، اے محبوبہ! کئی تنگیوں میں سے ایک سے پہلے محبت کو پہنچا دے۔ محبت کا بدلہ دو اس سے پہلے کہ گھٹلیوں کو جمع کیا جائے اور مشقت والا خفیف معاملہ ہمیں دور کر دے۔“

اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا، کہنے لگا تم نے جو کرنا ہے کرو، تو ہم نے اسے قریب کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ اتنے میں

دوسری کجاوے سے اتر کر اس پر کود پڑی یہاں تک کہ وہ بھی مر گئی۔

۵۵۴۷ (ز) عصام بن عامر الکلبی

از بنی فارس، عبد بن عمرو بن جبلة بن وائل کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابو سعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ میں بطریق عمرو بن جبلة بن وائل کلبی روایت کی ہے کہ ہمارا ”عمرہ“ نامی ایک بت تھا جس کا مجاور بنی عامر بن عوف کا عصام نامی ایک شخص تھا۔ عصام کہتا ہے: ہم نے بت کے پیٹ سے آواز سنی: اے عصام! اے عصام! اسلام آچکا ہے اور بتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور صلہ رحمی پھر سے شروع ہو گئی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ پھر میں اور عصام روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے۔ ہم نے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو ہم اسلام لے آئے۔

۵۵۴۸ (عصمہ بن ابییر

ابن زید بن عبد اللہ بن صریم (تقصیر) ابن وائل النبی۔ انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ سجاح جس نے دو صدیقی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا کے ساتھ ہونے والی جنگ میں شریک تھے۔ اس وقت وہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ جنگ جمل کے روز جب عتبہ بن ابی سفیان اور یحییٰ بن حکم وغیرہ جن کا تعلق بنی امیہ سے تھا بھاگے تو انہوں نے ہی ان کی پردہ پوشی کی یہاں تک کہ یہ لوگ اپنی امان گاہ میں شام جا پہنچے۔

سیف نے ”الردہ“ اور ”الفتوح“ میں لکھا ہے: ہمیں محمد اور طلحہ نے بتایا کہ عتبہ، عبد الرحمن اور یحییٰ جنگ جمل کے آغاز کے بعد بھاگ نکلے، عصمہ بن ابییر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی اور ان سے وفا کی۔ بالآخر انہیں ملک شام پہنچا دیا جس کے متعلق شاعر کہتا ہے: ع

”ابن ابییر نے ان ابوالعاص سے یادگار وفا کی جبکہ نیزے بلند تھے۔“

۵۵۴۹ (عصمہ بن الحصین

بن وبرہ بن خالد... خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب اہل بدر میں اور ابن عمار اور واقدی نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابوالاسود وغیرہ کا بحوالہ عروہ ہے۔ صرف انہوں نے ان کا نسب ان کے دادا کے حوالے سے عصمہ بن وبرہ لکھا ہے۔ یہی قول ابن کلبی کا ہے۔ ابن اسحاق اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۵۰ (عصمہ بن رثاب

بن حنیف بن رثاب بن حارث بن امیہ بن زید انصاری۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ غزوہ حدیبیہ میں بھی شریک رہ چکے تھے۔ عدوی نے اور ابن دباغ وابن نقون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۳۶۶۲) استیعاب (۱۸۲۷) تجرید (۳۸۰/۱) الاستیعاب (۱۷۸/۳)

اسد الغابہ (۳۶۶۵) استیعاب (۱۸۲۸) تجرید (۳۸۱/۱) اسد الغابہ (۳۶۶۶) تجرید (۳۸۱/۱)

۵۵۵۱ عصمه بن سرج *

ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے کہ وہ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم * اپنے والد سے بواسطہ احمد بن عبداللہ بن عیاض، وہ حسین بن عاصم سے وہ سعید بن مزاحم سے وہ عصمہ بن عبداللہ بن عصمہ سے وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا عصمہ بن السرج روایت کرتے ہیں.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۵۵۲ (ز) عصمه بن عبد اللہ *

بنی حارث بن طریف کے ایک فرد، خالد بن ولید کی معیت میں اہل فارس کی جنگ میں شریک ہوئے اور ان کے بادشاہوں میں سے روز بہ کوٹھکانے لگایا۔ جنگ یرموک کے مقدمہ پر حضرت سیف اللہ نے انہیں گھڑ سواروں کی ایک جماعت کا امیر مقرر کیا تھا۔ سیف نے ”فتوح“ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور میں اس کا حوالہ پہلے دے چکا ہوں کہ اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتوحات عراق میں شرکت کی، اور ”مسطین“ (دو ٹوکریں) کو غنیمت میں پایا جن میں سونے کا گھوڑا یا قوت سے مرصع اور چاندی کی اونٹنی تھی جسے تاج کے دونوں ڈنڈوں کی طرف رکھا جاتا تھا۔

۵۵۵۳ عصمه بن قیس الہوزنی *

ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک ابوالیمان نے عن اسماعیل بن عیاش عن ازہر بن راشد بحوالہ عصمہ بن قیس روایت کی ہے۔ ان کا نام غصیہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عصمہ * رکھ دیا۔ یہی روایت ابن قانع نے دوسری سند کے ذریعہ اسماعیل سے بواسطہ صفوان بن عمرو نقل کی ہے کہ عصمہ بن قیس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: غصیہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم غصمہ ہو۔ ازہر بن قیس کے حالات میں قسم رابع میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۵۴ (ز) عصمه بن مالک الخطمی *

ابونعیم نے ان کا نسب بیان کیا تو کہا: ابن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔ ان کی چند احادیث ہیں جنہیں الدارقطنی اور طبرانی * وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان احادیث کی روایت کا مدار فضل بن مختار پر ہے جو بے حد ضعیف راوی ہے۔

۵۵۵۵ (ز) عصمه بن المثنی *

طبری کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ان لوگوں کے ساتھ بطور کمک و مدد روانہ کیا تھا جنہیں آپ نے ابوعبید کی جنگ کے بعد شہر بن حارثہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب نعیم بن مقرن نے جرجان کو فتح کرنا چاہا تو مقام دی کو عصمہ، مہملہ بن زید طائی،

* اسد الغابہ (۳۶۶۷) استیعاب (۱۸۲۹) تجرید (۳۸۱/۱) الجرح والتعديل (۱۹/۷)

* اسد الغابہ (۳۶۶۸) استیعاب (۱۸۳۰) تجرید (۳۸۱/۱) جامع المسانید (۱۳۶/۹)

* اسد الغابہ (۳۶۶۹) استیعاب (۱۸۳۱) تجرید (۳۸۱/۱) المعجم الكبير (۱۷/۱۷۸، ۲۷۹)

اور سہاک بن عبید وغیرہ میں تقسیم کر دیا۔ ادھر دیلم اور اہل حکومت وغیرہ نے مل کر نعیم کا مقابلہ کیا تو نعیم نے انہیں شکست دے دی جن کی جنگ، جنگ نہاد نہ کہلاتی ہے۔

۵۵۵۶ عصمہ بن مدرک

ابن مندہ کی بطریق نعیم بن حماد عن زاهر بن الصلت عن بسطام بن عبید بحوالہ عصمہ بن مدرک کی نبی ﷺ سے مروی یہ روایت ہے کہ آپ نے دھوپ میں بیٹھنا ناپسند کیا۔

۵۵۵۷ عصمہ بن وبرہ

عصمہ بن حصین میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۵۸ (ن) عصمہ

بقول بعض: عصیمہ (تفسیر سے) الاسدی۔ از بنی اسد بن خزیمہ۔ ایک قول کے مطابق انصاری، کیونکہ وہ بنی مازن بن النجار کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف فتوح میں لکھتے ہیں: عصمہ بن عبد اللہ کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ بنی مازن کے حلیف تھے اور جنگ یرموک میں سواروں کے امیر تھے۔

۵۵۵۹ (ن) عصمہ

بقول بعض: عصیمہ (تفسیر سے) الاشجعی۔ بقول بعض: انصاری کہ بنی مالک بن النجار کے حلیف تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اہل بدر میں ان کا شمار کیا ہے۔

۵۵۶۰ عَصِيم (تفسیر ہے اور بغیر ہاء کے ہے)

ابن حارث بن ظالم بن حداد بن ذیل بن طریف بن محارب بن نصفہ الحارثی۔ ابو علی العجری نے اپنے نوار میں لکھا ہے کہ عباس بن عصیم اپنے والد اور چچا کے رسول ﷺ کے پاس آمد پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: عَصِيم۔ ان کے والد نے نبی ﷺ کی خدمت میں جنگجو گھوڑے کا ہدیہ پیش کیا تو بدلے کے طور پر آپ ﷺ نے انہیں فرعاء اونٹنی دی، جس کی اولاد ان کے پاس ہے۔ عباس کہتے ہیں: ص

”میرے والد عَصِيم اور میرے چچا نے ایک ساتھ نبی محمد ﷺ کی زیارت کی، ایسا فخر کم ہی نصیب ہوتا ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سواری کا جانور دیا تو آپ ﷺ نے بدلے میں ہمیں بھی ہدیہ دیا۔ میرے والد خیر و برکت میں ہر دیکھنے والے کی آنکھ میں بلند شان ہیں۔ جب دین محمد کے داعی نے دعوت دی تو ہم حاضر ہو گئے۔

اسد الغابہ (۳۶۷۰) تجرید (۳۸۱/۱) جامع المسانید (۱۳۹/۹)

اسد الغابہ (۳۶۷۱) استیعاب (۱۸۳۳) تجرید (۳۸۱/۱)

اسد الغابہ (۳۶۷۲) استیعاب (۱۸۳۴) تجرید (۳۸۱/۱)

ہمیں سے برکت والے ملاقاتی ہیں۔“
ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ظاہر سے ”عظیم“ لکھا ہے، لہذا لکھ لیا جائے۔

باب عین کے بعد طاء

۵۵۶۱ عطاء الطائی

ابراہیم میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۶۲ (ز) عطاء بن ثنویت

ابن حبیب بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: انہیں ابن السوداء کہا جاتا ہے۔ مصر کے باسی تھے۔ وہ بڑے مضبوط اور تیز زبان انسان تھے اور یہ خولاء بنت ثنویت کے بھائی ہیں جن کا ذکر حرف خاء میں آ رہا ہے (لیکن مجھے یہ نام نہیں ملا۔ [عامر قندی])

۵۵۶۳ (ز) عطاء بن حابس التمیمی

مقاتل نے اپنی تفسیر میں تمیم کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حجروں سے باہر پکارا تھا جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

”جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر لاعلم ہیں۔“

ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۶۴ عطاء بن قیس

بن عبد قیس بن عدی بن سہم السہمی۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا بھائی عاص بن قیس بدر کے روز کافر مارا گیا۔ قیس بن عبد قیس بن عدی کی نسل صرف عطاء بن قیس سے چلی، مصر میں ان کی اولاد موجود ہے۔

۵۵۶۵ (ز) عطاء بن منبہ

بقول بعض: یہ وہی اعرابی ہیں جنہوں نے جبہ میں احرام باندھا تھا اور نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔ ان کی حدیث شیعین نے ان کا نام لیے بغیر نقل کی ہے۔ البتہ طرطوسی نے اپنی تفسیر میں ان کا نام لیا ہے۔ جیسے ابن فحون نے نقل کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے یہ نام ان سے غلط ہو گیا اس واسطے کہ یہ حدیث بروایت عطاء بن ابی یعلیٰ بن منبہ عن ابی مروی ہے۔ شاید اس سے کچھ عبارت چھوٹ گئی۔

عطاء الشيبى ٥٥٦٦

بقول بعض: ابن عبداللہ ایک قول ہے ابن النضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبداللہ بن قصی۔ ابو بکر طحی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ان کی حدیث محمد بن قاسم اسدی کی کتاب میں فطر بن خلیفہ بخوالہ ان کے شیخ جنہیں عطاء کہا جاتا ہے منقول ہے۔ * انہوں نے نبی ﷺ کا مبارک زمانہ پایا ہے، فرماتے ہیں: ”میں نے نبی ﷺ کو نعلین پہنے نماز پڑھتے دیکھا۔“ یہ روایت بغوی وغیرہ نے نقل کی ہے۔ محمد بن قاسم بے حد ضعیف ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ان کی صحابیت میں تاامل ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: کوفہ کے رہائشی تھے۔

۵۵۶۷ عطاء* (بے نسبت)

ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق ایوب بن واقد عبد اللہ بن عطاء سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا ن اور اقامت کے درمیان مؤذن کا درجہ اس شہید جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے خون میں لتھڑا پڑا ہو۔“

عطارِ بنِ حاجب ۵۵۶۸

بن زرارہ بن عرُس بن زید بن عبد اللہ بن دارم بن مالک بن حظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی، ابو عکرمہ بنی مالک کے پاس آئے آپ نے انہیں بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ جو بطریق جریر بن حازم عن نافع عن ابن عمر مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں عطار دھیمی کو دھاری دار جوڑا فروخت کرتے دیکھا۔ وہ ایسے شخص تھے جو بادشاہوں کے ہاں جاتے اور ان سے تحائف لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید کر عربی و فودی آمد پر پہنا کریں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ ❁

یہ روایت مسلم نے سفیان بن ابی شیبہ سے بحوالہ جریر نقل کی ہے۔ طبرانی ^{۱۰۰} نے بطریق محمد بن زیاد حنفی، عبدالرحمن بن عمرو

❁ اسد الغابہ (۳۶۷۴) استیعاب (۲۰۵۴) تجرید (۳۸۱/۱)

❁ النعجم الكبير (١٧٠/١٧) مجمع الزوائد (٢٢٤٣) جامع المسانيد (١٤١/٩).

❁ اسد الغابہ (۳۶۷۵) استیعاب (۳۰۵۵)

❁ ابو داؤد كتاب الجهاد باب في الدعا المشركين (٣٦٣٥) جامع المسانيد (١٤٣/٩)

❁ اسد الغابہ (۳۶۷۹) استیعاب (۳۰۵۶) تجرید (۳۸۲/۱)

✻ بخاری کتاب الجمعہ باب یلبس احسن ما یجد (۸۸۶)

مسلم كتاب اللباس باب تحريم لبس الحرير وغيره ذالك للرجال (٥٣٦٨) كنز العمال (٤١٢٠٨)

6 المعجم الكبير (٢٢/١٨)

بن معاذ سے بحوالہ عطار دبن حاجب روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں وہ ریشمی کپڑا پیش کیا تھا جو کسریٰ نے انہیں پہننے کے لیے دیا تھا۔ اتنے میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: کیا کوئی وحی آئی ہے؟ تمہیں تعجب میں ڈالنے والی کیا چیز ہے؟ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال اس سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔

ابن مندہ نے بطریق السدی یحییٰ سے بواسطہ محمد بن سیرین بنی تمیم کے عطار دنامی شخص سے روایت کی ہے کہ میرا ایک جوڑا تھا، حضرت عمر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: اگر آپ یہ جوڑا وفود کی آمد اور عید پر پہننے کے لیے خرید لیتے.... (حدیث) سفیان بن عیینہ نے عن ایوب بن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے نبی ﷺ نے عطار کو دھاری دھار جوڑا پہنے دیکھا تو اس کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس سے منع کر دیا، پھر آپ نے حضرت عمر کو ایسا ہی جوڑا پہننے کے لیے دیا.... (حدیث) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود پہننے کے بجائے اپنے ماں شریک مشرک بھائی کے لیے مکہ روانہ کر دیا تھا۔ [الادب المفرد])

ابو عبیدہ کی روایت ہے: حاجب بن زرارہ کو ذوالقوس (کمان والا) کہا جاتا تھا جس کی وجہ یہ بنی کہ جب نبی ﷺ نے مضر کے لیے قحط کی بددعا کی اور یہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ تو حاجب کسریٰ کے پاس کوچ کر گیا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے علاقوں کے آس پاس فروکش ہونے کی اجازت دے۔ کسریٰ کہنے لگا: تم عرب بے وفا لوگ ہو؟ اس نے کہا: تو میری کمان رہن (گردی) رکھ لو۔ چنانچہ اس شرط پر اس نے انہیں سرسبز علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی۔ ادھر قبیلہ مضر کے لوگ نبی ﷺ سے پانی کی طلب لے کر آئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قحط ہٹا لیا اور حاجب کا انتقال ہو چکا تھا تو عطار دبن حاجب کسریٰ کے پاس اپنے والد کی کمان مانگنے گئے تو اس نے انہیں پہننے کے لیے ایک جوڑا دیا۔

واقدی نے مغازی میں اپنی سندوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسر بن سفیان عدوی کو خزاعہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا، ان لوگوں نے ان کے لیے مال و زربکجا کر دیا، لیکن بنی تمیم نے انہیں روک دیا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف عیینہ بن حصن کو پچاس شہسواروں سمیت روانہ کیا۔ انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے گیارہ مرد اور گیارہ عورتیں اور تیس بچے قید کر لیے، جس کے بعد بنی تمیم کے سردار وفد کی صورت میں آئے، جن میں عطار دبن حاجب بھی تھے.... پھر وہ واقعہ ذکر کیا کہ یہ لوگ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے انہیں امان دے دی۔ بد قسمتی سے نبی ﷺ کے بعد بنی تمیم کے مرتدوں کے ساتھ عطار دبنی ارتداد کا شکار ہو گئے اور ”سجاح“ کی پیروی کر لی۔ لیکن پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ انہوں نے ہی سجاح کے متعلق یہ اشعار کہے تھے: ۷

اضحت نبیتنا انشی نطیف بها و اضحت انبیاء الناس ذکرانا

فلعنة الله رب الناس كلهم على سجاح و من بالكفر اغوانا

”ایک خاتون ہماری نبیہ ہے جسے ہم لیے پھرتے ہیں۔ جبکہ لوگوں کے انبیاء مرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام لوگوں کا رب ہے اس کی سجاح پر اور جس نے ہمیں کفر کی وجہ سے بہکایا ہے اس پر لعنت ہو۔“

اگر یہ روایت صحیح ہے تو عطار بن حاجب صحابہ کی صف کی بجائے تابعین کے زمرہ میں شامل ہونے چاہئیں۔ [عاصم بن قیس]

۵۵۶۹ عطارد الدارمی

بقول بعض ابوالعشراء کے والد کا نام ہے۔

۵۵۷۰ عطیہ بن بسر المازنی

عبد الصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ الدار قطنی اور ابن حبان * کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ابوداؤد نے بطریق سلیم بن عامر بحوالہ ابن بسر روایت کی ہے: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔۔۔۔۔ (حدیث) محمد بن عوف فرماتے ہیں: ہمیں بسر نے بتایا کہ عطیہ اور عبد اللہ نے ہمیں خبر دیں۔ عکاف کے حالات (۵۶۳۸) میں ان کا ذکر ہوگا۔

ابن شہین نے بطریق محمد بن مصعب اوزاعی سے کہ مجھ سے کھول نے بحوالہ عطیہ بن بسر روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دین میں کوئی نصیحت آئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اگر وہ شکر سے اسے قبول کر لے ورنہ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ایک حجت و دلیل ہے تاکہ اس کا گناہ بڑھ جائے۔“ *

۵۵۷۱ (ز) عطیہ بن حارث السکونی

خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فختون نے اپنے استدراک میں، ایک عنوان کے بعد عطیہ بن حارث کا تذکرہ ہوگا۔

۵۵۷۲ عطیہ بن حصن

بن ضباب ثعلبی۔ ابن کلبی کا بیان ہے انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ قادسیہ میں وہ تغلب، ایاد اور نمر کے گنران تھے۔ ابن الامین نے بحوالہ ابن الدباغ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۷۳ عطیہ بن عازب

بن عقیف (تغیر ہے) بصری۔ بقول ابن ماکولا: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کی ہے اس میں عطیہ بن عقیف لکھا ہے۔ لگتا ہے دادا کی نسبت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح محمد بن عوف کی کتاب

* اسد الغابہ (۳۶۸۰) استیعاب (۱۸۳۵) تجرید (۳۸۲/۱) الثقات (۳۰۷/۳)

* اسد الغابہ (۳۶۸۱) تجرید (۲۸۲/۱) * اسد الغابہ (۳۶۸۳) استیعاب (۱۸۳۶) تجرید (۳۸۲/۱)

* الاکمال (۱۳۹/۲)

میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ ابو زرہ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ مرزبانی نے شعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جاہلی دور کے ہیں اور حصن بن حذیفہ بن بدر کے قتل کے میں بارے ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ان کا ذکر ہے جسے عطیہ نے بطریق ابراہیم بن سعد عن ابی الاسود عن عبداللہ بن ابی قیس عن عطیہ عن عازب نقل کیا ہے کہ انہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تو آپ نے فرمایا، کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرے طریق سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: ”عطیہ بن حارث“۔

۵۵۴۳ عطیہ بن عامر *

ان کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب کسی شخص کی چال ڈھال بھلی لگتی تو آپ ﷺ اسے نماز کا حکم دیتے۔ (نماز کی پابندی سے انسانی طبیعت میں ٹھہراؤ اور دوام کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بنا پر وہ اپنے اعمال و افعال کو بھی اسی طرح جاری و ساری رکھتا ہے۔ [عامر] اسے ابن مندہ نے بطریق مضمض بن زرعہ عن شریح بن عبید بحوالہ ان کے نقل کیا ہے جو بروایت محمد بن اسماعیل بن عباس عن ابیہ ہے اور محمد بے حد ضعیف راوی ہے۔ بقول بعض: اس میں لفظی غلطی ہے۔ درست عقبہ بن عامر ہے۔ واللہ اعلم۔ ابن ماجہ * نے بطریق یزید بن وہب عن عطیہ بن عامر عن سلمان فارسی اس کے علاوہ ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۵۵۴۵ عطیہ بن عروہ *

بقول بعض: ابن عمرو/ ابن سعد یا ابن قیس سعدی، ایک قول ہے بنی سعد بن بکر سے اور بقول بعض: بنی ہشم بن سعد سے تعلق رکھتے ہیں۔ مشہور صحابی ہیں۔ شام فروکش ہوئے، ان کی کئی ایک احادیث ہیں۔ ابن حبان نے یقین سے کہا ہے یہ عطیہ بن عروہ بن سعد ہی ہیں۔ طبرانی * اور حاکم کی کتابوں میں عطیہ بن سعد لکھا ہے۔ ابن المدینی نے ہشام بن یوسف سے بواسطہ نعمان بن منذر، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عروہ بن محمد بن عطیہ سعدی وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں نبی ﷺ سے گفتگو کرنے والوں میں یہ بھی تھے۔

۵۵۴۶ عطیہ بن عقیف *

وہی ابن عازب، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۵۴۷ عطیہ بن عمرو الغفاری *

ابن شائبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور احمد بن سیار کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حکم بن عمرو کا عطیہ بن عمرو نامی ایک

* استیعاب (۱۸۰/۳) * اسد الغابہ (۳۶۸۴) تجرید (۳۸۲/۱)

* ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الاقتصاد فی الاکل وکراہۃ الشبع (۳۳۵۱)

* اسد الغابہ (۳۶۸۵) استیعاب (۱۸۳۷) تجرید (۳۸۲/۱) * الفیات (۳۰۷/۳)

* المعجم الكبير (۱۶۵/۱۷) * اسد الغابہ (۳۶۸۸) تجرید (۳۸۲/۱)

بھائی تھے جو صحابی تھے۔ علی بن مجاہد فرماتے ہیں: عطیہ بن عمرو اور ان کے بھائی حکم بن عمرو صحابی ہیں۔

۵۵۷۸ عطیہ بن عمرو انصاری

ازبنی دینار بن النجار۔ بر معونہ میں شہید ہوئے۔

۵۵۷۹ (ن) عطیہ بن مالک بن حطیط

ابن قتیبہ نے غریب الحدیث میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حرہ وادی سے ”مبذر صاع“ نامی جگہ عطا کی۔

۵۵۸۰ عطیہ بن نویرہ

بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن زریق انصاری الزرقی۔ ابن کلبی نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

استیعاب میں یہ نسب نقل کیا ہے۔

۵۵۸۱ عطیہ القرظی

بقول ابو عمر: مجھے ان کے والد کا نام معلوم نہیں۔ بغوی اور ابن حبان کا قول ہے: کوفہ کے رہائشی تھے۔ اصحاب السنن نے بطریق عبد الملک بن عمیر بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں ان لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا تھا، ان لوگوں نے میرے بارے میں شکایت کی اور پھر مجھے چھوڑ گئے۔۔۔۔۔ (حدیث)

۵۵۸۲ عطیہ (بے نسبت)

اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق علی بن ہشام بواسطہ عمیر ابو عمر نے بحوالہ عطیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ عصیدہ (گھی آٹا ملا کر ایک کھانا) تیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر ان لوگوں کی شان کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”اے (نبی کے) گھرانے والو! اللہ تعالیٰ تو تم سے (شرک کی) گندگی دور کرنا چاہتا ہے۔“ (آیت)

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی اصل طبری نے تفسیر میں نقل کی ہے اور بطریق فضل بن مرزوق عن عطیہ عن ابی سعید عن ام سلمہ اور بطریق اعمش عن عطیہ عن ابی سعید مروی ہے جس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ نہیں ممکن ہے اس طریق سے ابو سعید کا نام چھوٹ گیا ہو۔

تجريد (۳۸۳/۱) * اسد الغابہ (۳۶۹۰) استيعاب (۱۸۳۸) تجريد (۳۸۳/۱) * استيعاب (۱۸۱/۳)

اسد الغابہ (۳۶۸۹) استيعاب (۱۸۳۹) تجريد (۳۸۲/۱) * استيعاب (۱۸۳۹)

ابوداؤد كتاب الحدود باب الفلام يصيب حدا (۴۴۰۴) ترمذی كذا بالسير باب ما جاء في النزول على الحكم (۱۵۸۴)

ابن ماجه كتاب الحدود باب من لا يجب عليه الحد (۲۵۴۱) نسائي كتاب الطلاق باب حتى يقع طلاق الصبي (۳۴۶۰)

اسد الغابہ (۳۶۹۱) تجريد (۳۸۳/۱) * اسد الغابہ (۲۵۵/۳) * سورة الاحزاب (۳۳)

باب عین کے بعد ظاء

۵۵۸۳ عظیم بن حارث محاربی

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ”عصیم“ میں اس کے متعلق تنبیہ ہو چکی ہے۔

باب عین کے بعد فاء

۵۵۸۴ عفان

ابن نجیر، تصغیر ہے۔ بقول بعض: عنتر السلسی۔ بقول ابو عمر: حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، ان سے جبیر بن نفیر اور خالد بن معدان نے روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ”تاریخ حمص میں ابن عسائی کی عبارت یوں ہے: عفان بن عنتر السلسی صحابی رسول ہیں۔ ان سے جبیر بن نفیر وغیرہ اہل حمص نے روایت کی ہے۔ الدار قطنی ”المؤتلف“ میں ابن نجیر کے متعلق لکھا ہے: ان کا نام بیان نہیں کیا گیا۔ بقول بعض: ان کا نام عفان بن عنتر ہے۔ خطیب ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس کے شروع میں نون ہے نہ کہ باء اور یہ حدیث بطریق ابوالزہریہ عن جبیر بن نفیر عن ابی النجیر نقل کی ہے جو صحابی رسول ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ کو بھوک لگی آپ ﷺ نے پیٹ پر پتھر رکھ کر فرمایا:

”افسوس کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں کھاتے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہوں گے (لیکن) آخرت میں بھوک و ننگے پن کا شکار ہوں گے۔“

لمبی حدیث ہے۔ ان کے والد کا نام نون سے لیا ہے اور بیٹے کا نام نہیں لیا۔ اسی طرح ابن مندہ نے ”ابن فلاں“ کے ذیل میں بغیر نام کے تذکرہ کیا ہے اور یہ عنوان باء میں الدار قطنی کی موافقت کرتے ہوئے لیا ہے۔ خطیب فرماتے ہیں: ممکن ہے عنتر ان کے والد اور جبیر دادا ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبیر عنتر کا لقب ہو۔ دمیاطی نے یہ نام عن کے پیش کے بغیر قاف اور آخر میں راء سے قلمبند کیا ہے۔ ذہبی نے راء اور فاء سے لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ چنانچہ ابن ماکولا نے صراحت کی ہے یہ نام فاء اور نون سے ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۸۵ عفان بن حبیب

نیشاپور فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں بغیر کسی حدیث کے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن الجوزی نے ”الموضوعات“ کے مقدمہ میں بطریق یقینی عن الحاكم عن عبد اللہ بن نابیہ البغدادی عن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن سلمہ الاہوازی عن عبد اللہ بن محمد بن دینار الاہوازی عن محمد بن عبد الملک الطوسی عن داؤد بن عفان بن حبیب ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے والد کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی، اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے میرے متعلق جھوٹ بولا..... (حدیث) محمد بن اسحاق الاہوازی پر من گھڑت حدیث کی تہمت ہے۔ نیز اس کا شیخ اور سند کے باقی راوی سب مجہول ہیں۔

۵۵۸۶ عفان بن ابی عفیر انصاری

محبت کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ابو عمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ * ان کی مذکورہ حدیث ابن ابی عاصم، بغوی اور امام بخاری نے تاریخ میں روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور حاکم نے بطریق محمد بن طلحہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا: جو آپ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا جسے عفیر کہا جاتا تھا، محبت کے بارے میں تم نے رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد سنا ہے؟ اس نے کہا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ”محبت بھی نسل در نسل چلتی ہے اور عداوت بھی“۔ *

ابن حبان فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی اسناد صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں عبد الرحمن بن ابی بکر الملسی ضعیف راوی ہے۔

۵۵۸۷ (ن) عفان بن نبیہ

بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم السہمی۔ ان کا والد اور چچا دونوں بدر کے روز کافر مارے گئے۔ اسی طرح ان کا بھائی عاص بن نبیہ بھی۔ یہ زبیر کا بیان ہے پھر وہ لکھتے ہیں: اس کی نسل اس طرح حجاج بن عامر کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی سلمہ بن نبیہ بن عبد اللہ بن عقیف فقہاء اہل مکہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۵۸۸ عقیف الکندی

اشعث بن قیس کے چچا زاد بھائی۔ بقول بعض: ان کے چچا۔ اسی پر طبری نے اعتماد کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے بھائی ہیں۔ اکثریت کا قول یہ ہے کہ ان کے چچا زاد اور ماں شریک بھائی ہیں۔ اسی پر ابو نعیم نے اعتماد کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبری فرماتے ہیں: ان کا نام شرمیل ہے اور عقیف لقب ہے۔ جاحظ کا قول ہے: نام شراحیل اور عقیف لقب ہے جس کی وجہ یہ اشعار ہیں۔ وہ مجھے کہنے لگی: آؤ بے دینی اختیار کرلو۔ میں نے کہا: جس بات کا تجھے علم ہے میں اس سے بچتا ہوں۔

* اسد الغابہ (۳۶۹۴) استیعاب (۲۰۵۸) تجرید (۳۸۳/۱) * استیعاب (۳۱۰/۳)

* المستدرک (۴۴۷/۴) المعجم الكبير (۱۸۹/۱۷) الآحاد و المثنی (۲۱۸/۵) التاریخ الكبير (۸۱/۴)

* اسد الغابہ (۳۶۹۶) استیعاب (۱۸۴۱) تجرید (۳۸۳/۱)

بنوی، ابویعلیٰ، خصائص میں نسائی اور شعفاء میں عقلی بطریق اسد بن وداعہ، ابویحییٰ بن عقیف سے وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں میرا مکہ آنا ہوا۔ میں اپنے اہل و عیال کے لیے سامان خریدنا چاہتا تھا۔ عباس (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا، اسی اثناء میں جب میں ان کے پاس بیٹھا تھا اور سامنے کعبہ تھا دو پہر ڈھلنے کے بعد ایک نوجوان آ کر قبلہ رخ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آ کر اس کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا پھر ایک خاتون آئی اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کر لیا۔ اس کے بعد سب نے سراٹھایا اور سجدے میں چلے گئے۔ میں نے کہا: میاں عباس! بڑی عجیب بات ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں جی۔ میں نے پوچھا: کیا؟ وہ کہنے لگے: یہ محمد بن عبداللہ میرے بھتیجے اور یہ لڑکا علی بھی میرا بھتیجا ہے اور یہ خاتون خدیجہ ہے۔ مجھے میرے بھتیجے نے بتایا کہ زمین و آسمان کے رب نے اسے اس دین کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ کی قسم! اس وقت پوری زمین پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی اس دین کا پیرو نہیں۔ * عقیف فرماتے ہیں: میری تمنا تھی کہ ان کا چوتھا شخص میں ہو جاؤں۔ ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: یہ بہت حسن حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا ایک اور طریق بھی ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ * میں بنوی، ابن ابی خنیسہ، ابن مندہ اور غیلانیات کے مصنف نے بطریق یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابیہ عن محمد بن اسحاق حدیث یحییٰ بن ابی الاشعث عن اسماعیل بن ایاس بن عقیف عن ابیہ عن جدہ نقل کیا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں: اس کے دین کی پیروی صرف اس کی بیوی اور اس کے چچا زاد بھائی نے کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسریٰ و قیسر کے خزانے اس کے لیے فتح ہوں گے۔ بعد میں عقیف جب اسلام لے آئے تھے کہا کرتے تھے: ”اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت اسلام لانے کی توفیق بخشا تو میں علی کے ساتھ دوسرا شخص ہوتا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آخری حصہ کی روایت میں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔ حاکم نے مستدرک میں اسی سند سے نقل کی ہے صرف اس میں یہ لکھا ہے: عن اسماعیل بن عمرو بن عقیف انہوں نے ایاس کو عمرو سے بدل دیا، ابن فتحون ان عقیف کے متعلق لکھتے ہیں: باوردی نے یہ نام تصغیر کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اکثریت کے ہاں یہ نام زبر کے ساتھ زبان زد عام ہے۔

میں کہتا ہوں: معجم بنوی کے صحیح نسخوں میں ایاس ہی ہے جیسا باوردی نے لکھا ہے۔

۵۵۸۹ (ز) عقیف * (تصغیر ہے)

ابن معدیکرب الکندی۔ بنوی نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں اسی طرح ابن ابی حاتم نے فرق کیا ہے۔ البتہ ابن ابی حاتم نے ان کے متعلق یہ نہیں ذکر کیا کہ صحابی ہیں۔ بلکہ لکھا ہے کہ عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ * ابن عبدالبر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اسی طرح دونوں میں ابن ماکولا * نے فرق کیا ہے ان کا نام تصغیر کی صورت میں اور پہلی شخصیت کا نام درمیان میں ذکر کیا ہے۔ بنوی، طبرانی اور ابوزرعہ اور احمد بن الحسین رازی نے کتاب الشعراء میں بطریق ہشام بن کلبی عن سعید بن فروہ اور ابوزرعہ کی روایت

* المعجم الكبير (۱۰۱/۱۸) تاریخ الطبری (۲۱۲/۲) مسند ابی یعلیٰ (۱/۱۸۹) الطبقات الكبرى (۱۷/۸) (۱۸/۸)

* استیعاب (۱۸۲/۳) * التاريخ الكبير (۷۴/۴) * تجرید (۳۸۳/۱)

* الجرح والتعديل (۴۰/۷) * الاکمال (۱۳۹/۲)

میں عن فروہ بن سعید بن عقیف بن معدیکرب بن ابیہ عن جدہ سے فرمایا: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کے ہاں یمن کا ایک وفد آیا، وہ لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمیں اللہ تعالیٰ نے امری القیس کے دو شعروں کی وجہ سے زندگی بخشی.... پھر وہ حدیث اور واقعہ نقل کیا۔ * اسی میں ہے: وہ ایسا شخص تھا جس کا دنیا میں تو تذکرہ ہے لیکن آخرت میں بے نشان ہوگا، دنیا میں اسے شرف حاصل تھا لیکن آخرت میں نامیہ ہوگا قیامت کے روز شعراء کا پرچم اس کے ہاتھ ہوگا۔

۵۵۹۰ عقیف

مولانا عبد اللہ بن ابی قیس، غطیف کے والد، نام عازب تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عقیف رکھ دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن ابی قیس کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے پھر بطریق محمد بن زیاد الالبانی عن عبد اللہ بن ابی قیس روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے غطیف بن عازب کے ساتھ حج کیا، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: مجھے غطیف بن عازب نصری نے بھیجا ہے۔ آپ فرمانے لگیں: غطیف جو غطیف کا بیٹا ہے، نبی ﷺ نے ان کا نام عقیف رکھا تھا۔

باب عین کے بعد قاف

۵۵۹۱ عقار

www.KitaboSunnat.com

عقار میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۵۹۲ (ز) عقال بن خویلد

ابن سعد * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی پیشکش کی تو تیسری مرتبہ پر اسلام لے آئے۔

۵۵۹۳ (ز) عقبہ بن جروہ العبدی

وفد عبد القیس کے ایک فرد۔ ابن سعد * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صحرار بن عباس کے حالات میں بھی ان کا ذکر کیا گیا ہے کہ وفد کے تمام افراد میں یہ بھی شامل تھے جو اشج کے ساتھ آ کر سارے مسلمان ہوئے تھے۔

۵۵۹۴ عقبہ بن الحارث

بن عامر بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی۔ بقول محدثین: ابوسروہ۔ بقول بعض: ابوسروہ ان کے بھائی ہیں، جو علماء نسب کا قول ہے جس کی عسکری نے تصویب کی ہے۔ بقول بعض: ابوسروہ عقبہ کے ماں شریک بھائی ہیں جس پر مصعب زبیری نے اعتماد کیا ہے۔ ابوحاتم رازی * نے کھلی غلطی کا ارتکاب کرتے ہوئے لکھا ہے، ابوسروہ ضعیف کے قاتل ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

ان کا نام عقبہ بن حارث بن عامر ہے یہ وہ عقبہ بن عامر نہیں جن کا دور ابن ابی ملیکہ نے پایا ہے۔ انہی کی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے نقل کی ہے۔ العمدة کے مصنف کی کتاب المتفق میں جس نے ان کی حدیث درج کی ہے اسے وائم ہوا ہے۔ انہیں سیدنا ابوبکر الصديق رحمہ اللہ سے روایت حاصل ہے۔ نیز ان سے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف اور عبید بن ابی مریم کی روایت کرتے ہیں۔ عقبہ بن حارث کا انتقال خلافت ابن زبیر رحمہ اللہ میں ہوا۔

۵۵۹۵ (ن) عقبہ بن حارث

ابو سُرْعہ۔ اگر ابو حاتم کی بات ٹھیک ہے تو وہ اور ہیں۔

۵۵۹۶ عقبہ بن خلّیس

ابن نصر بن دھان بن بصر بن سُمیع بن بکر بن اشجعی۔ بقول ہشام بن کلثبی، بہت عرصہ پہلے اسلام لے آئے اور بدر میں شریک ہوئے۔ ان کا لقب ”مُدَبَّح“ تھا، کیونکہ انہوں نے رقم کے روز قیدیوں کو ذبح کیا تھا۔ ان کے دادا نصر بن دھان کے متعلق شاعر کہتا ہے:
 ”نصر بن دھان جو سو (۱۰۰) سال کے بعد ساٹھ (۶۰) تک زندہ رہا۔“

۵۵۹۷ (ن) عقبہ ابن الحنظلیہ

سہل کے بھائی۔ بقول ابن الدباغ، ان کے بھائی سہل کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ میں کہتا ہوں: اس سے ان کا اشارہ ابن عبدالبر کے اس قول کی طرف ہے جو سہل کے حالات میں مذکور ہے۔ ابو سہر فرماتے ہیں: سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے: سہل بن الحنظلیہ کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ان کا ایک بھائی سعد اور ایک بھائی عقبہ نامی تھا یہ سب صحابہ ہیں۔

۵۵۹۸ (ن) عقبہ بن خالد الیثی

درست ابن مالک ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

۵۵۹۹ (ن) عقبہ بن رافع انصاری

ان کا ذکر ایک اور روایت میں ملتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں بطریق ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عقبہ بن رافع کی حویلی میں ہوں۔ وہاں ہمارے پاس ابن طاب کی کھجوریں لائی گئیں۔ جس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ ہمیں بلندی نصیب ہوگی اور ہمارا اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین

اچھا ہے۔*

ابن مندہ نے یہ روایت عقبہ بن نافع کے حالات میں درج کر کے لفظی غلطی کی ہے جس کا تعاقب ابو نعیم نے کیا ہے۔ ابو یعلیٰ اور حسن بن سفیان نے بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ، بواسطہ محمود بن لہید بحوالہ عقبہ بن رافع مرفوع روایت کی ہے: ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (حدیث)* اور بطریق ابن لہید عن عمارہ بن غزیہ عن عاصم روایت کی ہے اور ابن لہید کے علاوہ نے اسے عمارہ سے نقل کیا ہے اور صحابی کا نام قتادہ بن النعمان لیا ہے۔ فاللہ اعلم

۵۶۰۰ عقبہ بن ربیعہ انصاری*

بنی عوف بن خزرج کے حلیف۔ بقول موسیٰ بن عقبہ جسے ابو عمر* نے نقل کیا ہے، بدر میں شریک ہوئے۔

۵۶۰۱ (ز) عقبہ بن صیفی

عقبہ بن ابی قیس میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۶۰۲ عقبہ بن طویع

عقبہ میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۶۰۳ عقبہ بن عامر*

بن عیس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودودہ بن عدی بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہیمہ الجھنی۔ مشہور صحابی ہیں جن کی نبی ﷺ سے مروی کئی احادیث ہیں۔ ان سے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ جن میں ابن عباس، ابوامامہ، جبیر بن نفیر، بھج بن عبد اللہ جھنی، ابودریس خولانی اور اہل مصر کے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ابوسعید بن یونس کا قول ہے: فرائض (میراث) فقہ (مسائل) کے عالم، قاری، فصیح زبان شاعر اور بہترین کاتب تھے۔ قرآن کو جمع کرنے والوں میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ لکھتے ہیں: میں نے مصر میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآنی نسخہ دیکھا ہے جو مصحف عثمانی کی ترتیب سے الگ ہے۔ اس کے آخر میں ”بقلم عقبہ بن عامر“ تحریر ہے صحیح مسلم میں بطریق قیس بن ابی حازم بحوالہ عقبہ بن عامر مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا، میں انہیں چھوڑ کر سیدھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: مجھ سے بیعت لیجئے! چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے ہجرت کی بیعت لی..... (حدیث)* (ابوداؤد، نسائی) عقبہ بن عامر

* المصنف لابن ابی شیبہ (۶۸/۱)

* ترمذی کتاب الطب با ما جاء فی الحمیة (۲۰۳۶) المستدرک (۳۰۹/۴) المعجم الکبیر (۲۹۸/۴) مسند ابی یعلیٰ (۲۷۸/۱۲)

* اسد الغابہ (۳۷۰۲) استیعاب (۱۸۴۲) تجرید (۳۸۴/۱)

* استیعاب (۱۸۳/۳) اسد الغابہ (۳۷۰۵) استیعاب (۱۸۴۳) تجرید (۳۸۴/۱)

* المعجم الکبیر (۳۰۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۹۵/۱)

فتوحات میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے والے یہی قاصد تھے۔

جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، بعد میں انہوں نے انہیں مصر کا گورنر بنا دیا۔ ابو عمر الکندی لکھتے ہیں: امیر معاویہ نے مصر کی گورنری میں انہیں نماز کی امامت اور خراج کی وصولی کی ذمہ داری دی تھی۔ پھر جب انہیں معزول کرنا چاہا تو انہیں لکھا کہ رودس کے غزوے میں شرکت کریں۔ جونہی یہ ادھر روانہ ہوئے تو مسلمہ براجمان ہو گئے۔ عقبہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ایک مسافر اور ایک معزولی؟ یہ ۴۷ھ کا واقعہ ہے۔ صحیح قول کے مطابق خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ ابو زرہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ عبادہ بن نسی روایت نقل کی ہے کہ میں نے خلافت عبدالملک میں ایک شخص کو حدیث بیان کرتے دیکھا، میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ عقبہ بن عامر الجبھی ہیں۔

ابو زرہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن صالح سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ غلط ہے۔ عقبہ تو خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ وفات واقدی نے لکھی ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ: رہی خلیفہ بن خیاط کی یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے جنگ نہروان میں عامر بن عقبہ بن عامر الجبھی شہید ہوئے، تو وہ اور ہیں جس کی دلیل خلیفہ کی تاریخ میں ان کا یہ قول ہے کہ عقبہ بن عامر الجبھی ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

۵۶۰۳ عقبہ بن عامر بن نابی (نون اور باء سے بروزن قاضی)

ابن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری السلمی۔ ابو عمر * وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے: بیعت عقبہ اولیٰ میں، بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنے خود پر بنز پٹی باندھی ہوئی تھی۔ غزوہ خندق اور باقی غزوات میں شرکت کی۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ابو موسیٰ نے جعفر مستغفری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے کہ عقبہ بن عامر بن نابی، صحابی ہیں اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ جسے بحوالہ ابن اسحاق اپنی سند سے بیان کیا ہے۔

ابن سعد * نے ابو عمر کے بیان کا مفہوم نقل کیا ہے۔ وہ اس سلسلہ میں ان کے پیشرو ہیں۔ ابو نعیم نے بطریق عبدالرحمن بن زید بن اسلم بواسطہ اپنے والد بحوالہ عقبہ بن عامر السلمی روایت کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے بیٹے کو جو لڑکا تھا، لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے بیٹے کو کچھ ایسی مختصر دعائیں سکھائیں جو یہ مانگا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! یوں کہا کرو:

اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَجَاةَ فِیْ اِیْمَانٍ وَّ اِیْمَانًا فِیْ حَسَنِ خَلْقٍ وَّ صِلَاحًا یَّتْبِعُهُ نَجَاحٌ۔

”اے اللہ! میں ایمان میں نجات کا اور حسن خلق میں ایمان کا اور ایسی بہتری کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد آسانی ہو۔“

لڑکے نے وہ کلمات آپ ﷺ کے سامنے دہرائے یہاں تک کہ لڑکے نے خود ہی کہا مجھے یاد ہو گئے۔ ابو نعیم نے ان کا

عنوان اس طرح قائم کیا ہے: ”عقبہ بن عامر السلمی“ اور یہ حدیث بیان کی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ اور ابن الاثیرؒ نے انہیں عقبہ بن عامر بن نابی کے ساتھ ملا دیا جنہیں ابن عبدالبرؒ نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق بنی سلمہ سے ہے تو ان کے نسب میں سلمہ کہنا صحیح ہے، یوں انہوں نے دونوں کو ایک شخصیت قرار دے دیا۔ میرا غالب گمان یہ ہے وہ اور ہیں جیسا کہ بعد والے نمبر میں، میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۶۰۵ (ن) عقبہ بن عامر السلمی

سابقہ شخصیت کے حالات میں ان کا ذکر کر چکا ہوں کہ ابو نعیم نے ان کا عنوان اسی طرح قائم کیا ہے اور گزشتہ حدیث ان کے حوالے سے ذکر کی ہے جو بطریق عبدالرحمن بن زید بن اسلم مولا عمر انہوں نے اپنے والد عقبہ سے نقل کی ہے۔ معتبر نسخہ میں یہ سین کے پیش سے ہے۔ لہذا بنی سلیم سے ہوئے یوں یہ سابقہ شخصیت کے علاوہ ہیں جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ زید بن اسلم جنگ یمامہ کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ چنانچہ باوردی نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں عقبہ بن عامر السلمی کا ذکر کیا ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں جن کے دادا کا نام نابی ہے۔ اس واسطے کہ جنگ یمامہ ۱۲ھ میں اور جنگ صفین ۳۷ھ میں پیش آئی۔ لہذا یقیناً یہ اور ہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ جھنی ہوں۔ کیونکہ جھنی جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حدیث زید بن اسلم میں بحوالہ ان کے مروی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور محمد بن سعدؒ نے الطبقات میں لکھا ہے کہ عقبہ بن عامر بن نابی کی اولاد نہیں رہی۔ یہی بات دمیاطی نے ”انساب الخزرج“ میں یقین سے لکھی ہے۔

رہی ابن الاثیرؒ کی یہ بات کہ زید بن اسلم کی ان سے مرسل روایت ہے تو وہ اس بنا پر ہے کہ ان کا گمان ہے کہ وہ انصاری ہیں اور اگر یہ بات مان لی جائے جو جواز میں نے پیش کیا ہے کہ وہ سلمی ہیں اور اتنا زندہ رہے کہ جنگ صفین میں شریک ہوئے، تو اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ زید بن اسلم نے ان کا دور پایا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے اگر زید بن اسلم والی حدیث کی سند صحیح ہو اور جو بات باوردی نے لکھی ہے وہ صحیح ثابت ہو جائے۔ کیونکہ دونوں سندوں میں کلام ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۰۶ (ن) عقبہ بن عبداللہ انصاری السلمی

باوردی اور ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن السکن نے بطریق یزید بن رومان بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ جو بنی یثرب میں پہنچے تو ہمارے سامنے کھڑا گیا، جس سے راستہ گم ہو گیا۔ پھر معوذتین کی تفصیل والی حدیث ذکر کی۔ باوردی نے بطریق عبید اللہ بن ابی رافع ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے، انہیں جنگ صفین میں شریک صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۵۶۰۷ عقبہ بن عثمان

بن غلہ بن خالد بن عامر بن زریق انصاری۔ ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو اُحد کے روز (اچانک حملے کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے) بھاگ کر اعمش کے بالمقابل پہاڑ تک جا پہنچے تھے جہاں ٹھہرے رہے اور پھر واپس آ گئے تھے۔

۵۶۰۸ عقبہ بن عمرو

بن ثعلبہ بن اُمیرہ بن عطیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابوسعود بدری۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ اس پر اتفاق ہے کہ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، البتہ بدر میں شرکت کے بارے اختلاف ہے اکثریت کا کہنا ہے: وہاں فروکش ہوئے جس کی نسبت سے بدری کہلائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یقین سے لکھا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ جس کے دلائل کئی احادیث سے پیش کیے ہیں۔ جن میں سے چند ایک احادیث اپنی صحیح میں نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک حدیث عروہ بن زبیر بواسطہ بشیر بن ابی مسعود ہے، فرمایا: ایک دفعہ مغیرہ نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی اتنے میں ابوسعود عقبہ بن عمرو، زید بن حسن کے دادا آ گئے جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابوعقبہ بن سلام اور لکئی میں مسلم لکھتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے، اور ابن البرقی کا قول ہے: ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے، جبکہ کئی احادیث میں آیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ طبرانی لکھتے ہیں، اہل کوفہ کا کہنا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ اور اہل مدینہ انہیں بدری صحابہ میں نہیں ذکر کرتے۔ ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں: ہمارے احباب میں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ بدر میں نہیں شریک ہوئے۔ بقول بعض: وہ بدر کے ایک چشمہ پر فروکش ہوئے جس کی نسبت سے بدری کہلائے۔ البتہ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ کوفہ آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کے نائب بھی مقرر ہوئے۔ خلیفہ کا قول ہے: ۴۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔ مدائن فرماتے ہیں: ۴۰ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ چالیس ۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے کیونکہ یہ ثابت ہے، انہوں نے مغیرہ کی کوفہ کی گورنری کا دور پایا ہے جو یقیناً ۴۰ھ کے بعد کا دور ہے۔ ایک قول کے مطابق کوفہ میں اور دوسرے کے مطابق مدینہ میں فوت ہوئے۔

۵۶۰۹ عقبہ بن عمرو بن عدی

عقبہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۶۱۰ عقبہ بن قیظی (بروزن صیفی)

بن قیس بن لوزان انصاری اوسی حارثی۔ اُحد میں شریک ہوئے اور جمر ابی عبید میں بقول ابو عمر شہادت پائی۔

۵۶۱۱ (ن) عقبہ بن ابی قیس

صلی بن الاسلم۔ ابو عبیدہ کا قول ہے: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ عقبہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ابن ابی ملیح اور ابوالفرج اصہبانی وغیرہ کا قول ہے: عقبہ اسلام لائے اور قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۵۶۱۲ عقبہ بن کذیم

بن عدی بن حارث بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار انصاری خزرجی أحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ عدوی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے۔ وہیں ان کی اولاد ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ واقدی نے انہیں منافقین میں شمار کیا ہے، لیکن یہ ابتدائی دور کی بات ہے بعد میں تاب ہو گئے تھے۔

۵۶۱۳ عقبہ بن مالک الیثی

بقول بغوی: بصرہ کے رہائشی ہیں، ان کی ایک حدیث ہے۔ امام مسلم اور ازودی وغیرہ کا قول ہے، ان سے روایت کرنے میں بشر بن عاصم منفرہ ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث نسائی، بغوی، اور ابن حبان وغیرہ نے بطریق سلیمان بن مغیرہ حمید بن ہلال سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم بشر بن عاصم کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: ہم سے عقبہ بن مالک نے (جوان کے خاندان سے تھے) حدیث بیان کی۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا انہوں نے ایک قوم پر حملہ کیا وہاں سے ایک شخص بھاگ نکلا سریے میں سے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کیا اسے پکڑ لیا وہ کہنے لگا: میں تو مسلمان ہوں اس نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور اسے قتل کر دیا۔ اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مومن کے قاتل کے بارے میں (میری سفارش سے) انکار کر دیا ہے۔“ (حدیث)

بغوی کی روایت میں بطریق یونس بن عبید عن حمید عن مالک بن عقبہ یا عقبہ بن مالک لکھا ہے، اسی بنا پر حرف میم میں ان کا عنوان ”مالک“ قائم کیا ہے۔ اور اس بارے میں مذکورہ اختلاف سے خبردار کیا ہے۔ ”عقبہ بن مالک“ محفوظ ہے۔ مسند ابی یعلیٰ کے کسی نسخہ میں ”عقبہ بن خالد“ لکھا ہے، درست ابن مالک ہے ایسا ہی ابن حبان نے ابو یعلیٰ سے اور اسی طرح حسن بن سفیان نے ابو یعلیٰ کے شیخ سے نقل کیا۔ ابوداؤد نے بطریق عبدالصمد عن سلیمان بن مغیرہ عن حمید بن ہلال عن بشر بن عاصم عن عقبہ بن مالک روایت کی ہے (جوان کے خاندان سے تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی جس سے ایک شخص چھوٹ گیا، جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا: اگر میں دیکھ لیتا تو رسول اللہ ﷺ میں ملامت نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم لوگوں سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ میں جب کسی آدمی کے ذمہ کوئی کام مقرر کروں اور وہ اسے نہ کر سکے تو تم لوگ اس کی جگہ ایسا شخص مقرر کر دو جو اسے کر سکے۔“

میں کہتا ہوں: اس سے اس شخص کی تردید ہوتی ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ ان کی صرف ایک حدیث ہے۔

عقبہ بن مالک الجہنی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد الحمید بن بھرام، شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے ایک شخص کو کہتے سنا: میں نے عقبہ بن مالک جہنی کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”مرتے دم جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا۔“

تو ایک شخص آپ سے عرض کرنے لگا: جسے اور بیحانہ کہا جاتا تھا، میں خوب سے خوب تر چیز پسند کرتا ہوں..... (حدیث)

ابن شامین نے بطریق یزید بن ہارون عن یحییٰ عن عبید اللہ بن زحر عن ابی سعید رضی عن عبد اللہ بن مالک جہنی روایت کی ہے کہ عقبہ بن مالک جہنی نے انہیں بتایا کہ ان کی بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ سر پیر سے برہنہ ہو کر بیت اللہ تک پیدل چل کر جائے گی۔ (حدیث) ابو موسیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث بروایت یحییٰ بن سعید اسی سند کے ذریعہ عقبہ بن عامر کے حوالہ سے مشہور ہے اور یہی درست ہے ان کا ابن مالک کہنا لفظی غلطی ہے۔ عقبہ بن مالک کی ایک اور حدیث ہے۔ طبرانی نے اوسط میں بطریق محمد بن ابی حمید جلیلہ بنت عبادہ انصاری بواسطہ ان کی بہن بحوالہ عقبہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا:

”میں کھڑا ہوا تھا اور مجھے لیلۃ القدر کا علم تھا (لیکن دو آدمیوں کی ناچاقی کی وجہ سے) اب اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

انہوں نے یہ حدیث محمد بن علی الصائغ کے حالات میں درج کی ہے اور لکھا ہے: عقبہ سے صرف اسی اسناد سے مروی ہے۔

عقبہ بن نافع القرشی

ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ تجرید میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن مجھے ابن مندہ کی کتاب الصحابہ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔ واللہ اعلم

ابوداؤد کتاب الجہاد باب من الطاعة (۲۵۳۷) مسند احمد (۱۱/۴)

اسد الغابہ (۳۷۱۴) تجرید (۳۸۵/۱) مجمع الزوائد (۹۸/۱)

بخاری کتاب جزاء الصید باب من نذر المشی الی الکعبۃ (۱۸۶۶) مسلم کتاب النذر (۴۲۲۶) ابوداؤد (۳۲۹۹)

نسائی (۳۸۲۳) مسند احمد (۱۴۹/۴) السنن الکبریٰ للبیہقی (۸۰/۱۰)

المعجم الکبیر (۳۵۷/۱۷) کنز العمال (۲۴۰۸۰)

اسد الغابہ (۳۷۱۶) استیعاب (۱۸۴۹) تجرید (۳۸۵/۱)

۵۶۱۶ عقبة بن نمر

بقول بعض: ابن مر۔ بقول مستغری۔ نبی ﷺ کے ابو زرعہ بن ذی یزن کی طرف لکھوائے گئے خط میں ان کا ذکر ہے۔
میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام مڑ لیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق کی کتاب میں ابو نمر کے والد لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ حارث بن عبد کلال کے حالات میں ان کا ذکر، واسے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۵۶۱۷ عقبة بن نيار

ابو محمد بن نيار کے بھائی۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حوالہ طبری کا دیا ہے کہ انہوں نے شرکاء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۶۱۸ (ز) عقبة بن هلال

ذہبی نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مسند قمی میں ان کی ایک حدیث ہے۔

۵۶۱۹ عقبة بن وهب

بقول بعض: ابن ابی وهب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، ابوسان شجاع بن وهب کے بھائی موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری کا قول ہے، بعض کا کہنا ہے کہ وہ ہجرت حبشہ میں اپنے بھائی کے ساتھ تھے، جو ثابت نہیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں: محمد بن ابی محمد بحوالہ سعید بن جبیر یا عکرمہ مجھے بتایا فرماتے ہیں، یہودی کہنے لگے: ہم اللہ کے محبوب اور اس کے بیٹے ہیں۔ تو عقبہ بن وهب، سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے ان سے کہا: اے جماعت یہود! اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ابن مندہ نے یہاں ایسا ہی درج کیا ہے جبکہ اوروں نے بعد والی شخصیت کے حالات میں اسے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۲۰ عقبة بن وهب

بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن حارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بھشہ بن عبد اللہ بن عطفان غطفانی۔ انصار میں سے نبی ﷺ کے حلیف۔ نبی ﷺ سے جا ملے تھے اور آپ کی ہجرت مدینہ تک مکہ میں ہی مقیم رہے انہیں ”انصاری مہاجر“ کہا جاتا تھا۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: عقبہ بن کلدہ بن وهب اور بیعت عقبہ کے روز وہ ستر (۷۰) افراد میں سے تھے۔ واقدی فرماتے ہیں: بدر اُحد اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کے

اسد الغابہ (۳۷۱۹) استیعاب (۱۸۵۰) تجرید (۳۸۶/۱) ایضاً

اسد الغابہ (۳۷۲۰) استیعاب (۱۸۵۱) تجرید (۳۸۶/۱)

اسد الغابہ (۳۷۲۱) استیعاب (۱۸۵۲) تجرید (۳۸۶/۱) السیرۃ النبویۃ (۸۲/۲)

رخسار مبارک سے کڑیاں کھینچ کر نکالی تھیں جس میں ابو عبیدہ بن الجراح ان کے ساتھ تھے۔ یہ بات مجھ سے ابن ابی الہادی نے بحوالہ اپنے والد بیان کی ہے۔

۵۶۲۱ عقبة الجہنی* (عبدالرحمن کے والد)

طبرانی،* ابن اسکن اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں بطریق صلی بن نافع بن صلی روایت کی ہے جب ان کی عمر ایک سو بارہ (۱۱۲) سال تھی۔ وہ عبدالرحمن بن عقبہ جہنی سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہیں نبی ﷺ کے ساتھ تیر لگ گیا تھا، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس مسلم نے مجھے دیکھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس نے مجھے دیکھے ہوئے کو دیکھا وہ بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (اس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت ہے) آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: عقبہ سے اس حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث مروی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کے حالات عقبہ فارسی مولا انصار کے ساتھ وہم کی وجہ سے رلاما دیئے ہیں۔ جس سے ابن الاثیر نے خبردار کیا ہے۔ ابو موسیٰ پر تعجب ہوتا ہے، انہوں نے اپنے استدراک میں ان کا کیسے ذکر کر دیا۔

۵۶۲۲ (ن) عقبہ الزرقی*

ابن مندہ نے بطریق ابو عامر العقدی، زہیر بن محمد عن موسیٰ بن حبیب عن سعد بن عقبہ زرقی سے روایت کی ہے کہ ان کے والد عقبہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”تین باتوں پر میں قسم کھا سکتا ہوں“۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن بندہ جو چیز دیتا ہے اس کی وجہ سے اس کے مال میں کبھی کمی نہیں ہوتی..... (حدیث)*

۵۶۲۳ (ن) عقبہ الفارسی*

مولا جبر بن عتیک انصاری۔ خلیفہ نے موالیٰ بنی ہاشم میں، صحابہ میں سے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام ابو عقبہ لیا ہے۔ ابن حبان* فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: داؤد بن الحصین نے عبدالرحمن بن عقبہ سے بواسطہ اپنے والد عقبہ مولا جبر بن عتیک مجھ سے بیان کیا کہ میں اُحد میں اپنے مولا کے ساتھ شریک ہوا۔ ایک مشرک کو میں نے حملہ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جوش میں آ کر میں نے کہا: ”لو میں فارسی جوان ہوں“۔ جس پر نبی ﷺ نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تم نے یوں کیوں نہ کہا، لو میں انصاری جوان ہوں کیونکہ مولا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے“۔ ابو یعلیٰ نے اسی سند سے ذکر کیا ہے اور ابن اسکن نے بروایت جریر بن حازم عن داؤد بن الحصین اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔*

یحییٰ بن علاء نے داؤد سے نقل کر کے الٹ دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عن عقبہ عن عبدالرحمن عن ابیہ، واقدی کا حوالہ بیان

* اسد الغابہ (۳۷۰۸) * المعجم الکبیر (۳۵۷/۱۷) * اسد الغابہ (۳۷۰۳) تجرید (۳۸۴/۱)

* کنز العمال (۶۱۸۹) الکامل فی الضعفاء (۱۷۸۲/۵) المغنی عن حمل الاسفار (۱۷۸/۳) اسد الغابہ (۲۵۹/۳)

* اسد الغابہ (۳۶۹۷) استیعاب (۱۸۴۰) تجرید (۳۸۳/۱) * الثقات (۷۸۱/۳) * مسند ابی یعلیٰ (۹۱۰/۲)

۵۶۲۲ (ز) عقبہ (بے نسبت)

عقربہ الجہنی* (بشر کے والد) ۵۶۲۵

عَقْمَان ٥٦٢٦

عقمان بن قیس ۵۶۲۷

عقیب بن عمرو ۵۶۸

عقیبہ بن رقیبہ ۵۶۲۹

❖ اسد الغابہ (۳۷۰۷) تجرید (۱/۳۸۴) ❖ كنز العمال (۷۰۸)

اسد الغابہ (۳۷۲۲) تجرید (۳۸۶/۱) ❀ اسد الغابہ (۳۷۲۳) تجرید (۳۸۶/۱)

✿ الجرح والتعديل (٤٠/٧) ✿

۵۶۳۰ عقیل بن ابی طالب

بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ حضرت علی اور جعفر رضی اللہ عنہما کے بھائی، عمر میں بڑے تھے۔ ابو یزید کنیت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے سال تک ان کے اسلام میں تاخیر ہوئی۔ بقول بعض: حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اور ۸ھ کے آغاز میں ہجرت کی۔ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تو ان کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ دے کر آزاد کرالیا۔ صحیح بخاری کے کئی مقامات پہ ان کا ذکر آتا ہے۔ غزوہ موتہ میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ اور حنین کے موقع پر ان کا ذکر نہیں ملتا۔ شاید اس وقت بیمار تھے۔ جس کی طرف ابن سعدؒ نے اشارہ کیا ہے۔ لیکن وہ لکھتے ہیں: ذیر بن بکار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک کی اپنی سند سے لکھا ہے کہ حنین کے روز ثابت قدم رہنے والوں میں عقیل بھی تھے۔ انس بن مالک قریش کے عالم تھے اور قریش کی خصوصیات اور جنگوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ لوگ ان سے یہ علم مدینہ کی مسجد میں سیکھتے تھے۔ فوری، لاجواب جواب دیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہو گئے تھے اور ایک قرض کی وجہ سے امیر معاویہ سے جا ملے۔

ہشام بن کلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ قریش کے چار آدمیوں سے لوگ اپنے بھگڑوں کا فیصلہ کراتے تھے۔ عقیل، مخرمہ، حویطب اور ابو جہم، عقیل، برائیاں شمار کرتے جس کی برائیاں اس کے مقابل سے زیادہ ہوتیں تو وہ ہار مان لیتا اور جس کے محاسن اور خوبیاں زیادہ ہوتیں اسے اس کے مقابل پر فوقیت دیتے۔ عقیل رضی اللہ عنہ کی ایک کامل حدیث ہے جسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بھی ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ صغیر میں صحیح سند سے مروی ہے کہ واقعہ حرہ سے پہلے ان کا انتقال یزید کے دور خلافت میں ہوا۔

۵۶۳۱ عقیل بن مقّر بن المزنی ابو حکیم

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور واقدی نے کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن قانع کا گمان ہے، یہ ابو حاتم ہیں جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے:

”جب تمہارے پاس ایسا شخص (رشتہ لے کر) آئے جس کی دین داری تمہیں پسند ہو تو اس کا نکاح کر دیا کرو۔“

یوں ان کی کنیت ان سے غلط ہو گئی اور یہ بات ان کے اوہام میں شمار ہوتی ہے۔

اسد الغابہ (۳۷۲۶)، استیعاب (۱۸۵۳) تجرید (۳۸۶/۱) الطبقات (۲۸/۴)

اسد الطبقات (۳۰/۴) اسد الغابہ (۳۷۲۸) استیعاب (۱۸۵۴) تجرید (۳۸۶/۱)

التاریخ الكبير (۵۲/۴)

باب عین کے بعد کاف

۵۶۳۲ عکّ ذو خیوان

ذال میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۳۳ عکاشہ بن ثور بن اصغر

سیف نے کتاب الرّوّہ کے آغاز میں ہبل بن یوسف عن ابیہ عن عبید بن صحر بن لوزان ذکر کیا ہے کہ یہ سکا سک اور سکون کے نبی ﷺ کی جانب سے عامل زکوٰۃ تھے۔ ابو عمرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۶۳۴ عکاشہ (کاف کو شد اور بغیر شد کے بھی پڑھا جاتا ہے) ابن محصن

بن خرقان بن قیس بن مرہ بن بکیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، بنی عبد شمس کے حلیف، سائقین اولین سے ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے۔ صحیحین میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان ستر ہزار لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے، ان کا ذکر آتا ہے۔ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”میرے لیے دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان میں شامل ہو۔“ اتنے میں ایک اور صاحب اٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عکاشہ تم سے پہل کر گیا۔“ جسے اب بطور مثال پہلے کرنے والے کے لیے بولا جاتا ہے: ”عکاشہ تم سے پہل کر گیا۔“ طبرانیؒ اور عمر بن شبہ نے بطریق نافع مولا بنت شجاع بحوالہ ام قیس روایت کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما، یہاں تک کہ ہم لوگ جنت البقیع تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ام قیس! اس قبرستان سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔“ تو ایک شخص کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اتنے میں ایک اور اٹھا آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ بقول بعض: حضرت عکاشہ مرتدوں سے جنگ کے دوران شہید ہوئے۔ طلحہ بن خویلد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس نے انہیں شہید کیا۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے طلحہ اسلام کی طرف لوٹ آیا تھا۔

۵۶۳۵ عکاشہ بن وہب الاسدی

جذامہ کے بھائی۔ ابن فتحون نے ابوعلی الصدقی سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کے کسی مؤلف نے ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے طحاویؒ کی کتاب ”معانی الآثار“ میں ان کی حدیث مل گئی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابن ابی داؤد جو ابراہیم بن سلیمان البرسی ہیں، فرمایا: ہم سے ابن لہیعہ نے ان سے ابن ابی مریم جو سعید ہیں روایت کی ہے کہ عروہ، جذامہ بنت وہب

اسد الغابہ (۳۷۳۰) استیعاب (۱۸۵۵) تجرید (۳۸۶/۱) استیعاب (۱۸۸/۳)

اسد الغابہ (۳۷۳۲) استیعاب (۱۸۸۶) تجرید (۳۸۷/۱) المعجم الكبير (۱۸۱/۲۵)

شرح معانی الآثار (۲۲۸/۲)

سے جو عکاشہ بن وہب کی بہن ہیں روایت کرتے ہیں کہ عکاشہ بن وہب صحابی رسول ﷺ اور ان کے ایک اور بھائی سورج غروب ہوئے ان کے ہاں آئے اور یہ نحر کا روز تھا ان دونوں نے اپنی قمیصیں اتار دیں، ان کی بہن کہنے لگی: کیا ہو گیا ہے؟ وہ دونوں فرمانے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو یہاں سے نہیں گیا وہ اپنے (خوشبودار سلے ہوئے) کپڑے اتار دے۔“

اور ان لوگوں نے خوشبودار کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس روایت میں ابن لہیعہ سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ طحاوی نے بھی عن یحییٰ بن عثمان عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن یوسف بحوالہ ان کے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ لیکن وہ فرماتے ہیں: عن عروہ عن ام قیس بنت محسن فرماتی ہیں: عکاشہ بن محسن میرے گھر آئے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا اور یہ عید الاضحیٰ کی شام تھی اس کا مفہوم نقل کیا۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ یہی حدیث دوسری سند سے بحوالہ انہی (خاتون) کے مروی ہے جسے فلاں* اور حاکم نے بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ام قیس بنت محسن نے بیان کیا۔ وہ ان کی پڑوسن تھیں کہ عکاشہ بن محسن بنی اسد کے چند لوگوں کے ساتھ میرے ہاں سے نحر کے روز شام کے وقت قمیصیں پہنے نکلے اور عشاء کے وقت واپس آئے تو ان کی قمیصیں ان کے ہاتھوں پر تھیں..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۶۳۶ (ن) عکاشہ الغنمی

ابن السکن نے ان میں اور ابن محسن میں فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے داؤد بن محمد بن عبد الملک ابوسلیمان شاعر نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد عبد الملک بن حبیب بن حسین سے وہ اپنے دادا حسین بن عرفطہ سے بحوالہ عکاشہ الغنمی روایت کرتے ہیں، انہوں نے اس حدیث نبی ﷺ کی حفاظت کی کہ ان کی ناک کٹی، ہونٹ کٹے، ابروئیں کٹیں اور ان کے دونوں کان کٹ گئے۔ تو نبی ﷺ نے اس جاثاری پر ان سے فرمایا: ”تم اللہ کی راہ میں نکلے ہو“۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان عکاشہ سے صرف یہی حدیث انہی الفاظ میں مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن محسن کو غنمی بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ ان کا تعلق بنی غنم بن دودان سے ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ لیکن اس بارے میں ساری ذمہ داری ابن السکن پر عائد ہوتی ہے۔

۵۶۳۷ عکاشہ الغنوی*

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق زہیر بن عباد عن حفص بن میسرہ عن زید بن اسلم بحوالہ عکاشہ غنوی روایت کی ہے کہ میری ایک لونڈی تھی جو بکریاں چراتی تھی اچانک ایک بکری کھو گئی جس پر میں نے اسے تھپڑ مارا،* پھر حدیث معاویہ بن الحکم السلمی جیسی حدیث نقل کی۔

* اصل مسودے میں جگہ خالی ہے۔ * اسد الغابہ (۳۷۳۱) تجرید (۳۸۷/۱)

* مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلاة (۱۱۹۹) السنن الکبریٰ (۳۸۸/۷)

۵۶۳۸ عکاف بن وداعہ الہلالی

بقول بعض: عکاف بن بشر التیمی۔ ابن شاپین نے بطریق محمد بن عبد الرحمن السلمانی، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عکاف ہلالی سے فرمایا: عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں..... (حدیث) طبرانی * نے مسند شامیین میں اور عقیلی نے بطریق برد بن سنان عن مکحول عن عطیہ بن بسر عن عکاف بن وداعہ الہلالی.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابو یعلیٰ اور ابن مندہ نے بطریق بقیہ عن معاویہ بن یحییٰ عن سلیمان بن موسیٰ عن مکحول عن غصیف بن حارث عن عطیہ بن بسر مازنی روایت کی ہے کہ عکاف بن وداعہ الہلالی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باندی؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اور تم ہو صحت مند اور مالدار؟ عرض کیا: ہاں جی! اللہ کا شکر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تب تو تم شیاطین کے بھائیوں میں سے یا نصاریٰ کے راہبوں میں سے ہو کر ان میں شامل ہوئے یا تم ہم میں سے ہو تو پھر ویسا ہی کرو جیسا ہم کرتے ہیں۔ اور ہمارا طریقہ نکاح ہے۔ (لوگو!) تمہارے برے لوگ کنوارے ہیں۔ عکاف! اللہ تمہارا بھلا کرے! شادی کر لو!“

عکاف عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! جب تک آپ ﷺ اپنی مرضی سے کسی سے میری شادی نہیں کراتے میں شادی کرنے کا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے اللہ کا نام لے کر اور برکت پر کریمہ سے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔“

بعض کے نزدیک وہ خاتون زینب بنت کلثوم حمیریہ تھیں (۱۱۶۷-۱۱۲۳ حصہ خواتین جلد چہارم) ابن اسکن نے بطریق بقیہ اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: عن عطیہ بن بسر عن عکاف، اور ایسا ہی یوسف غسانی نے اسی سند کے ذریعہ سلیمان سے نقل کیا ہے۔ اور عقیلی نے یہ روایت بطریق ولید بن مسلم عن معاویہ بن یحییٰ اسی سند کے ذریعہ نقل کی ہے لیکن غصیف کا ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت اشعث بن شعبہ سے عن معاویہ بن یحییٰ عن رجل من بجیلۃ عن سلیمان بن موسیٰ۔ دونوں کے درمیان ایک اور شخص کا اضافہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے عبدالرزاق نے عن محمد بن راشد عن مکحول عن غصیف بن حارث عن ابی ذر نقل کیا ہے کہ عکاف بن بشر تیمی آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرزاق سے اسی سند سے نقل کی ہے۔ واللہ اعلم سابقہ طریق باہمی متفق ہیں کہ یہ عکاف بن وداعہ الہلالی ہیں۔ جبکہ محمد بن راشد الگ رائے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عکاف بن بشر تیمی اور اسناد میں بھی اختلاف کیا ہے۔ بہر کیف مذکورہ تمام طرق ضعف واضطراب سے خالی نہیں۔

۵۶۳۹ عکراش بن ذؤیب *

بن حرقوص بن جعدہ بن عمرو بن نزال بن سبرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی، ابن مندہ ان کے نسب میں لکھتے ہیں: الممقری۔ جس میں تامل ہے اس واسطے کہ یہ مرہ بن عبید کی اولاد سے ہیں جو منقر بن عبید کے بھائی ہیں۔ ان کی حدیث میں ان کا نسب مذکور ہے۔ فرماتے ہیں: بنی مرہ بن عبید نے اپنے اموال کی زکوٰۃ دے کر بھیجا، جسے ترمذی * وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: عکراش بن ذؤیب صحابی رسول ہیں اور آپ ﷺ سے سماع کیا ہے۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ لیکن مجھے ان کی حدیث کی اسناد پر اعتماد نہیں۔ ابن قتیبہ نے ”معارف“ میں اور ابن درید نے ”الاشتقاق“ میں لکھا ہے: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج میں شامل تھے۔ تو اخف کہنے لگے: ”لگتا ہے تم لوگ اس پر قابو پانے والے ہو اور ابھی قتل ہونے کو ہے یا اسے ایسا زخم آئے گا جو مرتے دم تک اس سے جدا نہیں ہوگا۔“ راوی کا بیان ہے پھر ان کی ناک پر ایسا وار کیا کہ وہ اس کے بعد سو سال (پورے کر کے) زندہ رہے اور وہ زخم کا نشان ان کے چہرے پر برقرار رہا۔ یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو یوں سمجھا جائے گا کہ انہوں نے سو سال پورے کیے (جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھا ہے) یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے اس وقت سے لے کر بعد کے عرصہ تک سو سال کا زمانہ پایا ورنہ وہ بنی عباس کی حکومت تک زندہ رہے ہوتے، جو محال ہے۔

۵۶۴۰ عکرمہ بن ابی جہل *

عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، اپنے باپ کی طرح رسول اللہ ﷺ کے سخت مخالف تھے۔ فتح مکہ کے سال عکرمہ مسلمان ہو گئے۔ مدینہ چلے گئے اور پھر مرتدوں سے جاری جنگ میں شریک ہوئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں نعمان کے لشکر کی طرف بھیجا تو یہ ان پر غالب آ گئے۔ پھر یمن کا رخ کیا واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے سال ہی جہاد پر روانہ ہو گئے اور شہادت پائی۔ طبری کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اپنی وفات کے سال ہوازن کی زکوٰۃ وصولی کے لیے مقرر کیا تھا اور اجنادین میں شہید ہوئے۔ یہی جمہور کا قول ہے، یہاں تک کہ واقعہ نے فرمایا: ہمارے ساتھیوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

ابن اسحاق اور زبیر فرماتے ہیں: خلافت فاروقی میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ سیف نے فتوح میں اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اعلان کر کے کہنے لگے: موت کی بیعت کون کرتا ہے؟ تو ان کے چچا حارث اور ضرار بن ازور نے بیعت کی اور چار سو (۴۰۰) مسلمانوں کی نفری میں روانہ ہوئے۔ وہ گھڑ سواروں کی ایک جماعت کے امیر تھے۔ یہ خلافت فاروقی میں ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔ تو سوائے ضرار بن ازور کے سارے شہید ہو گئے۔ ایک قول کے مطابق: مَرَج الصَّر کے روز شہید ہوئے۔ جو خلافت صدیقی ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ ترمذی * میں بطریق مصعب بن سعد بحوالہ ان کے ان کی ایک حدیث ہے کہ جس دن میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ”خوش آمدید! خوش آمدید! ایسا سوار جو ہجرت کر کے آیا ہے۔“ یہ منقطع ہے کیونکہ مصعب نے ان سے

ملاقات نہیں کی۔

ان کے آنے کا واقعہ دارقطنی، حاکم * اور ابن مردویہ نے بطریق اسباط بن نصر عن السدی عن مصعب بن سعد انہوں نے اپنے والد سے موصولاً ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے چار افراد کے علاوہ تمام لوگوں کو امن کا پیام دیا، جن میں سے دو عورتیں اور دو مرد تھے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے رہے عکرمہ تو وہ کشتی میں بیٹھ کر سمندری راستے سے نکل گئے۔ جہاں انہیں سمندری طوفان کا سامنا ہوا، ملاحوں نے کہا: یہاں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارو! تمہارے معبود یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جس پر حضرت عکرمہ بولے:

”اللہ کی قسم! اگر مجھے سمندر میں غرقابی سے صرف اللہ کی پکار ہی بچا سکتی ہے تو خشکی پر بھی وہی نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں اگر آپ مجھے اس مصیبت سے عافیت عطا کر دیں تو میں سیدہ ام محمد (رضی اللہ عنہا) کے پاس پہنچ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔ اور انہیں درگزر کرنے والا اور کرم نوازی کرنے والا پاؤں گا۔“

چنانچہ وہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ * ”نوائد یعقوب بھاص“ میں ہم نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت میں ابو جہل کا ایک پھلدار کھجور کا درخت دیکھا ہے۔“ * جب عکرمہ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ یہ ہے وہ (پھلدار درخت) عکرمہ کی اولاد نہ تھی۔ (ابو جہل کی زینہ اولاد سے نسل نہیں چلی بلکہ اس کی بیٹیوں سے چلی ہے۔ صدق اللہ العظیم۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ [عائقی ندوی])

۵۶۳۱ عکرمہ بن عامر *

بقول بعض: ابن عمار بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی بن کلاب قرشی بدری، تالیف قلبی والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بقول ابو عمر: * انہوں نے ہی امیر معاویہ کے ہاتھ دار الندوہ ایک لاکھ میں بیچا تھا۔ انہیں تالیف قلبی والوں میں شامی کا قول ابن کلبی سے منقول ہے اور دار الندوہ کی فروختی والی روایت ابن سعد * نے واقدی سے نقل کی ہے۔ جب قریش کا رفاہ، حجابہ کے بارے میں جھگڑا ہوا جو بنی عبدالدار کے پاس تھے، تو انہوں نے اس موقع پر کہا: ص

”اللہ کی قسم ہم سب کے ہوتے ہوئے تمہاری مراد پوری نہیں ہو سکتی، ہاں ہمیں خون سے رنگین کر دو تو الگ بات ہے، تمہیں اس کا کوئی انکار نہیں کہ ہم بیت اللہ کے ذمہ دار ہیں، تو مخلوق کے علم پر کیسے ظلم ہو سکتا ہے۔“

مرزبانی کا قول ہے کہ خلافت فاروقی میں انہوں نے ایک شخص کی بھوک کی پاداش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے لگائے، جو نبی کوڑوں کی المناکی محسوس ہوئی تو پکار اٹھے: ”او آل قصی!“ تو جھٹ سے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ان کی طرف

* المستدرک (۲۴۲/۳) * المستدرک (۵۴/۲) السنن الکبریٰ (۲۰۲/۸) سنن الدارقطنی (۵۹/۳) التاريخ الكبير (۵/۲)

* المستدرک (۲۴۳/۳) کنز العمال (۳۳۶۲۱) جامع المسانید (۲۷۸/۹)

* اسد الغابہ (۳۷۳۶) استیعاب (۱۸۵۸) تجرید (۳۸۷/۱) * استیعاب (۱۹۲/۱)

* الطبقات الکبریٰ (۱۲۷-۷۷/۱)

لپکے اور انہیں چپ کرادیا۔ مرزبانی نے ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جو انہوں نے اسود بن مصفود کی مذمت میں کہا تھا، جس نے کعبہ اللہ (حفظہا اللہ وزادھا شرفا و عزّا) کو منہدم کرنے کی غرض سے حملہ کیا تھا۔ بقول بعض: قریش اور بنی ہاشم و بنی مطلب میں تحریر معاہدہ انہی نے تحریر کیا تھا۔ ایک قول ہے: وہ عہد نامہ ان کے بیٹے منصور نے لکھا تھا۔ بعض کا کہنا ہے: ان کے بھائی بغیض بن عامر نے قلمبند کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۵۶۳۲ عکرمہ بن عبید الخولانی *

صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک تھے۔ ابن مندہ نے ابن یونس سے یہی قول نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد لام

۵۶۳۳ (ن) العلاء بن جاریہ * الثقفی

بنی زہرہ کے حلیف۔ ابن اسحاق نے مغازی میں عبد اللہ بن ابی بکر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کی غنیمتوں میں سے سوانٹ عطا کیے تھے۔ ابن مندہ نے دوسری سند کے ذریعہ ابن اسحاق عن عاصم بن عمرو عن محمود بن لبید عن ابی سعید موصولاً نقل کیا ہے۔ واقدی کا بیان ہے: علاء بن حضری نے انہیں عبد القیس کی زکوٰۃ اور جزیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ ذہلی نے ”زہریات“ میں عن المغیرہ بن عبد الرحمن بن یزید عن الزہری عن سلیمان بن یسار روایت کی ہے کہ علاء بن جاریہ ثقفی نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے ان سے پوچھا جس پر وہ کہنے لگے: ہاں، سو بار۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو وہ تم سے جدا ہو گئی۔

۵۶۳۴ علاء بن الحضرمی *

ان کا نام عبد اللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف الحضرمی تھا۔ ان کے والد عبد اللہ الحضرمی مکہ میں رہائش رکھتے تھے اور حضرت ابوسفیان کے والد حرب کے حلیف تھے۔ حضرت علاء کے کئی بھائی تھے ان میں سے ایک عمرو بن الحضرمی تھا جو مشرکین کی طرف سے پہلا مقتول تھا۔ اور اس کا مال مسلمانوں میں پہلا مالی خُص تھا جس کی بنا پر معرکہ بدر رونما ہوا۔ * نبی ﷺ نے علاء رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا جس پر صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انہیں برقرار رکھا۔ ۱۴ھ بقول بعض ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سائب بن یزید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے روایت لی ہے۔ انہیں مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا کچھ کلمات انہوں نے کہے اور سمندر میں داخل ہو گئے جو فتوح کی کتابوں میں مشہور واقعہ ہے۔

۵۶۳۵ العلاء بن خارجہ

ابن مندہ فرماتے ہیں: مدنی ہیں۔ بغوی، طبرانی * اور ابن شاپین وغیرہ نے بطریق وہب عن عبدالرحمن بن عکرمہ بن حرمہ عن عبدالملک بن یعلیٰ بحوالہ علاء بن خارجہ روایت کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے نسبوں اور رشتہ داروں کا اتنا علم سیکھو جس سے تم صلہ رحمی کو قائم رکھ سکو، اس واسطے کہ صلہ رحمی اہل و عیال میں محبت مال میں اضافے اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، مخزومی کا قول ہے: یہ غلط ہے۔ درست نام ابن العلاء بن حارثہ ہے۔

۵۶۳۶ العلاء بن خباب

بقول ابو عمر: * لوگوں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔ ایک شخص سے جو نبی ﷺ سے روایت کرتا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے پوچھا تو وہ فرمانے لگے: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ عسکری لکھتے ہیں: مند میں ان کی حدیث نقل کی ہے جو مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی دو حدیثیں ہیں ان میں سے ایک بغوی اور طبرانی * نے بطریق ثوری عن عبدالرحمن بن عابس عن العلاء بن خباب عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (کچا) لہسن کھایا ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“

اس کے رجال ثقات ہیں۔ دوسری ابن مندہ نے بطریق اسباط بن نصر عن سماک بن حرب عن عبداللہ بن العلاء بن خباب عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ جب بیدار ہوئے، تو فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں بیدار کر دیتا، لیکن اس نے تمہارے بعد والوں کے لیے ہمیں نمونہ بنانا تھا۔“ *

۵۶۳۷ العلاء بن سبغ

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ * ابو عمر فرماتے ہیں: * انہیں علاء بن حضرمی بھی کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں: اس میں تامل ہے، جبکہ امام بخاری * نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ وہ ابن الحضرمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ان سے سائب بن یزید روایت کرتے ہیں اور سات سالہ صحابہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ان سے سائب بن یزید نے سماع حدیث کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۳۷۴۰) تجرید (۳۸۸/۱) * المعجم الكبير (۹۸/۱۸)

* اسد الغابہ (۳۷۴۱۱) استیعاب (۱۸۶۱) تجرید (۳۸۸/۱) * استیعاب (۱۹۳/۳)

* المعجم الكبير (۹۸/۱۸) * التمهيد (۳۹۲/۶) الاسماء والصفات (۱۴۳)

* اسد الغابہ (۳۷۴۲) استیعاب (۱۸۶۲) تجرید (۳۸۸/۱) * الثقات (۲۹۰/۳)

* استیعاب (۱۹۴/۳) * التاريخ الكبير (۵۰۹/۶)

۵۶۳۸) العلاء بن سعد الساعدي *

ابن مندہ نے بطریق عطاء بن یزید بن مسعود عن سلیمان بن عمر بن الربیع روایت کی ہے کہ مجھ سے عبد الرحمن بن العلاء بن سعد نے جن کا تعلق بنی ساعدہ سے ہے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے فتح مکہ کے دن بیعت کی تھی کہ نبی ﷺ نے ایک دن اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سے ارشاد فرمایا: جو آواز میں سن رہا ہوں تمہیں سنائی دے رہی ہے؟ آسمان چر چر رہا ہے اور اسے چرچرانے کا حق ہے.... (حدیث) * ابن عساکر نے اسی سند سے اپنی تاریخ میں محمد بن خالد کے حالات میں بطریق ابن مندہ یہ روایت نقل کی ہے۔

۵۶۳۹) العلاء بن عقیبہ *

مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں عمر بن حزم کے دور میں تھا۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ انہیں اور ارقم کو انصار کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔ میں نے معصم بن صمداح کی تاریخ میں پڑھا ہے کہ علاء بن عقیبہ اور ارقم لوگوں کے قرضے، معاہدے اور معاملات کی اسناد لکھا کرتے تھے۔

۵۶۵۰) العلاء بن عمرو انصاری *

بقول ابو عمر: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا۔

۵۶۵۱) العلاء بن مسروح الهذلی *

غویم میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۶۵۲) العلاء بن وهب *

بن عبد بن وہبان بن ضباب بن خبیر بن عبد بن مصعب بن عامر بن لوی قرشی عامری، فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ کا گورنر مقرر کیا اور رقبہ میں بطور امیر مقرر رہے۔ زینب بنت عقیبہ بن ابی معیط سے شادی کی تھی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ہمیں یہ روایت علی بن احمد حرانی نے بیان کی کہ مجھ سے محمود بن محمد الادیب الرقی نے یہ بات بیان کی ہے۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: ابو عمرو بہ اور ابن سعد نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۵۶۵۳) العلاء بن یزید *

بن انیس الغمری۔ بقول ابن یونس: نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور فتح مصر کے بعد مصر آئے۔ وہیں ان کی اولاد ہے، یہ ابو الحارث

* اسد الغابہ (۳۷۴۳) تجرید (۳۸۸/۱) * کنز العمال (۲۹۸۴۲) اسد الغابہ (۲۷۴/۳)

* اسد الغابہ (۳۷۴۵) تجرید (۳۸۸/۱) * اسد الغابہ (۳۷۴۶) استیعاب (۱۸۶۳) تجرید (۳۸۸/۱)

* استیعاب (۱۹۴/۳) * اسد الغابہ (۳۷۴۸) تجرید (۳۸۸/۱۱) * اسد الغابہ (۳۸۹/۳)

* اسد الغابہ (۳۷۴۹) تجرید (۳۸۹/۱)

القہری کے دادا ہیں۔

۵۶۵۲ (ن) علاء

بقول بعض: علاء/ علاء۔ ایک قول ہے: خارجہ بن الصلت کے چچا ہیں۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے: ان کے چچا کا نام عبداللہ بن جحیر ہے۔ منہات میں ان کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔

۵۶۵۵ علائہ بن شجار

بقول بعض: شجار السلیطی از بنی سلیط بن حارث بن یربوع۔ بقول بعض: بنی حظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم سے ہیں۔ ان سے حسن نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ * ابن شاہین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھ سے علی بن المدینی نے بیان کیا کہ علائہ بن شجار وہی ہیں جن سے حسن بخوالہ بنی سلیط کے ایک آدمی روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ علی فرماتے ہیں، ہمارے کسی ساتھی نے کہا: میں نے ان کے متعلق ان کی قوم سے پوچھا: تو انہوں نے بتایا: ان کا نام علام بن شجار تھا۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث علی بن مدینی نے عن عفان عن حماد عن علی بن زید عن الحسن روایت کی ہے، فرمایا: بنی سلیط کا ایک شخص گزرا، اس نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ لوگوں کی جماعت میں بیٹھے تھے، میں نے آپ کو فرماتے سنا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے“۔ خلیفہ نے یہ روایت ”روایت کرنے والے صحابہ“ کے باب میں ذکر کی ہے اور وہ بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ کے باب میں ہے۔

میں کہتا ہوں: جس نے انہیں اور سابقہ شخصیت کو ایک کہا اسے وہم ہوا ہے، اس واسطے کہ حدیث عم خارجہ بن الصلت فاتحہ کے ذریعہ دم کرنے کے بارے میں ہے۔

۵۶۵۶ علباء بن اصمح العبسی

ابن مندہ کی روایت ہے جو بطریق حبان بن السری مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن جھور کو بخوالہ علباء بن اصمح فرماتے سنا، انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”لوگ جب دنیا پر توجہ دیں گے تو آخرت کو نقصان پہنچائیں گے“۔ *

۵۶۵۷ (ن) علباء بن مرہ

بن عائدہ بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الفصی۔ ابو محمد بن حزم نے ”جمہرة النسب“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ ابن عساکر نے بخوالہ ابن حزم ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال

* تجرید (۳۸۹/۱) * ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی الستر علی المسلم (۱۴۲۶) المعجم الكبير (۳۱۶/۱۷) الطبقات (۵۸/۱)

* اسد القابہ (۳۷۵۳) تجرید (۳۸۹/۱) * جامع المسانید (۲۷۹/۹)

میں ان کے نسب سے کچھ رہ گیا ہے۔

۶۵۵۸ علماء المسلمی

بقول ابو حاتم: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مجھ سے امام احمد بن حنبل، علی بن ثابت سے بواسطہ عبد الحمید بن جعفر، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ علماء المسلمی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قیامت گھٹیا لوگوں پر قائم ہوگی۔“

اسے حاکم نے قطعی سے عن عبد اللہ بن احمد عن ابیہ نقل کیا ہے اور بغوی نے ابویثمہ سے بحوالہ علی بن ثابت روایت کی ہے اور ابن ابی عاصم نے دوسری سند کے ذریعہ عن علی بن ثابت روایت کی ہے اور ابن عدی نے ”اکامل“ میں نقل کیا ہے کہ اس میں علی بن ثابت، عبد الحمید سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۵۶۵۹ علبہ

بن زید بن عمرو بن زید بن حشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس النضاری اوسی۔ ابن اسحاق اور ابن حبیب نے ”المجتب“ میں کثرت سے رونے والوں میں غزوہ تبوک کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: علبہ بن زید رات کے وقت باہر آئے، نماز پڑھ کر رونے لگے اور یہ دعا کرنے لگے:

”اللہ! آپ نے جہاد کا حکم دیا اور اس کی ترغیب دی ہے اور مجھے کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی جس کی وجہ سے میں آپ کے رسول ﷺ کے ساتھ تقویت کا باعث بنوں، میں ہر اس مسلمان پر صدقہ کرتا ہوں جس کے ظلم کا میں جسم یا عزت میں نشانہ بنا ہوں۔“

پھر بغیر سند کے وہ حدیث ذکر کی۔ یہ روایت مسنداً اور موصولاً از حدیث مجمع بن حارثہ اور از حدیث عمرو بن عوف اور ابو عیسیٰ بن جبر اور از حدیث علبہ بن زید اور تہیہ منقول ہے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

ابن مردویہ نے اسے از حدیث مجمع بن حارثہ اور ابن مندہ نے بطریق محمد بن طلحہ عن عبد الحمید بن ابی عیسیٰ بن جبر عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ علبہ بن زید بن حارثہ ایک صحابی رسول تھے، آپ ﷺ نے جب سب کو صدقے کی ترغیب دی تو ہر شخص حسب توفیق جو اسے ملا لے آیا، علبہ بن زید دعا میں کہنے لگے:

”اے اللہ! میرے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہیں، اے اللہ! البتہ میں اپنی عزت کو تیری مخلوق پر صدقہ کرتا ہوں، جس کی مجھ سے ہتک ہوئی ہو۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کو حکم دیا جو یہ اعلان کرنے لگا:

”گزشتہ شب اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟“

تو علیہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”تمہارا صدقہ بارگاہ الہی میں مقبول ہوا۔“

اسناد میں ایسا ہی لکھا ہے جبکہ اس میں تبدیلی اور نقص واقع ہوا ہے۔ یہ تو عبد الحمید بن محمد بن ابی عیسیٰ ہیں اور صحابی ابو عیسیٰ ہیں نہ کہ جبر چنانچہ طبرانی نے بطریق محمد بن طلحہ اسی سند سے اس کے علاوہ حدیث نقل کی ہے۔ اور بزار نے بطریق صالح مولی التوامہ عن علیہ بن زید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بزار لکھتے ہیں: یہ علیہ مشہور انصاری ہیں۔ ہمیں اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ عمر بن عوف نے بھی ان کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جسے ابن ابی الدنیا اور ابن شاہین نے بطریق کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ، اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اور خطیب نے بطریق ابو قمرہ الزبیدی اپنی کتاب السنن میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ابن جریج عن صالح بن زید عن ابی عیسیٰ الحارثی اپنے چچا زاد سے جنہیں علیہ بن زید کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا.... پھر اس حدیث کو ذکر کیا۔ لیکن ان کی اس بات ”البتہ میں اپنی عزت صدقہ کرتا ہوں“ کے نقل کیا ہے ”جس نے مجھے اذیت دی یا مجھے برا بھلا کہا یا میری عیب جوئی کی ہو تو وہ اس کے لئے جائز ہے“۔ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمہارا صدقہ قبول ہوا۔“

خطیب لکھتے ہیں: کتاب میں ایسا ہی ہے: عن ابی عیسیٰ الحارثی۔ جبکہ درست عن ابی عیسیٰ یعنی عین کے زبر اور باء کے سکون سے ہے۔ ان کی حدیث کا ایک صحیح شاہد موجود ہے لیکن اس میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ جسے ابن عیینہ نے عن عمرو بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرہ نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان شخص دعا کرنے لگا: ”اے اللہ! میرے پاس صدقے کے لیے کوئی مال نہیں، میں اپنی عزت کا صدقہ کرتا ہوں“۔ تو نبی ﷺ نے اسے جواب دیا کہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ اس کی مزید تفصیل کئیوں میں ابو مضمم کے ذیل میں آئے گی۔

۵۶۶۰ عیسیٰ ابن الاسود الکندی

طبرانی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی سلمہ بن الاسود کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۶۱ عیسیٰ بن النعمان

بن عمرو بن عرفہ بن الفاتک بن امرئ القیس الکندی۔ بقول ابن کلبی: یہ اور ان کے دونوں بھائی حجر اور یزید نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن الاثیر کو ان کے بارے پہلی شخصیت ہونے میں تردد ہوا ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ اور ہیں۔ اس واسطے کہ پہلی شخصیت کا نسب سلمہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، ان کے ساتھ ان کا نسب نو پشتوں کے بعد ملتا ہے۔

۵۶۶۲ علسہ بن عدی البلوی

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ درخت تلے بیعت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۵۶۶۳ علقمہ بن الاعور السلمی

ابوالاعور۔ ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے محمد بن طلحہ نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کی حد اخیر عمر میں لگائی۔ آپ غزوہ تبوک کے لیے گئے ہوئے تھے، رات کے وقت آپ ﷺ کے حجرہ میں علقمہ بن الاعور السلمی نشے کی حالت میں پہنچ گئے، یہاں تک کہ انہوں نے خیمہ کی کچھ تانٹیں کاٹ دیں۔ آپ نے غصے سے پوچھا: یہ کون آگیا؟ لوگوں نے بتایا: یہ علقمہ ہے، جو نشے میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اٹھے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کے خیمے تک پہنچا دے۔“ اسی طرح محمد بن سلمہ اور جمہور نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، جبکہ یونس بن بکیر یوں فرماتے ہیں: ابوعلقمہ بن الاعور بن قطبہ۔ واللہ اعلم

۵۶۶۴ علقمہ بن جنادہ

بن عبد اللہ بن قیس الازدی ثم الحرجی، صحابی ہیں، اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے بحری فوج کے نگران مقرر ہوئے اور ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ [از ابن یونس]

۵۶۶۵ (ز) علقمہ بن حاجب

بن زرارہ بن عدس اممسی۔ انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کے والد حاجب کا تذکرہ حاء میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ یزید بن شیبان کا بی بی مہرہ کے ایک شخص کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ جسے ابن السمعانی نے کتاب الانساب کے مقدمہ میں نقل کیا ہے۔ جس کا کچھ حصہ میں نے انہیں علقمہ کے حالات میں ذکر کیا ہے، ان کا بیٹا شیبان یزید کا والد ہے پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسلام نہیں لائے بلکہ اسلام سے پہلے ان کے والد قتل ہو گئے، اس کے بعد ان کا بیٹا آیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ معمر بن شعیب نے ”ایام العرب“ میں لکھا ہے: علقمہ نے بکر بن وائل سے جنگ کی انہوں نے انہیں ہزیمت سے دو چار کیا اور بنی عوف بن مالک بن سعد بن قیس بن ثعلبہ کے ایک اشیم بن شراحیل نامی شخص نے ان کا پیچھا کر کے قتل کر دیا۔ بعد میں اشیم کا گزر بنی تمیم سے ہوا جب وہ حج کے مہینوں میں حج کے لیے جا رہے تھے تو ان لوگوں نے انہیں مار ڈالا۔ جس پر لقیط بن حاجب فخر کرتے ہوئے ان اشعار میں اس کا اظہار کرتا ہے: ع

”مجھے قسم! میں کسی ہلاک ہونے والے پر افسوس نہیں کرتا اور نہ علقمہ تمہارے بعد مال کے گم ہو جانے پر افسوس ہے۔ میں نے اس کے ذریعہ تمام کاموں میں سے بہترین کام حاصل کر لیا ہے، جو قیس کا طرز ہے نہ

۵۶۶۶ علقمہ بن حارث بن سوید بن حارث۔

۵۶۶۷ علقمہ بن حوشب الغفاری *

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بردی کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی تھے، ایک حدیث کے راوی ہیں۔ ایسا ہی طبرانی اور ابن صدقہ نے بحوالہ امام بخاری رحمہ اللہ بالکل اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۶۶۸ علقمہ بن حویرث الغفاری *

ابن حبان لکھتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں، خلیفہ فرماتے ہیں۔ محمد بن مطرف نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میری دادی نے کہا: میں نے علقمہ بن حویرث غفاری صحابی رسول کو فرماتے سنا، جو مرفوع روایت ہے: ”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔“ * اسے ابن ابی عاصم نے خلیفہ سے نقل کیا ہے اور بغوی، طبرانی، * ابن مندہ اور ابن عبد البر نے خلیفہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

۵۶۶۹ علقمہ بن خالد

بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ہوازن بن اسلم ابواونی اسلمی، کنیت سے مشہور ہیں۔ عبد اللہ کے والد ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، صحیح میں بطریق عمرو بن مرہ عن عبد اللہ بن ابی اوئی ان کا ذکر ثابت ہے۔ فرمایا: جب نبی ﷺ کے پاس کوئی قوم زکوٰۃ لے کر آتی، آپ ﷺ فرماتے: ”اے اللہ! آل فلاں پر رحمت کر۔“ میرے والد آپ کے پاس زکوٰۃ لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! آل ابی اوئی پر رحمت نازل فرما۔“ * ابن مندہ فرماتے ہیں: ابواونی بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔

۵۶۷۰ (ن) علقمہ بن ربیعہ

بن الاغور بن اہیب بن حذافہ بن جح الجمحی۔ ان کے پوتے ایوب بن حبیب بن ایوب ایک سو تیس ۱۳۰ھ کے بعد قید میں قتل ہوئے۔ اگرچہ ایوب اعلیٰ کے لیے روایت نہیں تو ان کے والد صحابی ہیں، کوئی قریش میں سے جو بھی پچاؤہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ واللہ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

* اسد الغابہ (۳۷۶۵) تجرید (۳۹۰/۱) * اسد الغابہ (۳۷۶۶) استیعاب (۱۸۶۴) تجرید (۳۹۰/۱)

* الثقات (۳۱۵/۳) * السنن الکبریٰ (۱۸۶/۱۰) الدر المنثور (۴۱/۵) مجمع الزوائد (۲۵۶/۶) جامع المسانید (۲۸۶/۹)

* المعجم الکبیر (۷/۱۸)

* بخاری کتاب الزکوٰۃ باب صلاة الامام و دعائه لصاحب الصدقة (۱۴۹۷)

مسلم کتاب و باب (۲۴۸۹) المعجم الکبیر (۱۰/۱۸)

۵۶۶۱) علقمہ بن رمثہ * البلوٰی

بقول ابو حاتم: * صحابی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: درخت تلے بیعت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ امام بخاری، * ابن یونس، امام احمد، بغوی اور ابن مندہ نے کئی طرق کے ذریعہ یزید بن ابی حبیب سے عن سوید بن قیس نجیبی عن زہیر بن قیس البلوٰی عن علقمہ بن رمثہ البلوٰی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو بحرین بھیجا اور پھر ایک غزوہ میں روانہ ہوئے ہم بھی آپ کے ساتھ تھے (کسی جگہ پڑاؤ ہوا تو) آپ نے آرام کیا، پھر بیدار ہو کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عمرو پر رحم کرے“۔ ہم باہمی تین بار عمرو نامی شخص کے متعلق بات چیت کرنے لگے، آخر ہم نے خود ہی عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ عمرو کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابن عاص...“۔ (حدیث) *

ابن وہب، لیث سے عن یزید بن علقمہ، اپنی روایت میں فرماتے ہیں: جب فتنہ برپا ہوا تو میں نے دل میں کہا: میں اس شخص کی پیروی کروں گا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ ابن ابی مریم وغیرہ کی روایت میں لکھا ہے لیث سے مروی ہے، زہیر نے فرمایا..... فاللہ اعلم ابن یونس فرماتے ہیں: اس روایت کو علقمہ سے زہیر اور زہیر سے سوید اور سوید سے یزید نقل کرنے میں منفرد ہے۔

۵۶۶۲) علقمہ بن سعید *

بن العاصی بن امیہ، خالد، حکم، ابان اور عمرو کے بھائی، فتوحات شام میں شریک ہوئے جیسا کہ عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ القدامی نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن عبد الرحمن ازدی نے عن عمرو بن حصن عن سعید بن عاص روایت کی ہے کہ خالد بن سعید بن عاص اور ان کے بھائی عمرو، ابان، حکم اور علقمہ ابو عبیدہ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوئے پھر صدیق اکبر کے پاس آئے آپ نے انہیں وصیت کی۔ زہیر بن بکار نے کتاب النسب میں ان علقمہ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۶۶۳) علقمہ بن سفیان *

بقول بعض: ابن سہیل الشقی۔ بقول بعض: عطیہ بن سفیان۔ یونس بن بکر ”زیادات المغازی“ میں لکھتے ہیں، مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم انصاری نے، بواسطہ عبد الکریم بنحوالہ علقمہ بن سفیان روایت کی ہے کہ میں ثقیف کے وفد میں تھا، (ہم جب مدینہ منورہ پہنچے تو) ہمارے لیے خیمہ لگایا گیا، ہمارے پاس بلال نبی ﷺ کے ہاں سے کھانا لاتے..... (حدیث) یہی روایت بغوی اور طبرانی * نے بطریق یونس نقل کی ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: اس میں اسماعیل منفرد ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ اور ہزار نے یہ روایت بروایت

* اسد الغابہ (۳۷۶۷) استیعاب (۱۸۶۵) تجرید (۳۹۰/۱)

* الجرح والتعديل (۴۰۴/۶) * التاريخ الكبير (۴۰/۷)

* ابن ماجہ کتاب الطب باب الفرع والاراق (۳۵۴۸) المعجم الكبير (۱/۱۸) كنز العمال (۳۷۴۳۵) جامع المسانید (۲۸۷/۹)

* تجرید (۳۹۱/۱) * اسد الغابہ (۳۷۶۸) استیعاب (۱۸۶۶) تجرید (۳۹۱/۱)

* المعجم الكبير (۹/۸)

ضحاك بن عثمان عن عبد الكرم نقل كى هـ، فرمايا: عن علقمه بن سهيل ثقفى - پھر فرماتے ہیں: ہمیں اس كے علاوہ كوئى روايت معلوم نہیں، ابن اسحاق نے بھی یہ روايت نقل كى هـ۔ ابن عبد البر * كا قول هـ: سب كو اس ميں اضطراب هـ۔

ميں كهتا هوں: یہ روايت زياد بكائى نے ابن اسحاق سے بواسطه عيسى بنحواله عطيه بن سفيان نقل كى هـ اور ابراهيم بن الحنار نے عن ابن اسحاق عن عيسى بن سفيان بن عطيه نقل كر كے مقلوب كر دى هـ۔ احمد بن خالد وهى كا قول هـ: عن ابن اسحاق عن عيسى بن عطيه، فرمايا: هم سے همارے وفد نے بيان كيا۔ يہى روايت ابن ماجه كى هـ اور احمد بن خالد كى روايت صحيح كے زيادہ مناسب هـ۔ كيونكه عطيه بن سفيان مشهور تابعى ہیں، اور اس حديث كے كسى طريق ميں بھی سفيان كے والد كا نام معلوم نہیں هوسكا۔ ابن مندہ وغيره نے ان كا نسب بيان كيا هـ، قويلوں كهيا: علقمه بن سفيان بن عبد الله بن ربيعہ الثقفى، يہى عطيه تابعى كا نسب هـ۔

ميں كهتا هوں: ضحاك بن سفيان كا یہ قول علقمه بن سهيل، اسماعيل كے قول سے زيادہ بہتر هـ كہ وہ علقمه بن سفيان نہیں۔ اس واسطے كہ ابن اسحاق كى روايت ميں علقمه، عطيه سے بدل كيا هـ بخلاف عبد الكرم كى روايت كے اس ميں ايسا نہیں۔

۵۶۶۴ علقمه بن سمى الخولانى *

بقول ابن يونس: صحابى ہیں، فتح مصر ميں شريك تھے۔ ان كى كوئى روايت مشہور نہیں۔

۵۶۶۵ (ز) علقمه بن سهيل

سابقہ شخصيت ميں ان كا تذكرہ هوا هـ۔

۵۶۶۶ علقمه بن طلحه *

بن ابى طلحه العبدرى، صحابى ہیں۔ بقول ابن الاثير: * جنگ يرموك ميں شہادت پائى۔

۵۶۶۷ علقمه بن علاثہ *

بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن كلاب بن ربيعہ بن عامر بن معصه العامرى۔ صحيح ميں حديث ابى سعيد ميں بروايت عبد الرحمن بن ابى نعيم بحوالہ ان كے، ان كا ذكر ثابت هـ، فرماتے ہیں كہ حضرت على بن ابي طالب نے خاك آلود سونے كى ايك ڈلى رسول اللہ ﷺ كى طرف بھیجى جسے آپ نے چار افراد ”عينہ بن حصن، اقرع بن حابس، علقمه بن علاثہ اور زيد الخيل ميں تقسيم كر ديا۔۔۔“۔ (حديث) مفصل العلائى اپنى تاريخ ميں لکھتے ہیں: مجھ سے بنى عامر كے ايك شخص نے بيان كيا، بنى كلاب ميں سے قدمہ علقمه بن علاثہ صحابى رسول ﷺ كے صحابى تھے اور پھر ايك جماعت كا نام ليا۔ حافظ ابن عساكر نے امام شافعى رحمہ اللہ كى اپنى اسناد سے لکھا هـ كہ مجھ سے كنى لوگوں نے بيان كيا كہ عامر بن الطفيل اور علقمه بن علاثہ ميں مقابلہ فخر هوا، علقمه كہنے لگے: ميں گھڑ سوارى ميں تم سے فخر نہیں كرتا، كيونكه تم مجھ سے زيادہ سخت جملہ آور هؤ۔ عامر كہنے لگے: ميں كرم نوازى ميں تم سے فخر نہیں كرتا، كيونكه تم خى آدمى هؤ۔ علقمه نے كہا: ليكن ميں وفا

* استيعاب (۱۹۴/۳) * اسد الغابہ (۳۷۷۰) تجريد (۳۹۱/۱) * اسد الغابہ (۳۷۷۱) تجريد (۳۹۱/۱)

* اسد الغابہ (۲۸۷/۳) * اسد الغابہ (۳۷۷۲) استيعاب (۱۸۶۷) تجريد (۳۹۱/۱)

کرنے والا ہوں اور تم بے وفا ہو اور میں پاکدامن اور تم ازار بند کے ڈھیلے ہو..... پھر ایک لمبا واقعہ نقل کیا۔ اس میں ابن عبدالبر کے قول کہ ”ان میں اتنی کرم نوازی نہ تھی“ کی تردید ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ”کتاب الشکر“ اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں بطریق ابن ابی حذرہ اسلمی روایت کی ہے کہ محمد بن سلمہ نے فرمایا: ایک صرف ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حسان! مجھے جاہلیت کے کچھ اشعار سناؤ“۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے وہ قصیدہ پڑھا جس میں اُشی نے علقمہ بن علاشہ کی جھوٹی تھی اور عامر بن الطفیل کی مدح سرائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: حسان مجھے یہ قصیدہ سناتے رہو۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ تو مجھے قیصر کے پاس مقیم ایک مشرک کے بارے میں روک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیصر نے ابوسفیان سے (جب وہ اسلام نہیں لائے تھے) میرے متعلق پوچھا تھا تو ابوسفیان نے میرے متعلق کچھ کہنے کی کوشش کی تھی، اور جب علقمہ سے پوچھا تو اس نے بہت اچھے الفاظ استعمال کیے تھے۔ لوگوں کا سب سے قدردان اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا شکر گزار ہے۔“

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی سیاق میں اس کا مفہوم مروی دیکھا ہے۔ بلاذری کا بیان ہے علقمہ کی قیصر کے پاس آمد کا سبب بیان کیا ہے کہ انہیں ابو عامر راہب کی وفات کی خبر ملی تو وہ اور کنانہ بن عبد یاسیل ان کی میراث طلب کرنے آئے تو قیصر نے کنانہ کو کچی بستی میں رہنے والوں کی وجہ سے دے دی اور علقمہ کو کچھ نہ دیا۔

طبرانی نے بطریق علی بن سید بن مخوف، عبد اللہ بن بریدہ سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس عیینہ بن حصن، علقمہ بن علاشہ اور اقرع بن حابس اکٹھے بیٹھے تھے تو باہمی اجداد کا تذکرہ ہونے لگا۔ لوگوں نے کہا: بنی فلاں کا جد بہت قوی ہے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

ابوداؤد طیالسی نے بطریق تمیم بن عیاض، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ علقمہ بن علاشہ نبی ﷺ کے پاس چکے ہوئے سر سے سحری کر رہے تھے۔ اتنے میں حضرت بلال آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع کرنے آئے، آپ نے فرمایا:

”بلال ذرا ٹھہرو! علقمہ سحری کر رہے ہیں۔“

ابن مندہ نے بطریق قیس بن الریح عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید روایت کی ہے کہ مجھ سے علقمہ بن علاشہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے پاس سروں کا سالن کھایا۔ اور بطریق سوار بن مصعب عن اسماعیل عن قیس عن علی مروی ہے، نبی ﷺ کے پاس علقمہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے سر کا سالن طلب کیا۔ خراطلی نے ”مکارم الاخلاق“ میں اور الدارقطنی نے ”الافراد“ میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ایک بوڑھا اعرابی شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جسے علقمہ بن علاشہ کہا جاتا تھا، وہ کہنے لگا: میں بوڑھا کھوسٹ ہوں، سارا قرآن نہیں سیکھ سکتا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی سند بہت کمزور ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنے ”مصنف“ میں بطریق اشعث، ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ علقمہ بن علاشہ ارتداد کا شکار

ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوی بچوں کی طرف آدمی بھیجا تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: اگر علاش نے کفر اختیار کر لیا ہے تو میں اور میرے بچے کافر نہیں۔ راوی کا بیان ہے میں نے شععی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! ان لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا۔ اور بطریق عاصم بن ضمرہ مروی ہے کہ علقمہ مرتد ہوئے، تو ابن نمیر آیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہماری طرف سے خون ریز جنگ ہوگی یا ذلت! انمیر صلح تو ان لوگوں نے صلح اختیار کر لی۔

ایک دفعہ علقمہ بن علاش کا عامر بن الطفیل کے ساتھ فخر کا مقابلہ ہوا۔ عامر کے ساتھ لبید اور اُشی نکلے اور علقمہ کے ساتھ حطیہ شاعر تھا۔ دونوں نے ابوسفیان بن حرب کو فیصل مقرر کیا تو انہوں نے دونوں کے درمیان فیصل بننے سے انکار کیا تو یہ دونوں عیینہ بن حصن کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ غیلان بن سلمہ ثقفی کے پاس آئے، انہوں نے حرمہ بن الاشعری المری کے ہاں بھیج دیا۔ اس نے ہرم بن قطہ فرازی کے پاس روانہ کر دیا۔ جب یہ دونوں اس کے پاس فروکش ہوئے تو اس نے کہا: میں تم دونوں کا فیصلہ ضرور ہوں گا لیکن آئندہ سال، چنانچہ وہ دونوں واپس آ گئے۔ آئندہ سال دونوں پہنچے تو اس نے عامر کی طرف خفیہ پیغام بھیجا: ”بھلا تم اس شخص سے کیا مقابلہ فخر کرو گے جس کے آباء واجداد پر تم اور تمہاری قوم فخر کرتی ہے؟“۔ عامر نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اسے مجھ پر فضیلت دینا اور یہ میری پیشانی کے بال ہیں، انہیں کاٹ لینا اور میرے مال میں جو چاہتا فیصلہ کرنا یا اسے اور مجھے برابر قرار دے دینا۔

پھر علقمہ کی طرف خفیہ پیغام بھیجا، تم ایسے شخص سے کیا مقابلہ کرتے ہو جو تمہارا چچا زاد ہے اور اس کا دادا تمہارا دادا ہے۔ اور وہ والداری میں تم سے زیادہ ہے۔ تو انہوں نے بھی وہی الفاظ کہے جو عامر نے اس سے کہے تھے۔ اس کے بعد ہرم نے اپنے بیٹوں کو بلا بھیجا کہ میں ایک گفتگو کروں گا، جب اس سے فارغ ہو جاؤں تو تم میں سے ایک دس اونٹ علقمہ کی طرف سے خر کرے اور دوسرا عامر کی طرف سے دس اونٹ خر کر کے لوگوں میں بانٹ دے۔

اگلے روز دونوں کے روبرو کہا: تم دونوں نے مجھے فیصل بنایا تھا، میرے نزدیک تم دونوں اونٹ کے دونوں گھنٹوں کی طرح ہو جو ایک ساتھ زمین پر لگتے ہیں۔ تم دونوں سردار اور کرم نواز ہو اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی، جس فیصلے پر وہ دونوں واپس ہو گئے۔ اُشی نے عامر کی مدح سرائی کی اور اسے علقمہ پر فضیلت دی جس کے مشہور اشعار ہیں: ۛ

”تو بنی الاحوص (جو علقمہ کے آباء واجداد ہیں) کا سردار ہے، انہیں واپس نہیں کی اور عامر بن عامر کا سردار ہے۔“

تو علقمہ نے اُشی کے خون کی نذر مان لی، اتفاق سے انہیں اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو اس نے پہلا قصیدہ ختم کرنے کے لیے یہ اشعار کہے: ۛ

”علقمہ جو بنی عامر کا بہترین آدمی ہے خواہ کوئی مہمان ہو یا دوست یا ملاقات کرنے والا، سب کے لئے بہترین ہے۔“

اور لبید نے کہا: اگر تم مجھ پر احسان کرو تو میں ہر اس قصیدے کے شعر کے عوض تمہاری تعریف کروں گا جس میں تمہاری بھوکی تھی، تو اسے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرم سے فرمایا: اگر میں فضیلت کا مقابلہ کرتا تو تم کے فضیلت دیتے؟ انہوں نے کہا: اگر میں ایسی بات کہتا تو ایک مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بہترین امانت دار تم جیسے آدمی کو خاندان کا سردار ہونا

چاہیے۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے: جب وہ اردن کا شکار ہوئے تو شام جا بے یہاں تک کہ بنی کعب میں ایک جماعت تیار کر لی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف قحطار بن عمرو کو بھیجا تو وہ ان کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں اسلام لائے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔

ہشام بن کلثبی فرماتے ہیں: مجھ سے جعفر بن کلاب نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو حوران کا والی مقرر کیا جہاں وہ فوت ہونے تک مقیم رہے۔ حلیہ ان کے پاس گئے تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ انہوں نے حلیہ کو دینے کی وصیت کی تھی جس پر حلیہ نے یہ اشعار کہے: ع

”میں اگر تم سے زندگی کی حالت میں مل لیتا تو میرے اور مالدار کے درمیان چند ہی راتیں تھیں۔ * مجھے اپنی زندگی کی قسم! آل جعفر کا حوران میں بہترین آدمی تھا جسے (موت کے) جالوں نے باندھ لیا ہے۔“

یہی روایت مدائنی نے ابوبکر الہذلی سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے، تو ان کے بیٹے نے حلیہ سے کہا: تمہارے خیال میں میرا والد کتنا انعام تمہیں دیتا؟ اس نے کہا: سو اونٹنیاں، تو اس نے کہا: تو یہ لو سو اونٹنیاں، ان کے بچوں سمیت تمہاری ہیں۔ ابن کلثبی فرماتے ہیں: علقمہ کو نبی ﷺ سے کسب فیض کا موقع ملا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حوران کا والی مقرر کیا، وہیں ان کا انتقال ہوا۔ اور حلیہ کا ان کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ بھی نقل کیا۔ جب اس نے ملاقات کا ارادہ کیا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ علقمہ کو اس کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی تو اپنے بیٹے بغیض کو اسے مال کا ایک حصہ دینے کی وصیت کی تھی، پھر حلیہ نے ان کا مرثیہ کہا تھا۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بعد اردن کی نذر ہو گئے تھے اور قیصر سے جا ملے پھر وہاں سے آ گئے اور دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حوران کا والی مقرر کیا تھا۔

ابو عبیدہ فرماتے ہیں: علقمہ نے شراب پی لی تھی جس کی پاداش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد قائم کی تو وہ مرتد ہو کر روم چلے گئے۔ شاہ روم نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور کہا: تم عامر بن الطفیل کے چچا زاد ہو، تو یہ ناراض ہو کر کہنے لگے: تعجب کی بات ہے میرا تعارف بھی عامر سے ہونے لگا، اس سے لیے وہاں سے واپس آ گئے اور پھر سے مسلمان ہو گئے۔ طبرانی نے مسلسل بالآباء بدیل بن ورقاء خزاعی کی اولاد سے روایت کی فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی طرف خط لکھا پھر اس کا طویل ذکر کیا ہے، اسی میں ہے: حمد و صلوة کے بعد عرض ہے: علقمہ بن علاشہ اور سوزہ کے دونوں بیٹے اسلام لا چکے ہیں۔۔۔۔۔ (حدیث) *

یعقوب بن سفیان نے حسن تک صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت علقمہ بن علاشہ کے پاس آئے، حضرت عمر، حضرت خالد بن ولید کے مشابہ تھے۔ تو علقمہ انہیں خالد سمجھ کر کہنے لگے: خالد! تمہیں اس شخص (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے معزول کر دیا ہے۔ ایسا اس نے صرف کل کی وجہ سے ایسا کیا ہے یہاں تک جب میں اور میرا چچا زاد بھائی اس سے مانگنے گئے، البتہ اگر اس نے ایسا کر دیا تو میں اس سے ہرگز کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ بتائے بغیر کہ میں عمر ہوں) کہا: چھوڑو یہ بتاؤ تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ ایسی قوم ہے جس کا ہم پر حق ہے، ہم ان کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ ہمارا

اجر اللہ کے ہاں ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آج رات علقمہ نے تم سے کیا کہا تھا؟ وہ بولے: اللہ کی قسم! مجھ سے تو کچھ نہیں کہا۔ فرمایا: تم قسم کھاتے ہو؟ اور بطریق ابونضرہ اس کا مفہوم باضافہ ان الفاظ کے منقول ہے کہ علقمہ حضرت خالد سے کہنے لگے: خالد چپ رہو۔ سیف بن عمر نے دوسری سند سے بحوالہ حسن اس کے آخر میں باضافہ ان الفاظ کے یہ روایت نقل کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں سچے ہیں۔ ایسا ہی باضافہ ان الفاظ کے ابن عائد نے نقل کیا ہے۔ آپ نے علقمہ کو پناہ دی اور ان کا مقصد پورا کر دیا۔ زبیر بن بکار نے محمد بن مسلمہ سے بحوالہ امام مالک رحمہ اللہ روایت کی ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے بہت مختصر اس کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے: آپ نے ان سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو حکم سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا۔ اور اس شخص کا نام نہیں لیا۔ محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں: ضحاک بن عثمان نے اس کا نام علقمہ بن علاش لیا اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بعد تم جیسا صاحب الرائے بہت پسند ہے۔

۵۶۷۸ علقمہ بن الفجاءہ

بقول بعض: ابن ابی الفجاءہ بن عبید بن عمرو بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔ ابن حبان فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: صحابی ہیں، اور پھر جیسا ہم نے مازن تک ان کا نسب بیان کیا ہے انہوں نے بھی بیان کیا۔ دوسرے مقام پر اس سے مختلف نسب ذکر کیا ہے۔ عمر بن شبہ اور بغوی نے بطریق ابن اسحاق، عیسیٰ بن معمر سے بواسطہ عبد اللہ بن علقمہ بن الفجاءہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مال دے کر ابوسفیان کے پاس مشرک فقراء قریش کے لیے بھیجا تاکہ ان کے دل نرم ہوں، تو اس نے مجھ سے کہا: ”ہمارا ساتھی تلاش کرو“۔ تو عمرو بن امیہ سے میری ملاقات ہو گئی، اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”علقمہ! اسے ساتھ لے لو۔ لیکن جب بنی ضمرہ کے علاقے میں پہنچنا تو اپنے بھائی سے احتیاط کرنا کیونکہ میں نے کسی سے سنا ہے اپنے بکری بھائی سے مطمئن نہ رہنا۔“

پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے، ابوسفیان نے کہا: میں نے اس سے خیر خواہ اور رشتہ داری نبھانے والا شخص نہیں دیکھا۔ ہم تو اس سے جنگ کریں اور اس کے خون کے پیاسے بنیں اور وہ ہے کہ ہماری طرف سامان ضرورت بھیجے تاکہ ہم سے خیر خواہی کرے۔ یہی حدیث ابوداؤد وغیرہ میں بطریق ابن اسحاق ہے۔ البتہ اس میں ہے: عن عبد اللہ بن عمرو بن فجاءہ عن ابیہ، علقمہ کی ایک اور حدیث ہے جو مطین طحاوی اور دارقطنی نے بطریق جابر رضی اللہ عنہ عن عبد اللہ بن محمد بن حزم عن عبد اللہ بن علقمہ بن فجاءہ عن ابیہ نقل کی ہے، فرمایا:

”رسول اللہ ﷺ اس آیت ”اے ایمان والو! جب تم نماز کا قصد کرو۔۔۔“ کے نازل ہونے تک جب وضو کر

مختصر تاریخ دمشق (۱۶۵/۱۷) * اسد الغابہ (۳۷۷۳) استیعاب (۱۸۶۸) تجرید (۳۹۱/۱)

النفات (۳۱۵/۳) * مسند احمد (۲۸۹/۵) المعجم الکبیر (۳۶/۱۷) کنز العمال (۲۵۵۸) جامع المسانید (۲۹۳/۹)

* سورة المائدة (۶)

رہے ہوتے اگر ہم آپ ﷺ سے گفتگو کرتے آپ بات نہ کرتے، ہم سلام کرتے آپ ﷺ سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔

ابو نعیم نے بطریق ابراہیم بن ابی یحییٰ عن ابی مروان کعمی عن جدہ عبد اللہ بن علقمہ بن فحواء عن ابیہ روایت کی ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز بہت روشنی میں پڑھائی، لوگ کہنے لگے: آج تو سورج نکلنے ہی کو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نیکی کا کام کر رہے ہوتے اور سورج نکل آتا تو تمہارا کیا نقصان تھا۔“

۵۶۹) علقمہ بن مجر

بن الاغور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارہ بن عمرو بن مدح الکناانی المدلجی۔ ابن سعد * نے صحابہ کے تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حرف میم میں ان کے والد کا تذکرہ ہوگا۔ امام احمد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم اور کبھی نے بطریق محمد بن عمرو بن حکم عن ابی سعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علقمہ بن مجر کو ایک مہم میں روانہ کیا جس میں بھی تھا۔ یہاں تک کہ جب ہم راستہ کی حدود میں پہنچے تو لشکر کے ایک حصے کو اجازت دی اور ان کا امیر عبد اللہ بن حذافہ کو مقرر کیا.... پھر ایک حدیث ذکر کی جس میں آگ والا واقعہ ہے، اسی میں ہے:

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان (امیروں اور سالاروں) کی بات نہ مانو۔“ *

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجر مدلجی کا سریہ، پھر رسول اللہ ﷺ کے ایک سریہ بھیجنے کے بارے میں ایک حدیث نقل کی۔ اور ایک انصاری کو امیر مقرر کر دیا.... اس کے بعد حدیث ابی سعید جیسی حدیث ذکر کی۔ شاید کسی راوی نے عمومی معنی کے لحاظ سے علقمہ پر انصاری ہونے کا اطلاق کر دیا ہو۔

واقعی کا بیان ہے: یہ سریہ حبشہ کے ان لوگوں کی طرف تھا جو شعبیہ نامی ساحل پر آباد تھے۔ یہ ۹ھ ربیع الثانی کا واقعہ ہے۔ مغازی میں ابن عائد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما تک ضعیف سند سے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تنوک پہنچے تو وہاں سے علقمہ بن مجر کو فلسطین بھیجا۔ سیف کا بیان ہے یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور جابیہ میں حاضر تھے۔ جنگ فلسطین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مقرر تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے: حضرت عمر یا عثمان نے ان علقمہ کو بحری جنگ کے لیے تین سو شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ قول طبری نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ۲۰ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن مجر المدلجی کو ایک لشکر دے کر سمندر میں حبشہ کی طرف روانہ کیا تو وہ سب شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ کسی کو سمندری مہم پر روانہ نہیں کریں گے۔ * یہی قول ابن سعد نے بحوالہ ہشام بن کلثوم عن ابیہ نقل کیا ہے۔ جو اس العذری نے مذکورہ اشعار کے ذریعہ ان کا مرثیہ کہا ہے: ص

* اسد الغابہ (۳۷۷۴) استیعاب (۱۸۶۹) تجرید (۳۹۱/۱) * الطبقات الکبریٰ (۱۶۳/۲)

* مسند احمد (۶۷/۳) * ابن ماجہ کتاب الجہاد باب لا طاعة فی معصیۃ اللہ (۲۸۶۳)

* المغازی (۹۸۳)

”سلام اور بہترین تحیہ صبح و شام ابن مجرکو پہنچتا رہے۔“

۵۶۸۰ علقمہ بن ناجیہ

بن حارث بن المصطلق الخزاعی۔ بقول ابو عمر: جنگل کے اعرابیوں میں سے ہیں۔ ان کی ایک حدیث ہے جو ان کے بیٹے سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق عیسیٰ بن حضری بن کلثوم بن علقمہ بن ناجیہ عن جدہ عن علقمہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو ہمارے اموال کی زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچے تو واپس آ گئے۔ ہم سوار ہو کر ان کے پیچھے گئے اور زکوٰۃ کے جانور ہنکائے لیکن وہ ہم سے پہلے پہنچ گئے۔ آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! میں ایک قوم کے پاس پہنچا جو ابھی تک جاہلیت والے افعال میں مبتلا ہے۔ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور جنگ کی کوشش کی ہے۔ نبی ﷺ کو اس کا علم نہ تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

”اے ایمان والو! جب کوئی جھوٹا شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی چھان بین کر لیا کرو۔“

اور بطریق یعقوب بن حمید بن عیسیٰ بن الحضرمی اسی طرح نقل کی ہے اور یعقوب بن محمد نے ان کے خلاف روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: عن عیسیٰ بن الحضرمی بن کلثوم بن عقبہ بن ناجیہ، جبکہ درست علقمہ بن ناجیہ ہے اور جدہ کی ضمیر حضری کی طرف راجع ہے۔ ابن مندہ نے ظاہر کو دیکھتے ہوئے ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع کی ہے اور صحابہ میں کلثوم کا عنوان قائم کر کے وہم سے دو چار ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ تابعی ہیں، جیسا کہ امام بخاری وغیرہ نے یقین سے لکھا ہے۔ بغوی نے اسی اسناد سے بطریق عیسیٰ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ ”ہم زکوٰۃ کی کوئی چیز قبضہ کرنے سے پہلے نہیں فروخت کرتے۔“ اس کی مزید تفصیل دوسری سند سے ”ناجیہ بن حارث“ کے حالات میں بیان ہوگی۔

۵۶۸۱ (ز) علقمہ بن النضر

طبری کا بیان ہے کہ جب اہل کوفہ نے احنف بن قیس کی جنگ میں مدد کی تو یہ ان لوگوں کے گھروں پر مقرر ہوئے۔ ابن فتنون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۵۶۸۲ علقمہ بن وقاص بعد والی قسم میں بیان ہوگا۔

۵۶۸۳ (ز) علقمہ بن یزید

بن عمرو بن سلمہ بن مہذب بن ذہل بن عطیف المرادی الغطفی۔ ابن یونس کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پھر یمن

اسد الغابہ (۲۸۰/۳) * اسد الغابہ (۳۷۷۵) استیعاب (۱۸۷۰) تجرید (۳۹۱/۱)

اسد الغابہ (۱۹۵/۳) * الاحاد والمثنائی (۳۰۹/۴) * المعجم الكبير (۴/۱۸)

سورة الحجرات (۶) * المعجم الكبير (۴/۱۸) * تاريخ الطبري (۹۴/۴)

اسد الغابہ (۳۷۷۸) استیعاب (۱۸۷۳) تجرید (۳۹۲/۱)

لوٹ گئے۔ بعد میں پھر مدینہ آئے، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عتبہ بن ابی سفیان نے خلافت امیر معاویہ میں انہیں اسکندریہ کا والی مقرر کیا تھا۔ ان سے ابوقبیل نے روایت کی ہے۔

(ز) **علیقہ بن عدی** * خلیفہ میں ذکر ہوا ہے۔ (۵۶۸۳)

(۵۶۸۵) **علی بن الحکم السلمی**

معاویہ بن حکم اور ان کے بھائیوں کے بھائی ہیں۔ بنغوی، طبرانی، ابن اسکن اور ابن مندہ نے بطریق کثیر بن معاویہ بن الحکم السلمی بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے بھائی علی بن الحکم نے اپنا ”صدق“ نامی گھوڑے کو کودایا تو ان کا پاؤں خندق کی دیوار سے جاگلا اور اس کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے اس پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ”بسم اللہ“۔ تو اس کی ساری تکلیف جاتی رہی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسناد میں صفار بن حمید غیر معروف راوی ہے۔ طبری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، اس کے متعلق

معاویہ بن الحکم نے اپنا یہ قصیدہ کہا: ص

”علی نے اس گھوڑے کو کودایا اور وہ ایسے لڑھکا جیسے رسی سے بندھا ڈول، اس نے اپنے پاؤں پہ پٹی باندھی اور اس پر کود گیا جیسے بادل کے روزِ شکرہ بلند ہوتا ہے، تو محمد (ﷺ)۔ اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا بادشاہ ہے ان پر درود بھیجے۔ نے کسی کام کے بغیر ایک بات کہی اس پاؤں سے سیدھے چلو، چنانچہ اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے بھی زیادہ صحیح ہو گیا۔“

(ز) **علی بن حمیل** * (۵۶۸۶)

ازبنی حبیب بن عبیدہ ہجری نے اپنے ”نوادر“ میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کے لشکر کے مقدمہ (پہلے دستے) پر مقرر تھا۔

(۵۶۸۷) **علی بن رفاعہ القرظی**

علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر ہے اور ایسی سند کے ذریعہ روایت کی ہے جس میں محمد بن حمید الرازی ہے۔ بطریق عمرو بن دینار عن یحییٰ بن جعدہ عن علی بن رفاعہ مروی ہے محمد بن حمید الرازی کا قول ہے، فرماتے ہیں: میرے والد اس وفد میں تھے جو اہل کتاب مسلمان ہوئے تھے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: اس بنا پر صحابی ان کے والد ہوئے۔

میں کہتا ہوں: لیکن ابن ابی حاتم نے بطریق ابن جمیع عن عمرو بن دینار ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، طاؤس نے مجھ سے کہا: یہاں کے انصار سے مخابرہ کے بارے میں پوچھو! تو میں نے علی بن رفاعہ قرظی سے پوچھا، انہوں نے فرمایا: ”وہ زمین کو تہائی یا چوتھائی پر کرائے پر دینے کا نام ہے۔“

۵۶۸۸ علی بن رکانہ

بقول ابن مندہ ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں اور بطریق محمد بن نوفل عن محمد بن رکانہ انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”اے جماعت قریش! قوم کا بھانجا انہی میں شامل ہے۔“ میں کہتا ہوں: احتمال ہے، یہ علی بن یزید بن رکانہ ہوں لہذا حدیث مرسل ہوگی۔

۵۶۸۹ علی بن شیبان

بن محرز بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد العزی بن حکیم الحنفی السجی الیمامی البوہمی، بنی حنیفہ کے وفد کے ایک فرد تھے۔ ان کی کئی ایک احادیث ہیں جنہیں امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث بطریق عبد اللہ بن بدر عن عبد الرحمن بن علی بن شیبان، بحوالہ ان کے والد (جو وفد کے ایک رکن تھے) مروی ہے، فرمایا: ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ سے بیعت ہوئے۔

۵۶۹۰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی ابوالحسن۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ سب سے پہلے یہی اسلام لائے۔ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، یہی صحیح قول ہے۔ نبی ﷺ کے زیر تربیت رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے۔ اور سوائے غزوہ تبوک باقی معرکوں میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ہاں وہی مرتبہ پاؤ جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہے۔“

اور آپ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی۔ اکثر جنگوں میں جھنڈا انہی کے ہاتھ رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں بھائی بندی قائم کی تو ان سے فرمایا: ”تم میرے بھائی ہو۔“ آپ کے بہت فضائل ہیں۔ یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا: جتنے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منقول ہیں اتنے کسی اور کے نہیں۔ جبکہ اوروں کا قول ہے: اس کا سبب بنی امیہ کا آپ سے بغض تھا چنانچہ جس کے پاس صحابہ میں سے ان کا مناقب کا علم ہوتا وہ اسے بیان کر دیتا اور جب کبھی یہ لوگ اسے دباننا چاہتے اور اس شخص کو ڈانٹتے جو آپ کے مناقب و فضائل بیان کرتے تو وہ اور بڑھ چڑھ کر بیان کرتا۔ روافض نے ان کے ایسے فضائل گھڑے ہیں جن سے

اسد الغابہ (۳۷۸۱) تجرید (۳۹۲/۱) جامع المسانید (۲۹۸/۹)

اسد الغابہ (۳۷۸۲) استیعاب (۱۸۷۴) تجرید (۳۹۲/۱)

ابن ماجہ کتاب الاقامة والصلاة (۸۷۱) الاحاد والمثنائی (۲۹۷/۳) صحیح لابن حبان (۵۰)

الترغیب والترہیب (۳۳۶/۱)

اسد الغابہ (۳۷۸۳) استیعاب (۱۸۷۵) تجرید (۳۹۲/۱)

بخاری کتاب الفضائل باب مناقب علی (۳۷۰۶) مسلم (۶۱۶۸)

ترمذی کتاب مناقب باب حدثنا سفیان بن وکیع (۳۷۲۰) المستدرک (۱۴/۳)

کنز العمال (۳۲۸۷۹) السیرۃ النبویۃ (۱۹۷/۱)

وہ بے نیاز ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کے مخصوص فضائل تلاش کیے ہیں جن میں سے اکثر کو انہوں نے جمع کیا ہے اور ان کی سند میں عمدہ ہیں۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث کی روایت کی ہے اور صحابہ میں سے آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے دونوں بیٹے حضرت حسن و حسین، ابن مسعود، ابو موسیٰ، ابن عباس، ابو رافع، ابن عمر، ابوسعید، صہیب، زید بن ارقم، جریر، ابوامامہ، ابو حنیفہ، براء بن عازب، الطفیل وغیرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ جبکہ تابعین میں سے مخضر مین یا جنہیں روایت و دیدار نبوی حاصل ہے۔ روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن شداد بن الحداد، طارق بن شہاب، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، عبداللہ بن حارث بن نوفل، مسعود بن الحکم اور مروان بن الحکم وغیرہ شامل ہیں۔ بقیہ تابعین کی کافی تعداد میں زیادہ تر ان کی اپنی اولاد ہے، جن میں محمد، عمر، عباس ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہسوار، بہادری اور حملہ آوری میں شہرت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اسید بن ابی ایاس (اناس) بن زینم کنانی نے اسلام لانے سے پہلے قریش کو ان کے خلاف بھڑکاتے اور عار دلاتے ہوئے کہا تھا: ”

”ہر جمع میں اس نے تمہیں بہت ذلیل کیا، وہ ایسا نوجوان ہے جو عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے۔ اللہ کے لیے ہی ہے تمہاری خوبی تمہیں ابھی تک یاد نہیں آیا، جبکہ آزاد اور شریف آدمی یاد کر کے حیا کر لیتا ہے، یہ فاطمہ کا بیٹا ہے جس نے تمہیں فنا کر دیا، کبھی ذبح کر کے کبھی قتل کر کے، ابھی تک اس کا بغض ٹھنڈا نہیں ہوا۔ بوڑھے اور مشکلات میں سہارا دینے والے کہاں ہیں اور زین الاطبع کہاں ہے؟“

آپ اس شوریٰ کے ایک رکن تھے جن کی صراحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ عبدالرحمن بن عوف نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا اور آپ کے سامنے چند شرائط رکھیں جنہیں قبول کرنے سے آپ باز رہے تو وہ حضرت عثمان کے پاس گئے، انہوں نے قبول کر لیں، چنانچہ انہیں خلیفہ نامزد کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر کے حضرت عثمان سے بیعت کر لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ علم و فتویٰ کی مدد کے لیے کوشاں رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے اٹھ کھڑی ہوئی جن میں حضرت طلحہ، زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ پھر جنگ جمل کا قصہ پیش آیا جیسا کہ مشہور ہے اس کے بعد اہل شام میں امیر معاویہ اٹھ کھڑے ہوئے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے گورنر تھے اور ان سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے امیر رہ چکے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ کیا جس کے نتیجے میں جنگ صفین عمل میں آئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ خلیفہ وقت کی فرمانبرداری قبول کریں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا وارث اٹھے اور دعویٰ کرے، اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جس کا شریعت میں حکم ہے۔ جبکہ آپ کے مخالفین کا کہنا تھا انہیں تلاش کر کے قتل کریں۔ اور آپ سمجھتے تھے بغیر دعویٰ اور گواہوں کے قصاص کا مطالبہ بے معنی ہے۔ جبکہ دونوں فریق اس مسئلہ میں مجتہد تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کسی جنگی جھانے میں نہیں آیا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی صداقت سے یہ بات عیاں ہو گئی) جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے جس پر اہل سنت کا پرانا اختلاف اتفاق میں تبدیل ہو گیا۔ الحمد للہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے رسول اللہ ﷺ کا خیر کے روز یہ ارشاد ہے:

”کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے محبوب رکھتے ہیں جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کو) فتح دے گا۔“

صبح ہوئی تو ہر شخص اس کا متمنی تھا کہ یہ پرچم اسے عطا ہو۔ آپ ﷺ نے سکوت توڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ چنانچہ حسب حکم انہیں لایا گیا، آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی تو وہ بھلے چنگے ہو گئے۔ اس کے بعد انہیں علم عطا فرمایا۔ یہ حدیث صحیحین میں شیخین نے حدیث سہل بن سعد اور حدیث سلمہ بن الاکوع سے اسی مفہوم میں مختصر نقل کی ہے۔ اسی میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ مسلم میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا مفہوم مروی ہے۔ اس میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس روز کے علاوہ امیر بننے کی خواہش نہیں ہوئی۔ اور مسند احمد میں حدیث بریرہ، حدیث سہل کے مفہوم میں ابتداء میں اضافے اور آخر میں ان الفاظ سے منقول ہے۔ مَرَّحَب کا واقعہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس پر دار کرنا، جس سے آپ کی تلوار نے اس کی کھوپڑی کو دو لخت کر دیا تھا اور پورے لشکر نے آپ کے اس وار کی آواز سنی تھی۔ ابھی لشکر کا آخری شخص بھی نہ اٹھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کر دی۔

مسند عبد اللہ بن احمد میں حدیث جابر سے مروی ہے، خیر کے روز جو نبی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا کیا وہ تیزی سے روانہ ہو گئے، لوگ آپ سے کہنے لگے: ذرا ٹھہریے! ہم قلعہ تک پہنچ جائیں۔ آپ نے جاتے ہی قلعے کا دروازہ کھینچ کر زمین پر دے مارا، بعد میں ستر آدمیوں نے مل کر اسے اس کی جگہ لگایا۔

اس کی سند میں حرام بن عثمان متروک راوی ہے، دروازے والا واقعہ حدیث ابی رافع سے بھی مروی ہے، لیکن اس میں یہ تعداد نہیں۔ امام احمد اور نسائی نے بطریق عمرو بن میمون روایت کی ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں آپ کے پاس سات افراد آئے.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں ہے: پھر آپ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے ایسے شخص کے خلاف زبان درازی کی ہے جسے عزت و شرف حاصل ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

”میں ایک شخص کو ضرور بھیجوں گا جسے اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت رکھتا ہے۔“

جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا، پھر تین بار پرچم لہرا کر انہیں عطا کیا، تو وہ فتح یاب مفید بہت جی کو لے کر آئے۔ اور انہیں قریش کے پاس براءت کی قراءت کرنے بھیجا اور فرمایا:

”صرف وہی شخص جائے گا جو میرا اور میں اس کا محبوب ہوں۔“

اور آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بھائیوں سے فرمایا: ”دنیا و آخرت میں میرا ساتھ دینے کے لیے کون تیار ہے؟“ تو اس کا

کسی کے پاس خاطر خواہ جواب نہ بن پڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بے دھرمک بولے: میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ دنیا و آخرت میں میرے ساتھ ہے۔“

آپ ﷺ نے ایک دفعہ اپنی چادر حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر ڈال کر فرمایا:

”اے نبی کے گھرانے والو! اللہ تعالیٰ تو تم سے بتوں کی گندگی دور کرنا چاہتا ہے۔“

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نبی ﷺ کا کپڑا اوڑھ کر آپ کی جگہ لیٹ گئے۔ اس رات مشرکین نے نبی ﷺ کو قتل کرنے کا (ناپاک و ناکام) منصوبہ بنایا تھا۔ صبح ہوئی تو کہنے لگے: تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ نے ان سے فرمایا تھا:

”میرے ہاں تمہیں وہی مقام حاصل ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا، صرف تم نبی نہیں ہو۔“

یعنی میں اگر جارا ہوں تو مدینہ میں میرا نائب بننا تمہارے لیے مناسب ہے، آپ ہی سے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”میرے بعد تم ہر مومن کے سر پرست ہو۔“ مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کروا لیے صرف حضرت علی کا دروازہ (اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی) باقی رہنے دیا۔ جو ان کا راستہ تھا اور کوئی راستہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو غسل کی حاجت کے لیے بھی وہاں سے ہی گزرنا پڑتا تھا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا تھا کہ میں بیعت رضوان میں شریک صحابہ سے راضی ہوں، کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی یہ بیان کیا ہے کہ وہ کبھی ان سے ناراض ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”عمر! تمہیں کیا پتہ؟ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا: جو چاہے عمل کرو۔“

یحییٰ بن سعید انصاری سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل سے پناہ طلب کرتے تھے جب کہ حل کے لیے ابوجن (علی رضی اللہ عنہ) نہ ہوتے۔

سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ”جب ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلے میں ثبوت مل جاتا تو ہم اس سے نہ ہٹتے۔“ وہب بن عبد اللہ بخوالہ ابو الطفیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”مجھ سے پوچھ لو، پوچھ لو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے متعلق پوچھ لو، اللہ کی قسم! ایک ایک آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات کے وقت نازل ہوئی یا دن کے وقت۔“

ترمذی * بسند قوی عامر بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے بخوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو امیر مقرر کر کے فرمایا: تم کس وجہ سے ابوتراب کے بارے میں لب کشائی نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا مجھے تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک کے بدلے بھی اگر مجھے سرخ اونٹنیاں مل جائیں پھر بھی اس کے بارے میں مناسب الفاظ

نہیں کہوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ نے انہیں کسی غزوے (غزوہ تبوک) میں پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا، وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! (بہادر آپ کے ساتھ جارہے ہیں اور) مجھے آپ عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑے جارہے ہیں؟ آپ ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ہاں وہی مقام حاصل ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت نہیں۔“

اور خیبر کے موقع پر میں نے آپ کو فرماتے سنا:

”میں ایک ایسے شخص کو ضرور جہنم اعدائیت کروں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) پسند کرتے ہیں۔“
جس کے لیے ہم نے بڑی تنہائی کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس علی کو بلاؤ!“ آپ ﷺ آئے، آنکھوں میں تکلیف تھی آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دے دی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی:

”آپ (ان اہل کتاب سے) کہہ دیں آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے بھائیوں کو اور تم اپنے بھائیوں کو بلاؤ۔“

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور فرمایا:

”اے اللہ! یہ میرے گھرانے کے لوگ ہیں۔“

اس کی اصل مسلم میں ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ

”نبی ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ تم سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی تم سے بغض رکھے گا۔“

ترمذی نے قوی سند سے بحوالہ عمران بن حصین ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لوگو! تم علی سے کیا چاہتے ہو، علی کو مجھ سے اور مجھے علی سے محبت ہے اور علی میرے بعد ہر مومن کا سرپرست ہے۔“

مسند احمد میں عمدہ سند سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ کسی نے کہا: ”اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے بعد کے امیر بننے کا حکم دیتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر تم ابوبکر کو اپنا خلیفہ نامزد کرو گے تو انہیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو اپنا والی بناؤ گے تو انہیں مضبوط امانت دار پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی

ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے (مجھے لگتا نہیں کہ تم ایسا کرو) تو اسے رہنما اور ہدایت

یافتہ پاؤ گے، وہ تمہیں سیدھے رستے پر لے چلے گا۔“

مسلم کتاب الجہاد باب من فضائل الصحابہ (۴۶۵۴) السنن الکبریٰ (۱۳۱/۹) الطبقات (۸۲/۲)

سورۃ آل عمران (۶۱)

مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۶۱۷۰)، ترمذی کتاب المناقب باب حدثنا سفیان بن وکیع (۳۷۲۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہجرت کے چالیسویں سال (۳۰ھ) سترہ رمضان کی رات ہوا، آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال ساڑھے آٹھ ماہ ہے۔ کیونکہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کے بعد آپ سے بیعت لی گئی۔ اور جنگ جمل ۳۶ھ جمادی میں اور جنگ صفین ۳۷ھ اور جنگ نہروان جو خوارج سے پیش آئی وہ اڑتیس میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ باغیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دیتے رہے، جس کا وفات تک موقع نہ ملا۔

۵۶۹۱ علی بن طلحہ

بن المہذرب بن قیس بن عمرو بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیٰ بن حکیم الحنفی السحیمی الیمامی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: میرے خیال میں یہ طلحہ بن علی کے والد ہیں۔ اسی پر عسکری نے اعتماد کیا ہے۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے جو یہ ہے: ”جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو (اس کا وضو ٹوٹ گیا اس لیے) وہ وضو کر لیا کرے۔“ اور یہ حدیث: ”عورتوں سے پچھلے مقام میں صحبت نہ کرو۔“ ترمذی نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: مجھے اس حدیث کے علاوہ طلحہ بن علی کی حدیث معلوم نہیں۔

۵۶۹۲ علی بن ابی العاص

بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن امیہ قرشی عجمی۔ نبی ﷺ کے نواسے، والدہ کا نام زینب بنت العنصہ ہے۔ بنی غاضرہ میں دودھ پلائی کے لیے پہنچے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے چھڑا لیا۔ اس وقت ابوعاص مکہ میں حالت شرک میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی چیز میں میرا شریک ہوگا تو میں اس سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔“ زبیر بن بکار کا قول ہے: مجھ سے عمر بن ابی بکر الموصلی نے بیان کیا علی بن ابی عاص کی وفات بلوغت میں ہوئی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے انہیں ساتھ سوار کیا تھا۔ ابن مندہ کا قول ہے ان کا انتقال نبی ﷺ کی حیات میں لڑکپن میں ہوا۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: نسب کا علم رکھنے والے ایک صاحب کا بیان ہے وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

۵۶۹۳ علی بن عبید اللہ بن حارث

ابن رخصہ بن عامر بن رواحہ بن حجر بن معص بن عامر بن لوی قرشی عامری۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور جنگ یرماہ میں شہید ہوئے۔

اسد الغابہ (۳۷۸۴) استیعاب (۱۸۷۶) تجرید (۳۹۲/۱) استیعاب (۲۲۵/۳)

ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب من یحدث فی الصلاۃ (۲۰۵) ترمذی کتاب الرضاع (۱۱۶۴۰) الدارقطنی (۱۵۳/۱)

السنن الکبریٰ (۱۹۷/۷) الدر المنثور (۲۶۰/۱) کنز العمال (۴۴۸۹۲)

اسد الغابہ (۳۷۸۵) استیعاب (۱۸۷۷) تجرید (۳۹۳/۱)

معجم الزوائد (۲۱۲/۹) المعجم الکبیر (۱۰۴۶/۲۲)

اسد الغابہ (۳۷۸۴) استیعاب (۱۸۷۶) تجرید (۳۹۲/۱) استیعاب (۲۲۵/۳)

بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی، ان کے والد کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: علی بن ہبار بن اسود بن مطلب کی اسناد میں تامل ہے، ہمیں احمد بن ابراہیم بن نافع نے بتایا، انہیں علی بن عبد العزیز نے انہیں ابراہیم بن عبد اللہ ہروی نے انہیں یثیم نے فرمایا: مجھے ابو معشر نے یحییٰ بن عبد الملک بن علی بن ہبار بن اسود نے بواسطہ اپنے والد بخوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ علی بن ہبار کے گھر کے پاس سے گزرے تو دف کی آواز سن کر فرمایا: یہاں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: علی بن ہبار کی شادی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (واقعی) یہ نکاح ہے زنا نہیں۔ * ابن مندہ فرماتے ہیں: خالد بن قاسم، ابو معشر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: یحییٰ بن عبد الملک بن علی بن ہبار عن الاسود عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ہبار اس سند سے منقول ہے اس میں عن جدہ نہیں کہا۔

طبرانی نے عن احمد بن داؤد الحمکی عن ابراہیم العبیدی عن ابی معشر روایت کی ہے اور دونوں جگہ ”علی“ کا ذکر نہیں کیا۔ ابو نعیم نے اسی روایت پر اعتماد کیا ہے، وہ سمجھتے ہیں اس سند میں علی کا ذکر وہم ہے۔ جبکہ اسے محمد بن سلمہ حرانی اور محمد بن عبد اللہ عزری نے عن عبید اللہ بن ابی عبد اللہ بن ہبار بن اسود عن ابیہ عن جدہ ہبار انہی الفاظ میں نقل کیا ہے لیکن ”علی“ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن الاثیر * نے ابو نعیم کا تبصرہ نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے حالانکہ ابو نعیم تو صرف مسند ابی معشرہ میں علی کو شامل کرنے کے منکر ہیں۔ ان کی یہ مراد نہیں کہ انہیں صحابہ میں شمار نہ کیا جائے۔ جس کی وضاحت متن میں دو مقامات پر ہے، کیونکہ جس شخص کی شادی عہد نبوی میں ہو رہی ہو اور آپ اسے برقرار رکھیں تو ناقدین کی شرط کے مطابق ایسا شخص صحابہ میں شامل ہے۔ حالانکہ ”اسلمعی“ نے ”معجم الصحابہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور خطیب نے ”المؤتلف“ میں ان کے طریق سے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ہبار نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس موقع پہ چھلنیاں بجا لی گئیں۔۔۔۔ (حدیث) لیکن خطیب کے قلم سے ابو معشر کی بجائے عن ابی جعفر لکھا ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ بھول ہے یا راویوں کا اختلاف ہے۔ رہی محمد بن سلمہ والی روایت جسے ابو نعیم نے ذکر کیا ہے تو وہ ہبار کے حالات میں دوسری سند کے ذریعہ بیان ہوگی۔ اس میں ابو نعیم کے نقل کردہ بیان سے اختلاف ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: عن محمد بن سلمہ حرانی عن الفراری عن عبد اللہ بن ہبار عن ابیہ۔ فزاری وہی عزری ہیں ان کی کتاب میں ابن ابی عبد اللہ اور عن جدہ کے الفاظ نہیں ہیں اور جو روایت ابو نعیم نے ذکر کی ہے اس کے مطابق عزری حرانی کے دوست ہیں جبکہ یہ ان کے شیخ (استاد) ہیں۔ لہذا دونوں میں سے ایک روایت غلط ہے باوجودیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے علی بن ہبار کا تذکرہ نہ کیا جائے، کیونکہ دونوں طریق مختلف ہیں۔ عزری ضعیف راوی ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۹۵ (ن) علی السلمی* (سدرہ کے والد)

بقول ابو عمر: اہل قباء سے تعلق رکھتے ہیں۔ طبرانی اور ابن شاہین کی بطریق عبد اللہ بن کثیر بن جعفر عن بدیع بن سدرہ عن علی السلمی عن ابیہ عن جدہ روایت ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ قاجہ کے علاقہ میں فروکش ہوئے۔ آپ ﷺ وادی کے وسط میں اترے، اپنے ہاتھ سے نرم زمین کریدی، ذرا گڑھا کھودا تو اس میں سے پانی پھوٹ پڑا۔ فرمایا: ”یہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کرنے کے لیے جاری کیا ہے۔“ اس کا نام ہی ”سقیام“ پڑ گیا۔*

۵۶۹۶ علی السلمی

دوسرے ہیں، بزار نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔ آخری قسم میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔

۵۶۹۷ علی النعمیری*

بقول الدارقطنی: صحابی ہیں۔ ابن قانع بطریق فضیل بن سلیمان عن عائد بن ربیعہ بن قیس نمیری عن علی بن فلان عن عبد اللہ النمیری روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب اس سے ملتا ہے اسے سلام کرتا ہے اور جواب میں اس سے بہترین کلمات کہتا ہے، معمولی چیز سے اسے نہیں روکتا۔“* (حدیث) زید بن معاویہ نمیری کے حالات میں عائد بن ربیعہ سے آگے اس حدیث کی اسناد میں اختلاف کا بیان گزر چکا ہے۔

۵۶۹۸ علی الہلالی*

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن عیینہ بواسطہ علی بن علی الہلالی انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے، فرمایا: میں آپ ﷺ کی اس بیماری میں آپ ﷺ کے پاس آیا جس میں آپ ﷺ نے رحلت فرمائی تھی۔ تو آپ ﷺ کے سرہانے فاطمہ الزہراءؑ تھیں جو رونے لگیں۔۔۔۔۔ (حدیث) اسی حدیث کی ”اوسط“ میں محمد بن ذریق بن جامع سے عن الہیثم بن حبیب عن ابیہ عن ابن عیینہ روایت کی ہے، اور فرماتے ہیں کہ یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے۔

باب عین کے بعد میم

۵۶۹۹ عمار بن حمید

بقول بعض: ابو زہیر ثقفی کا نام ہے۔ بقول بعض: معاذ، ایک قول ہے: یہ دو ہیں۔ جیسا کہ کئیوں میں بیان ہوگا۔

* اسد الغابہ (۳۷۸۸) تجرید (۳۹۳/۱) * الجامع الکبیر (۵۷۲/۲)

* اسد الغابہ (۳۷۸۹) تجرید (۳۹۳/۱) * کنز العمال (۷۵۴) الدر المنثور (۴۰۰/۶)

* اسد الغابہ (۳۷۹۰) تجرید (۳۹۳/۱)

۵۴۰۰ عمار بن زیاد بن السكن

بقول ابن کلبی: بدر کے روز شہید ہوئے۔ ابن ماکول فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن بشکوال وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے؟ محدثین نے عمار بن زیاد کا ذکر کیا ہے کہ وہ احد کے روز شہید ہوئے، شاید دونوں بھائی تھے۔

۵۴۰۱ (ز) عمار بن شیبب عمارہ میں دیکھیں۔

۵۴۰۲ عمار بن عبید الخثعمی عمارہ میں تذکرہ ہوگا۔

۵۴۰۳ (ز) عمار بن عمیر عمر میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۴۰۴ عمار بن غیلان

بن سلمہ اشقی یہ اور ان کے بھائی عامر اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صاحب استیعاب کا قول ہے۔ عامر کے حالات میں ان کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ ہشام بن کلبی ان کے والد عمار سے روایت کرتے ہیں، غیلان نے خالدہ بنت ابی العاصی، حکم کی بہن سے شادی کی جن سے عمار اور عامر پیدا ہوئے۔ عمار ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ ادھر غیلان کے خزانچی نے غیلان کا مال چرا کر عمار کے خلاف چوری کا دعویٰ کر دیا۔ اتنے میں غیلان کی ایک لونڈی آ کر کہنے لگی: میں نے آپ کے فلائے غلام کو یہاں کوئی چیز دفن کرتے دیکھا ہے۔ جو مال مدفون تھا۔ غیلان نے اس کے صلہ میں اس باندی کو آزاد کر دیا۔ عمار کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس کے بعد غیلان میرا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ اور یہ اشعار کہے: ”جو بات محمد (ﷺ) کرتے ہیں میں اس پر ان کے لیے قسم کھاتا ہوں، اور اللہ کی قسم! اللہ بے خبر نہیں۔ اگر یہ بات معد کے بوڑھے شخص کے علاوہ کوئی اور کرتا تو میں تیرا تلوار سے اس کی گردن اڑانے کا قصد کر لیتا۔“

جب غیلان اسلام لے آئے تو عمرو و عامر ان سے ناراض ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ شام چلے گئے پھر عامر کا انتقال طاعون عمواس میں ہو گیا وہ فتوحات شام میں ثقیف کے شہسوار تھے جس پر ان کے والد غیلان نے ان کا مرثیہ کہا۔

۵۴۰۵ عمار بن معاذ بن زرارہ انصاری

بقول بعض: ابو نملہ کا نام بقول بعض: عمر یا عمارہ ہے۔

۵۴۰۶ عمار بن یاسر

بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الودیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر بن یام بن عئس بن مالک

استیعاب (۱۸۸۰) تجرید (۳۹۴/۱) اسد الغابہ (۳۷۹۵) استیعاب (۱۸۸۱) تجرید (۳۹۴/۱)

استیعاب (۲۲۶/۳) اسد الغابہ (۳۷۹۸) استیعاب (۱۸۸۳) تجرید (۳۹۴/۱)

العنسی، ابوالیقظان۔ بنی مخزوم کے حلیف۔ والدہ کا نام سہیہ تھا جو ان لوگوں کی باندی تھیں یہ اور ان کے والد اسلام میں پہل کرنے والوں میں سے تھے، اور ان کا شمار اللہ کے لیے سزا پانے والوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا جب ادھر گزر ہوتا تو فرماتے: ”یا سر کے گھرانے والو! صبر سے کام لو، تمہارا بدلہ جنت ہے۔“

ان کی ہجرت حبشہ کے متعلق اختلاف ہے۔ البتہ مدینہ ہجرت کی اور تمام معرکوں میں شریک رہے۔ جنگ یمامہ میں شرکت کی جس میں ان کا کان کام آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اہل کوفہ کی جانب لکھا: یہ اللہ کے رسول کے شریف صحابی ہیں۔ عام، زڑ سے بحوالہ عبد اللہ روایت کرتے ہیں: سب سے پہلے سات افراد نے اپنا اسلام ظاہر کیا، ان میں حضرت عمار کا شمار کیا یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اور دیرہ سے بواسطہ ہمام بحوالہ عمار مروی ہے۔ فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ غلام دو عورتیں اور ابو بکر کو دیکھا۔“ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عمار نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ”اے اجازت دے دو، آؤ بھی خوش آمدید! پاک و پاکیزہ۔“ ایک روایت میں ہے جو حقیقتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: عمار کے دل میں ایمان بھر دیا گیا ہے۔ [ترمذی اور ابن ماجہ]

اس کی سند حسن ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ میرے اور عمار کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی، میں نے انہیں ڈانٹ پلائی، انہوں نے نبی ﷺ سے میری شکایت کر دی۔ خالد آئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا: ”جو عمار سے دشمنی رکھے گا اسے اللہ کی دشمنی مول لینی پڑے گی اور جسے عمار سے بغض ہوگا اسے اللہ کے بغض کا نشانہ بننا پڑے گا۔“ ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مرفوع روایت ہے: ”عمار کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا۔“ حضرت حذیفہ سے مرفوع روایت ہے: ”میرے بعد ان دونوں ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا اور عمار کی سیرت اپنانا۔“ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں حسن ہے۔ اس بارے میں تو نبی ﷺ کی متواتر احادیث ہیں کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ جنگ صفین میں ربیع ۸ھ ترانوے (۹۳) برس کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ آیت ”البتہ جسے کفر پر مجبور کیا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر لگا ہوا ہو“ انہی کے

✽ کنز العمال (۳۷۳۶۶) حلیۃ الاولیاء (۱۴۰/۱) السیرۃ النبویۃ (۲۵۳/۱)

✽ ابن ماجہ المقدمة باب فضل عمار بن یاسر (۱۴۶) المستدرک (۳۸۸/۳)

✽ مسند احمد (۸۹/۴) مجمع الزوائد (۲۹۳/۹) المعجم الکبیر (۳۸۳۱)

✽ ترمذی کتاب المناقب (۳۷۹۸) المستدرک (۳۸۸/۳) الطبقات (۲/۲)

✽ ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما (۳۶۶۲)

✽ ابن ماجہ المقدمة باب فضائل اصحاب النبی فضل ابی بکر (۹۷)

✽ ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمار (۳۸۰۰)

✽ سورة النحل (۱۰۶)

متعلق نازل ہوئی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔ ان سے نقل کرنے والے صحابہ میں ابو موسیٰ، ابن عباس، عبد اللہ بن جعفر، ابولاس خزاعی، ابو طفیل اور تابعین کی ایک جماعت شامل ہے۔

۵۷۰۷ (ز) عمار بن ابی ایسر

کعب بن عمرو انصاری۔ بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔

۵۷۰۸ عمارہ ابن احمر المازنی

امام بخاری رحمہ اللہ نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد * نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو عمر * کا قول ہے: مجھے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔ ان کا یہی قول ہے، جبکہ ابو یعلیٰ اور طبرانی وغیرہ نے ان کی حدیث بطریق یزید بن حنفہ انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمارہ بن احمر مازنی کو فرماتے سنا: میں جاہلیت میں اپنے اونٹ چراہا تھا، ہم پر رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے حملہ کیا، میں نے اپنے اونٹ جمع کر لیے، ایک پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے میرے اونٹ مجھے لوٹا دیے جنہیں لوگوں نے ابھی تک تقسیم نہیں کیا تھا۔ *

۵۷۰۹ عمارہ بن اوس

بن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ انصاری عظمیٰ۔ ابن سعد * اور ابن ابی داؤد نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان * کا بھی باضافہ یہی قول ہے۔ البتہ مجھے ان کی اسناد اور حدیث پر اعتماد نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے بطریق قیس بن الربیع عن زیاد بن علاقہ بحوالہ عمارہ بن اوس (جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی تھی) روایت کی ہے کہ میں شام کی کسی نماز میں تھا کہ ایک اعلان کرنے والے نے کہا: قبلہ کا رخ کعبہ کی طرف ہو چکا ہے..... (حدیث) اس میں قیس منفرد ہے جو ضعیف ہے۔ اسی روایت کو طبرانی * نے بروایت عبد الملک بن حسین عن زیاد عن عمارہ بن روبیع نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۷۱۰ (ز) عمارہ بن اوس

بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الاثیر نے سابقہ شخصیت سے ملایا ہے، جس کا احتمال ہے۔

* اسد الغابہ (۳۷۹۹) استیعاب (۱۸۸۴) تجرید (۳۹۴/۱) * الطبقات الکبریٰ (۹۱/۷)

* استیعاب (۲۳۱/۳) * تہذیب تاریخ دمشق (۱۹۲/۱۸) الکامل فی الضعفاء (۲۲۲۰/۶)

* اسد الغابہ (۳۸۰۰) استیعاب (۱۸۸۵) تجرید (۳۹۴/۱) * الطبقات (۹۱/۴)

* الثقات (۲۹۴/۳) * المعجم الکبیر (۱۵۶۸) * تجرید (۳۹۴/۱)

۵۷۱۱ عمارہ بن اوس

بن ثعلبہ انصاری ہشمی۔ اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ اور ان کے بھائی مالک جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید یہ پہلے والے ہوں۔

۵۷۱۲ عمارہ بن ثابت

خریمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے بطریق یونس عن الزہری عن ابن خزمہ بن ثابت انہوں نے اپنے چچا عمارہ بن ثابت روایت کی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے، نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا..... (حدیث) یہی روایت اسی سند سے نسائی نے صحابی کا نام لیے بغیر اسی طرح ابوداؤد نے بطریق شعیب، زہری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمارہ بن خزمہ بن ثابت نے بیان کیا کہ ان کے چچا نے ان سے حدیث بیان کی جو صحابی رسول تھے کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا..... (حدیث) جس میں حضرت خزمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔

۵۷۱۳ عمارہ بن حزم

بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری۔ بقول ابوحاتم: صحابی ہیں۔ ابن اسحاق نے بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمرؒ فرماتے ہیں: اس بات پر تمام اہل مغازی کا اتفاق ہے جبکہ اکثریت نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: تمام معرکوں میں شریک رہے، فتح مکہ کے دن بنی مالک بن النجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ابن اسحاق نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محدثین کا کہنا ہے: نبی ﷺ نے ان میں اور محرز بن نھلہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ان کا بیٹا مالک بن عمارہ بن حزم تھا، جس کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ صغیر میں عمدہ سند سے ابوبکر بن عمر بن حزم سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے عمارہ بن حزم سے فرمایا: مجھے اپنا دم سنا تو سننے کے بعد آپ نے اس میں کوئی قابل گرفت بات نہیں پائی چنانچہ وہ لوگ آج تک اس سے دم کرتے ہیں۔ یہ مرسل روایت ہے۔

ابن سعد نے واقدی سے ان کی سند کے ذریعہ بحوالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے، انصار کے چند گھرانے نبی ﷺ سے نزدیکی پڑوس کی بنا پر عموماً و بیشتر رواداری اور مدارات سے پیش آتے (کبھی کوئی چیز بھیج دی کبھی کوئی) جن میں سعد بن عبادہ، عمارہ بن حزم، ابویوب اور سعد بن معاذ شامل ہیں۔ امام احمد، ابوعوانہ اور ابن قانع نے بطریق سعید بن عمرو بن شریبل بن سعید بن سعد بن عبادہ روایت کی ہے، فرمایا: میں نے سعید بن سعد بن عبادہ کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ عمارہ بن حزم اس موقع پر موجود تھے جب نبی ﷺ

اسد الغابہ (۳۸۰/۱) تجرید (۳۹۴/۱)

مسند احمد (۲۱۶/۵) المعجم الكبير (۳۷۱۷/۴) الصحيح لابن حبان (۱۸۰۲) المطالب العالیہ (۴۷۲) الطبقات (۹۲/۴)

اسد الغابہ (۳۸۰/۲) استیعاب (۱۸۸۶) تجرید (۳۹۵/۱)

الجرح والتعديل (۳۶۳/۶) السيرة النبوية (۷۵/۲) استیعاب (۲۳۱/۳)

نے گواہ کے ساتھ قسم کی بنا پر فیصلہ کیا تھا۔ ابن قانع کی عن سعید بن ابیہ عن جدہ کی روایت میں ہے کہ عمارہ بن حزم نے ان سے بیان کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق زیاد بن نعیم حضرمی بحوالہ عمارہ بن حزم روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر کے اوپر بیٹھے دیکھ کر فرمایا: ”قبر سے نیچے اترو، قبر والے کو اذیت نہ پہنچاؤ۔“ *

۵۷۱۳ (ز) عمارہ بن حزن بن شیطان *

بقول ابو موسیٰ: السعلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حدیث خالد بن سنان اور لاوے کی آگ والی حدیث کے راوی ہیں۔ ابو سعید نقاش نے ”العجائب“ میں اسے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے جو عمر بن شہب کی کتاب میں عن ہشام بن کلبی عن ابیہ عن ابی بن عمارہ * بن مالک بن حزن شیطان بن جدع بن جذیمہ بن رواد بن بغیض بن عیس لکھا دیکھا ہے حجاز کے علاقہ میں ایک آگ (لاوے کی صورت میں) تھی جسے ”نار الحدیث“ کہا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خالد بن سنان عسی کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ وہ فرمانے لگے: میری قوم! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں اس آگ کو بجھا دو جو تمہیں اذیت دے رہی ہے، لہذا میرے ساتھ ہر بطن کا ایک شخص آئے۔ تو عمارہ * ساتھ آنے والوں میں تھے جن کا تعلق بنی جذیمہ سے تھا۔ عمارہ فرماتے ہیں: وہ ہمیں لے کر آگ کے پاس پہنچ گئے۔ پھر واقعہ ذکر کیا۔ میں نے خالد بن سنان کے حالات میں ان کے واقعہ کے طُرُق کو جمع کر دیا ہے۔

۵۷۱۵ عمارہ بن ابی حسن انصاری *

صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن قتادہ کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بیعت عقبہ اور بدر میں شرکت کی۔ ابن عبد البر * فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور ان کے والد ابو حسن بیعت عقبہ اور بدر کے شرکاء میں سے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو حسن بیعت عقبہ اور بدر میں شریک تھے، اور جس نے یہ بات عمارہ کے لیے ذکر کی ہے اس کی سند وہ روایت ہے جو بغوی، ابن قانع اور ابن السکن نے بطریق حسین بن عبد اللہ الهاشمی عن عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن عن ابیہ عن جدہ (جو عقبی اور بدری صحابی ہیں) روایت کی ہے پھر ایک حدیث ذکر کی۔ بغوی کی کتاب میں عن ابیہ عن جدہ ابی حسن لکھا ہے جس بنا پر عن جدہ کی ضمیر یحییٰ کی طرف راجع ہوگی نہ کہ عمرو کی جانب اور حدیث ابو حسن کی ہوگی نہ کہ عمارہ کی۔ نسائی میں بروایت زہری عن عمارہ بن ابی حسن عن عمہ ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۵۷۱۶ عمارہ بن حمزہ * بن عبد المطلب ہاشمی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائی یعلیٰ کی نبی ﷺ کی وفات کے وقت کئی سال کی عمریں تھیں لیکن ان

* کنز العمال (۴۲۶:۵) شرح معانی الآثار (۵۱۵/۱) * اسد الغابہ (۳۸:۳) تجرید (۳۹۵/۱)

* اصل مسودے میں اسی طرح لکھا ہے۔ * مسودے میں خالی جگہ ہے۔

* اسد الغابہ (۳۸:۴) استیعاب (۱۸۸۷) تجرید (۳۹۵/۱) * استیعاب (۲۳۲/۳)

* اسد الغابہ (۳۸:۵) استیعاب (۱۸۸۸) تجرید (۳۹۵/۱) * استیعاب (۲۳۲/۳)

دونوں میں سے کسی کی روایت مجھے یاد نہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ تھی۔

میں کہتا ہوں: یہ ان کے بڑے بیٹے ہیں، اگر یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہے تو یقیناً صحابی ہیں کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت نبی ﷺ کی وفات سے چھ سال کچھ ماہ پہلے ہوئی تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عمارہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام ہے۔

قابل توجہ:

جس موقع پر حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کی بات چلی تھی اس وقت اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو اس کا ضرور ذکر ہوتا لیکن روایات خاموش ہیں۔ [عالمی ندوی]

۵۷۱۷ عمارہ بن رؤبہ الثقفی

ابو زہرہ۔ کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ان کی وحدہ شئیں ہیں۔ مسلم وغیرہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے، ان سے روایت کرنے والے آخری شخص حصین بن عبدالرحمن ہیں الحمزی نے ”التہذیب“ میں لکھا ہے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ جو ان کا وہم ہے اس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے حمزی ہیں، جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں ماں باپ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ لہذا ان دو جہتوں سے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

۵۷۱۸ عمارہ بن زعکرہ المازنی

ابو عدی، ابن سعد نے تخمین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسکن کا قول ہے: ازدی ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں، جس کی اسناد صحیح نہیں کیونکہ اس میں عفیر بن معدان ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ اہل شام سے ان کی حدیث کی روایت ہوتی ہے۔ ان سے ایک حدیث ہی روایت کی جاتی ہے۔ * جس میں تامل ہے۔ بغوی کا قول ہے: شام کے باسی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ترمذی اور بغوی کی کتابوں میں ہے جس میں نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت ہے عبدالرحمن بن عائد جمعی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ترمذی فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں عفیر بن معدان ضعیف راوی ہے، لیکن اسی روایت کو ان سے ولید بن مسلم نے نقل کیا ہے اور ان سے پہلے اسے عبدالعزیز بن اسماعیل بن مہاجر عن ولید بن عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد کا قول لیا ہے اور اسے ذکر کر دیا۔ ولید فرماتے ہیں: میں نے عقبہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی۔

۵۷۱۹ عمارہ بن زیاد بن السکن

بقول ابن کلبی: بدر میں شہید ہوئے۔ بعض اہل نسب نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے احد میں شہید ہوئے۔ زیاد بن السکن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۷۲۰ عمارہ بن شیبب السبائی

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: عمار۔ ابن السکن کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں: ان کی حدیث معلول ہے ان سے ابو عبد الرحمن الحلی روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس کی علت بیان کی ہے اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: جو ان کے صحابی ہونے کا قائل ہے اسے وہم ہو گیا ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں: ہمیں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا علم نہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

۵۷۲۱ عمارہ بن شہاب الثوری

طبرانی فرماتے ہیں: انہوں نے ہجرت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۲۲ عمارہ بن عامر

بن امیہ القشیری۔ محمد بن زکریا الغلابی نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا کہ بنی عامر میں سے اہل شام کے ایک شخص منقول ہے: بنی قشیر میں سے معاویہ، عمارہ بن امیہ بن الاغور بن قشیر صحابی ہیں۔ خطیب نے المؤتلف میں یہ روایت بطریق غلابی نقل کی ہے۔

۵۷۲۳ (ز) عمارہ بن عامر الانصاری

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابن صاعد نے سلمہ بن شیبب سے ان سے عبد الرزاق فرماتے ہیں: ابن جریج سے بواسطہ سعید بن ابی سعید بخوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عن عمارہ بن عامر انصاری روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے کے دن غسل کیا پھر سب سے اچھی خوشبو لگا کی..... (حدیث) یہی روایت دیری نے عبد الرزاق سے نقل کی لیکن ابن جریج اور سعید کے درمیان ایک مبہم شخص کا اضافہ کر دیا ہے اور عمارہ بن عامر کا ذکر نہیں کیا۔

اسد الغابہ (۹) اسد الغابہ (۳۸۱۱) استیعاب (۱۸۹۲) تجرید (۳۹۵/۱)

التاریخ الكبير (۴۹۵/۳) ترمذی کتاب الدعوات باب حدثنا محمد بن حمید الرزاق (۳۵۳۴)

استیعاب (۲۲۳/۳) اسد الغابہ (۳۸۱۲) تجرید (۳۹۵/۱) اسد الغابہ (۳۱۶/۴) الاکمال (۲۷۱/۶)

المصنف لعبد الرزاق (۵۵۸۹) اسد الغابہ (۳۸۱۳) استیعاب (۱۸۹۳) تجرید (۳۹۶/۱)

۵۷۲۳ عمارہ بن عبید خثعمی

بقول بعض: ابن عبید اللہ/عمار۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: بہت بوڑھے تھے، داؤد بن ابی ہند انہیں صحابی سمجھتے تھے۔ امام بخاری اور ابن عدی نے سلیمان بن کثیر کے حالات میں بطریق سلیمان عن داؤد عن عمارہ بن عبید (جو خثعم کے بہت عمر رسیدہ شخص تھے) روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ فتنوں کا تذکرہ کرتے سنا، ان میں سے چار گزر چکے ہیں اور پانچواں اہل شام! تم لوگوں میں ہے جو عبد الرحمن بن الاصح * کی یورش کے وقت پیش آیا۔ ابن عدی فرماتے ہیں: اس میں سلیمان منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: نہیں بلکہ حماد بن سلمہ، خالد الطحان اور سلمہ بن علقمہ نے ان کی متابعت کی ہے سب اصل حدیث داؤد سے نقل کرتے ہیں۔ پھر اختلاف ہے۔ چنانچہ امام احمد * حماد کی روایت سے جو ابن قانع اور ابن مندہ کی کتاب میں بھی ہے، لیکن انہوں نے یقین سے کہا ہے کہ یہ عمار ہیں۔ لیکن دوسرے ان کے خلاف سیاق نقل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں محفوظ وہی روایت ہے جو امام احمد * نے بطریق حماد بن سلمہ عن داؤد عن عمار نقل کی ہے۔ ایک نسخہ میں ہے عمارہ ایک شامی شخص ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ہم روم کے پھاٹک میں ایک سال غزوے کے دوران داخل ہوئے۔ پھر وہاں سے پلٹے اور واپس آ گئے۔ ہمارے ساتھ خثعم کے ایک بوڑھے میاں تھے۔ انہوں نے حجاج بن یوسف کا ذکر کیا اور اسے برا بھلا کہنے لگے، میں نے ان سے کہا: آپ اسے کیوں برا کہتے ہو۔ جبکہ وہ تو امیر المومنین کی فرمانبرداری میں اہل عراق سے جنگ کر رہا ہے؟ کہنے لگے: اسی نے تو انہیں نافرمان بنایا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اس امت میں پانچ فتنے ہوں گے۔“ (حدیث) ہم نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حاصل یہ ہوا، اس حدیث میں داؤد بن ابی ہند منفرد ہے۔ ان کے شیخ کے نام میں اختلاف ہے۔ آیا وہ عمارہ ہیں یا عمار؟ کیا وہ اس حدیث کے صحابی ہیں یا خثعم کے بزرگ صحابی ہیں؟ پہلا قول تو میرے نزدیک بالکل بے وزن ہے۔ البتہ دوسرا راجح ہے کہ داؤد کے شیخ تابعی ہیں اور صحابی خثعمی بے نام ہیں۔ واللہ اعلم۔

دوبن بن منبہ نے خالد سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے اور مسلمہ کی روایت میں فرماتے ہیں: عن داؤد عن عمارہ بن عبید فرمایا: مجھ سے خثعم کے ایک شخص نے بیان کیا۔ اور جو بات ابن حبان * نے نقل کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ کی پیروی کی ہے۔ جبکہ ابوحاتم * ان کے خلاف نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک عمارہ بن عبید صحابی ہیں۔ داؤد بن ابی ہند ایک شامی شخص سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں، اور یہ تو بلا شک غلط ہے کیونکہ شامی ہی عمارہ ہیں یا عمار ہیں جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں صراحت ہے۔ اور ان کے شیخ خثعم کے ہیں لہذا یہ تیسرا قول ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۲۵) عمارہ بن عقبہ

بن حارث از بنی غفار، ابن اسحاق نے شہداء خیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۲۶) عمارہ بن عقبہ

بن ابی معیط قرشی اموی، ولید کے بھائی۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: یہ اور ان کے دونوں بھائی ولید اور خالد مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔ حارث اپنی مسند میں لکھتے ہیں، ہم سے زکریا بن عدی نے ابن نمیر سے نقل کیا۔ اور ابن ابی شیبہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں: عبد اللہ بن نمیر، حرب بن ابی مطر سے عن مدرک عن عفان عن ابی عمارہ روایت کرتے ہیں، میں نبی ﷺ کے پاس بیعت ہونے آیا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ کسی نے کہا، آپ نے ایسا اس وجہ سے کہا کہ تمہارے ہاتھ پر خوشبو لگی ہے چنانچہ وہ خوشبو دھو آئے تو آپ نے بیعت کر لیا۔ یہ روایت اسی طرح اسی سند سے طبرانی، بزار، ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ بطریق ابن نمیر نقل کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ زبیر ”انساب قریش“ میں ذکر کرتے ہیں، جب ام کلثوم بنت عقبہ نے ہجرت کی تو ان کے دونوں بھائی ولید اور عمارہ ان کی تلاش میں مدینہ آئے۔ نبی ﷺ سے ان کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں واپس لوٹا دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن خواتین ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو۔“ *

انہوں نے اسی طرح بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا اور زہری سے بحوالہ عروہ شان نزول کے بارے میں طویل قصہ ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا واقعہ نہیں ہے۔ زبیر فرماتے ہیں: عمارہ کی اولاد سے ولید بن عمارہ اور مدرک بن عمارہ جو صاحب مرتبہ تھے، عمارہ نے کوفہ میں قیام کیا، اس وقت اس میں عقبہ تھے۔ مرزبانی نے عجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جوان کے ماں شریک بھائی کہلاتے ہیں، مدرک کی تھی: صر ”تم نے مجھے میرے بھائی عثمان کی یاد دلا دنی سورات ان کے تذکرہ کے لیے انتہائی طویل ہونی چاہیے۔ وہ مشکلات و مصائب میں جب ان کا خوف ہوتا ہے لوگوں کے لئے حفاظت کا ذریعہ تھے۔ اور خشک سالی اور جب دکھنی ہوا چلتی ہے یتیموں کے والی تھے، جس وقت بارش کا قطرہ نہیں ملتا اور اونٹنیاں نایاب ہو جاتی ہیں وہ رشتہ داروں تک جا پہنچتے ہیں۔“

۵۷۲۷) (ز) عمارہ بن عقبہ

بن حارث الغفاری۔ ابن اسحاق * نے شہداء خیر میں ان کا ذکر کیا، ایسا ہی ابن عبد البر * کا بیان ہے۔ جبکہ مغازی ابن اسحاق میں یوں ہے: جس مقتول یہودی نے خیر میں عمارہ بن عقبہ سے مبارزت طلب کی تھی طبری نے اس کا نام ذیال بتایا ہے۔

اور عمارہ کا نسب یوں لکھا ہے: ابن عقبہ بن عباد بن مُثَلِّل۔ انہوں نے جب یہودی پر حملہ کیا تو فرمایا: لے میں غفاری جوان ہوں۔

۵۷۲۸ (ز) عمارہ بن عمرو

بن امیہ الضمری۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوتا ہے، البتہ ان کا میں نے صحابہ میں تذکرہ نہیں دیکھا۔ البتہ ابن فحقون نے طبری کی روایت کو دلیل بناتے ہوئے کہ عمرو بن عاص نے انہیں خلافت فاروقی کے ابتدائی دور میں ۱۵ھ رملہ کی ملک کے لیے بھیجا تھا، اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ تو پہلے بیان ہوتا رہا ہے کہ فتوحات میں صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۵۷۲۹ عمارہ بن عمیر

عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۷۳۰ عمارہ بن الخثعمی

ان کا تذکرہ (کتابوں میں) موجود ہے ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے۔

۵۷۳۱ عمارہ بن مخشّی

جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور لشکروں کے امراء میں سے تھے، تجرید میں یونہی لکھا ہے۔

۵۷۳۲ عمارہ بن مخلد

بن حارث انصاری نجاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شہداء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں عامر بن مخلد کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے وہ احد میں شہید ہوئے۔ لہذا اللہ ہی بہتر جانتا ہے آیا یہ دو شخص ہیں یا ایک فرد ہے؟ ان کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ مغازی میں ابن عائد کے طرز سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ایک ہیں، اس واسطے کہ انہوں نے بحوالہ ولید بن مسلم شہداء احد میں عمارہ بن مخلد کو شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ولید کے علاوہ کہتے ہیں: عامر بن مخلد۔

۵۷۳۳ عمارہ بن مدرک

بن جنادہ، ذہبی نے بحوالہ جہی بن مخلد ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۳۴ (ز) عمارہ بن معاذ

بقول بعض: ابو نسلہ انصاری کا نام ہے یہ ابن حبان کا قول تھا، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: ان کا نام عمار تھا۔

۵۷۳۵ عمارہ

مدرک کے والدہ، یہی ابن عقبہ بن ابی معیط ہیں، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

عمر نامی حضرات

۵۴۳۶ عمر بن الحکم السلمي

معاویہ بن الحکم اور ان کے بھائیوں کے بھائی۔ ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں واقدی ہے عطاء بن یسار تک بحوالہ عمر بن الحکم السلمي روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میری والدہ نے یہ نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کے پاس اونٹ ذبح کریں گی چنانچہ انہوں نے اس پر اونٹ اور بکری کے بالوں کی زین ڈالی اور اونٹ کو ذبح کیا اس کے بعد کعبہ پر غلاف ڈالا۔ ابن السکن وغیرہ بطریق کثیر بن معاویہ بن الحکم وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں اور میرے چھ بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔۔۔۔۔ (حدیث) ان کے بھائی علی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ رہی وہ روایت جو امام مالک نے ہلال بن اسامہ عن عطاء بن یسار عن عمر بن الحکم بکریاں چرانے والی باندی کے واقعہ کے متعلق نقل کی ہے تو محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ درست معاویہ بن الحکم ہے۔

۵۴۳۷ (ز) عمر بن الحکم البهزی

از بہر سلیم۔ خلیفہ بن خیاط نے بنی مازن بن منصور کے راویوں میں عتبہ بن غزوہ ان اور ان کی قوم کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ پہلے والے ہوں۔

۵۴۳۸ عمر بن الخطاب

بن نفیل بن عبد العزی بن ریح ابن عبد اللہ بن قرط بن یزاح۔ ابن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی العدوی، ابو حفص امیر المومنین۔ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ ہے۔ یہی ابن زبیر کا قول ہے۔ ابو نعیم نے بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ بنت ہشام۔ ابو جہل کی بہن ہے۔ ان سے مروی ہے کہ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے جو بعثت نبوی سے تیس (۳۰) سال پہلے کا عرصہ ہے۔ بقول بعض: بغیر ذکر، خلیفہ کی اپنی سند سے ہے کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ (۱۳) سال بعد پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں سفارت کا عہدہ ان کے پاس تھا۔ پھر اسلام لے آئے۔ نبی ﷺ کی بعثت کے وقت مسلمانوں کے سخت خلاف تھے۔ چنانچہ ان کا اسلام مسلمانوں کے لیے فتح اور تنگی سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تک عمر اسلام نہیں لائے ہم نے کھل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔

ابن ابی الدنیانے صحیح سند سے بحوالہ رجاء عطار دی روایت کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دراز قد بھاری بھر کم جسم والے سر کے اگلے حصے سے گنبے اور باقی سر پر بالوں والے تھے۔ رنگ انتہائی سرخ تھا، مونچھوں کے بال گھنے تھے جن کے کناروں پر سرخی تھی اور رخسار ہلکے تھے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں زربن حبیش تک کی عمدہ سند سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ہائیں ہتھے، چند لے اور گندم گوں رنگ والے تھے۔ دوسرے لوگوں میں چلتے ایسے محسوس ہوتے جیسے وہ سوار ہیں۔ میں نے یہ واقعہ حضرت کی اولاد میں سے کسی سے ذکر کیا تو کہنے لگا ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورے چٹے تھے۔ جب ”عام الرمادہ“ جو قحط کا سال تھا ہوا تو آپ نے گوشت اور گھی کھانا چھوڑ دیا تھا اور صرف تیل کھانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا رنگ تبدیل ہو گیا، پہلے وہ سرخ رنگ کے ہوئے پھر ان کا رنگ خراب ہو گیا۔

دینوری نے ”الجمالہ“ میں اصمعی عن شعبہ عن سماک روایت کی ہے، حضرت ارواح تھے، لگتا تھا وہ سوار ہیں اور لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: اذ روح اسے کہتے ہیں جس کے منحنے چلنے میں قریب قریب پڑتے ہیں۔ ابن سعد نے عمدہ سند کے ذریعہ بطریق سماک بن حرب روایت کی ہے کہ مجھے ہلال بن عبد اللہ نے بتایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ بھاری بھر کم جسم والے تھے گویا وہ بنی سدیوں کے آدمی ہیں۔ اور ایک ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں واقدی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا بابا یاں کان اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور دونوں پاؤں جوڑ کر اچھل کر گھوڑے پر بیٹھتے۔ لگتا تھا وہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے یونس بن کبیر نے ”زیادات المغازی“ میں عن ابی عمر الجزار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ! اسلام کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔“

صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ ابو یعلیٰ نے بطریق ابی عامر العتدی عن خارجہ بن نافع بحوالہ ابن عامر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ! اسلام کو دو آدمیوں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہے کہ ذریعہ غلبہ عطا فرما، عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام۔“

تو دونوں میں سے عمر بن خطاب اللہ کو زیادہ پسند تھے۔ اسے عبد بن حمید نے عن ابی عامر عن خارجہ بن عبد اللہ انصاری انہی الفاظ میں نقل کیا ہے اور ہم ”کنز و دیات“ میں بطریق قاسم عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عامر ان الفاظ میں روایت کی ہے: ”اللہ! دین کو مضبوط فرما!“ اس کے آخر میں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسے مضبوط فرمایا۔ ابن سعد نے حسن سند کے ذریعہ عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر یا ابو جہل کو دیکھتے تو یہ دعا فرماتے: ”اللہ! ان میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اپنے دین کو مضبوط فرما۔“ جس کی لمبی حدیث ہے۔ اور ہم نے ”امالی ابن شمعون“ میں بطریق المسعودی عن القاسم عن ابی وائل عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کی ہے: ”اللہ! اسلام کو عمر کی وجہ سے مضبوط فرما۔“ اور ہم نے ”خلیعات“ میں از حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ابو جہل کا ذکر کیے بغیر اسی طرح روایت کی ہے۔ کامل ابن عدی میں بروایت مسلم بن خالد عن ہشام عن ایبہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی الفاظ بیان فرمائے ہیں، لیکن اس میں لفظ ”اعز“ ہے اور آخر میں ہے ”خصوصاً“

نواسد عبدالعزیز الجری میں ام عمر بنت حسان ثقفیہ عن زوجها سعید بن یحییٰ بن قیس "عن ابیہ بحوالہ حضرت عمر" مروی ہے پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اودھا کیا کرتے تھے:

"اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما، اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما، اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما۔" *

امام احمد رحمہ اللہ نے بروایت صفوان بن عمرو عن شریح بن عبید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس نیت سے گھر سے نکلا کہ رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہو جائے لیکن آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے نماز شروع کی، میں پیچھے کھڑے ہو کر سننے لگا۔ آپ نے سورۃ الحاقہ پڑھنا شروع کی۔ قرآن کی ترتیب مجھے بھانے لگی، میں دل میں کہنے لگا: یہ شخص واقعی شاعر ہے جیسا کہ قریش کا کہنا ہے تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"بے شک یہ ایک عزت مند رسول کا کلام ہے کسی شاعر واعر کی بات نہیں تم لوگ بہت کم مانتے ہو۔" *

میں نے کہا: کاہن ہے۔ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

"اور نہ یہ قرآن کسی کاہن کا کلام ہے تم لوگ بہت دھیان دیتے ہو۔" *

یہاں تک کہ سورۃ ختم کر دی۔ فرماتے ہیں: تو اسلام میرے دل میں پوری طرح گھر کر گیا۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنی تاریخ میں ایسی سند سے جس میں اسحاق بن ابی فروہ ہیں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام لانے کے بارے میں پوچھا، پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اس میں ہے وہ گھر سے نکلے تو رسول اللہ ﷺ ان کے اور حمزہ اور اپنے ان صحابہ کے درمیان تھے جو دار ارقم کی طرف آئے ہوئے قریش کو معلوم ہوا کہ وہ محفوظ ہو گئے اس سے بڑا صدمہ انہیں پہنچا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام "فاروق" اسی دن رکھا۔ اس کا کچھ تذکرہ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب کے حالات میں ہوگا۔

۵۷۳۹ عمر بن سعد ابوبکبشہ الانمارى

کئیوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔ بقول بعض: عمرو، ایک قول ہے: ابوسعید اور بھی اقوال ان کے نام کے متعلق ملتے ہیں (ت) ۱۰۳۳۹ جلد چہارم۔

۵۷۴۰ (ن) عمر بن سعید بن مالک

حسن بن علی الکراہی نے اپنی کتاب "ادب القضاء" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں فتوحات کے دور میں جنگوں کے امراء میں دوسرے حضرات کے ساتھ نامزد کیا تھا۔ مجھے اس کتاب میں ایسا ہی لکھا ملا ہے کسی قبیلہ کی طرف نسبت نہیں ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مغازی میں صرف صحابہ امیر مقرر ہوتے تھے۔

۵۷۴۱ عمر بن سفیان *

بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی، الاسود کے بھائی۔ اور ابوسلمہ بن عبد الاسد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کے بھتیجے ہیں۔ زبیر بن بکار کے اتباع میں بقول ابن عبد البر * مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں: ان کی والدہ ریطہ بنت عمرو بن ابی قیس قریشیہ عامریہ ہیں۔

۵۷۴۲ عمر بن ابی سلمہ *

سابقہ شخصیت کے چچا زاد اور پروردہ نبی ﷺ والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ دوسرے سال، بقول بعض اس سے پہلے، قبل از ہجرت مدینہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ جس کا پتہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے چلتا ہے: ان سے دو سال بڑے تھے۔ غزوہ خندق کے روزہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت کے قلعہ میں تھے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین وغیرہ میں ہیں، اور اپنے والد سے بھی روایت کی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا محمد، سعید بن المسیب، عروہ ابوامامہ بن سہل اور وہب بن کیسان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کی ایک حدیث وہ ہے جو عمرو بن حارث نے عن عبد ربیع بن سعید عن عبد اللہ بن کعب الحمیری عن عمر بن ابی سلمہ نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے روزہ دار کے بوسے کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لو“۔ میں نے کہہ دیا: اللہ آپ کی بخشش فرمائے۔ آپ نے فرمایا:

”میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے سامنے خشوع کرنے والا اور تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔“ *

صحیحین میں بروایت وہب بن کیسان بحوالہ ان کے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

”بیٹا! نزدیک ہو جاؤ، اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔“ *

زبیر کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بحرین کے والی مقرر ہوئے۔ جنگ جمل میں آپ کے ساتھ تھے۔ اور جو اس کا قاتل ہے کہ وہ جنگ جمل میں شہید ہوئے، تو یہ اس کا وہم ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: بلکہ ان کا انتقال مدینہ منورہ ۸۳ھ میں عبد الملک بن مروان کے دور حکومت میں ہوا ہے۔

۵۷۴۳ عمر بن عکرمہ *

بن ابی جہل المخزومی۔ اپنے والد کے ہمراہ اسلام لائے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے۔ سیف الفتوح میں اپنی سند سے لکھتے ہیں۔ فتح یرموک کے بعد حضرت خالد کے پاس رخصی حالت میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا تو آپ نے ان کا سراپنی ران پر رکھ لیا اور عمر بن عکرمہ لائے گئے تو ان کا سراپنی پنڈلی پہ رکھ لیا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ (یہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ

* اسد الغابہ (۳۸۲۹) استیعاب (۱۹۰۲) تجرید (۳۹۷/۱) * استیعاب (۲۴۵/۳) * اسد الغابہ (۳۸۳۰) استیعاب (۱۹۰۳)

* اخرجه مالم في كتاب الصيام، باب بيان ان القبلة في الصوم ليست محرمة.... (الحديث: ۳۵۸۳)

* اخرجه الترمذی فی کتاب الاطعمه باب ما جاء فی التسمیة علی الطعام (حديث: ۱۸۵۷)

* استیعاب (۲۴۵/۳) * اسد الغابہ (۳۸۳۳) تجرید (۳۹۸/۱)

کا وہ نمایاں وصف تھا جس کی وجہ سے ان کی فوج کا ایک ایک سپاہی ان کے اشارے پر بے دھڑک کود پڑتا تھا۔ طبری نے ان کا ذکر کیا تو لکھا: عمرو بن عکرمہ۔

۵۷۳۳ عمر بن عمرو الیشی

بقول بعض: عبید بن عمرو ابو نعیم کوئی عن قرہ بن خالد عن بہل بن علی النخیری روایت کی ہے۔ فتح مکہ ہوئی تو عمر بن عمرو الیشی کے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں تو نبی ﷺ نے انہیں ان میں سے ایک کو طلاق دینے کا حکم دیا۔* یہی روایت عبد الوہاب بن عطاء نے عن قرہ نقل کی ہے تو فرمایا: عبید بن عمرو۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: انہوں نے دجاجہ بنت اسماء بن الصلت کو طلاق دے دی جس سے عامر بن کریم نے شادی کر لی اور ان کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوئے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابو نعیم یہی روایت بطریق بشر بن المفضل عن قرہ روایت کی ہے کہ مجھ سے بہل نمیری نے بیان کیا کہ آل عمیر کے کسی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ جب فتح مکہ ہوئی تو.... پھر اس کا ذکر کیا اسی میں ہے، انہوں نے دجاجہ بنت اسماء بن الصلت کو طلاق دے دی۔

۵۷۳۵ عمر بن عمیرہ

بن عدی بن ثابی الانصاری ابن عم (چچا زاد) ثعلبہ بن غنم بن عدی انصاری۔ بقول ابو عمر: * معرکوں میں شریک رہے۔

۵۷۳۶ (ن) عمر بن عمیر (بے نسبت)

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لہیعہ عن ابی الزبیر روایت کی ہے، فرمایا: میں نے حضرت جابر سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے:

”زنا کار جس وقت زنا کرتا ہے وہ ایمان سے خالی ہوتا ہے۔“*

انہوں نے فرمایا: نہیں۔ مجھ سے عمر بن عمیر نے بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلے میں محفوظ یہ ہے کہ ابو زبیر نے عبید بن عمیر سے پوچھا تھا جو الیشی اور مشہور تابعی ہیں۔

۵۷۳۷ عمر بن عوف النخعی

بقول ابن حبان: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ابن السکن فرماتے ہیں: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں اور صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور بطریق شریح بن عبید بن مالک بن عامر عن عبد اللہ بن السعدی مرفوع روایت کی ہے: ”جب تک دشمن سے جنگ رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی۔“ معاویہ، عمر بن عوف اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہجرت کی دو قسمیں ہیں....“۔ (حدیث) * (برائوں کو چھوڑنا دوسری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنا۔ [عامر تقی ندوی])

* اسد الغابہ (۳۸۳۴) تجرید (۳۹۸/۱) * اسد الغابہ (۳۴۶/۳)

* اسد الغابہ (۳۸۳۵) استیعاب (۱۹۰۴) تجرید (۳۹۸/۱) * استیعاب (۲۴۶/۳)

* ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارحاء (۴۶۸۹) السنن الکبریٰ (۱۸۶/۱۰) المعجم الکبیر (۲۴۴/۱۱)

* اسد الغابہ (۳۸۳۶) استیعاب (۱۹۰۵) تجرید (۳۹۸/۱/۱) * الثقات (۲۶۴/۳) * المعجم الکبیر (۳۸۱/۱۹)

اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ہے اور اسی روایت کو ابن مندہ نے اسماعیل تک دوسرے طریق سے نقل کیا ہے۔ فرمایا، بقول بعض: ”عمر بن عوف“ ابو نعیم نے دونوں سے عن اسماعیل نقل کی ہے جس میں عمرو بن عوف کا ذکر نہیں۔

۵۷۳۸ عمر بن لاحق

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد القدوس بن حبیب عن الحسن بنحوالہ عمر بن لاحق صحابی رسول ﷺ روایت کی ہے: ”جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔“

۵۷۳۹ عمر بن مالک

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لمیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن لمیعہ بن عقبہ روایت کی ہے کہ انہوں نے عمر بن مالک کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں تین باتوں کا حکم دیتا اور تین سے منع کرتا ہوں....“۔ (حدیث)

۵۷۵۰ عمر بن مالک بن عتبہ

بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔ سعد بن ابی وقاص کے والد کے چچا زاد بھائی۔ مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔ سیف اور طبری نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بیت وغیرہ کے محاصرے کے لیے بھیجا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں شام میں ۱۵ھ کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی کمک کے لیے بھیجا تھا۔ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فتح دمشق اور جزیرہ میں شریک ہوئے۔

۵۷۵۱ عمر بن معاویہ الغاضری

شاید عبد اللہ کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق نصر بن علقمہ وہ اپنے بھائی محفوظ سے وہ ابن عائد سے فرماتے ہیں: عمر بن معاویہ غاضری (جو غاضرہ قیس سے تعلق رکھتے ہیں) فرماتے ہیں: میں اپنے گھٹنے رسول اللہ ﷺ کی ران سے لگا کر بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے نبی! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس کے پاس مال نہیں، وہ لوگوں کو صدقہ کرتے دیکھتا ہے لیکن اس کی سکت نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اچھی بات کہے اور برائی چھوڑ دے۔“

۵۷۵۲ عمر بن وہب الثقفی

عمرو بن وہب میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۷۵۳ (ن) عمر بن یزید الکعبی

کعب خزاعہ۔ ابن مندہ نے بطریق ہارون بن مسلم بن معدان بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے،

اسد الغابہ (۳۸۳۷) تجرید (۳۹۸/۱) * اسد الغابہ (۳۴۷/۳) * تجرید (۳۹۸/۱)

المعجم الکبیر (۱۵/۹) * اسد الغابہ (۳۸۴۰) تجرید (۳۹۹/۱) * اسد الغابہ (۳۸۴۲) تجرید (۳۹۹/۱)

جامع المسانید (۴۰۳/۹) اسد الغابہ (۳۴۸)

فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مجھے آپ ﷺ کی یہ بات یاد ہے: ”قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سوائے موت کے ہر آفت سے سلامت رکھے....“ (حدیث)

۵۷۵۴ عمر الاسلمی

طبرانی، باوردی، قس بن مخلد اور طبری نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، یزید بن نعیم سے روایت کی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب جنہیں عمر کہا جاتا تھا عبید بن عویم کی (جن کا تعلق بھی قبیلہ اسلم سے تھا) پیروی کی، عمر نے ان کی لونڈی سے زنا کر لیا جس سے وہ ماں بن گئی اور اس نے ”حمام“ نامی ایک لڑکے کو جنم دیا، یہ جاہلیت کا واقعہ ہے۔ پھر یہی مذکورہ عمر حضرت نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنے بیٹے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: جتنا تمہارا بس چلتا ہے اس سے مانگو، چنانچہ یہ گئے اور لڑکے کو لے لیا، عبید بن عویم آئے اور انہیں اس کی جگہ ایک لڑکا دیا جس کا نام رافع تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے بھی اپنے بیٹے کا دعویٰ کر کے اسے لے لیا تو اس کی آزادی ایک غلام ہے جسے وہ آزادی لے دے گا۔“

محدثین کے نزدیک اس کا مدار سفیان بن وکیع عن ابیہ پر ہے۔ اور سفیان ضعیف ہے۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنے چچا قاسم بواسطہ وکیع نقل کیا ہے اس میں فرماتے ہیں: یزید بن نعیم جہینہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں جسے عمر کہا جاتا تھا وہ اسلام لایا اور نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کو فرماتے سنا، پھر دوسری حدیث ذکر کی۔

۵۷۵۵ (ن) عمر الجمعی

امام احمد نے مسند میں اور ان کی پیروی میں ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا ”الاکمال“ میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ صحابی ہیں۔ امام احمد، مطین، ابن ابی حاتم، بغوی، ابن السکن اور طبرانی کے نزدیک ان کی حدیث کا مدار بقیہ عن جبیر بن سعد عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر پر ہے کہ عمر جمعی نے ان سے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو خیر پہنچانا چاہتا ہے تو موت سے پہلے اسے عمل کی توفیق دے دیتا ہے....“ (حدیث)

ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: ان کا نام عمرو بن الحکم ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: یہ بقیہ کی طرف سے وہم ہے جس پر ابو زرعد مشقی نے اعتماد کیا ہے۔ یہی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق عبدالرحمن بن جبیر بن بقیہ اپنے والد سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ”عن عمرو بن الحکم“۔ اسی طرح طبرانی نے بطریق زید بن واقد عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے۔ میں نے اس پر اس لیے بھروسہ نہیں کیا کہ یہ احتمال کی وجہ سے غلط ہے۔

۵۷۵۶ عمر الخثعمی

وٹیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے، تجرید میں بھی ایسا ہی ہے۔

۵۷۷ (ز) عمر الیمانی *

ابن قانع نے ان کے حالات لکھے ہیں اور بطریق حسن بن واقد عن مطر الوزاق عن شہر بن حوشب عن عمر الیمانی روایت کی ہے، فرمایا: میں یمن کا رہائشی تھا اور قریش کا حلیف، مجھے ابوسفیان نے نبی ﷺ کی جاسوسی کے لیے بھیجا مجھے اسلام پسند آیا تو میں مسلمان ہو گیا۔ ابوی الغسانی، ابن الدباغ، ابن فحون، ابن الامین اور ابن الاثیر * نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کسی کا گمان ہے یہ عمرو الشمالی ہیں جن کا ذکر عمرو نامی حضرات کے آخر میں آئے گا۔ کیونکہ ان سے روایت کرنے والے شہر بن حوشب ہیں۔ میرا بھی یہی وہم تھا، پھر میں نے رجوع کر لیا کیونکہ وہ سند اور اسی طرح متن مختلف ہے۔ واللہ اعلم

عمرو نامی حضرات کا تذکرہ

۵۷۸ عمرو بن ابی اثاثہ *

بن عبد العزی الحدادی۔ بقول ابو عمر: زبیر بن بکار نے مہاجرین حبشہ اور وہاں وفات پانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسلام میں یہ سب سے پہلے وارث ہیں۔
میں کہتا ہوں: مؤرخین یہی بات عدی بن ابی اثاثہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔ عروہ بن اثاثہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۷۹ عمرو بن الاحوص الجشمی *

ابن عبد البر * نے ان کا نسب لکھا ہے کہ ابن جعفر بن کلاب، بنی ہشم بن سعد سے ان کا تعلق ہے۔ ان کی حدیث * سنن اربعہ میں بروایت ان کے بیٹے سلیمان بحوالہ ان کے مروی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔

۵۸۰ عمرو بن احیجہ *

ابن الجلاح النزاری اوسی۔ بقول ابو عمر: * ابن ابی حاتم نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خزیمہ بن ثابت سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن علی بن السائب نے روایت کی ہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں۔ اس واسطے کہ اچھہ بن الجلاح بنی عدی سے سلمی بنت زید سے جو عبد المطلب کی والدہ تھیں ہاشم کی وفات کے بعد شادی کر لی تھی، جن سے عمر پیدا ہوئے جو عبد المطلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ نسب و تاریخ والوں کا قول ہے اور اس سلسلہ میں

* اسد الغابہ (۳۸۴۴) اسد الغابہ (۳۴۸/۳) * اسد الغابہ (۳۸۴۵) استیعاب (۱۹۰۷) تجرید (۳۹۹/۱)

* استیعاب (۲۴۷/۳) * اسد الغابہ (۳۸۴۶) استیعاب (۱۹۰۸) تجرید (۳۹۹/۱) * استیعاب (۲۴۷/۳)

* ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورة التوبة (۳۰۸۷) مسند احمد (۴۲۶/۳)

* اسد الغابہ (۳۸۴۷) استیعاب (۱۹۰۹) تجرید (۳۹۹/۱) * الاستیعاب (۳۴۹/۳)

* الاستیعاب (۳۴۹/۳)

انہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ محال ہے کہ جو اس عمر کا ہو اور وہ خزیمہ بن ثابت سے روایت کرے، ممکن ہے کہ عمرو بن اجمہ کا کوئی پوتا ہے جس کا نام ان کے نام کے مطابق ہو۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال ہے کہ ان میں اور اجمہ بن الجلاح جنہوں نے سلمیٰ سے شادی کی تھی کوئی نسب رشتہ داری نہ ہو بلکہ ان کا اور ان کے والد کا نام ان کے موافق ہے اور عمرو نام میں دونوں مشترک ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس میں مانع کیا ہے باوجودیکہ ان سے ایسا بکثرت ہوا ہے؟ اور ان عمرو کی خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سنن نسائی میں ہے جو مضطرب ہے۔ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت تو مجھے اس کا علم نہیں۔ مرزبانی نے ”معجم الشعراء“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مخضریٰ ہیں۔ اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی شان میں کہے۔ جب انہوں نے امیر معاویہ سے صلح کے وقت خطاب کیا تھا اگر ایسا ہی ہے تو یہ صحابی ہیں۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت ہر انصاری اسلام کا اظہار کرتا تھا، متن کے راویوں کے متعلق میں حرف الف کے ذیل اجمہ کے حالات میں تفصیل بیان کر چکا ہوں۔

۵۷۶۱ عمرو بن اخطب

بن رفاعہ انصاری خزرجی۔ ابو زید۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ان کا نسب بیان ہوگا، نبی ﷺ کی معیت میں تیرہ (۱۳) غزوات کیے۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ”اللہ! اسے جمیل بنا۔“ بصرہ فروکش ہوئے۔ ان سے ان کا بیٹا بشیر اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔ ان کی حدیث صحیح مسلم اور سنن میں ہے، ان لوگوں میں سے ہیں جن کی عمر سو (۱۰۰) سال سے بڑھ گئی تھی۔

۵۷۶۲ عمرو بن اراکہ

یا ابن ابی اراکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے رہائشی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: ان سے ایک حدیث مروی ہے جو ثابت نہیں پھر بطریق ابان بن عثمان عن الحسن روایت کی ہے کہ عمرو بن اراکہ صحابی رسول اللہ ﷺ زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ چار پائی پر بیٹھے تھے، اس کے پاس ایک گواہ کو لایا گیا جو اپنی شہادت میں ہکلائے لگا۔ زیاد نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! میں تیری زبان کاٹ دوں گا! جس پر عمرو بن اراکہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس بارے میں مشہور سند عن الحسن عن عمران بن حصین ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن السکن کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے جس کا حال کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

۵۷۶۳ (ز) عمرو بن الازرق

ازرق کے (ت ۸۰ ج اول) حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ بلاذری فرماتے ہیں: عمرو نے أحد کے روز جنگ کی اور گرفتار ہوئے۔

۵۷۶۳ (ز) عمرو بن الاسود

ان کی حدیث کئی روایات کے ضمن میں ابوامامہ کے ساتھ مل کر آئے گی ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو ابن ابی عاصم نے بطریق حارث بن حارث بحوالہ عمرو بن الاسود اور ابوامامہ نبی ﷺ سے نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”امیر و گورنر جب لوگوں میں شک و تجسس کا متلاشی بن جاتا ہے تو انہیں خراب کر دیتا ہے۔“

ادھر ابن ابی عاصم اور سعید بن یعقوب نے ان میں اور عمرو بن الاسود العنسی میں فرق کیا ہے، جن کا تذکرہ مختصر میں میں ہوگا۔

۵۷۶۵ عمرو بن اقیس

عمرو بن ثابت میں ذکر ہونا ہے۔

۵۷۶۶ عمرو بن ام مکتوم قرشی

بقول بعض: ان کا نام عبداللہ ہے اور زیادہ عمرو ہی مشہور ہے۔ ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بعض نے عمرو بن زائدہ کہا ہے اور قیس کا ذکر نہیں کیا۔ اور کسی نے زائدہ کی جگہ قیس کا نام لیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جس نے انہیں ابن زائدہ کہا تو دادا کے حوالہ سے ان کا نام حصین تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اہل مدینہ کا کہنا ہے: ان کا نام عبداللہ ہے اور اہل عراق عمرو کہتے ہیں۔ اور نسب پر دونوں کا اتفاق ہے کہ ابن قیس بن زائدہ بن الاصم ہیں۔ اس اتفاق پر اعتراض ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ پہلے نسب میں اختلاف بیان ہو چکا ہے جو اس کے مخالف ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا یہی نسب لکھا ہے اور ابو نعیم نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ ان کے نام کے متعلق ”عبداللہ بن عمرو“ بھی ایک قول ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: عمرو بن قیس بن شریح بن مالک ثعلبی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: عبداللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ بن قیس بن زائدہ، ان کا نام و نسب ہے۔ الاصم کا نام: جندب بن ہدم بن رواحہ بن حمیر بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری ہے۔ جبکہ ان کی والدہ ام مکتوم کا نام: عاتکہ بنت عبداللہ بن عتکۃ ابن عائد بن مخزوم ہے جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں، اس واسطے کہ ام المومنین کی والدہ قیس بن زائدہ کی بہن ہوتی ہیں۔ جن کا نام فاطمہ ہے بہت پہلے مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے مدینہ آ گئے۔ بقول بعض: بعد میں، غزوہ بدر کے کچھ دنوں بعد آ گئے تھے جو اقدی کا قول ہے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ بطریق ابن اسحاق حضرت براء سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعب بن عمیر پھر ابن ام مکتوم آئے۔ نبی ﷺ انہیں مدینہ میں اپنے اکثر غزوات میں اپنا نائب بنا جاتے تھے، وہی لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور اسی میں شہادت پائی۔ انہی کے ہاتھ جھنڈا تھا۔ بقول بعض جنگ قادسیہ کے بعد مدینہ واپس آ گئے تھے اور یہیں وفات پائی۔ یہ بغوی کا بیان ہے۔ اقدی کا قول ہے: نہیں

بلکہ اسی میں شریک ہوئے مدینہ واپس آئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا ذکر نہیں ملتا۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ ان کی حدیث کتب السنن میں ہے۔ ان سے عبد اللہ بن شداد بن الہادی، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور ابو رزین اسدی اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر کا قول ہے: نسب و سیر کی معرفت رکھنے والی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے تیرہ (۱۳) مرتبہ اپنا نائب مقرر کیا۔ البواء، بواط، ذوالعشیرہ، کرز بن جابر کی ہم میں، غزوہ السویق، غطفان، غزوہ أحد، حمراء الاسد، نجران، ذات الرقاق، حجة الوداع کے موقع پر، بدر میں روانگی کے وقت، اور پھر ابولبابہ کو نائب بنا دیا جب انہیں راستے سے واپس لوٹا دیا۔ لکھتے ہیں: ”رہی قادی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کہ نبی ﷺ نے ابن ام مکتوم کو نائب بنایا۔“ تو انہیں وہ بات نہیں پہنچی جو دوسروں کو پہنچی تھی۔ سورہ ”عنس و قویٰ“ ان کا ذکر ہے انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”سوائے معذوروں کے“ جب آیت نازل ہوئی ”(جہاد میں نکلنے والے) اور پیچھے بیٹھے رہ جانے والے مسلمان برابر نہیں۔“ (بخاری) سنن میں بطریق عاصم بن ابی رزین، بحوالہ ابن ام مکتوم مروی ہے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نابینا شخص ہوں..... (حدیث) جو باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

۵۷۶۷ عمرو بن امیہ

بن خویلد بن عبد اللہ بن ایاس بن عبد بن نائثرہ بن کعب بن جدی بن ضمیرہ الضمری۔ ابوامیہ مشہور صحابی ہیں جن کی کئی احادیث ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے جعفر، عبد اللہ اور فضل روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: یہ اس وقت اسلام لائے جب مشرکین میدان أحد سے واپس ہو رہے تھے، بڑے بہادر تھے سب سے پہلے ہر معونہ میں شریک ہوئے۔ عامر بن الطفیل نے انہیں گرفتار کر کے ان کی پیشانی کے بال موٹہ دیئے اور رہا کر دیا۔ نبی ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے لئے نجاشی کے پاس اور مکہ بھیجا تھا۔ حضرت خبیث بنی النضر کو سولی سے اتارا تھا، کئی مقامات پر ان کا ذکر ہے، وہ جرأت مند اور بہادر عرب تھے۔ خلافت معاویہ تک زندہ رہے اور مدینہ میں وفات پائی۔ جبکہ ابونعیم فرماتے ہیں: ۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔

۵۷۶۸ عمرو بن امیہ

بن حارث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی الاسدی، واقدی اور طبری وغیرہ نے مہاجرین حبشہ اور وہاں فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری ”ذیل“ میں لکھتے ہیں: قدیم الاسلام تھے۔

۵۷۶۹ (ز) عمرو بن امیہ

بن وہب بن معتب بن مالک ثقفی۔ ابوامیہ مغازی ابن اسحاق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ جب قبیلہ ثقیف مسلمان ہوا، انہوں نے نبی ﷺ کی طائف میں اس جگہ جہاں آپ ﷺ کی نماز کی جگہ تھی جس وقت آپ نے طائف کا محاصرہ کیا تھا، مسجد بنائی تھی۔ ان

۱۰ سورة النساء (۹۵) ۱۰ اسد الغابہ (۳۸۵۶) استیعاب (۱۹۱۳) تجرید (۴۰۰/۱)

۱۱ الطبقات الکبریٰ (۱۸۲/۴) ۱۱ اسد الغابہ (۳۸۵۵) استیعاب (۱۹۱۲) تجرید (۴۰۰/۱)

کے نام میں اختلاف ہے۔ ”مختصر السیرۃ“ میں اسی طرح ہے۔ اموی کی کتاب المغازی میں بحوالہ ابن اسحاق مروی ہے: ”ابو امیہ بن عمرو بن مصعب“، اور واقدی * کے نزدیک امیہ بن عمرو بن وہب ہے۔ واللہ اعلم

۵۴۴۰ عمرو بن امیہ الدؤسی *

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق البکائی عن ابن اسحاق عن الزہری روایت کی ہے کہ عمرو بن امیہ دؤسی نے فرمایا: میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو قریش کے چند آدمیوں سے میری ملاقات ہو گئی۔ وہ مجھ سے کہنے لگے: ”کہیں محمد سے نہ ملنا اور نہ اس کی بات سننا اور نہ وہ تمہیں دھوکا دے دے گا۔۔۔“ * پھر اپنے اسلام کی حدیث ذکر کی۔

۵۴۴۱ (ن) عمرو بن انس انصاری

از بنی عوف بن خزرج باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن ابی رافع نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۵۴۴۲ عمرو بن الہتم *

بن ہشام بن خالد بن مقر بن عبید بن معاص بن عمرو بن کعب بن زید مناة بن تمیم التمیمی المنقری، ابو نعیم۔ بقول بعض: البورہی، ان کے والد ”الہتم“ کا نام سنان تھا۔ زبرقان بن بدر کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ عمرو اپنی قوم کے خطیب، بلیغ شاعر، صاحب شرافت اور حسین و جمیل انسان تھے۔ بقول بعض یہ انہی کے اشعار ہیں:
”تجھے معلوم ہے میرے اور بنی عامر کے درمیان جو محبت و دوستی تھی اس پر لومڑیوں نے پیشاب کر دیا ہے۔ اب میری اور اس کی محبت ایسے ہو گئی جیسے زمانے میں عجائبات تھے ہی نہیں۔ جو شخص بھی تجھ سے زبردستی محبت کرے گا تو اس کے عمومی اخلاق تمہارے سامنے عیاں ہو جائیں گے۔“

صحیح یہ ہے کہ یہ اشعار ابوالاسود دؤلی کے ہیں۔ عمرو بن الہتم کے چند ایک اشعار یہ ہیں:
”ام مالک مجھے معاف رکھنا! کیونکہ بکل مردوں کے اچھے اخلاق کا چور ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! کبھی لوگوں پر شہر تک نہیں، بلکہ لوگوں کے اخلاق تک ہو جاتے ہیں۔“ *

ان کے اشعار کو کہا جاتا تھا ”الحلل المنشرة“۔ وہی زبرقان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:
”او گھنے بالوں کو پھیلانے والے! نبی ﷺ کے سامنے مجھے برا بھلا کہتا ہے جس میں تم نے نہ سچ بولا اور نہ درست کام کیا۔ تم لوگ اگر ہم سے بغض و عداوت رکھو تو تم نسلًا و اصلاً رومی ہو اور رومی عربوں سے اپنا غصہ نہیں روک سکتے۔“

* المغازی (۹۲۷) * اسد الغابہ (۳۸۵۷) تجرید (۴۰۰/۱) * جامع المسانید (۵۳۴/۹) اسد الغابہ (۳۵۲/۳)

* اسد الغابہ (۳۸۶۲) استیعاب (۱۹۱۴) تجرید (۴۰۱/۱) * استیعاب (۲۴۹/۳)

ابن فحقون لکھتے ہیں: ہلباء * سے مراد (جس کا ترجمہ گھنے بال ہے) ان کی بیٹی ہے جس کے بہت زیادہ بال تھے۔ انہی اشعار کو ابن عبدالبر * نے ”مفتش العلباء“ کے الفاظ میں نقل کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی لفظی غلطی پکڑی گئی۔ یہ شیبہ بن سعد بن الہام اور موئل بن خاقان بن الہاتم اور خالد بن صفوان بن عبداللہ بن الہاتم کے چچا ہیں، جو سارے کے سارے اپنے وقت کے بلغاء تھے۔

۵۷۷۳ عمرو بن اوس *

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن حشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی، حارث کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ بقول ابوعمر: * احد، خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے اور جرہابی عبید میں شہادت پائی۔

۵۷۷۴ عمرو بن اویس *

بقول بعض: ابن ابی اویس بن سعد بن ابی سرح العامری۔ ابن اسحاق نے جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز عمر بن شیبہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ عبداللہ بن سعد * کے بھتیجے ہیں۔

۵۷۷۵ عمرو بن ایاس *

بن زید بن حشم انصاری۔ اہل یمن میں سے انصار کے حلیف ہیں موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں، بقول بعض: ربیع بن ایاس کے بھائی ہیں۔

۵۷۷۶ عمرو بن ایاس انصاری *

ازبنی سالم بن عوف بن خزرج۔ ابوعمر * کا بیان ہے احد میں شہید ہوئے۔

۵۷۷۷ عمرو بن ایفہ *

بن کریب بن سالم بن ناعط الہمدانی۔ طبری کا بیان ہے کہ یہ اور ان کا بھائی مالک نبی ﷺ کے پاس آئے۔ *

۵۷۷۸ عمرو بن بجاد الاشعری *

ابویونس، ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں بطریق خدیجہ بنت عمران بن ابی انس (اور ان کا نام عمرو بن بجاد اشعری ہے)

* الہلباء ”گھنے بال“۔ * استیعاب (۲۴۹/۳) * اسد الغابہ (۳۸۶۰) استیعاب (۱۹۱۵) تجرید (۴۰۰/۱)

* استیعاب (۲۵۰/۳) * اسد الغابہ (۳۸۶۱) استیعاب (۱۹۱۶) تجرید (۴۰۱/۱) * الطبقات (۳۹۷/۸)

* اسد الغابہ (۳۸۶۴) استیعاب (۱۹۱۷) تجرید (۴۰۱/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۵۵/۲)

* اسد الغابہ (۳۸۶۳) استیعاب (۱۹۱۸) تجرید (۴۰۱/۱) * استیعاب (۲۵۱/۳)

* اسد الغابہ (۳۸۶۵) * الاکمال (۵۰۲/۲) * اسد الغابہ (۳۸۶۶) تجرید (۴۰۱/۱)

روایت کی ہے، فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بادل لگام ہیں رعد فرشتہ ہے جو بادلوں کو ڈانٹتا ہے اور بجلی اس فرشتے کے کوڑے کا کنارہ ہے۔“
اس کی سند میں کدی بھی ضعیف راوی ہے، نیز اس میں غیر معروف راوی ہیں۔

۵۷۷۹ (ن) عمرو بن بدیل

بن ورقاء الخزاعی۔ بقول طبرانی: صحابی ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اثر میں مصر آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۸۰ عمرو بن بعلک

بقول بعض: یہ ابوالسائب کا نام ہے۔ طبرانی نے ان کا یہ نام نقل کیا ہے۔

۵۷۸۱ (ن) عمرو بن بکر

بقول بعض: ابوالجعد الضمری کا نام، کئیوں میں تذکرہ ہوگا (ت ۹۶۷۸ ج ۴)۔

۵۷۸۲ عمرو بن بلال

بعد والے ہیں۔

۵۷۸۳ عمرو بن بلیل

بن اجمہ بن الجلاح انصاری۔ ابویلیٰ، کنیت سے مشہور ہیں۔ اُحد میں شریک ہوئے، ان کی روایت ہے ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ بغوی، باوردی، طبری اور ابن السکن وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا عنوان: عمرو بن بلال قائم کیا ہے کہ ان سے ابن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ کوئی حضرات میں شامل ہوتے ہیں۔ یہی ابن ابی حاتم کا قول ہے لیکن انہوں نے ”عمرو بن بلیل“ لکھا ہے۔

۵۷۸۴ عمرو بن بیبا

ان کا یہ نام ابن مفرج، ابن فطیس، ابن فتحون اور صریفی نے قلمبند کیا ہے۔ اور ان کی حدیث ابن السکن، باوردی اور مستغفری نے بطریق معروف بن طریف عن علقمہ بن تیم عن صالح بن عمرو بن بیبا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ہم لوگ جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: ”تمہارا اسلام اس وقت مکمل کہلائے گا جب تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو گے۔“ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میری تین بیٹیاں ہیں جن کا میرے علاوہ کوئی نگران نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھلا تین بیٹیوں والے کے ذمہ جہاد اور مہمان نوازی نہیں ہوتی؟ اس کی سند ضعیف اور غریب ہے۔

جامع المسانید (۵۳۷/۹) * اسد الغابہ (۳۸۶۸) تجرید (۴۰۱/۱)

المعجم الكبير (۳۸/۱۷) * الجرح والتعديل (۲۲۲/۶)

اسد الغابہ (۳۸۷۸) تجرید (۴۰۲/۱) * المعجم الكبير (۸/۱۸) مجمع الزوائد (۶۲/۳)

۵۷۸۵ عمرو بن تغلب

النمری العبدی۔ مشہور صحابی ہیں جو بصرہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عمرو بن تغلب کے مسلمان ہونے کو سراہا جو صحیح بخاری وغیرہ میں ہے، اکثروں نے حسن بصری کے علاوہ ان سے روایت کرنے والے کسی شخص کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی حاتم * کا بیان ہے: حکم بن اعرج بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔

۵۷۸۶ عمرو بن تیم البیاضی

عدوی نے بحوالہ القدراس نسب میں ذکر کیا ہے کہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ پھر عدوی فرماتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے قدراس کی متابعت کی ہو۔ ابن دباغ وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۸۷ عمرو بن ثابت

بن قیش۔ بقول بعض: قیش بن زعنبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری، اپنے دادا کے حوالہ سے بھی عمرو بن اقیس کہے جاتے ہیں۔ والدہ بنت الیمان حضرت حذیفہ کی بہن ہیں۔ ان کا لقب اصیرم ہے احد میں شہادت پائی۔ محمد بن اسحاق * فرماتے ہیں: مجھ سے حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعید بن معاذ نے عن ابی سفیان مولیٰ ابن ابی احمد بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: صحابہ کرام! مجھے ایسے شخص کا حال بتاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور وہ جنتی ہے؟ تو لوگوں کو ان کی پہچان نہ ہوئی، وہ آپ سے پوچھنے لگے: وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اصیرم بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیس ہے۔

حصین فرماتے ہیں کہ میں نے محمود (یعنی ابن لبید) سے پوچھا: اصیرم کا کیا قصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام کا انکار کرتے تھے، جب غزوہ احد ہوا اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہو چکے تھے، ان کے سامنے اسلام کی حقیقت واضح ہو گئی اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور لوگوں میں جا گھسے اور جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ زخموں نے انہیں نڈھال کر دیا۔ اسی اثناء میں بنی عبدالاشہل کے لوگ اپنے شہداء کی لاشیں تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ان پر نظر پڑی۔ حیران ہو کر کہنے لگے: ارے یہ تو اصیرم ہے لیکن یہاں اسے کون لایا ہے؟ ہم تو اسے چھوڑ آئے تھے کہ وہ اس دین سے انکاری ہے۔ پھر انہوں نے ان سے پوچھا: اے عمرو! تم یہاں کیسے پہنچے؟ کیا اپنی قوم کی غیرت کی وجہ سے یا اسلام میں رغبت کی وجہ سے؟ انہوں نے کہا: اسلام میں رغبت کی وجہ سے، میں اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان ہوا ہوں اور اپنی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں لڑتا رہا یہاں تک کہ میری یہ حالت ہو گئی جو تم لوگ دیکھ رہے ہو۔ پھر انہی لوگوں کے ہاتھوں میں دم توڑ دیا۔ نبی ﷺ سے ان کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔ * یہ حسن اسناد ہے جسے ایک جماعت نے بطریق

* اسد الغابہ (۳۸۷۳) استیعاب (۱۹۲۰) تجرید (۴۰۲/۱) * الجرح والتعديل (۲۲۳/۶)

* اسد الغابہ (۳۸۷۴) تجرید (۴۰۲/۱) * اسد الغابہ (۳۸۷۵) استیعاب (۱۹۲۱) تجرید (۴۰۲/۱)

* السيرة النبوية (۷۲/۳) * مسند احمد (۳۶۳/۹) مجمع الزوائد (۱۵۹۵۹) کنز العمال (۳۶۸۲۶)

ابن اسحاق نقل کیا ہے۔

دوسری سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے جس میں ان کے اسلام کے دفاع کا سبب ہے، چنانچہ ابوداؤد نے دوسری سند سے اور حاکم وغیرہ نے بطریق جہاد بن سلمہ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ عمرو بن اقیس کا جاہلیت میں سود تھا تو انہوں نے اسے لیے بغیر مسلمان ہونا اچھا نہ سمجھا۔ وہ اُحد کے دن آئے آ کر پوچھنے لگے میرے چچا زاد بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا اُحد میں ہیں، انہوں نے کہا: اُحد میں؟ چنانچہ اپنی زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان سے پہلے پہنچ گئے۔ جب مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے: عمرو ہماری طرف کیسے؟ انہوں نے کہا: میں ایمان لا چکا ہوں، پھر بھر پور طریقے سے لڑتے رہے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے۔ انہیں ان کے گھر لایا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آ کر ان کے بھائی سلمہ سے پوچھنے لگے: کیا اس نے اپنی قومی غیرت سے جنگ کی ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے۔ پھر ان کا انتقال ہو گیا اور جنت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ یہ اسناد بھی حسن ہے۔

اس سند کو اور پہلی سند کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ جن لوگوں نے پہلے ان سے کہا تھا: ہمارے پاس کیسے؟ تو وہ ان کی قوم بنی عبدالاشہل کے علاوہ چند اور مسلمان تھے، کیونکہ جب انہوں نے انہیں زخمی حالت میں پایا تو انہیں اٹھا کر ان کے گھر والوں کے پاس لے آئے۔ دوسری روایت میں متعین ہے کہ کسی نے ان سے ان کی جنگ کے متعلق پوچھا۔ ابن مندہ کو ان کے حالات میں دو وہم ہوئے ہیں، ایک تو انہوں نے کہا: عمرو بن ثابت بن وقش بن اصیرم بن عبدالاشہل، جس میں انہوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ وہ اصیرم بن عبدالاشہل ہیں۔ دوسرا وہم: انہوں نے ان میں اور عمرو بن اقیس میں فرق کیا ہے جبکہ دونوں ایک ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم!

بخاری میں بطریق اسرائیل، ابن اسحاق سے بحوالہ براء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک زرہ پوش شخص آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں جنگ کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کر کے جنگ میں شرکت کرو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر بہت زیادہ پایا ہے۔ اسی روایت کو مسلم نے بطریق زکریا بن ابی زائدہ، ابن اسحاق سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: انصار کی طرف سے بنی عتیبہ کا ایک شخص آ کر کہنے لگا: ”میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا..... پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اور نسائی نے اسے بطریق زہیر عن ابی اسحاق اسرائیل کی روایت کے مفہوم میں نقل کیا ہے جو مرفوع اور ان الفاظ میں ہے، اس نے کہا: اگر میں دشمن قوم پر حملہ کر کے قتل ہو جاؤں اور میں نے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی کیا میرے لیے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

۵۷۸۸ عمرو بن ثعلبہ *

بن وہب بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار بن حکیم انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * نے شریکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کی کنیت ابو حکمہ ہے۔

۵۷۸۹ (ز) عمرو بن ثعلبہ الجہنی *

ثم الزهري۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق الوضاح بن سلمہ الجہنی بواسطہ اپنے والد بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ سیالہ میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی، میں مسلمان ہو گیا تو آپ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، عمرو بن ثعلبہ کا انتقال سوسال کی عمر میں ہوا، ان کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ * ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔ ابن مندہ نے انہیں سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے جو ان کا وہم ہے۔

۵۷۹۰ عمرو بن ثعلبہ السہمی

حارث بن عمرو بن ثعلبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۷۹۱ (ز) عمرو بن جابر الطائی

رافع بن عمرو کے والد، تمام رازی اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ عمرو بن عقبہ بن عمارہ بن یحییٰ بن عبد الحمید بن یحییٰ بن عبد الحمید بن محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن رافع بن عمرو طائی تین سوسال ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کا گمان تھا کہ ان کی ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہے، مجھ سے ابی اسلم بن یحییٰ کے چچا نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا ہے۔ مجھ سے میرے والد عبد الحمید نے اپنے والد سے بحوالہ محمد بن عمرو انہوں نے اپنے دادا سے اور مجھ سے ابو رافع بن عمرو نے اپنے والد عمرو طائی کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا، پھر وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب رہا، اپنی قوم کے پاس آئے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ سند غریب ہے، اس کا کوئی راوی بھی معروف نہیں۔

۵۷۹۲ عمرو بن جابر الجنی *

جنات کے وفد کے ایک فرد جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور باوردی، جاکم، طبرانی اور ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق مسلم بن قتیبہ روایت کی ہے کہ ہم سے عمرو بن نبھان، بواسطہ سلام ابو عیسیٰ بحوالہ صفوان بن المعطل روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ حج کے لیے نکلے جب مقام عرج میں پہنچے تو ہمیں لوٹ پوٹ ہوتے ایک سانپ دکھائی دیا جو

* اسد الغابہ (۳۸۷۹) استیعاب (۱۹۲۴) تجرید (۴۰۲/۱) * السیرۃ النبویۃ (۲/۲۶۰)

* اسد الغابہ (۳۸۷۷) استیعاب (۱۹۲۳) تجرید (۴۰۲/۱) * المعجم الکبیر (۸۴/۱۷) مجمع الزوائد (۴۰۵/۹)

* اسد الغابہ (۳۸۸۱) تجرید (۴۰۲/۱)

تھوڑی دیر بعد مر گیا تو ہمارے ایک ساتھی نے اپنی زنبیل سے ایک کپڑے کا ٹکڑا نکالا اور اسے کفن دے کر اس کے لیے گرٹھا کھودا جس میں اسے دفن کر دیا۔ جب ہم مسجد حرام میں پہنچے تو ہمارے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: تم لوگوں میں سے عمرو بن جابر والا کون ہے؟ ہم نے کہا: ہم اسے نہیں جانتے۔ اس نے کہا: جسے تم لوگ دفن کر آئے ہو وہ جن تھا، اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

یہ ان نو میں سے آخری وفات پانے والے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن سننے آئے تھے۔ حکیم ترمذی نے اپنے نوادر میں بطریق سفیان عن ابی اسحاق بحوالہ ثابت قطبہ ثقفی روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: ہم سفر میں تھے، راستے میں ہمیں ایک سانپ اپنے خون میں مرا ہوا ملا جسے ہم نے دفن کر دیا۔ جب ہم ایک وادی میں فروکش ہوئے تو ہمارے پاس عورتیں یا طے جلے لوگ آئے، وہ کہنے لگے: تم میں سے عمرو والا کون ہے؟ ہم نے کہا: عمرو کون ہے؟ انہوں نے کہا: وہ سانپ جسے تم لوگوں نے دفن کیا ہے اس جماعت میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ ہم نے پوچھا: اس کا کیا قصہ ہوا؟ انہوں نے بتایا: جنوں کے دو قبیلوں میں جو مسلمان اور مشرک تھے جنگ ہوئی تو یہ شہید ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے ایک اور واقعہ کسی دوسرے جن کا نقل کیا ہے، ان کا نام بھی عمرو ہے جو اس سے مختلف ہے۔ چنانچہ بطریق جبیر بن الحکم روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے چچا ربیع بن زیاد نے بحوالہ ابوالاشہب الطار دی نقل کیا ہے کہ میں ابوبعاء الطار دی کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ان کے پاس کچھ لوگ آ کر کہنے لگے: ہم حسن بصری کے پاس تھے، ہم نے ان سے پوچھا: ان جنوں میں سے کوئی زندہ ہے جنہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ابورجاء الطار دی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے پہلے دور کے ہیں، ممکن ہے ان کے پاس اس کے متعلق کوئی معلومات ہوں۔ سو ہم آپ کے پاس آ گئے۔ وہ فرمانے لگے: ایک دفعہ میں اور میرے ساتھی حج کے لیے روانہ ہوئے میری عادت تھی کہ میں علیحدہ فروکش ہوتا، ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت آرام کر رہا تھا کہ اچانک بہت زیادہ سفید رنگ کا سانپ ٹپ رہا تھا، میں نے برتن میں پانی ڈال کر اس کے قریب کر دیا، اس نے پانی پیا پھر وہ تڑپنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ میں نے اپنی نئی سفید چادر سے ایک ٹکڑا پھاڑا، سانپ کو غسل دے کر اس میں کفنایا اور گہرا گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔ پھر ہم وہاں سے چل پڑے۔ چلتے چلتے دوسرے دن کی دوپہر ہو گئی، ہم ایک مقام پر فروکش ہوئے، میں اپنے ساتھیوں سے ایک طرف تھا، اچانک بہت سی آوازیں سنائی دیں جن سے میں خوفزدہ ہو گیا، تو مجھے آواز دی گئی: ڈریے نہیں! ڈریے نہیں! ہم جنات ہیں۔ صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں، جو کل آپ نے ہمارے ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ وہ اس جنات کی جماعت کا آخری شخص تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا، اس کا نام عمرو تھا۔

میں کہتا ہوں: پہلی حدیث میں واقعے والی شخصیت صفوان ہے اور اس میں ابورجاء، اور ثابت بن قطبہ والی حدیث میں نام نہیں۔ احتمال ہے کہ کسی ایک کے ساتھ اس کی تشریح کی جائے، اس میں اشکال بھی ہے، کیونکہ دونوں بظاہر مختلف ہیں۔ جبکہ دونوں کے لیے آخری ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ممکن ہے پہلی شخصیت سات کے ساتھ مشروط ہو اور دوسری اس شرط کے ساتھ کہ انہوں نے سنا ہے۔ اس بنا پر کہ مثال کے طور پر دونوں جماعتوں (سات اور نو) نے سماع کیا ہو۔ حرف سین میں سزق کے ذیل میں بیان ہو چکا

ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں ذن کیا تھا کہ وہ آخری جن صحابی ہیں جنہوں نے بیعت کی تھی، لہذا ان کا آخری ہونا بیعت ہونے کے لحاظ سے ہے۔ ان کے ساتھ اس کی قید و شرط اس لئے لگائی گئی باوجودیکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ سابقہ لوگوں سے بعد کا ہے اس واسطے کہ عمرو بن طارق کے حالات میں آئے گا کہ وہ آئے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور عثمان بن صالح کی ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس حدیث کو بیان کیا تھا۔ اور مذکورہ عثمان کا انتقال ۲۱۹ھ میں ہوا۔ پس اگر اس جہنی شخص نے ان سے سچی بات کی تو احتمال ہے کہ صدی والی حدیث اور جو صحیح میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد انسان ہیں بخلاف جنات کے کہ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم

۵۷۹۳ عمر بن جبلة

بن وائل بن قیس بن بکر الکھی القضاعی۔ ابن کلبی اور ابو عبید نے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الدباغ وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ سعید بن الابرش بن ولید بن عمرو کے دادا ہوتے ہیں جو ہشام بن عبدالملک کے دربان تھے۔ ان کا واقعہ ”عصام“ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ جسے ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں نقل کیا ہے۔

۵۷۹۴ عمرو بن جَدْعَان

ابن مندہ بطریق ابو معشر اور ابوامیہ بن یعلیٰ دونوں بواسطہ مقری بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرو بن جدعان! جب کپڑا خریدو تو عمدہ خریدو....“۔ (حدیث) * مہاجر بن قنفذ کے حالات میں بیان ہوگا کہ ان کا نام عمرو بن خلف بن عیس بن جدعان ہے، شاید وہ یہی ہیں۔

۵۷۹۵ عمرو بن جَرَاد

ان کی ایک غریب حدیث ہے جسے علی بن سعید عسکری نے بطریق الریح بن بدر انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ عمرو بن جرادر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قبیلہ سعد کو چھوڑو وغیرہ وہ نیک بخت ہو جائیں گے۔“ *

۵۷۹۶ (ز) عمرو بن جندب

بنوئی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کی حدیث بقیہ نے عن صفوان بن عمرو عن یزید بن أسیم بحوالہ عمرو بن جندب روایت کی ہے کہ انہوں نے سعید بن عمرو سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے:

* اسد الغابہ (۳۸۸۲) تجرید (۴۰۳/۱) * اسد الغابہ (۳۸۸۳) تجرید (۴۰۳/۱)

* مجمع الزوائد (۱۰۹/۴) حکنز العمال (۴۶۱۵۷) اسد الغابہ (۳۵۹/۳) * اسد الغابہ (۳۸۸۴) تجرید (۴۰۳/۱)

* اسد الغابہ (۳۶۰/۳) * اسد الغابہ (۳۸۸۶) تجرید (۴۰۳/۱)

”وہ برباد و خسارے میں رہا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مہربانی نہیں ڈالی۔“

حسن بن سفیان نے عن صفوان بن صالح، ولید بن مسلم، صفوان، عن ابی روادہ بحوالہ عمرو بن جندب روایت کی ہے کہ انہوں نے سعید بن عمرو سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں.... پھر یہی الفاظ ذکر کیے۔ ابن الاثیر سے غلطی ہوئی، انہوں نے یہ حدیث عمرو بن حبیب بن عبد شمس کے حالات میں نقل کر دی ہے۔ اور عنوان کے آغاز میں لکھتے ہیں: عمرو بن جندب۔ بقول بعض: ابن ابی جندب، ایک قول ہے: ابن حبیب، جو ان کا وہم ہے۔ عمرو بن ابی جندب تو اور ہیں اور تابعی ہیں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے علی بن الارقم نے روایت کی ہے۔ بیہقی کی شعب الایمان میں ان کی حدیث اس آیت کے شان نزول کے متعلق ہے: ”اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کریں....“

۵۷۹۷ عمرو بن جندب العنبری

عمرو بن حبیب کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۷۹۸ عمرو بن جلاس

بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری، اموی نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے بحوالہ بغوی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایت محفوظ ہے اور نہ نسب۔

۵۷۹۹ عمرو بن الجموح

ابن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری السلمی، انصاری سرداروں میں ہیں۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق مغازی میں لکھتے ہیں: عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سردار تھے اور ان کے صاحب شرافت انسان تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے نو جوان، جن میں ان کا بیٹا معاذ اور حضرت معاذ بن جبل تھے، اسلام لے آئے تو وہ عمرو کے بت کے پاس آتے اور اسے بنی سلمہ کے کسی نالے میں گرا آتے، عمرو جاتے تو اسے اوندھے منہ گندگی میں پڑا دیکھتے۔ اٹھا کر لاتے، غسل دیتے اور خوشبو لگاتے اور کہتے: مجھے اگر معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے میں اسے رسوا کر کے رکھ دوں۔ ان لوگوں نے کئی بار ایسا کیا۔ ایک دن عمرو تلوار لائے اور اس کے کندھے پر لٹکا کر کہنے لگے: اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوگی تو اپنا دفاع کر لینا۔ ادھر شام سے یہ لوگ تیار بیٹھے تھے، انہوں نے ایک مردہ کتا لیا اور بت کی گردن میں باندھ دیا اور تلوار اتار لی۔ صبح عمرو نے بدستور اسی ذلت کی حالت میں پایا، ان کی ہدایت کا فیصلہ ہو چکا تھا، بات سمجھ آگئی اور اسلام لے آئے، جس کے متعلق ان کے اشعار بھی ہیں:

”اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو اور کتا ایک ہی رسی میں کنوئیں کے درمیان نہ پڑے ہوتے۔“

ابن کلبی فرماتے ہیں: عمرو بن الجموح انصار میں سب سے آخر میں اسلام لائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ”الادب المفرد“ میں

السرائج، ابوالشیخ الامثال میں اور ابو نعیم "معرفۃ الصحابہ" میں بطریق حجاج الصواف عن ابی الزبیر روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم لوگوں کا سردار کون ہے؟ ہم نے عرض کی: جد بن قیس باوجودیکہ ہمیں ان کا بجل ناپسند ہے۔ آپ نے فرمایا: بجل سے بڑی اور کیا بیماری ہوگی؟ اس وقت آپ نے ہاتھ بلند کر کے ارشاد فرمایا تھا "بلکہ تمہارا سردار عمرو بن الجموح ہے۔" عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب شادی کرتے تو ایسے کا بندوبست یہ فرماتے تھے۔ ابو نعیم نے معرفۃ اور حلیۃ میں اسی طرح ابوالشیخ اور الشعب میں بیہقی نے بطریق ابن عیینہ عن ابن المنکدر عن جابر ان کا مفہوم روایت کیا ہے اور ولید بن ابان کتاب النساء میں بطریق اشعث بن سعید عن عمرو بن دینار بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ ابو نعیم نے بھی اسے بطریق حاتم بن اسماعیل عن عبدالرحمن بن عطاء عن عبدالملک بن جابر بن عتیک عن جابر بن عبد اللہ معنا نقل کیا ہے۔ اسی میں ہے "بلکہ تمہارا سردار سفید اور گھنگھریالے بالوں والا عمرو بن الجموح ہے۔" ابوالشیخ اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں بطریق رشید عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ مختصر روایت کی ہے اور المستدرک میں حاکم نے اور ابوالشیخ نے غریب اسناد عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کا مفہوم نقل کیا ہے، اور ولید بن ابان نے بطریق ثوری عن حبیب بن ابی ثابت نبی ﷺ سے مرسل روایت کی ہے۔

ابوخلیفہ عن ابن عائشہ عن بشر بن المفصل عن ابی شبرمہ عن شعبی اس کا مفہوم روایت کرتے ہیں۔ ابن عائشہ لکھتے ہیں: کسی انصاری نے یہ اشعار کہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور بات تو آپ ﷺ کی ہی چلتی ہے۔ خواہ جس سے کہیں، ہم سے آپ نے فرمایا: تمہارا سردار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، جد بن قیس اگرچہ ان میں بجل ہے لیکن پھر بھی انہیں سردار بنایا ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے عمرو بن الجموح کو سخاوت کی وجہ سے سردار بنا دیا، اس فیاضی کی وجہ سے عمرو کا سردار بننے کا حق بھی بنتا ہے۔ اے جد بن قیس! اگر تم میں وہ وصف ہوتا جو عمرو بن الجموح میں ہے تو تم ہی سردار رہتے۔"

علائی نے یہ روایت دوسرے طریق سے بحوالہ شعبی نقل کی ہے جس میں شعر ہے اور ولید بن ابان نے بطریق عبد اللہ بن ابی ثمامہ، انصار کے شیوخ سے اس کا مفہوم نقل کیا ہے جس میں شعر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو عبد الرحمن المقری نے ہم سے بواسطہ حیوہ بحوالہ ابو صخر حمید بن زیاد روایت کی ہے کہ یحییٰ بن النصر نے ابو قتادہ کے حوالہ سے انہیں بیان کیا کہ عمرو بن الجموح نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاتا ہوں تو کیا اپنے اس (لنگڑے) پاؤں کے ساتھ جنت میں چلوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس وقت ان کا پاؤں لنگڑا تھا۔

ابن ابی شیبہ "اخبار مدینہ" میں لکھتے ہیں: ہارون بن معروف ہم سے ابن وہب، حیوہ، ابو صخر، یحییٰ بن نصران کے سلسلہ سند سے بحوالہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ اس وقت وہاں تھے کہ عمرو بن جموح رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کی راہ میں قتال کرتے کرتے شہید ہو جاؤں تو آپ مجھے جنت میں اپنے اسی پاؤں سے چلتے دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ وہ اور ان کا بھتیجا احد کے روز شہید ہوئے۔ نبی ﷺ کا ان کے ہاں سے

گزر ہوا تو فرمایا:

”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے اسی صحیح پاؤں سے جنت میں چل رہے ہو۔“
پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں اور ان کے مولا کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ مرزبانی نے ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جو انہوں نے اسلام لانے کے موقع پر کہا تھا: ج
”میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں جو پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ کی آگ سے پناہ طلب کرتا ہوں، میں اس کے انعامات کی وجہ سے اس کی ثناء کرتا ہوں اپنے دل کے پوشیدہ اور ظاہر سے۔“

۵۸۰۰ عمرو بن جہم

بن قیس بن عبد شراحیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی العبدی، ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۱ عمرو بن حارث

بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال الفہری، ابونافع کنیت تھی۔ بقول بعض: نام جابر تھا۔ ابن اسحاق مہاجرین حبشہ میں اور موسیٰ بن عقبہ شراکاء بدر میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۵۸۰۲ عمرو بن حارث

بن ابی ضرار بن عائد بن مالک بن جذیمہ، وہی المصطلق بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی المصطلقی، زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت جویریہ بنت النخع کے بھائی۔ ابواسحاق سمعی عن عمرو بن حارث برادر حضرت جویریہ بنت النخع، روایت کرتے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت دینار چھوڑا نہ درہم.... (حدیث) اسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرو اپنی بہن حضرت جویریہ بنت النخع سے، ابن مسعود اور زینب ابلیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن قحطان نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے۔ حضرت زینب ابلیہ ابن مسعود سے روایت کرنے والے عمرو بن حارث، صاحب عنوان عمرو بن حارث بن ابی ضرار کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ حضرت زینب ثقفیہ ہیں اور اکثر طرق میں ”عن عمرو بن حارث، حضرت زینب کے بھتیجے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں“ آیا ہے۔

۵۸۰۳ عمرو بن حارث

بن عبد العزی، عمرو بن عبد العزی میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

السنن الکبریٰ (۲۴/۹) * اسد الغابہ (۳۸۸۸) تجرید (۴۰۳/۱)

اسد الغابہ (۳۸۸۹) استیعاب (۱۹۲۶) تجرید (۴۰۳/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۶۱/۱)

اسد الغابہ (۳۸۹۲) استیعاب (۱۹۲۷) تجرید (۴۰۳/۱) * بخاری کتاب الوصایا (۲۷۳۹)

نسائی کتاب الاحتباس (۳۵۹۶) (۳۵۹۷) مسند احمد (۹۳/۱۷)

۵۸۰۴ عمرو بن حارث

بن کندہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری۔ قواقل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن اسحاق نے شرکاء بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۵ عمرو بن حارث

بن ہبشہ، عبد اللہ کے بھائی۔ عدوی کا بیان ہے احد میں شریک ہوئے۔

۵۸۰۶ عمرو بن حبیب

بن عبد شمس، وہی عمرو بن سمرہ بن حبیب، اپنے دادا کے نسب سے ذکر کیے جاتے ہیں۔

۵۸۰۷ عمرو بن حبیب ابو محجن الثقفی

مرزبانی نے ان کا یہ نام نقل کیا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہونا ہے (ت ۱۰۳۹۸ ج ۳)۔

۵۸۰۸ عمرو بن ابی حبیبہ

ذہبی نے تجرید میں بحوالہ مسند قی بن مخلد ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۹ عمرو بن حجاج الزبیدی

طبرانی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ صحابی ہیں، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۱۰ عمرو بن حرث

بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی، یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ بقول ابن حبان: بدر کے دنوں میں پیدا ہوئے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: ہجرت سے پہلے کی پیدائش ہے۔ ابن ابی داؤد نے بحوالہ ان کے روایت کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے ایک حویلی کا مدینہ میں نقشہ کھینچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کے دور میں بڑے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ صدیق اکبر، عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ اپنے بھائی سعید بن حرث، جو خود بھی صحابی ہیں، ان سے بھی روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ان کا بیٹا جعفر اور کوفہ کے دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں، جن میں سب سے کم سن فطر بن خلیفہ ہیں۔ بقول بعض: خلف بن خلیفہ نے انہیں دیکھا ہے، جو صحیح قول نہیں۔ امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ کا کہنا ہے: ۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ زیاد اور اس کے بیٹے عبد اللہ بن زیاد کی طرف سے کوفہ کے نائب بھی مقرر ہوئے تھے۔ ایک قول ہے: ۹۸ھ میں فوت ہوئے جو ثابت نہیں۔

تجرید (۴۰۴/۱) * اسد الغابہ (۳۸۹۳) تجرید (۴۰۴/۱) * تجرید (۴۰۴/۱)

تجرید (۱۱۲) * اسد الغابہ (۳۸۹۵) تجرید (۱۱۲) * اسد الغابہ (۳۸۹۶) استیعاب (۱۹۲۸) تجرید (۱۱۲)

التاریخ الكبير (۳۰۵/۲/۳) * الثقات (۲۷۲/۳)

۵۸۱۱ عمرو بن حرث (دوسرے)

ابو یعلیٰ ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کرتے ہیں اور بحوالہ ابی خثیمہ نقل کرتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: جب ابو یعلیٰ اور ابو خثیمہ نے دیکھا ان سے مصری (مصر کی فضیلت کے بارے حدیث) روایت کرتے ہیں، حالانکہ یہ کوئی ہیں تو انہیں پہلے کے علاوہ دوسرا شخص سمجھ لیا۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں کا گمان اس لحاظ سے کہ یہ اور ہیں حق کے موافق ہے۔ رہا صحابی ہونا تو اس میں اختلاف ہے۔ یہی بات صالح بن احمد بن حنبل نے ”المسائل“ میں نقل کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: عمرو بن حرث کوئی وہی ہیں جن سے اہل شام روایت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، یہ اور ہیں۔ اور یعلیٰ نے بطریق سعید بن ایوب روایت کی ہے کہ ابو ہانی نے مجھ سے بحوالہ عمرو بن حرث حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے خادم سے جو کام ہلکا کر دیا وہ تمہارے نامہ اعمال میں وزن کا باعث ہوگا۔ ایسا ہی ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ عمرو صحابی ہیں۔ جبکہ امام بخاری و مسلم نے اس کا انکار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: عمرو بن حرث سے حمید بن ہانی مرسل روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ابن وہب نے اپنی عمرو بن حرث تک کی سند سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی خثیمہ بحوالہ ابن معین لکھتے ہیں: تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن المبارک نے کتاب الزہد میں حیوہ بن شریح سے بواسطہ ابو ہانی روایت کی ہے کہ میں نے عمرو بن حرث وغیرہ کو فرماتے سنا کہ یہ آیت تو اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی: ”اللہ تعالیٰ ان کے اپنے بندوں کے لیے رزق بکھیر دیتا تو وہ زمین میں زیادتی کرنے لگتے۔“ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے کہا: کاش ہمارے پاس بھی دنیا ہوتی تو پھر وہ دنیا کی تمنا کرنے لگے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن صاعد اپنی کتاب الزہد میں ان کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ عمر و مصری ہیں، جو صحابی نہیں اور مخزومی کے علاوہ ہیں۔

۵۸۱۲ عمرو بن حزم

بن زید بن لؤذان النزاری۔ نسب ان کے بھائی عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ کنیت ابو الضحاک تھی۔ غزوہ خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں نجران کا گورنر مقرر کیا تھا، آپ سے وہ خط نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے ان کے لیے فرائض، زکوٰۃ اور دیات وغیرہ کے احکام لکھوا بھیجے تھے۔ جسے ابو داؤد، نسائی، ابن حبان اور دارمی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابراہیم بن المنذر نے ”طبقات“ میں لکھا ہے۔ بقول بعض: ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: یہی صحیح کے مناسب ہے، چنانچہ مسند ابو یعلیٰ میں ان کے ثقہ رجال سے مروی ہے کہ انہوں نے امیر

اسد الغابہ (۳۸۹۷) تجرید (۱۱۲) * اسد الغابہ (۳۶۵/۳) * مسند ابی یعلیٰ (۱۴۷۲/۳)

الجرح والتعذیل (۲۲۶/۶) * سورة الشوریٰ (۲۷) * اسد الغابہ (۳۸۹۹) استیعاب (۱۹۲۹) تجرید (۴۰۴/۱)

معاویہ سے ان کے بیٹے یزید کی بیعت کے بارے میں دلائل سے گفتگو کی تھی۔ طبرانی وغیرہ میں ہے: انہوں نے امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے سامنے یہ حدیث نقل کی ”عمار کو باغی گروہ قتل (شہید) کرے گا۔“ * واللہ اعلم

۵۸۱۳ (ز) عمرو بن حزن النمری

سیف، الفتوح میں لکھتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے وقت ثمامہ بن اثال کو اہل یمامہ سے جنگ میں کمک (مدد) پہنچائی تھی۔

۵۸۱۳ عمرو بن حسان

سمر میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۸۱۵ عمرو بن ابی حسن انصاری *

ان کے بھائی عمارہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن ہلال المازنی عمرو بن یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے اپنے چچا سے بحوالہ عمرو بن ابی حسن روایت کی ہے، فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے کھلی کی اور اشتقاق (ناک میں) ایک مرتبہ پانی ڈالا۔“ *

میں کہتا ہوں: اسناد میں کچھ ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہم نہ ہو اس لئے کہ حدیث صحیحین میں بطریق عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بواسطہ ان کے والد مروی ہے کہ میں عمرو بن ابی حسن کے پاس تھا تو فرمایا: عبداللہ بن زید، شاید کسی راوی سے ناوانشتہ غلطی ہوگئی ہو۔ اور اس نے یہ حدیث عمرو بن ابی حسن کی قرار دی ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ عمرو بن ابی حسن نے اتنی حدیث ہی نقل کی ہو۔ واللہ اعلم

۵۸۱۶ عمرو بن الحضرمی

یہ عبداللہ ہیں۔ عمرو بن عبداللہ میں ذکر ہوگا۔

۵۸۱۷ (ز) عمرو بن الحکم القضاہی *

ثم القینی۔ سیف، الفتوح میں حفص بن میسرہ سے بحوالہ زید بن اسلم روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ نے بنی قین کی طرف ایک عامل زکوٰۃ بھیجا، جب قضاہ قبیلہ مرتد ہوا تو عمرو بن الحکم اور امرؤ القیس بن الاصح دین پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔

۵۸۱۸ عمرو بن الحمام *

بن الجوح انصاری۔ از بنی سلمہ ابو جعفر طبری اور دولابی نے بکائین میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ان کا ذکر

* مسند احمد (۱۹۹/۴) جامع المسانید (۵۵۹/۹) المسند الجامع (۱۲۶/۱۴)

* اسد الغابہ (۳۹۰/۱) تجرید (۴۰۴/۱) * جامع المسانید (۵۶۶/۹) اسد الغابہ (۳۶۶/۳)

* اسد الغابہ (۳۹۰/۲) استیعاب (۱۹۳۰) تجرید (۴۰۵/۱) * اسد الغابہ (۳۹۰/۴) تجرید (۴۰۵/۱)

کیا ہے جیسا کہ سالم بن عمرو کے حالات میں بیان ہو چکا ہے (ت ۳۰۴ ج اول)۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر لکھتے ہیں مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں اور یہ عمیر بن الحما م ہیں جن کا ذکر ہونا ہے اس واسطے کہ بکائی تبوک میں رہتے تھے اور یہ اس سے بہت پہلے شہید ہو چکے تھے۔ ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں بحوالہ مستغفری روایت کی ہے کہ انہوں نے لکھا ہے: عمرو بن حما م احد میں شہید ہوئے۔ یوں انہیں عمرو بن جموح جن کا ذکر گزر چکا ہے یا عمیر بن حما م کی وجہ سے شبہ ہو گیا ہے۔

۵۸۱۹ (ن) عمرو بن ابی حمزہ

بن سنان الاسلمی۔ واقفی بطریق المنذر بن جهم انہی عمرو بن ابی حمزہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ کی معیت میں ہی مدینہ آئے۔ پھر آپ سے اپنے اہل و عیال سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی۔ جب مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچے تو ایک خوبصورت باندی دیکھی جس سے صحبت کر بیٹھے بعد میں ندامت ہوئی تو نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ کو اطلاع دی آپ نے ایک آدمی کو ایسے کوڑے کے ذریعے جو درمیانہ اور نرم ہو حد کے طور پر کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ ابن شاپین، ابن قحون اور ابو موسیٰ نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۲۰ عمرو بن الحکم

ابن کامل بقول بعض اکاہن بن حبیب بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کنعنی۔ بقول ابن السکن ببحابی ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں: حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ بقول بعض: حجۃ الوداع کے بعد اسلام لائے، جبکہ پہلا قول صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے بطریق صحیح بن حکم، انہوں نے اپنے چچا سے بحوالہ عمرو بن حنق روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، ایک دفعہ میں آپ کے پاس تھا.... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا واقعہ نقل کیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ حاکم ابوالاحد کی کتاب ”الکنی“ میں ابوداؤد مازنی کے حالات میں بطریق اموی عن ابن اسحاق جو روایت لکھی ہے اس کا تقاضا یہ ہے عمرو بن الحکم بدر میں شریک ہوئے۔ اور ابواسحاق بن ابی فروہ سے جو ایک ضعیف راوی ہے، مروی ہے کہ ہم سے یوسف بن سلیمان نے اپنے دادا معاویہ کے واسطے سے بحوالہ عمرو بن حنق نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پینے کے لیے دیا تو آپ نے انہیں دعا دی: ”اے اللہ! اسے اپنی جوانی سے بہرہ مند فرما“۔ چنانچہ ان کی عمر اسی (۸۰) سال ہو گئی پھر بھی ایک سفید بال نہیں دیکھا۔ یعنی انہوں نے اسی (۸۰) سال کا عرصہ مکمل کیا نہ یہ کہ اس کے بعد اسی (۸۰) سال زندہ رہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: شام میں رہائش تھی

اسد الغابہ (۳۹۰/۵) تجرید (۴۰۵/۱) اسد الغابہ (۳۶۷/۳)

اسد الغابہ (۳۹۰/۶) استیعاب (۱۹۳/۱) تجرید (۴۰۵/۱) استیعاب (۲۵۷/۳)

مختصر تاریخ دمشق (۲۰۱/۱۹) جامع المسانید (۵۷۱/۹) مختصر تاریخ دمشق (۲۰۲/۱۹)

استیعاب (۲۵۷/۳)

پھر کوفہ رہنے لگے تھے۔

پھر حضرت عثمان کے مخالفین کے ساتھ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام جنگوں میں شریک رہے اس کے بعد مصر آ گئے۔ طبرانی اور ابن قانع بطریق عمیرہ بن عبد اللہ المعافری وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے عمرو بن لُحْم کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتنوں کا ذکر سنا تھا جس میں محفوظ عربی لشکر ہوگا اس لئے میں تمہارے پاس مصر آ گیا۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بروایت رفاعہ بن سواد بحوالہ ان کے یہ حدیث ”جس شخص نے کسی کو اس کے خون کا امن دیا پھر اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری اگرچہ مقتول کا فرہو“ نقل کی ہے۔ نیز ان سے عبد اللہ بن عامر المعافری، خبیر بن نفیر حضری اور ابو منصور مولیٰ انصار روایت کرتے ہیں۔ طبری ابو یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حجر بن عدی کے معاونین میں سے تھے جب زیاد نے حجر بن عدی کو گرفتار کر لیا اور انہیں ان کے ساتھیوں سمیت شام بھیج دیا تو عمرو بن لُحْم (موصل) بھاگ گئے۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان ^{۱۷۸} کا بیان ہے وہ موصل روانہ ہو گئے تھے اور ایک غار میں روپوش ہو گئے، جہاں انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا۔ موصل کے گورنر نے سرکاٹ کر زیاد کے پاس بھیج دیا جو زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ۵۱ھ کا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عبد الرحمن بن عثمان ثقفی نے قتل کیا اور ان کا سر روانہ کر دیا۔ بقول بعض ۶۳ھ واقعہ حرہ تک زندہ رہے۔ ابن السکون فرماتے ہیں: ایک قول ہے: امیر معاویہ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے جب یہ گرفتار ہو گئے تو مارے دہشت کے ان کا انتقال ہو گیا تو فرستادہ گروہ نے تہمت سے بچنے کے لیے ان کا سرکاٹ لیا اور ان کی طرف روانہ کر دیا پھر عمدہ سند کے ذریعہ ابواسحاق سہمی بحوالہ حیدۃ خزاعی روایت کی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا سر جو بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ عمرو بن لُحْم کا سر تھا، جسے زیاد نے امیر معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔

۵۸۲۱ عمرو بن حمّٰہ الدوسی

نسب ان کے بیٹے جندب بن عمرو کے حالات میں حرف جیم کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ ابوبکر بن درید کا بیان ہے: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ جبکہ اوروں کا کہنا ہے: جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ بڑی عمر پائی تھی۔ انہی کے یہ اشعار ہیں: ^{۱۷۹}
”مجھے گزشتہ دور کی باتیں سنائی جاتی ہیں۔ یقیناً ایک دن میں نے بھی موت کا شکار ہو جانا ہے۔“
ابن کلبی نے ان کا یہ شعر نقل کیا ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ جاہلیت کے حاکم اور عمر رسیدہ شخص تھے۔ بقول بعض: تین سو نوے (۳۹۰) سال زندہ رہے اور پھر ان کا یہ اور سابقہ شعر نقل کیا: ^{۱۸۰}

”میں بوڑھا ہو گیا اور میری عمر لمبی ہو گئی گویا میں ناگوں کا ڈسا ہوا جس کی رات نہیں بتی۔ نہ میں بیماری میں مبتلا ہوا بلکہ مجھ پر گرمیوں اور بہار کے لگا تار سال آئے تین سو سال پورے اور لواب میں چوتھے کے گزرنے کی امید کر رہا ہوں اور میری حالت یہ ہو رہی ہے کہ میں اس پرندے کی مانند ہوں جو جال اور گھونسلے کے درمیان

زخمی پیٹھ والا ہو۔ جب وہ اڑنے کا قصد کرے تو اسے کہا جاتا ہے پیٹھ جا۔
 لکھتے ہیں: بقول بعض انہی کو ذوالحکم کہا جاتا تھا اور عرب میں لاٹھی کھٹکھٹانے کے بارے میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔
 کیونکہ جب یہ بہت عمر رسیدہ ہو گئے تو غافل ہو جایا کرتے تھے، تو لوگوں نے انہیں جگانے کے لیے ایک شخص مقرر کر دیا تھا جو لاٹھی
 زمین پر مارتا تو ان کی سمجھ بھال ہو جاتی۔ اس کی جانب حارث بن وعلہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے: **ع**
 ان العصا قرعت لذی الحكم

اور فرزدق کا شعر ہے: **ع**

كانت العصا كانت لذی الحكم تفرع

ایک اور شاعر کہتا ہے: **ع**

لذی الحكم قبل اليوم ما تفرع العصا

میں کہتا ہوں: اس کا سبب بھی بیان ہو چکا ہے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جندب بن عمرو بن حمہ کے حالات میں ہے۔

۵۸۲۲ عمرو بن حنہ * از انصار

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق قیس بن ربیع عن الأعمش عن ابی سفیان بحوالہ جابر روایت کی ہے کہ ایک
 انصاری شخص جسے عمرو بن حنہ کہا جاتا تھا، آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ نے دم سے منع کر دیا ہے جبکہ میں سانپ کے کاٹے کا دم کیا
 کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ذرا مجھے سناؤ۔ انہوں نے سنایا، آپ نے فرمایا: اس میں کوئی ایسی ممانعت والی بات نہیں یہ مضبوط کلمات
 ہیں..... (حدیث) * اسی میں ہے ایک انصاری صاحب آئے جو بچھو کے کاٹے کی جھاڑ پھونک کرتے تھے..... پھر ان کا ذکر کیا۔ اس
 سے شبہ ہوتا ہے راوی نے ان کے والد کا نام تبدیل کر دیا ہو چنانچہ مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے جو بطریق ابومعاویہ عن الأعمش اسی
 سند سے مروی ہے اس میں فرماتے ہیں: عمرو بن حزم آئے۔ اسی طرح یہ روایت ابوالزبیر نے جابر اور قیس سے نقل کی ہے۔ آخری عمر
 میں ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے محدثین ان کی روایت کردہ حدیث ضعیف قرار دیتے ہیں تو اگر ان کے حافظے نے ساتھ دیا کہ یہ
 دوسرے ہیں وگرنہ اس حدیث کے سیاق سے دو مختلف واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ ادھر راویوں میں عمرو بن حنہ ہے جو عمر بن عبدالرحمن بن
 عوف سے روایت کرتے ہیں۔ ابن جریج عن یوسف بن الحکم بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔ ابن جریج سے آگے ان کے حدیث
 کی اسناد میں اختلاف ہے۔

۵۸۲۳ عمرو بن خارجہ بن قیس *

بن مالک بن عدی بن عامر بن النجار انصاری خزرجی، ابن اسحاق * نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۳۹۰/۷) تجرید (۳۰/۱) * المعجم الكبير (۷۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۱۱/۵) اسد الغابہ (۳۶۹/۳)

* اسد الغابہ (۳۹۰/۸) تجرید (۳۰/۱) * السيرة النبوية (۲۶۲/۲)

۵۸۲۳ عمرو بن خارجہ بن المنتفق

الاسدی۔ آل ابی سفیان کے حلیف۔ بقول بعض: اشعری، انصاری، محبی، بہر کیف پہلا نسب زیادہ مشہور ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: اسدی ہیں، شام رہے اور ان کی حدیث اہل بصرہ سے نقل کی جاتی ہے وہ ابوسفیان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے بطریق قتادہ عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمن بن غنم ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیا اور میں اس کے سینے کے پاس کھڑا تھا..... (حدیث) اسی میں ہے: ”وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی“۔ بعض نے اسی پر اکتفا کیا ہے۔ نسائی نے اس کے بعض طرق میں بروایت اسماعیل بن ابی خالد نقل کی ہے اور سند میں شہر کا ذکر نہیں کیا اور نہ ابن غنم کا تذکرہ کیا ہے اور طبرانی نے یہ روایت دوسری سند کے ذریعہ بواسطہ قتادہ نقل کی ہے جس میں شہر کا ذکر کیا ہے لیکن ابن غنم کا ذکر نہیں کیا۔

عسکری فرماتے ہیں: شہر کا ان سے سماع صحیح ثابت نہیں، حالانکہ ایک دوسری حدیث میں شہر کے ان سے سماع کی صراحت موجود ہے جو طبرانی کی کتاب میں ہے۔ عسکری اور طبرانی نے ان کی ایک اور حدیث بروایت شععی بحوالہ ان کے نقل کی ہے اور طبرانی یہ حدیث ”لا وصیۃ لوارث“ بطریق مجاہد بن عمرو بن خارجہ نقل کرتے ہیں۔ حرف خاء میں بیان ہو چکا ہے کہ کسی راوی نے یہ نام پلٹ دیا ہے اور خارجہ بن عمرو لکھ دیا ہے۔

۵۸۲۵ عمرو بن خییب

بن عمرو العنبری۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام قلمبند کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا اجتماع کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ ان بہادروں میں سے تھے جنہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جنگ فحل کے لئے بھیجا تھا۔ طبری، سیف سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ جب وہ یمن روانہ ہوئے تاکہ مرتدوں سے جنگ کریں جو خلافت صدیقی کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہے عمرو بن جندب، اسی طرح ذیل میں ابن فحون نے ذکر کیا ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتوحات میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۵۸۲۶ عمرو بن ابی خزاعہ

ابو شہر لکھتے ہیں: ایک صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: محمد بن عبید اللہ اشعری کھول سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن ابی خزاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ عہد نبوی میں ان لوگوں کے ہاں ایک قتل ہو گیا تو آپ نے قسامت خزاعہ پر مقرر کی ابن مندہ نے یہ حدیث

اسد الغابہ (۳۹۰۹) استیعاب (۱۹۳۲) تجرید (۴۰۵/۱)

ترمذی کتاب الوصایا باب ما جاء لا وصیۃ لوارث (۲۱۲۱) نسائی (۳۶۴۴) ابن ماجہ (۲۷۱۲) المسجم الكبير (۳۵/۱۷)

تجرید (۴۰۶/۱) الاکمال (۱۷۰/۶)

اسد الغابہ (۳۹۱۱) استیعاب (۱۹۳۳) تجرید (۴۰۶/۱) الجرح والتعديل (۲۳۰/۶)

اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابو شہر فرماتے ہیں: کھول نے عیینہ بن ابی سفیان سے سماع نہیں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے آیا انہوں نے انہیں دیکھا ہے یا نہیں، کھول عمرو بن ابی خزاعہ جو ایک صحابی ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۸۲۷ (ز) عمرو بن الخفاجی العامری

صلصل بن شریل کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے فیض اٹھایا ہے۔ آپ نے ان کی اور عمرو بن الحجب کی طرف خط بھیجا تا کہ یہ دونوں آئیں اور ارداد کے بارے میں ان سے گفتگو فرمائیں۔ یہ طبری کا بیان ہے، جبکہ سیف کا بیان ہے کہ عمرو بن الخفاجی کی طرف اس پیام کا قاصد زیاد بن حنظلہ تھے اور خط میں تھا کہ مردوں سے جنگ میں ہمت سے کام لیں۔

۵۸۲۸ عمرو بن خلف

بن عمیر التیمی۔ وہی مہاجر بن قنفذ ہیں، مہاجر اور قنفذ دونوں ان کے لقب ہیں۔

۵۸۲۹ (ز) عمرو بن خویلد الخزاعی

ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر بطریق علی بن المدینی مسند روایت کی ہے کہ عمرو بن خویلد خزاعی صحابی ہیں۔ اور ان کی کئی احادیث ہیں۔ اس کے بعد ابن السکن نے ان کی ایک حدیث نقل کی کہ اس کے علاوہ ان کی حدیث مجھے نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں جن کے متعلق علی بن المدینی نے کہا ہے وہ ابو شریح خزاعی ہیں اس واسطے کہ الازرقی کا نام خویلد بن عمرو ہے۔ شاید جو حدیث ابن السکن نے نقل کی ہے وہ الٹ گئی ہے کہ بطریق حشر بن نباتہ عن اسحاق بن ابراہیم عن کھول بحوالہ عمرو بن خویلد خزاعی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زکوٰۃ روکنے والے، یتیم کا مال کھانے والے جادوگر اور والدین کے نافرمان کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔“

۵۸۳۰ عمرو بن ذی النور الدوسی

عمرو بن الطفیل میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۸۳۱ عمرو بن ربیع

بقول بعض: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام حارث ہے۔

۵۸۳۲ (ن) عمرو بن ربیعہ

بنوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ صحابہ پر کتابیں لکھنے والوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یعقوب نے بطریق عبدالمنان بن عبداللہ عن قیس بن ہمام عن عمرو بن ربیعہ روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا:

”میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایسی ذات ہے کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے دور کر دیتی ہے۔“

۵۸۳۳ (ن) عمرو بن زائدہ

بقول بعض: عمرو بن قیس بن زائدہ بن الاصم العامری، وہی ابن ام مکتوم تائید ہیں۔ عمرو بن ام مکتوم میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۸۳۴ عمرو بن زرارہ الانصاری

طبری نے المعجم الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن سلیمان ابی السائب عن القاسم بحوالہ ابو امامہ روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک عمرو بن زرارہ انصاری ایک جوڑا اور تہبند پہنے جو ٹخنوں سے نیچے تھے ہم سے آئے۔ تو آپ ﷺ ان کے کپڑے کے کنارہ کو پکڑ کر فرمانے لگے اور تواضع کا اظہار کرنے لگے: ”اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔“ یہاں تک کہ عمرو بن زرارہ نے سن لیا، نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”عمرو بن زرارہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو بہت اچھا پیدا کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار تہبند اور شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لکانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

۵۸۳۵ عمرو بن زرارہ

بن قیس بن عمرو النخعی۔ ان کا تذکرہ ان کے والد زرارہ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ان کے صحابی ہونے کا احتمال ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی ایک حدیث ہے جسے ہم ”فوائد المخلص“ میں اور ان کے والد کے ذکر میں انہی عمرو کے حوالہ سے روایت کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہاتھ کھینچا تھا (یعنی بیعت توڑ دی)۔

۵۸۳۶ عمرو بن ابی زہیر

بن مالک بن امرئ القیس انصاری موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (ت: ۳۹۶۱) تجرید اسماء الصحابة (۴۰۶/۱)۔ دلائل النبوة (۱۰۳) اسد الغابۃ (۳۷۰/۳) جامع المسانید (۵۷۸/۹)

اسد الغابۃ (۳۹۱۹) تجرید (۴۰۶/۱)۔ تہذیبی پنڈلیاں حمش الساقین کا ترجمہ ہے۔

المعجم الکبیر (۲۳۲/۸) مجمع الزوائد (۱۲۴/۵) الدر المنثور (۱۷۲/۵)

اسد الغابۃ (۳۹۲۰) تجرید (۴۰۷/۱)۔ اسد الغابۃ (۳۹۲۲) استیعاب (۱۹۳۷) تجرید (۴۰۷/۱)

۵۸۴۷ عمرو بن سالم

بن حصین بن سالم بن کلثوم خزاعی از مَنج ابن عمرو بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن یحییٰ بن خزاعہ۔ محمد بن اسحاق * "المغازی" میں فرماتے ہیں: زہری نے بواسطہ عروہ بن زبیر بحوالہ مردان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ روایت کی ہے کہ دونوں فرماتے ہیں: عمرو بن سالم خزاعی نبی ﷺ کے پاس گئے جب وتیر میں خزاعہ اور بنی بکر کا جھگڑا ہوا تھا۔ اور آپ کو خبردار کیا اور یہ اشعار پڑھے:

"اے اللہ! میں محمد (ﷺ) اپنے والد کے معاہدہ حلف اور ان کے والد سردار کے حلیف ہونے کا واسطہ ہے، آپ ہمارے والد کی طرح اور ہم اولاد کی طرح تھے، پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم نے ہاتھ نہیں کھینچا۔ اللہ کے رسول! مضبوط مدد کیجئے! اور اللہ کے بندوں کو بلائیے وہ مدد کے لیے آجائیں۔ ان میں رسول اللہ ﷺ اکیلے ہیں، اگر ان کا چہرہ گرد آلود ہوا، ایسے لشکر سے جو سمندر کی طرح جھاگ اچھالتا ہے نمودار ہوں گے۔ قریش نے آپ کے وعدہ کے خلاف کیا ہے اور آپ کا مضبوط عہد توڑ دیا ہے۔ جب ہم تہجد میں مصروف عبادت تھے انہوں نے ہم پر شخون مارا اور ہم لوگوں کو کروع و سجدے کی حالت میں قتل کیا"۔ *

جو اس سے لمبا قصیدہ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہوئی کہ ہوئی"۔ پھر فتح مکہ کا واقعہ نقل کیا۔ سعید بن یعقوب نے "الصحابة" میں بطریق حزام ابن ہشام بحوالہ عمرو بن سالم روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! انس بن زبیر نے آپ ﷺ کی ہجو کی ہے، تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو بدر قرار دے دیا۔ جس کی طرف اسید بن ابی ایاس بن زبیر کے حالات میں اشارہ ہو چکا ہے۔ یہی اشعار عمرو بن کلثوم خزاعی کے حوالہ سے بھی مروی ہیں جیسا کہ ابن مندہ نے بطریق اسماعیل بن سلیمان بن عقیل بن وہب بن سلمہ خزاعہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عمرو بن کلثوم نقل کیا ہے کہ میں "سرح" میں مکہ سے مدینہ مدد طلب کرنے کے لیے آیا یہاں تک کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہو گئی تو وہ کہنے لگے..... پھر ان اشعار کا ذکر کیا۔

اور نو اندابی طاہر المخلص میں بحوالہ ابن صاعد ہم سے یحییٰ بن سلیمان بن نعلہ نے وہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے چچا محمد بن جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا بحوالہ میمونہ بنت حارث روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ان کی باری کی رات میں ان کے پاس کھڑے ہوئے، نماز کے لیے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: "ہاں میں حاضر ہوں" تین بار فرمایا۔ میں عرض کرنے لگی: اللہ کے رسول! میں نے آپ کو کسی انسان سے بات کرتے سنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی کعب کا شاعر ہے جو مجھ سے رحمت کا طلبگار ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی اعانت کی ہے۔ * راوی کا بیان ہے ہم تین دن ٹھہرے، نبی ﷺ نے نماز پڑھائی میں نے شاعر کو شعر کہتے سنا، پھر کچھ اشعار اور یہ واقعہ ذکر کیا۔ سہیلی نے اس شاعر کے صحابی ہونے

* اسد الغابہ (۳۹۲۳) استیعاب (۱۹۳۸) تجرید (۴۰۷/۱) * السیرۃ النبویۃ (۳۱/۴)

* بلاد خزاعہ کا مشہور چشمہ۔ * اسد الغابہ (۳۷۲/۳) استیعاب (۱۹۳۸/۳) الکامل فی التاريخ (۱۶۲/۲)

* السنن الکبریٰ (۲۳۴/۹) کنز العمال (۳۰۱۶۶) الدر المنثور (۲۱۵/۳) * المعجم الکبیر (۱۰۵۲/۲۳)

پر طعن کیا کہ اس کا یہ کہنا: ہم مسلمان ہوئے اس کی مراد سلامتی ہے نہ کہ اسلام، کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، جس کی تردید اس کے اس شعر سے ہوتی ہے: ”ہمیں رکوع و سجود کی حالت میں قتل کیا گیا“۔ ابن اسحاق کی روایت میں لکھا ہے انہوں نے بالائی حصے میں ہمیں تہجد پڑھتے جب ہم قرآن کی تلاوت کر کے رکوع و سجود میں تھے قتل کیا۔ جس کی تاویل بعض نے یہ کی ہے کہ وہ ان لوگوں کے حلیف ہیں جو رکوع و سجود کرتے ہیں، جس کا بعید ہونا ظاہر ہے۔ ابن کلبی، ابو عبید اور طبری کا کہنا ہے: یہ عمرو بن سالم وہ ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے موقعہ پر غزاة کے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔

۵۸۳۸ عمرو بن سبیع الراہوی*

بقول بعض: ابن سبیع، جسے ابن ماکولانے نقل کیا ہے اور ابن شاپین نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے بطریق یزد بن طلحہ تمیمی روایت کی ہے کہ عمرو بن سبیع راہوی راہویوں کے وفد میں آئے۔ یہ لوگ بنی سلیم بن رہا بن مہبہ بن حرب بن عبد المذحجی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پندرہ (۱۵) مرد تھے سب اسلام لے آئے نبی ﷺ نے انہیں منتخب کر لیا۔ لفظ رہا صوری فرماتے ہیں: روایت میں پیش سے لکھا ہے۔ جبکہ عبد الغنی نے اسے زبر سے قلمبند کیا ہے اور اس میں اور شہر کے نام میں فرق کیا ہے کہ وہ پیش سے ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ہم سے عمران بن ہزان راہوی نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن سبیع راہوی شخص مسلمان ہو کر آئے انہوں نے آپ کے سامنے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

”اللہ کے رسول! میں نے آپ کے لیے یہ کلام بنایا ہے جو صحراؤں میں بجز زمین کے بعد ہموار و بجز زمین طے کرتا ہے (یعنی اس کی گونج پھیل گئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پرچم بنا کر دیا جسے لے کر وہ جنگ صفین میں حضرت امیر کے ساتھ شریک ہوئے۔“

۵۸۳۹ عمرو بن سراقہ*

بن الحنظل بن انس بن ازأة بن رباع بن قرط بن عبد اللہ بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی، از خاندان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ عبد اللہ بن سراقہ کے بھائی ہیں۔ خلیفہ فرماتے ہیں: دونوں کی والدہ قد امہ بنت عبد اللہ بن عمر بن اہیب بن حذافہ بن جح ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے عبد اللہ بن جحش کے سریہ میں نکلنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن شہاب شریک بدر میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، وہ انہیں انصاری سمجھ بیٹھے جس کی ابو نعیم نے تردید کی اور انہوں نے صحیح کیا۔ حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: یقوت بن محمد زہری، محمد بن طلح، ابوصالح مولیٰ عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیعہ، عبد اللہ بن عامر، ان کے سلسلہ سند میں ربیعہ سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سریہ نخلہ میں بھیجا، ہمارے ساتھ عمرو بن سراقہ نامی ایک شخص تھے جن کا پیٹ ہلکا اور قد دراز تھا۔ وہ بھوک سے اتنے بڑھال ہوئے کہ اپنی کمر دھری کر لی وہ چل نہیں سکتے تھے وہ ہمارے اوپر گر گئے، ہم نے ایک چوٹا پتھر لیا جسے ان کے پیٹ پر باندھ کر ان کی کمر پر کس دیا، تو وہ ہمارے ساتھ چلنے کے

قابل ہو گئے۔ اتنے میں ہم کسی عربی قبیلہ کے ہاں آئے، ان لوگوں نے ہماری ضیافت کی تو ان کی جان میں جان آئی۔ پھر وہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ فرماتے ہیں: میں سمجھتا تھا پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں، اب معلوم ہوا پیٹ پاؤں کو اٹھاتا ہے۔ ابن اسحاق * کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کی زمین میں انہیں حصہ دیا، خلیفہ کا بیان ہے خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔ کسی نے ان کے والد سراقہ کی تاریخ وفات لکھی ہے، اس کا قول پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۵۸۳۰ عمرو بن ابی سرح *

ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضہبہ بن حارث بن فہر الغہری، کنیت ابوسعید تھی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * نے مہاجرین حبشہ اور شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں: کچھ لوگوں کا گمان ہے یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے چچا ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ عمرو فہری ہیں اور وہ عامری ہیں۔ طبری لکھتے ہیں: خلافت عثمانی ۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۸۳۱ عمرو بن سعد بن الحارث *

بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن افضی بن حارث۔ غزوہ موتہ * میں شہادت پائی، جو ابن شہاب نے "مختصر السیرۃ النبویہ" میں ذکر کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے ان کے بھائی عامر بن سعد بن حارث کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۸۳۲ (ز) عمرو بن سعد بن عمرو

بن زید بن مالک بن یزید بن اسامہ بن زید بن ارطاة بن شریل الخولانی۔ ہمدانی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے جو یزید بن حجر کے حالات میں درج ہے جنہیں التوکل کہا جاتا تھا وہ اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: صاحب عنوان عمرو بن سعد، جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، التوکل کے چچا ہیں۔ لکھتے ہیں: وہ ان شہر کے بھائی ہیں جن کے متعلق شاعر کہتا ہے:

"عمرو اور شہرے کہو! تمہارا باپ ان لوگوں میں سے بہترین آدمی ہے جنہیں "ذات نفاق" نے پکڑا۔"

۵۸۳۳ عمرو بن سعد بن معاذ *

انصاری اوسی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن ابی داؤد بن الاسکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابو نعیم کی روایت ہے ابن ابی داؤد نے جو محمد بن محمد بن یعقوب الحمجی کی طرف لکھا ہے نقل کرتے ہیں کہ بنی عبدالاشہل سے سعد بن معاذ اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمرو ہیں، ایسا ہی ابن القدرح کی کتاب میں ہے۔

* السیرۃ النبویہ (۲/۲۶۶) * اسد الغابہ (۳۹۲۹) استیعاب (۱۹۴۰) تجرید (۱/۴۰۷)

* اسیرۃ النبویہ (۱/۲۶۱) * السیرۃ النبویہ (۲/۲۶۷) * تجرید (۱/۴۰۷)

* مختصر تاریخ دمشق (۱۹/۲۰۹) * اسد الغابہ (۳۹۳۰) تجرید (۱/۴۰۷)

لکھتے ہیں: میں نے حضرت سعد کو خواب میں دیکھا اور ان کے دونوں بیٹوں کے بارے میں دریافت کیا تو وہ فرمانے لگے: دونوں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ میں نے پوچھا: ان میں سے بڑا کون ہے؟ فرمایا: عمرو۔ ابن مندہ بحوالہ ابن القدرح بلا سند نقل کرتے ہیں اور ابن السکن و ابو داؤد بطریق داؤد بن الحصین عن واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم سے آراستہ قبائلی تو لوگ آپ ﷺ کو دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سعد کے جنت میں رد مال اس سے افضل ہیں"۔

اس کے راوی معتبر ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال بنی قریظہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے بعد نبی ﷺ کی وفات سے پانچ یا چھ سال پہلے ۵۴ یا ۵۵ھ میں ہوا اور عمر کی جو بھی عمر ہوئی وہ اپنے والد کی وفات کے وقت اس سے زیادہ کے ہوں گے، اس بنا پر میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۴۴ عمرو بن سعد

یاسعید۔ ابو کبشہ انصاری۔ کئیوں میں ذکر ہوگا۔

۵۸۴۵ عمرو بن سعد

ایک قول کے مطابق: ابوسعدا الخیر کا نام ہے جن کا تذکرہ کئیوں میں ہوتا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عامر بن مسعود ہے۔ اس میں ابن الاثیر رحمہ اللہ کو خط ہوا ہے جیسا کہ میں نے آخری قسم میں ذکر کیا ہے۔

۵۸۴۶ عمرو بن سعدی قرظی

طبری، بغوی اور ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ہیں جو بنی قریظہ کے قلعہ سے اتر آئے تھے جس رات ان کا قلعہ فتح ہوا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہاں گئے۔ واقدی فرماتے ہیں: ضحاک بن عثمان، محمد بن یحییٰ بن حبان سے بحوالہ عمرو بن سعدی ہم سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: اے جماعت یہ یہود اتم نے محمد سے بد عہدی کی ہے، تم نے عہد کیا تھا کہ ان کے مقابلہ میں کسی کو مدد نہیں کرو گے۔ اور جوان پراچا تک حملہ آور ہوگا اس کے مقابلے میں ان کی مدد کرو گے جس کی تم نے پاسداری نہ کی۔ لہذا میں تو اس میں شامل نہیں ہوتا اور نہ تمہاری غداری میں شریک ہوتا ہوں.... پھر ان کا واقعہ نقل کیا یہاں تک کہ انہوں نے کہا: میں تم سے بری ہوں۔ چنانچہ وہ اسی رات نکل آئے اور نبی ﷺ کے پہرے داروں کے پاس سے گزرے جو محمد بن مسلمہ کی کمان میں تھے۔ محمد نے کہا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے اپنا نسی تعارف کرایا، تو محمد بن مسلمہ فرمانے لگے: اللہ! شریف لوگوں کے سرداروں سے مجھے محروم نہ فرما اور انہیں رستہ دے دیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر مسجد نبوی میں آئے، رات وہیں گزاری اور مسلمان ہو گئے۔ صبح ہوئی تو یہ آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گئے۔ آپ ﷺ کو ان کے متعلق آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”وہ ایسا شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی سچائی کی وجہ سے نجات دی۔“
طبرانی کا بیان ہے انیس بن قریظہ کے لوگوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تو صبح ان کی رسی اسی جگہ ملی لیکن ان کا کوئی نام و نشان معلوم نہ ہو سکا۔

(۵۸۳۷) (ز) عمرو بن سعواء

بقول بعض: شعواء الیافعی۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے، صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔

(۵۸۳۸) (ز) عمرو بن سعید

بن عاص بن امیہ بن عبد شمس۔ ابو عقبہ قرشی اموی کنیت تھی۔ ان کے بھائیوں خالد، ابان، سعید اور عبد اللہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بھی تھیں۔ عبد اللہ بن سعید کا نام حکم تھا جو نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا اور لمبی عمر پائی یہاں تک کہ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ اسلام میں خالد نے پہل کی جبکہ ان کے بھائی عمرو بعد میں مسلمان ہوئے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: سعید بن عاص ابواجمہ کے ہاں سعید بن سعید پیدا ہوئے اور جنگ طائف میں شہادت پائی۔

ابن اسحاق نے ان کی اہلیہ کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بتایا ہے اور واقدی نے بروایت ام خالد بنت خالد بن سعید بن بن عاص روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں: حبشہ آنے کے دو سال بعد ہمارے پاس میرے چچا عمرو بن سعید آئے اور پھر وہیں رہے یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی دو کشتیاں آئیں تو ان میں وہ بھی آ گئے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: مہاجرین حبشہ میں سے ہیں اور خلافت صدیقی میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: ان کی کوئی زریہ اولاد نہیں رہیں اور ان کے والد بمقام ظریہ فوت ہوئے۔ ان کے بھائی خالد بھی اسلام لے آئے تو ان کے بھائی ابان نے خود مسلمان ہونے سے پہلے دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

”کاش! مقام ظریہ میں دفن شخص موجود ہوتا اور دیکھتا کہ عمرو اور خالد (اس کے بیٹے) نے دین میں کیا افتراء کر لیا ہے۔ ان دونوں نے ایک ساتھ عورتوں کے دین کی اطاعت قبول کر لی اور ہمارے ان دشمنوں کی مدد کر رہے ہیں جو ہمارے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں۔“

عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں کہا: ص

”میرے بھائی! تمہیں کیا ہوا؟ میں تمہیں برا بھلا کہنے کا نہیں۔ جبکہ تم بری بات کہنے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ جب اس پر مشکلات آئیں تو وہ کہتا ہے کاش مقام ظریہ کا مردہ زندہ ہو جاتا۔ میرے بھائی! جو شخص فوت ہو چکا

البدایۃ والنہایۃ (۱۲۱/۴) * اسد الغابہ (۳۹۳۴) تجرید (۴۰۸/۱)

اسد الغابہ (۳۹۳۶) استیعاب (۱۹۴۱) تجرید (۴۰۸/۱) * جامع المسانید (۵۸۱/۹)

السیرۃ النبویۃ (۳/۴) * دونوں شعر اسد الغابہ (۶۳۸/۳) میں ابن عساکر کی کتاب (۲۱۲/۱۹) میں ہیں۔

ہے اسے چھوڑو اور جو حق ظاہر ہو چکا ہے اسے دیکھو۔

ابوالعباس السراج نے بطریق خالد بن سعید بن عمرو بن سعید روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان کے چچاؤں خالد، ابان اور عمرو صابز ادگان سعید بن عاص کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے اپنے عہدے چھوڑ دیئے جس پر صدیق ﷺ نے ان سے کہا: تم لوگوں سے بڑھ کر کوئی بھی ان کا حقدار نہیں۔ اس کے بعد یہ لوگ شام (جہاد میں شرکت کے لیے) روانہ ہو گئے اور سب شہید ہو گئے۔ خالد یمن کے، ابان بحرین کے اور عمرو سوادِ خیبر پر مقرر تھے۔ بطریق اگلی مروی ہے، فرمایا: عمرو بن سعید اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ واقدی فرماتے ہیں: عمرو فتح مکہ، حنین، طائف اور غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ پھر شام چلے گئے اور خلافت صدیقی میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ یہی ابن اسحاق * کا قول ہے اور موسیٰ کا بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود کا بحوالہ عروہ یہی قول ہے، جبکہ خلیفہ بن خیاط نے ان کے برخلاف قول اختیار کیا ہے کہ وہ مرج الصفر میں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے انہیں وادی القریٰ وغیرہ کا گورنر بنایا تھا جس پر وہ تادم حیات پر قرار رہے۔ اور ابو حذیفہ نے ”المبتداء“ میں بطریق عبداللہ بن قرط الثعالی جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان دنوں محض فروکش ہوئے تھے، فرماتے ہیں: اجنادین کے دن میں عمرو بن سعید کے پاس سے گزرا، وہ مجاہدین کو صبر و استقامت کی ترغیب دے رہے تھے۔ پھر مسلمانوں پر حملہ ہوا تو عمرو کی ابرو پر تلوار کا وار پڑا، پھر انہوں نے ایک واقعہ ذکر کیا، اس میں ہے: عمرو بن سعید فرمانے لگے: میں نہیں چاہتا کہ قیس کے لوگ آ کر میرے ساتھیوں کو رسوا کریں بلکہ میں چاہتا ہوں ان میں داخل ہو جائیں، تھوڑی دیر بعد ان لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو تلوار لیے ان میں جا گھسے، جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو یہ گرے ہوئے تھے ان کے جسم پر تیس (۳۰) سے زائد تلوار کے زخم آئے تھے۔

۵۸۴۹ عمرو بن سعید الثقفی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی * نے اپنے استدراک میں، اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ عمرو بن عثمان کے حالات میں (آگے عنوان نمبر ۵۸۷۷ میں) بیان کروں گا۔

۵۸۵۰ عمرو بن سعید الہذلی *

ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حاتم بن اسماعیل بن عبداللہ بن یزید ہذلی عن سعید بن عمرو بن سعید ہذلی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اور انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا تھا، فرمایا: میں نے اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس بت دیکھا جس کا نام ”سواع“ تھا، ہم لوگ اس کے پاس ذبح کیے جانے والے جانور لے کر گئے تو ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی۔ *

ابو نعیم نے ”دلائل“ میں یہ روایت اسی سند سے اور ابو سعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ ﷺ“ میں بطریق عبداللہ بن یزید

ہذلی عن سعید بن عمرو ہذلی انہوں نے اپنے والد سے (انہوں نے عمرو کے والد کا نام نہیں لیا) فرمایا: میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ اپنے قومی بت سواع کے پاس حاضر تھا اور ذبیحہ کے جانور اس کے پاس ہنگالے گئے تھے۔ تو ہمیں اس کے پیٹ سے آواز سنائی دی جو یہ تھی: انتہائی تعجب کی بات ہے، سخت لوگوں کے درمیان سے ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو سود اور بتوں کے ذبیحہ کو حرام قرار دیتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم مکہ آئے، ابو بکر الصديق (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہمیں نبی ﷺ کے دین کے بارے میں بتایا اور اسلام کی دعوت دی، اس وقت تو ہم مسلمان نہیں ہوئے لیکن بعد میں مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ہذیل فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہذیل کا ایک شخص جسے عمرو کہا جاتا تھا مکہ بکریاں لے کر آیا جنہیں اس نے فروخت کر دیا، نبی ﷺ نے اسے دیکھا تو اسلام کی دعوت دی اور حق سے آگاہ کیا۔ ابو جہل (جو سائے کی طرح آپ کے پیچھے پھرتا رہتا تھا) اس سے کہنے لگا: غور کرو جو یہ تمہیں کہہ رہا ہے ہرگز اس کی طرف دھیان نہ دینا، تو وہ ہذلی آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ فرماتے ہیں: پھر وہی ہذلی فتح مکہ کے موقع پر اسلام لایا۔ ممکن ہے مذکورہ شخصیت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کوئی اور ہو۔

۵۸۵۱ عمرو بن سفیان الثقفی

بقول امام بخاری: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ حاکم ابواحمد کا قول ہے: حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا پھر اسلام لے آئے اور ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، باوردی اور ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ حارث بن بدل (ت ۲۰۳۱ ج اول) کے حالات میں ان کی حدیث گزر چکی ہے جو قسم چہارم میں ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس حدیث کے علاوہ ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے بطریق محمد بن راشد عن القاسم بن عبد الرحمن عن عمرو بن سفیان ثقفی روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، ان کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے تہبند کا گوشہ پکڑ کر فرمایا: ”عمرو! اسے بلند رکھو! اللہ تعالیٰ تہبند گھسیٹنے والوں کو پسند نہیں کرتا“۔ اسی روایت کو علی بن یزید نے قاسم بحوالہ ابوامامہ نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے تہبند لٹکا رکھا تھا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ عمرو بن قسطم کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۸۵۲ عمرو بن سفیان المحاربی

عمرو بن سفیان بن ہمام المحاربی کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۵۸۵۳ عمرو بن سفیان بن عبد شمس

بن سعد بن قائف بن الاوص بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن سلیم۔ ابوالاعور السلمی کنیت میں شہرت رکھتے

ہیں۔ مسلم اور ابوالاحمد الحاکم نے اگنی میں لکھا ہے: صحابی ہیں۔ جبکہ بغوی، ابن قانع، ابن سیح اور ابن مندہ وغیرہ نے بھی صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عباس الدوری، ابن قانع، ابن سیح اور ابن مندہ وغیرہ نے بھی صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عباس الدوری تاریخ یحییٰ بن معین میں فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ کو فرماتے سنا: ابوالاعور سلمی صحابی رسول ہیں، وہ امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ یحییٰ فرماتے ہیں: مجھے لگتا ہے ان کا نام عمرو بن سفیان ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: ابوسفیان بن حرب کے حلیف تھے۔ فرماتے ہیں: ان کی والدہ کا نام قریبہ بنت قیس بن عبد اللہ بن سعد بن سہم قرشیہ تھا۔

ابن ابی حاتم بحوالہ والد روایت کرتے ہیں: انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے، صحابی نہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابوالاحمد العسکری ان کی پیروی کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عمر و نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: جنین میں حالت شرک پر مالک بن عوف کے ساتھ شریک ہوئے، پھر مسلمان ہو گئے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ محمد بن حبیب کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ اپنے ہاں سے ہر ایسا شخص بھیج دیں جو کسی کام کی صلاحیت رکھتا ہو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف بصرہ، کوفہ، شام اور مصر سے چار چار افراد بھیجے۔ اتفاق سے بنی سلیم کے چار افراد یہ تھے: حجاج بن علاط، زید بن الاغص، مجاشع بن مسعود اور ابوالاعور۔

یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ہم سے بکیر نے بحوالہ لیث بن سعد بیان کیا، فرماتے ہیں: پھر غزوہ عموریہ ۲۳ھ میں ہوا۔ مصری فوج کا سپہ سالار وہب بن عیسر الجمحی اور شام کی فوج کا کمانڈر ابوالاعور سلمی تھا۔ ابو زرہ دمشقی کی روایت ہے۔ ابوالاعور سلمی نے ۲۶ھ قبرص کا محاصرہ کر لیا۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ ان کے بڑے کارنامے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے قیس بن حازم، ابو عبد الرحمن النخعی اور عمرو بکالی روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابوسعید بن یونس نے بیان کیا کہ وہ مروان کے ساتھ ۶۵ھ میں مصر آئے اور ان کا تذکرہ حارث نامی لوگوں میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں: حارث بن ظالم بن علس ابوالاعور الاسلمی ان کے نام میں اختلاف ہے۔

۵۸۵۴ عمرو بن سفیان العوفی عمرو بن سلیم۔

۵۸۵۵ (ن) عمرو بن سفیان البکانی

عمر و نامی حضرات کے آخر میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام سفیان ہے اور ابن عساکر کا بیان ہے: ان کا نام سیف ہے، جبکہ ادروں نے عبد اللہ بتایا ہے۔ اکثریت نے ان کا نام نہیں لیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۵۶ (ن) عمرو بن سلامہ

بن وقش البصاری، سلمہ کے بھائی۔ احد میں شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۵۷ (ن) عمرو بن سلمہ الضمری

بقول بعض: عمیر بن ابی سلمہ ضمری کا نام، تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۸۵۸ عمرو بن سلمہ

بن الحسن بن قریط بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ عمر بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حمید بن مالک بحوالہ ابو خالد کلابی روایت کی ہے کہ عمرو اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب پھلا اور کچے ٹھکے مسلمان بن گئے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ان کی درخواست پہ شہداء اور سہیہ کے درمیانی مقام کی چراگاہ بطور جاگیر عطا کر دی جسے انہوں نے ایک عرصہ تک چراگاہ رکھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا تو حجر نے اپنے اور بنی جعفر بن کلاب کے درمیان جنگ تک اسے چراگاہ رکھا، پھر وہ بھی قتل ہو گیا۔ رشاطی نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ ابوسعید عسکری کی روایت ہے کہ انہی عمرو بن سلمہ کی اولاد سے طہمان بن عمرو جو بہادر شاعر ہو کر رہا ہے جسے نجدہ الحردی نے چوری کے ضمن میں گرفتار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ آل مروان کے ساتھ اس کے کئی واقعات ہیں۔ خلافت عبد الملک میں فوت ہوئے اور سعید بن عمرو حجر کی لڑائی میں قتل ہوئے۔ ان کے بھائی مجیب بن عمرو کا ذکر ہے۔

۵۸۵۹ عمرو بن سلمہ

کنیت ابو یزید تھی جس کے قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے باء اور را سے تصغیر برید ہے۔ بقول بعض: یزید روزن عظیم ہے۔ اپنے والد سے ان کے اسلام لانے کا واقعہ نقل کرتے ہیں اور وہ اپنی قوم کے پاس کیسے لوٹے..... (حدیث) اسی میں ہے: ان لوگوں نے عمرو بن سلمہ کو باوجود صغیر السن ہونے کے بطور امام آگے کر دیا کیونکہ انہیں زیادہ قرآن یاد تھا۔ امام بخاری نے اسے نقل کیا ہے۔ ان کے صحابی ہونے کی دلیل بیان ہوگی۔ لیکن ابن مندہ نے بطریق حماد بن سلمہ عن ایوب بحوالہ عمرو بن سلمہ روایت کی ہے، فرمایا: میں وفد میں تھا۔ جو غریب ہے، باوجودیکہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۵۸۶۰ عمرو بن سلیم العوفی

ابن ابی عاصم نے صحابہ میں سے ”وحدان“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق السعلی بن عیاش عن قیس بن عبد اللہ بن عمرو بن سلیم العوفی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہے۔ فرمایا: میرے سامنے لوگوں کے آباء و اجداد پیش کیے گئے۔ میں نے دیکھا بنی عامر کا جد سرخ رنگ کا ہے، درختوں کی شاخیں کھا رہا ہے اور غطفان کا جد سبز چٹان ہے جس سے چشمے پھوٹ رہے ہیں..... (حدیث) جو بنی تمیم کے ذکر میں ہے، اسی میں ہے کہ وہ آخری زمانے میں حق کے مددگار ہوں گے۔ ابن الاثیر نے اپنے

اسد الغابہ (۳۹۴۵) استیعاب (۱۹۴۴) تجرید (۴۰۹/۱)

بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی ﷺ بمکة زمن الفتح (۴۳۰۲)

الإحاد والمثنائی (۶۱/۵) مجمع الزوائد (۶۳/۳) اسد الغابہ (۳۷۸/۳)

اسد الغابہ (۳۹۴۶) تجرید (۴۰۹/۱) الإحاد والمثنائی (۴۳۱/۲)

جامع المسانید (۵۹۱/۹)

استدراک میں ایسا ہی لکھا ہے اور مذکورہ حدیث کو ابن ابی عاصم تک اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے لیکن انہوں نے فرمایا: عمرو بن سفیان العوفی۔ ابن ابی عاصم نے ”ودعان“ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ تابعین میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان کا صحابی ہونا اور روایت و دیدار مشہور نہیں۔

۵۸۶۱ عمرو بن سمرہ

بن حبیب بن عبد شمس قرشی عجمی، عبد الرحمن کے بھائی۔ اپنے دادا کے نسب سے بھی ذکر کیے جاتے ہیں، جس کی طرف ثعلبہ بن ابی عبد الرحمن کے حالات میں اشارہ ہو چکا ہے۔ اسی روایت کو حسن بن سفیان نے عن حرمہ عن ابن وہب عن ابن لہیعہ مذکورہ سند سے وہاں ذکر کیا ہے۔

۵۸۶۲ (ن) عمرو بن سمیع

عمرو بن سمیع میں ذکر ہوا ہے۔

۵۸۶۳ عمرو بن سنان الخدری

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق خالد بن الیاس (جو ایک ضعیف راوی ہے) عن یحییٰ بن عبد الرحمن (جو ابن حاطب ہیں) عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن (جو ابن عوف ہیں) بحوالہ ابوسعید الخدری روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بنی خدرہ کا عمرو بن سنان نامی شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میری نئی شادی ہوئی ہے کیا آپ مجھے اجازت فراہم کریں گے کہ میں بنی سلمہ میں اپنی اہلیہ کے پاس جاؤں، تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ پھر سانپ کے مارنے اور اس شخص کے فوت ہونے کے بارے میں حدیث نقل کی۔ اصل حدیث صحیح (بخاری و مسلم) میں ہے جس میں نام نہیں اور اگر یہ محفوظ ہے تو شاید ابوسعید الخدری کے چچا ہیں جن کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔

۵۸۶۴ (ن) عمرو بن سنہ الاسلمی

حرمہ کے والد۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جس کا میں نے حرمہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

۵۸۶۵ عمرو بن سہل

بن قیس الانصاری۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں لکھتے ہیں: طالب بن حبیب بن عمرو بن سہل الانصاری، جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہیں، نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ کو فرماتے سنا: میں حمزہ کے روز اپنے والد کے ساتھ نکلا پھر اہل مدینہ کی فضیلت کے بارے میں حدیث نقل کی۔ جسے بزار نے بطریق طیالسی اور ابواحمد عسکری نے بطریق مویٰ بن اسماعیل عن طالب بن حبیب نقل کیا ہے لیکن وہ طالب کے نسب کے مخالف ہے۔ ان کی مسند میں ہے: طالب بن حبیب بن سہل بن قیس نے

فرمایا: ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا: میں اپنے والد کے ہمراہ حرہ کے دنوں باہر نکلا..... (حدیث) * لگتا ہے حبیب اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے ہیں۔ بظاہر یوں ہو گیا کہ صحابی ہل بن قیس نہیں، جس پر ابن الاثیر * چلے ہیں جیسا کہ حرف سین میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۸۶۶ عمرو بن سہل انصاری

شاید یہ پہلے والے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے اور طبرانی نے اوسط میں بطریق حنان بن سید عن عبد الرحمن بن الغیل بحوالہ عمرو بن سہل روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ رشتہ داری قائم رکھنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

۵۸۶۷ (ز) عمرو بن سیف البکائی

عمرو بن سفیان میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۸۶۸ عمرو بن شاس اسدی

بقول بعض: اسلمی بن عبید بن ثعلبہ بن رزبیہ بن مالک بن حارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ابن عبد البر نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ الدارقطنی نے ثعلبہ اول تک ان کا نسب بیان کر کے لکھا ہے: از بنی مجاشع بن دارم۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: یہ عمرو بن شاس اسلمی ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا عبد اللہ بن نیار اسلمی روایت کرتا ہے۔ امام احمد، بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق محمد بن اسحاق کہ مجھ سے ابان بن صالح عن فضل بن معقل عن عبد اللہ بن نیار اسلمی بحوالہ عمرو بن شاس اسلمی روایت کی ہے، جو صلح حدیبیہ والوں سے ہیں۔ فرمایا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن گیا تو اس سفر میں انہوں نے مجھ سے بے رخی کی، مدینہ پہنچ کر میں نے مسجد میں جا کر شکایت کر دی۔ نبی ﷺ کو اطلاع ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے تکلیف دی۔“ *

ابن حبان اپنی روایت میں لکھتے ہیں: فضل بن معقل اپنے دادا کی نسبت سے مذکور ہیں جبکہ وہ فضل بن عبد اللہ بن معقل بن یسار ہیں۔ مرزبانی * نے بنجم الشعراء میں اسلمی اور اسدی میں فرق کیا ہے اور جزم سے لکھا ہے کہ اسلمی روایت والے ہیں اور اسدی کو روایت حاصل نہیں ہے، صرف جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے جس میں ان کے اشعار ہیں۔ وہی اپنے بیٹے عرار کے متعلق کہتے ہیں: جس کی والدہ سیاہ فام تھی جس نے سیاہ فام بیٹا جنا اور وہ ایسی عورت تھی جو عمرو کو اذیت دیتی تھی تو عمرو بن شاس نے کہا: ص ”اس نے عرار کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم! جس نے عرار کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا اس نے ظلم کیا، اگرچہ عرار کا رنگ صاف نہیں پھر بھی میں کشادہ کندھے والے سیاہ فام کو پسند کرتا ہوں۔“

* جامع المسانید (۱۶۳/۶) * اسد الغابہ (۳۹۳/۳) * اسد الغابہ (۳۹۵۳) استیعاب (۱۹۴۷) تجرید (۴۱۰/۱)

* استیعاب (۲۶۳/۳) * مسند احمد (۴۸۴/۳) المستدرک (۱۲۲/۳) * معجم الشعراء (۲۲)

مرد* نے ”اکمل“ میں لکھا ہے: حجاج بن یوسف نے عبد الملک بن مروان کے پاس عرار بن عمرو بن شاس کو عبد الرحمن بن اشعث کا سردے کر بھیجا تھا جنگ کے متعلق عبد الملک نے عرار سے جو سوال بھی کیا اس کا تسلی بخش جواب پایا۔ پھر عبد الملک نے وہ اشعار کہے جو عرار کے والد نے کہا تھا، تو عرار نے اس سے کہا: امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! میں ہی عرار ہوں۔ تو عبد الملک کو اس اتفاق سے بڑا تعجب ہوا۔

۵۸۶۹ عمرو بن شبیل الثقفی*

از بنی عتاب بن مالک مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں اور ان کا شعر نقل کیا۔ اور بارہا گزر چکا ہے کہ قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بجا وہ مسلمان ہو کر جتہ الوداع میں شریک ہوا۔ پھر مجھے ”اسد الغابہ“* میں یہ حوالہ ملا کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے حبیبہ بنت مظعم بن عدی ان سے منسوب تھیں۔ ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۷۰ عمرو بن شبیل

از اولاد عتاب بن مالک الثقفی۔ بقول عدوی: درخت تلے بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں، پھر ان کا شعر نقل کیا۔

۵۸۷۱ عمرو بن سراحیل*

طبرانی* نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بروایت عبد العزیز بن عبد اللہ قرشی عن سعید بن ابی عروبہ عن القاسم بن عبد الغفار بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! علی کے مددگار کی مدد فرما، علی کی عزت کرنے والے کی عزت برقرار رکھ اور جو علی کا ساتھ چھوڑ دے اس کی مدد نہ فرما“۔

اس کی سند فضول ہے ان کی سورۃ الشقاق کے سجدے کے بارے میں ایک اور حدیث ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: اس کی سند میں تاثر ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۷۲ عمرو بن سرحبیل*

بقول ابو عمر: مجھے ان کا نسب نہیں معلوم.... انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو میسرہ نہیں ہیں۔

۵۸۷۳ (ن) عمرو بن سرحیج

عمرو بن ام مکتوم میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۸۷۴ عمرو بن الشريد عمرو بن عبد العزيز میں ذکر ہوگا۔

۵۸۷۵ (ز) عمرو بن شعواء قریب ہی عمرو بن شعواء کا سین سے ذکر ہوا ہے۔

۵۸۷۶ عمرو بن شعيب العقدي ثم العبدی از وفد عبد القیس، تجرید میں ان کا ذکر ہے۔

۵۸۷۷ (ز) عمرو بن شعثم الثقفي

ابن الحسن نے عمرو بن غیلان بن سلمہ ثقفی کے حالات کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قاسم بن عبد الرحمن شامی سے بحوالہ عمرو بن شعثم ثقفی روایت کی جاتی ہے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا، ان کا تہبند ڈھلک گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

”اپنا تہبند اوپر اٹھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اچھا بنایا ہے (پنڈلیاں باریک ہونے کا عذر بے کار ہے)۔“

اس کی انہوں نے سند نہیں بیان کی اور لفظ شعثم شین کے پیش اور عین کے سکون اور ثاء کے پیش سے لکھا ہے۔ ابن قانع نے ان کے والد کا نام سعید بتا کر لفظی غلطی کی ہے اور نسب یوں لکھا ہے: عمرو بن سعید بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعید بن عوف بن ثقیف پھر وہ حدیث نقل کی جو بطریق علی بن یزید عن القاسم بن ابی عبد الرحمن عمرو بن سعید مروی ہے عمرو بن سفیان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۸۷۸ عمرو بن صلیع

الحارثی از محارب نصفہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”الادب المفرد“ میں ان کی حدیث بطریق ابوالطفیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ بحوالہ ان کے نقل کی ہے اس کی سند حسن ہے اس کے سیاق میں فرماتے ہیں: وہ اپنی عمر کے مطابق تھے۔ انہیں حضرت حذیفہ اور صخر بن ولید سے بھی روایت حاصل ہے۔ ابو حاتم اور ابن حبان * نے الثقات میں ان کے متعلق یہی لکھا ہے۔ البتہ ابو حاتم رازی * انہیں تابعین میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں، لکھتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، پھر ابن مندہ بطریق سیف بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے فرمایا: ہم میں کا ایک عمرو بن صلیع نامی شخص تھا جسے شرف صحابیت حاصل ہے۔ *

۵۸۷۹ (ز) عمرو بن طارق عمرو بن طلق میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۸۰ عمرو بن طریف (طفیل کے والد)

ابن اسحاق * کا بیان ہے جب طفیل بن عمرو مسلمان ہو کر اپنی قوم کے علاقے میں واپس آئے تو ان سے ملنے ان کے والد

آئے۔ کہنے لگے: مجھ سے ملنے آپ کیسے آگئے؟ میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیٹا جو تمہارا دین ہے وہی میرا دین ہے۔ طفیل بن عمرو بن طفیل دوسی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۸۱ عمرو بن الطفیل بن عمرو الدوسی

سابقہ شخصیت کے پوتے۔ ان کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوا ہے کہ وہ جنگ یمامہ* میں اور یہ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ قد امی نے ”فتوح الشام“ نامی کتاب میں لکھا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا کہ ان کی طرف روانہ ہوں۔ انہیں عمرو بن ذوالنور کہا جاتا تھا۔ ابن سعد نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون روایت کی ہے: پھر طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور آپ کی وفات تک وہیں رہے۔ جب عرب قبائل مرتد ہونے لگے تو مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ طلحہ سے فارغ ہوئے جو یمامہ کی جانب چل نکلے جس میں طفیل نے شہادت پائی اور ان کا بیٹا عمرو زخمی ہوا، ان کا ایک ہاتھ شہید ہو گیا تھا۔ پھر صحیح ہو گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے، کھانا لایا گیا تو یہ پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا؟ شاید تم اپنے ہاتھ کی وجہ سے فک رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب تک تم اپنے اسی ہاتھ سے یہ کھانا نہیں پلٹو گے میں نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ شام کے جہاد میں شریک ہو گئے اور جنگ یرموک میں شہادت پائی اور ہم نے ”فوائد ابی طاہر ذہبی“ میں بطریق محمد بن عبدالرحمن ازدی بواسطہ اپنی قوم کے ایک شخص کے جس سے ان کی ملاقات ہوئی بحوالہ عمرو بن ذوالنور روایت کی ہے۔۔۔۔۔ پھر اس کوڑے کا واقعہ نقل کیا جو نبی ﷺ نے ان کے والد کے لیے منگوایا تھا، وہ اس سے روشنی حاصل کرتے تھے۔ اسی بنا پر انہیں ذوالنور کہا جاتا ہے۔

۵۸۸۲ عمرو بن طلق الجنی

نوٹ: ہمارے پاس جو نسخہ دار المعرفہ بیروت والا ہے اس پر اس عنوان کا نمبر جو ۵۸۸۲ بنتا ہے نہیں لگا جبکہ دار الفکر بیروت والے میں نمبر لگا ہوا ہے، اس لحاظ سے اگلا عنوان عمرو بن طلق بن زید (۵۸۸۳) بنتا ہے لیکن اس سے پوری کتاب کی نمبر شماری یکسر بدل جائے گی اس لیے اسے جوں کا توں رہنے دیا گیا (ع ن)۔ بقول بعض عمرو طارق، طبرانی نے المعجم الکبیر میں بطریق عثمان بن صالح بحوالہ عمرو الجنی روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ نے سورہ نجم کی تلاوت کی اور پھر سجدہ کیا تو میں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔* ابن عدی نے دوسری سند سے عثمان بن صالح سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمرو بن طلق جنی کو دیکھا تو ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے آپ سے بیعت کی، اسلام لایا اور آپ کی اقتداء میں فخر کی نماز پڑھی، آپ نے سورہ حج کی تلاوت کی تھی جس میں دو سجدے کیے۔*

* اسد الغابہ (۳۹۶۱) استیعاب (۱۹۵۱) تجرید (۴۱۱/۱) * مختصر تاریخ دمشق (۲۳۱/۱۹)

* اسد الغابہ (۳۹۶۳) تجرید (۴۱۱/۱) * المعجم الکبیر (۹۵/۱۷) مجمع الزوائد (۲۸۵/۲) جامع المسانید (۵۸۸/۹)

* تجرید (۴۱۱/۱)

۵۸۸۲ عمرو بن طلحہ

بن زید بن امیہ بن کعب بن غنم بن سواد النزاری۔ ابن اسحاقؒ وغیرہ نے شرکاء بدر میں اور باقی سب نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابو عمرؒ: موی بن عقبہ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۸۸۳ عمرو بن العاصؓ بن وائل

بن ہاشم بن سعید ابن سہم بن عمرو بن مصیص بن کعب بن لؤی قرشی سہمی مصر کے گورنر، کنیت ابو عبد اللہ اور ابو محمد تھی۔ والدہ کا نام ثابثہ تھا جو بنی عذرہ سے تعلق رکھتی تھیں صفر ۸ھ فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ بقول بعض: صلح حدیبیہ اور خیبر کے معرکہ کے درمیانی عرصہ میں مسلمان ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے: مجھے وہ رات یاد ہے جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ذاکر العافری کا قول ہے: میں نے عمرو کو منبر پر دیکھا ان کا قدمیانہ، فربہ اندام اور بال سیاہ تھے۔ زبیر بن بکار اور واقدی اپنی اسناد سے بیان کرتے ہیں: وہ سرزمین حبشہ میں نجاشی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو سے پوچھنے لگا: اتنی مجھ بوجھ اور غفلت کی باوجود آپ نے اسلام لانے میں اتنی تاخیر کیسے کی؟ فرمایا: ہم ایسی قوم کے ساتھ تھے جنہیں ہم پر فوقیت حاصل تھی اور ان کی عقلوں پر پردے پڑے تھے جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا تو ہم ان کی پناہ میں آ گئے پھر جب وہ چلے گئے اور معاملہ ہمارے ہاتھ آ گیا تو ہم نے غور و فکر کیا تو حق واضح تھا یوں میرے دل میں اسلام گھر کر گیا۔ جب قریش کو میرے بارے جانکاری ہوئی اور میں ان کی جو مدد ادا کرتا تھا اس میں میںیں تاخیر کرنے لگا تو انہوں نے میری طرف اپنا ایک جوان بھیجا جس نے مجھ سے اس بارے میں بحث مباحثہ کیا۔ میں نے کہا: ہم، میں نے کہا: ہم زیادہ عیش و آرام میں ہیں یا وہ؟ کہنے لگا: وہ۔ میں نے کہا: پھر ہمیں صرف دنیا کی فضیلت کا کیا فائدہ جبکہ وہ ہر کام میں ہم سے افضل ہوں۔ میرے دل میں تو یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ محمد (ﷺ) جو بات موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی کرتے ہیں تاکہ نیکو کار کو اس کی نیکی کا اور بدکار کو اس کی بدی کا بدلہ ملے برحق ہے اور باطل پر اترانے میں کوئی خیر نہیں۔

بنوفی نے عمدہ سند کے ذریعہ بحوالہ عمرؒ بن اسحاق جو ایک تابعی ہیں روایت کی ہے کہ حضرت جعفر نے رسول اللہ ﷺ سے حبشہ جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ عمیر فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ جب میں نے انہیں یہ مقام ملے دیکھا تو میں دل میں کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا بیڑا تباہ کر کے رہوں گا۔ پھر نجاشی کے ساتھ ان لوگوں کا واقعہ نقل کیا۔ فرماتے ہیں: پھر تنہائی میں میری جعفر سے ملاقات ہوئی تو میں مسلمان ہو گیا۔ میرے ساتھیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے میرے مال کو غنیمت سمجھ کر سب کچھ لے لیا۔ میں جعفر کے پاس گیا وہ میرے ساتھ نجاشی کے پاس گئے یوں ان لوگوں

اسد الغابہ (۳۹۶۶) استیعاب (۱۹۵۲) تجرید (۴۱۱/۱) السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۲)

استیعاب (۲۶۶/۳) اسد الغابہ (۳۹۶۵) استیعاب (۱۹۵۳) تجرید (۴۱۱/۱)

السیرۃ النبویہ (۲۰۵، ۲۰۴/۴)

نے میری لی ہوئی چیزیں لوٹا دیں۔

جب وہ اسلام لے آئے تو نبی ﷺ انہیں اپنے قریب رکھتے اور ان کی جان پہچان اور بہادری کی بنا پر اپنے ہاں خاص مقام دیتے۔ غزوہ ذات السلاسل میں انہیں امیر بنا کر بھیجا اور سیدنا ابو بکر و عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو بطور امداد ان کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد انہیں عمان کا گورنر بنایا جس پر وہ وفات تک برقرار رہے۔ جہاد شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اجناد کے امیروں میں شامل رہے۔ انہوں نے ہی قسریں کو فتح کیا۔ اہل حلبہ بیچ اور انطاکیہ والوں سے صلح کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فلسطین کا والی مقرر کر دیا۔ ابن ابی خنیس نے بطریق لیث روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو چلتے دیکھ کر فرمایا: ابو عبد اللہ کے شایان شان یہی ہے کہ وہ زمین پر امیر بن کر چلے۔

ابراہیم بن مہاجر بواسطہ شععی بحوالہ قبیسہ بن جابر روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں عمرو بن عاص کے ساتھ رہا ہوں، میں نے ان سے زیادہ واضح قرآن پڑھنے والا خوش اخلاق اور ظاہر و باطن میں موافقت و اتحاد والا شخص نہیں دیکھا۔ محمد بن سلام جمعی کا قول ہے کہ حضرت عمر جب کسی کو تلامذتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: میں گواہی دیتا ہوں اس کا اور عمرو بن عاص کا خالق ایک ہے۔ شععی فرمایا کرتے تھے کہ عرب کے اسلام میں ہوشیار و چالاک چار افراد ہیں، ان میں عمرو کو بھی شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عمرو مشکل معاملات کو سلجھانے کے لیے تھے۔

روایت حدیث:

انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے: عبد اللہ اور محمد، قیس بن ابی حازم، ابوسلمہ بن عبد الرحمن، ابوقیس مولیٰ عمرو، عبد الرحمن بن شماس، ابو عثمان نہدی اور قبیسہ بن ذؤیب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے مناقب و فضائل میں شامل ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں امیر مقرر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ امام احمد نے حضرت طلحہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ عمرو بن عاص قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ اس کے رجال معتبر ہیں۔ صرف ابوملیکہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ میں انقطاع ہے۔ یہی روایت بخوی اور ابویعلیٰ نے دوسری سند سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے: بہترین گھرانہ عبد اللہ، ابو عبد اللہ (حضرت عمرو کی کنیت ہے) اور ام عبد اللہ کا ہے۔ اور ابن سعد ایسی سند سے جس کے رجال ثقہ ہیں یہی حدیث ابن ابی ملیکہ تک مرسل روایت نقل کی ہے، جس میں حضرت طلحہ کا ذکر نہیں اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: یعنی عبد اللہ بن عمرو بن عاص۔

امام احمد رحمہ اللہ حسن سند سے بحوالہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میری طرف پیام بھیجا: ”اپنا لباس پہن کر اور تھکنا باندھ کر میرے پاس آؤ“۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں چاہتا ہوں تمہیں ایک لشکر کا امیر مقرر کروں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور مالی غنیمت سے بہرہ ور کرے، مجھے تمہارے لیے مال کی اچھی رغبت ہے“۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مال کے لیے تو میں نے اسلام نہیں قبول کیا، بلکہ اسلام کی رغبت سے قبول کیا ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ”عمرو! نیک آدمی، پاکیزہ مال سے فائدہ اٹھائے کتنی اچھی بات ہے“۔

امام احمد رحمہ اللہ اور نسائی نے حسن سند کے ذریعہ بحوالہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کی ہے (ابتدائی دور میں جب اہل مکہ کی طرف سے حملے کا خطرہ رہتا تھا) اہل مدینہ سخت گھبرا گئے اور متفرق ہو گئے۔ میں نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ کو مسجد میں چھپے ہوئے دیکھا، انہوں نے تلوار لٹکا رکھی تھی تو میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب میں فرمایا: تم لوگوں کی گھبراہٹ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کیوں نہیں ہوئی؟ (یعنی ادھر رجوع کرتے) تم لوگوں نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دو مومن مردوں نے کیا ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر کے والی نامزد ہوئے۔ انہوں نے ہی اسے فسخ کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تھوڑا عرصہ انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا اور پھر معزول کر دیا اور عبداللہ بن ابی سرح (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا) کو یہ عہدہ دے دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ہوا اس کا سبب یہی واقعہ بنا۔ اس کے بعد حضرت عمرو حضرت امیر المومنین علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف پڑنے تک بغیر گورنری کے رہے۔ پھر امیر معاویہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

ان کے جنگی انتظامات کے یہی ذمہ دار تھے۔ بالآخر حکمین کی صورت پیش آئی۔ اور پھر اس لشکر میں چل پڑے جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر روانہ کیا تھا تو یہ امیر معاویہ کی طرف سے اس کے گورنر بن گئے۔ جو صرف ۳۸ھ سے لے کر ان کی وفات ۴۳ھ تک کا عرصہ ہے۔ یہی صحیح قول ہے جس پر ابن یونس وغیرہ محققین نے اعتماد کیا ہے۔ بقول بعض: اس سے پہلے یا اس کے بعد، پھر اس میں اختلاف ہے کسی نے چھ کسی نے آٹھ تو کسی نے اس سے زیادہ لکھا ہے۔ یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: تقریباً نوے (۹۰) برس زندہ رہے۔ ابن البرقی بحوالہ یحییٰ بن بکیر وہ لیث سے نقل کرتے ہیں: نوے (۹۰) برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد وہ بیس (۲۰) سال زندہ رہے۔ عجل کا بیان ہے: ننانوے (۹۹) سال زندہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور مؤرخین کا بیان ہے انہوں نے فرمایا: مجھے وہ رات یاد ہے جس میں عمر بن خطاب پیدا ہوئے۔ جسے تیہقی نے ایک منقطع سند سے نقل کیا ہے۔ ان کی عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت سات (۷) سال کی تھی۔ صحیح مسلم میں بروایت عبدالرحمن بن شماس مروی ہے فرمایا: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وفات کے وقت رونے لگے تو ان کے بیٹے عبداللہ نے عرض کی: آپ کیوں رورہے ہیں پھر ان کے اسلام لانے کی لمبی حدیث نقل کی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے بڑی شرم آتی تھی۔ آپ سے آنکھیں دوچار نہیں کر سکتے تھے۔ یہی روایت ابن عبدالحکم نے ”فتوح مصر“ میں باضافہ چند الفاظ کے نقل کی ہے جو ابن ابیہ سے منقول ہیں۔

۵۸۸۲ (ز) عمرو بن عاصم اشعری

بقول بعض: ابوماک اشعری کا نام ہے اور یہ کعب بن عاصم کے علاوہ ہیں جن کا حرف کاف میں تذکرہ ہوگا۔

۵۸۸۵ عمرو بن عامر

بن ربیعہ بن ہوذہ العامری۔ تجرید* میں لکھتے ہیں: صرف ابن الدباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: العرس میں تذکرہ ہوا ہے کہ وہ ان کا لقب تھا۔ اور نام عمرو بن عامر تھا۔

۵۸۸۶ عمرو بن عامر بن الطفیل

حی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی ایک حدیث درج کی ہے جو ذہبی نے تجرید میں نقل کی ہے۔

۵۸۸۷ عمرو بن عامر بن مالک

بن خضاء انصاری، ابو داؤد مازنی۔ بقول بعض: ان کا نام عمیر ہے، کنتیوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۸۸ عمرو بن عامر انصاری

وہیمہ کا بیان ہے: ان لوگوں میں سے ہیں جو جنگ یمامہ میں خلافت صدیقی میں شریک ہوئے تھے۔ پھر ان کا وہ مرثیہ نقل کیا ہے جو انہوں نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ہے۔

۵۸۸۹ عمرو بن عبد الاسد المخزومی

بقول بعض: ابو سلمہ بن عبد الاسد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام ہے۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبد اللہ اور جاہلیت میں ان کا نام عبد مناف تھا۔

۵۸۹۰ عمرو بن عبد اللہ

بن ابی قیس العامری، از بنی عامر بن لوی۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۵۸۹۱ عمرو بن عبد اللہ بن ام حرام

کنیت ابوالہیثمی جس سے مشہور ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۹۲ (ز) عمرو بن عبد اللہ البکالی

عمرو نامی حضرات کے آخر میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابن السکن نے ان کے والد کا نام ”عبد اللہ“ لکھا ہے، جبکہ ابن عساکر ”سیف“ بتاتے ہیں۔

۵۸۹۳ عمرو بن عبد اللہ انصاری

ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ان کے متعلق اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ ان سے یہ روایت منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے بکری کی دہی کا گوشت کھا کر کلی کی اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ اس میں تاثر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ اور نہ استیعاب میں ان کے حالات ملے ہیں اور نہ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ تعجب کی بات ان جیسے حضرات کے بارے میں اتنے اختصار سے کام لیتے ہیں اور مشہور اشخاص کے حالات بڑی بسط و تفصیل سے سپرد قلم کر دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی علت میرے دل میں ڈالی وہ یہ کہ ان کے والد کا نام غلط لکھا ہے۔ عبداللہ کے بجائے وہ تو عبید اللہ ہے اور یہ حضری ہیں جن کا ذکر ہونا ہے اور ایک بعید احتمال یہ بھی ہے کہ کوئی اور ہوں۔ اس واسطے کہ حدیث کا یہ متن کئی صحابہ سے منقول ہے۔ اگر ابو عمر ان سے روایت کرنے والے شخص کا نام ذکر کر دیتے تو کافی معاملہ حل ہو جاتا۔ لیکن غالب گمان یہی ہے ان سے یہ نام غلط ہو گیا ہے۔ اس کی مزید تفصیل عمرو بن عبید اللہ میں بیان ہوگی۔

۵۸۹۳ (ز) عمرو بن عبداللہ انصاری

وہمہ نے کتاب الروۃ میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بنی حنیفہ کے مرتدوں اور میلہ سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۹۵ (ز) عمرو بن عبداللہ الحضرمی

ابو بکر بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بغدادی نے حص فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھ سے ابو عمرو اور احمد بن نصر بن سعید بن حریب بن عمرو حضری نے بیان کیا کہ ان کے دادا حریب کی کنیت ابو مالک تھی اور ان کے والد عمرو ان لوگوں میں سے تھے جو ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تھے۔ اور وہ حضری قوم کے مولیٰ ہیں۔ بقول بعض: وہ بنو مصعب ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے امیر معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں نے اس قسم میں اس امکان کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے کہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ حضرت علاء اور ان کے بھائی حضرت ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ حضرت علاء کے بھائیوں میں عامر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ مارا گیا اور بہن صعبیہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور صحابیہ ہیں اور عمرو جیسے مسلمانوں نے غزوہ بدر سے پہلے مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے جنگ بدر واقع ہوئی، تو شاید یہ بھی ان کے بھائی جو اپنے بڑے بھائی کے ہمنام ہیں سب قریش میں شمار ہوتے ہیں اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مکہ میں ۱۰ھ تک جو قریشی زندہ رہا وہ حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔

۵۸۹۶ (ز) عمرو بن عبداللہ الحارثی

عدوی اور ابن سعد نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ قیس بن حصین کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت ہوگی۔

۵۸۹۷ (ز) عمرو بن عبداللہ الضبابی * بقول ابن عبدالبر * آنے کا شرف رکھتے ہیں۔

۵۸۹۸ عمرو بن عبد اللہ القاری

بقول بعض: ابن عبد بغیر اضافت کے۔ عمرو بن القاری میں تذکرہ ہوتا ہے (آگے صرف اتنا حوالہ آ رہا ہے کہ عمرو بن عبد اللہ میں تذکرہ ہو چکا ہے مزید تفصیل نہیں ہے) تمام روایات میں ایسا ہی ہے۔

۵۸۹۹ عمرو بن عبد الحارث

کنیت ابو حازم تھی۔ اور یہ قیس بن ابی حازم بڑے مشہور تابعی ہیں ان کے والد ہیں۔ بقول بعض: عمرو بن عوف۔

۵۹۰۰ (ز) عمرو بن عبد العزى

بن عبد اللہ بن رواحہ بن ملیل بن عصبہ السلمی شاعر ہیں۔ بقول بعض: ان کا نسب قدرے اور ہے۔ کنیت ابو شجرہ ہے۔ واقدی نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بھی فتنہ ارتداد کی رو میں بہہ گئے تھے اور پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔ والدہ خنساء بنت الشرید مشہور شاعر خاتون ہیں۔ دشمن کی کتاب الردۃ میں ان کا ذکر ”ابو شجرہ بن الشرید“ نام سے لکھا ہے۔ شاید دادا کی نسبت سے لکھ دیا ہے۔ کئیوں میں اس سے زیادہ تفصیل بیان ہوگی (۱۰۰۹۰)۔

۵۹۰۱ عبد بن عبد عمرو

بن نعلہ ذوالشمالین۔ جنگ بدر* میں رتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حرف ذال میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۰۲ عمرو بن عبد قیس العبقسی الضبی

ابن عبد القیس کے بھانجے اور ان کے داماد، ابن سعد کا بیان ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے جس کا ذکر صحابہ بن عباس کے حالات میں ہو چکا ہے۔ بقول بعض: انہی کو عمرو بن المرحوم کہا جاتا ہے۔*

۵۹۰۳ عمرو بن عبد نہم الاسلمی

ابن عبد البر* نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہی نے رسول اللہ ﷺ کو حدیبیہ جانے کا راستہ دکھایا تھا۔ لکھتے ہیں: اس میں تاثر ہے۔ میں کہتا ہوں: تاثر کی وجہ یہ ہے کہ ابن شاپین نے ایک کمزور سند سے بطریق ابن کلبی لکھا ہے کہ عبد بن عبد نہم حدیبیہ کے روز راہنما تھے۔ وہ ان حضرات کو عقبہ حظلی کے راستے پر لے گئے۔ نبی ﷺ کے آگے چلے گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس گھاٹی پر ٹھہر کر فرمانے لگے: اس گھاٹی کی مثال تو ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ”دروازے سے سجدہ ریز ہوتے گزر دو اور کہو ہمارے گناہ چھڑیں“* اس گھاٹی سے جو بھی گزرے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔*

* تجرید (۴۱۲/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۶۴/۲) * تجرید (۴۱۳/۱) * الطبقات الکبریٰ (۴۱۱/۵)

* اسد الغابہ (۳۹۷۷) استیعاب (۱۹۵۸) تجرید (۴۱۳/۱) * استیعاب (۲۷۱/۳)

* سورۃ البقرہ (۵۸) * مجمع الزوائد (۱۴۵/۶) الطبقات (۴۸/۳)

بن خالد بن عامر بن غاضرہ بن خفاف بن امرئ القیس بن عبسہ بن سلیم بقول بعض: ابن عبسہ بن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خالد بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن عبسہ، یہی نسب ابن سعد اور ان کی پیروی میں ابن عسا کرنے ذکر کیا ہے۔ پہلا نسب زیادہ صحیح ہے جو خلیفہ اور ابواحمد الحاکم وغیرہ کا بیان کردہ ہے۔ کنیت ابو جحج السلسی۔ بقول بعض: ابو شعیب۔ واقدی فرماتے ہیں: مکہ میں قدیم زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا پھر اپنے علاقے واپس آ گئے اور فتح مکہ سے پہلے اور غزوہ خیبر کے بعد ہجرت کر کے فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ بغدادی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں عمرو بن عبسہ کو مہاجرین اولین اور شرکاء بدر میں شمار کرنے کا گمان کیا ہے۔ اور عبدالصمد بن سعید نے بھی ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کیا ہے۔

احمد لکھتے ہیں، بقیہ کا بیان ہے: حمص چار سو (۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے، ان میں عمرو بن عبسہ اور جحج بھی ہیں۔ حافظ ابن عسا کر فرماتے ہیں: ان دونوں کی کسی نے متابعت نہیں کی کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ جو خلیفہ کا قبول ہے، فرماتے ہیں: ان کا نام رملہ بنت وقیعہ ہے۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں ان کے اسلام لانے اور نماز وغیرہ کے مسائل دریافت کرنے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ان سے ابن مسعود باوجودیکہ ان سے فوقیت رکھتے ہیں۔ روایت کرتے ہیں اسی طرح ابوامامہ الباہلی، سہل بن سعد، اور تابعین میں سے شریح بن السنط، سعدان بن ابی طلحہ، سلیم بن عامر، عبدالرحمن بن عامر، جبیر بن نفیر اور ابوسلام وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اسلام لانے سے پہلے ہی بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے۔

ابویعلیٰ نے بطریق لقمان بن عامر عن ابی امامہ بطریق ابن عبسہ روایت کی ہے، مجھے یاد ہے میں اسلام کا چوتھا فرد تھا۔ ابواحمد الحاکم کی روایت میں اسی سند سے ہے میں چوتھائی اسلام تھا اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے بطریق شدا ابی عمار روایت کی ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمرو بن عبسہ! آپ اسلام میں چوتھا فرد ہونے کا کیسے دعویٰ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، وہ فرماتے ہیں: میں جاہلیت میں ہی لوگوں کو بت پرستی کی وجہ سے گمراہ سمجھتا تھا اور بتوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ پھر میں نے مکہ کے متعلق ایک خبر سنی، سوار ہو کر مکہ پہنچا، رسول اللہ ﷺ سے چپکے سے ملا، اس وقت آپ ﷺ کی قوم آپ کے سخت خلاف تھی۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کیا ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے عرض کی: کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: ”اللہ کی توحید کا اقرار کیا جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے۔ بتوں کو توڑا جائے اور رشتہ داری کو جوڑا جائے۔“ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ اس دین پر اور کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ تو آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کی: میں آپ کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: (فی الحال) تم میں اس کی سکت نہیں، اپنے گھر لوٹ جاؤ، جب میرے ظہور کی اطلاع ملے تو مجھ سے آ ملنا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر لوٹ گیا اور اسلام قبول کر چکا تھا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کر لی اور میں بھی برابر خیر معلوم کرتا رہا اور بالآخر آپ کے پاس مدینہ آ پہنچا، میں نے عرض کی: آپ نے مجھے پہچان لیا ہے؟

فرمایا: ہاں! تم وہی ہو جو مکہ میرے پاس آئے تھے؟ میں نے عرض کی: ہاں جی۔ آپ ﷺ مجھے وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

اسی طرح یہ روایت امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کی ہے بظاہر یہ ہے کہ شداد نے عمرو بن عبسہ سے نقل کی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی سند سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ عن شداد بن ابی امامہ قال: قال عمرو بن عبسہ.... پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ طبرانی اور ابونعیم نے ”دلائل“ میں ان سے بطریق ضمیرہ بن حبیب و نعیم بن زیاد اور سلیم بن عامر تینوں بحوالہ حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عمرو بن عبسہ کو فرماتے سنا: میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب آپ بازار عکاظ میں فروکش ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس دین میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر اور بلال۔ تو میں وہیں اسلام لے آیا، مجھے یاد ہے میں اسلام کا چوتھائی تھا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے ساتھ قیام کروں یا اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں: پھر میں فتح مکہ سے پہلے آپ ﷺ کے پاس آیا.... (حدیث)

اور بطریق ابوسلام دمشق اور عمرو بن عبد اللہ الشیبانی مروی ہے ان دونوں نے حضرت ابوامامہ کو بحوالہ حضرت عمرو بن عبسہ حدیث بیان کرتے سنا کہ میں جاہلیت میں ہی اپنی قوم کے معبودوں سے اعراض کرتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ یہ لوگ پتھروں (کے تراشے ہوئے بزرگوں سے منسوب بتوں) کی عبادت و پکار کرتے ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا: سب سے افضل دین کون سا ہے؟ وہ کہنے لگا: مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو سب سے افضل دین لے کر آئے گا۔ وہ اپنی قوم کے بنائے ہوئے معبودوں سے اعراض کرے گا اور ان کے علاوہ اکیلے معبود کی طرف بلائے گا۔ جب تمہیں اس کی شنید ہو تو اس کا اتباع کر لینا۔ پھر کیا تھا میں کسی طریقے سے مکہ کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا کہ کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ بالآخر ایک سوار سے ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگا: ایک صاحب ہیں جو اپنی قوم کے معبودوں سے اعراض کرتے ہیں.... پھر سابقہ روایت کا مفہوم نقل کیا۔ اور ابونعیم نے بطریق حصین بن عبد الرحمن عن عبد الرحمن بن عمران بن الحارث عن مولی کعب روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ مقداد بن اسود، عمرو بن عبسہ اور شافع بن حبیب ہذلی کے ساتھ نکلے ایک دن عمرو بن عبسہ چرائی کے لیے نکلے.... میں دوپہر کے وقت ان کے پاس گیا تا کہ انہیں دیکھوں تو کیا دیکھتا ہوں ان پر ایک بادل کا کھڑا سایہ آگن ہے جو ان سے جدا نہیں تھا۔ میں نے انہیں بیدار کیا تو وہ فرمانے لگے یہ چیز جو تمہیں نظر آئی ہے اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے کسی کو بتائی تو پھر میرے اور تمہارے درمیان خیر نہیں رہے گی۔ تو اللہ کی قسم! میں نے ان کی وفات (سے پہلے) تک کسی کو نہیں بتائی۔ ابوامامہ الحاکم فرماتے ہیں: عمرو بن عبسہ شام رہے۔ بقول بعض: جمص میں انتقال کیا۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک میرا گمان ہے ان کا انتقال خلافت عثمانی کے اخیر عرصہ میں ہو اس واسطے کہ فتنے میں مجھے ان کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا اور نہ خلافت معاویہ ہی میں کوئی ذکر ملتا ہے۔

۵۹۰۵ عمرو بن عبسہ عمرو بن عیسیٰ میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۹۰۶ عمرو بن عبید اللہ الحضرمی

امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نبی ﷺ کو دیکھا، ان کی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابوعلی بن اسکن ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کرتے ہیں جسے ابن عدی نے نقل کیا ہے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ان کا تعلق اہل مدینہ سے ہے یا نہیں؟ امام احمد، بغوی، طحاوی، طبری، ابن اسکن، باوردی اور ابن مندہ سب عالی سند سے بطریق حسن بن عبید اللہ ان کا ذکر کرتے ہیں کہ عمرو بن عبید اللہ الحضرمی صحابی رسول ہیں۔ آپ نے کندھے کا گوشت کھایا پھر اٹھ کر کھلی کی اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ * استیعاب میں لکھا ہے: عمرو بن عبد اللہ انصاری، پھر یہ حدیث ذکر کی۔ اور فرماتے ہیں: اس حدیث کے بغیر میں انہیں نہیں جانتا۔ اس میں تاثر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو ضعیف لکھا ہے۔ اور ان کے والد کا نام مختلف ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عبد اللہ اور نسب میں فرماتے ہیں: انصاری بن فہون نے اپنے استدراک میں لکھا ہے، عمرو بن عبد اللہ الحضرمی، میرے خیال میں یہ استیعاب والوں کے علاوہ ہیں۔ جو ناقابل توجہ بات ہے بلکہ یہ ان کی کتاب کی سب سے بری بات ہے جو انہوں نے ”اوہام الاستیعاب“ کے نام سے جمع کی ہے۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: یہی متن عمرو بن عبد اللہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، وہ لکھتے ہیں: یہ انصاری ہیں۔ شاید حضرمی ہو کر انصار کے حلیف ہوں اور تجرید میں لکھا ہے: الثقفی، مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۰۷ عمرو بن عثمان

بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ والدہ کا نام ہند بنت البیاع الملیحہ ہے۔ بلاذری وغیرہ کا قول ہے: قادیسیہ میں ۱۵ھ میں شہید ہوئے کوئی اولاد نہ تھی۔

۵۹۰۸ عمرو بن عزرہ

بن عمرو بن محمود بن رفاعہ، ابو زید انصاری۔ ”الجمہورۃ“ میں ابن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے نسب فحطان کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ قطیفیوں بن عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے ہیں۔

۵۹۰۹ عمرو بن عطیہ

طبرانی نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے اور ابو نعیم انہی کے طریق سے اور بطریق ابن لہیعہ عن سلیمان بن عبد الرحمن عن القاسم بن عبد الرحمن بحوالہ عمرو بن عطیہ روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: زمین تمہارے لیے فتح ہوگی جس سے تم لوگ اپنی ضرورت پوری کر لو گے۔ اس وقت تم میں سے کوئی بھی اپنے دونوں تیروں سے کھیلنے سے عاجز نہیں ہوگا۔ * ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۳۹۷۹) تجرید (۴۱۳/۱) * التاریخ الکبیر (۳۱۲/۳)

* مسند احمد (۱۱۳/۴) المستدرک (۶۱۶/۳) * اسد الغابہ (۳۹۰/۳)

* استیعاب (۱۴۶۰) تجرید (۴۱۳/۱) * اسد الغابہ (۳۹۸۳) تجرید (۴۱۳/۱)

* المعجم الکبیر (۸۵/۱۷) مجمع الزوائد (۲۶۸/۵) اسد الغابہ (۳۹۱/۳)

۵۹۱۰ (ز) عمرو بن عقبہ

سعید بن یعقوب الشیرازی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مکحول عن عمرو بن عقبہ مرفوع روایت کی ہے: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا وہ سوسال کی مسافت سے جہنم سے دور کر دیا جائے گا۔“
ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: سعید نے فرمایا: شاید یہ عمرو بن عبسہ ہیں، یعنی ان کا نام غلط ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں: تعدد (دو یا دو سے زیادہ) ہونے کا احتمال ہے۔

۵۹۱۱ (ز) عمرو عقبہ بن نیار الانصاری

مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرمایا: بدر میں شریک ہوئے، ابوسعید کنیت تھی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ یہ اور ہیں، عمیر قصیر میں تذکرہ ہوگا۔

۵۹۱۲ عمرو بن عقیل

نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، طبرانی نے مسند شامیین میں تو ان کا ذکر کیا ہے لیکن المعجم الکبیر میں نہیں کیا۔ چنانچہ بطریق محمد بن عثمان بن عطاء خراسانی عن ابی عن جدہ، روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے یحییٰ بن عقیل نے بیان کیا کہ ان کے والد نے فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اچانک ایک جرأت مند شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آپ ﷺ کے قریب آ کر سلام کر کے رسول اللہ ﷺ کے اتنے نزدیک جا بیٹھا کہ گویا اس نے اپنا گھٹنہ رسول اللہ ﷺ کے زانوئے مبارک پر رکھ دیا ہے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں اسلام اور ایمان کے بارے سوال ہے۔ اس کے آخر میں ہے پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے جو آدمی کی شکل میں تمہارے پاس دین سکھانے آئے اور پھر لوٹ گئے۔“

۵۹۱۳ (ز) عمرو بن عکرمہ بن ابی جہل

بن علاش العامری ثم الکلابی۔ ان کے والد کا ذکر ہو چکا ہے۔ امیر معاویہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے۔

۵۹۱۵ (ز) عمرو بن عمرو الحارثی

ابن اسحاق وفد بنی حارث میں ان کا ذکر کرتے ہیں، جس کی وضاحت یزید بن عبد المہدیان کے حالات میں بیان ہوگی۔

۵۹۱۶ عمرو بن ابی عمرو العجلانی

ابن مندہ اور طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے والد کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔ ابن مندہ مرحوم کی عادت ہے جب انہیں

کسی صحابی کے والد کا نام معلوم نہیں ہوتا تو اس کے بیٹے سے اس کی کنیت بنا لیتے ہیں۔ ابن ابی عاصم * طبرانی اور ابن اسکن وغیرہ نے بطریق عبداللہ بن نافع مولیٰ ابن عمر اپنے والد سے بحوالہ عبدالرحمن اور طبرانی کی روایت میں ہے عبداللہ بن عمرو عجلانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے پیشاب پاخانے کے دوران کسی بھی قبلے کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے: عبداللہ بن عمرو نے ابن عمرو سے بحوالہ اپنے والد یہ حدیث بیان کی.... پھر اسے ذکر کیا۔

۵۹۱۷ عمرو بن ابی عمرو المزنی *

رائع کے والد۔ بقول ابن فتحون: وہ عمرو بن ہلال بن عبید کے والد ہیں۔ اور صاحب الاستیعاب کے وہم سے خبردار کیا ہے کہ انہوں نے ”عمرو بن رائع“ لکھا ہے حالانکہ یہ عمرو بن رائع کے والد ہیں۔ ان کی حدیث نسائی، بغوی، ابن اسکن اور ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق ہلال بن عامر بحوالہ رائع بن عمرو المزنی روایت کی ہے، فرمایا: میں حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے والد کے ساتھ ہاتھ پکڑے ہوئے شریک ہوا۔ میری عمر پانچ یا چھ برس ہوگی۔ یہاں تک کہ ہم لوگ نحر کے روز منیٰ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ سرخی مائل سیاہ خچر پر خطاب کر رہے تھے۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو میں آپ کے قریب ہوتا گیا یہاں تک کہ میں نے آپ کی پٹلی مبارک پکڑ لی پھر اسے جھونے لگا اور اپنی ہتھیلی آپ کے نعل اور قدم مبارک کے درمیان رکھ لی۔ مجھے ابھی تک آپ کے تلوے کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ *

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے علی بن مجاہد نے ہلال بن عامر سے نقل کیا تو فرمایا: میں نحر کے روز اپنے والد کے ساتھ تھا.... اسی روایت کو ابونعیم نے بروایت قاسم بن مالک نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن ہلال بن رائع بن عمرو جیسا کہ یہ حدیث عامر بن عمرو کے حالات میں گزر چکی ہے اور وہاں میں اس شخص کا قول واضح کر چکا ہوں، جس نے کہا: عن ہلال بن ابیہ۔ شاید قاسم سے نقل کرنے والوں میں اختلاف ہو جیسا کہ اس میں ان کے شیخ سے روایت کرنے والوں میں اختلاف ہے۔

۵۹۱۸ عمرو بن ابی عمرو *

بن شداد الفہری۔ کنیت ابو شداد تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔ عمرو بن حارث میں بھی ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۵۹۱۹ عمرو بن ابی عمرہ *

تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ مسند جی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ (علم اللہ کے پاس ہے)، اگر حدیث ذکر کر دیتے تو اس بارے میں ان کے حال کی زیادہ واقفیت ہو جانی تھی۔

۵۹۲۰ (ن) عمرو بن عمیر انصاری *

بقول ابن اسکن: بقول بعض صحابی ہیں۔ عامر بن عمیر النعمیری کے حالات میں ان کے متعلق اختلاف بیان ہو چکا ہے، جہاں

* الاحاد والمثنائی (۵۸۵/۴) * المعجم الكبير (۱۲/۱۷) * اسد الغابہ (۳۹۹۰) استیعاب (۱۹۳۵) تجرید (۴۱۴/۱)

* ابوداؤد کتاب المناسک باب ای وقت یخطب یوم النحر (۱۹۵۶) اسد الغابہ (۳۹۲/۳)

* تجرید (۴۱۴/۱) * تجرید (۱۱۶)

تک مجھے راجح معلوم ہوتا ہے یہ نام عمرو ہے۔ ان کی حدیث بغوی نے بطریق حماد بن سلمہ عن ثابت عن ابی یزید المرزنی بحوالہ عمرو بن عمیر انصاری نقل کی ہے کہ نبی ﷺ سوائے نمازوں کی امامت کے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملے تین دن تک باہر تشریف نہیں لائے۔ فرمانے لگے:

”میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کا ستر ہزار افراد کا حصہ بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔“ *

یہی روایت سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ ثابت نام میں شک کے ساتھ نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: عن عمرو بن عمیر یا عامر بن عمیرہ۔ عامر بن عمیر کے حالات میں اس کے خلاف قول بیان ہو چکا ہے۔

۵۹۲۱ عمرو بن عمیر

بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ ابن اسحاق * شرکاء بدر میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابن الاثیر * مرحوم نے انہیں سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ اور ہیں۔ اور تجرید * میں لکھا ہے، بقول بعض: بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۵۹۲۲ (ز) عمرو بن ابی عمیر

سعید شیرازی نے ان سے بیان کیا: میں نے حضرت جابر سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ”یہ نہیں ہو سکتا کہ زانی جس وقت زنا کرے اس میں ایمان ہو“ * (بلکہ ایمان اکیس پندے کی مانند اس کے قلب سے نکل کر جدا ہو جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے)۔ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نہیں سنا بلکہ مجھے عمرو بن عمرو بن ابی عمیر نے سنایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ابو موسیٰ نے عمرو بن ابی عمرو الفہری کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور فہری کے حالات ”عمرو بن حارث“ کے عنوان میں بیان ہو چکے ہیں، اس میں یہ نہیں ہے کہ انہیں روایت حاصل ہے۔

۵۹۲۳ عمرو بن عمیس بن مسعود

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے جنہیں بسر بن ارطاة نے اس وقت قتل کیا جب امیر معاویہ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنروں پر حملہ کرنے بھیجا تھا۔ یوں انہوں نے حجاز و یمن میں سے ان کے بہت سے گورنر تہ تیغ کر ڈالے۔ المفید بن نعمان رافضی نے ”مناقب علی“ نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اصل میں بسر کا واقعہ ان کے علاوہ دوسرے مؤرخین کی کتابوں میں زیادہ مشہور ہے۔

* اسد الغابہ (۳/۳۹۳) استیعاب (۳/۲۷۳) * السیرۃ النبویہ (۲/۸۰)

* اسد الغابہ (۳/۳۹۲، ۳۹۳) * تجرید (۱۱۴)

* ابوداؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادہ الایمان و نقصانہ (۶۸۹) المعجم الكبير (۱۱/۲۴۴)

۵۹۲۳ عمرو بن عئمه

ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غانم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاء بدر اور رونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔

۵۹۲۵ عمرو بن عوف

بن زید بن سلمہ۔ بقول بعض: ملیحہ بن عمرو بن بکر بن افرک بن عثمان بن عمرو بن اڈ بن طابخہ المزنی ابو عبد اللہ، زیادہ رونے والوں میں سے ایک ہیں ان سے کئی احادیث بروایت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا مروی ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: قدیم الاسلام ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے عن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا عمرو بن عوف بیان کیا ہے۔ فرمایا: ہم لوگ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ (مدینہ) تشریف لائے اور بیت المقدس کی طرف سترہ ماہ رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ ابن سعد کا بیان ہے: سب سے پہلے غزوہ البواء میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: ان کی شرکت کا پہلا معرکہ غزوہ خندق ہے۔ ابن سعد، ابو عمرو یہ اور ابن حبان نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور ولایت میں فوت ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۲۶ عمرو بن عوف انصاری

بنی عامر بن لوی کے حلیف۔ بقول ابن اسحاق: سہیل بن عمرو کے مولیٰ تھے، شیخین اور سوائے ابو داؤد کے اصحاب السنن نے بطریق زہری عن عروہ عن المسور بن مخرمہ روایت کی ہے کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لوی کے حلیف ہیں اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے ہیں نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ ابو عبیدہ بن الجراح کو ایک مہم پر بھیجا تو وہ بحرین سے مال لے کر آئے۔۔۔۔۔ (حدیث) ابن سعد لکھتے ہیں: عمیر بن عوف سہیل بن عمرو کے مولا ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی اور وہ مکہ کے ناخالص عربی ہیں۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ انہیں عمیر تصغیر سے اور ابن اسحاق عمرو کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن عبد البر نے عمیر نامی حضرات میں لکھا ہے عمیر بن عوف مکہ کے ناخالص عربی ہیں، بدر میں شریک ہوئے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی اور آپ نے ہی جنازہ پڑھایا۔ وہ عمرو نامی حضرات کے ذیل میں لکھتے ہیں عمرو بن عوف انصاری بنی عامر بن لوی کے حلیف ہیں۔ انہیں عمیر کہا جاتا ہے مدینہ کے رہائشی تھے کوئی زینہ اولاد نہ تھی ان سے مسور بن مخرمہ نے ایک ہی حدیث نقل کی ہے۔

۵۹۲۷ عمرو بن عوف

بن یزید بن وہب بن حراد الجحفی۔ بقول ابن کلبی: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ ابن الدباغ نے اپنے

اسد الغابہ (۳۹۹۲) استیعاب (۱۹۶۳) تجرید (۴۱۴/۱) الطبقات (۲۸۴/۴) التاريخ الكبير (۳۰۷/۳)

اسد الغابہ (۳۹۹۳) استیعاب (۱۹۶۴) تجرید (۴۱۴/۱) السيرة النبوية (۲۴۷/۲) استیعاب (۲۷۴/۴)

استیعاب (۲۷۴/۴) اسد الغابہ (۳۹۹۵) تجرید (۴۱۵/۱)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے تو ابن الاثیر * وغیرہ نے انہی کا اتباع کیا ہے۔ بقول بعض: یمانی تھے۔
میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے جہینہ تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔

۵۹۲۸ عمرو بن غزیہ *

بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری۔ بقول بعض: بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے اپنی تفسیر میں ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے ”اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کی ابتدائی گھڑیوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں“ * کہ یہ آیت عمرو بن غزیہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ کھجوریں بیچا کرتے تھے، ان کے پاس ایک عورت کھجوریں لینے آئی..... (حدیث) * آیت کی تفسیر میں صرف ابن کلبی نے ہی ان کا نام لیا ہے۔ ان کے بیٹے حجاج بن عمرو کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور یہ واقعہ نھان تمار اور ابوالیسر کعب بن عمرو کا ہے۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں انوکھا کام کیا ہے کہ ابوالیسر کا نام عمرو بن غزیہ لکھا ہے۔ شاید ان کی رائے میں یہ واقعہ دونوں کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس لیے دونوں کو ایک سمجھ بیٹھے ہوں اگر انہوں نے یہ بات یادداشت سے کی ہے تو اسے یوں سمجھا جائے گا کہ عمرو بن غزیہ کی کنیت ابوالیسر بھی ہے۔ اس لیے ملتے جلتے ناموں پر لکھنے والوں کی کتابوں پر استدراک لکھا جاسکتا ہے، کیونکہ انہوں نے صحابہ میں سے ابوالیسر کعب بن عمرو کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۵۹۲۹ عمرو بن خیلان *

بن سلمہ ثقفی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا، خلیفہ اور مستغفری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن البرقی لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابن سیسج نے شام کے تابعین میں سے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر انہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے تو یہ صحابی ہوئے اس واسطے کہ بارہا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ اور طائف کا جو شخص بھی زندہ رہا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔ علی بن المدینی نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والوں اور بصرہ فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ربی ان سے مروی روایت تو اسے ابن ماجہ *، بغوی، عسکری اور ابن ابی عاصم * وغیرہ نے بحوالہ ان کے مسلم بن مسلمہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور اسے اس بات کا علم ہے

* اسد الغابہ (۳۹۴/۳) تجرید (۱۱۴) * اسد الغابہ (۳۹۹/۶) استیعاب (۱۹۶۶) تجرید (۴۱۵/۱)

* سورة هود (۱۱۶) الدر المنثور (۲۲۲/۲) اسد الغابہ (۳۹۵/۳)

* اسد الغابہ (۳۹۹/۸) استیعاب (۱۹۶۷) تجرید (۴۱۵/۱)

* ابن ماجہ کتاب الزہد باب المستکبرین (۴۱۳۳) * الاحاد والمثنائی (۲۴۶/۳)

کہ جو کچھ تعلیمات دے کر میں مبعوث ہوا ہوں وہ آپ کی طرف سے بحق ہیں تو اس کی اولاد اور مال کم کر دے اور اپنی ملاقات اس کے لیے پسندیدہ فرما دے۔۔۔۔۔ (حدیث)

ابن عبدالبر * لکھتے ہیں: اس کی اسناد مضبوط نہیں۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: اس کے علاوہ ان کی نبی ﷺ سے منقول کوئی روایت نہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی حدیث میں روایت اور سماع کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ابن مسعود اور کعب احبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبدالرحمن بن جبیر المصري اور قتادہ روایت کرتے ہیں امام بخاری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: عمرو بن غیلان ثقفی بصرہ کے امیر تھے اور کعب سے سماع کیا ہے۔ یہی قول سعید نے قتادہ سے بواسطہ عبداللہ بن عمرو بن غیلان نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ زیادہ صحیح ہے، اس واسطے کہ ابو عمر * نے اعتماد سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرو امیر معاویہ کی جنگوں میں ان کے سربراہ و درہ شخص تھے۔ زیاد کے بعد انہوں نے انہیں بصرہ کا گورنر بنا دیا تھا، لیکن چھ ماہ بعد پھر انہیں ہٹا کر عبید اللہ بن زیاد کو اس کا گورنر بنا دیا۔

۵۹۳۰ عمرو بن الفحیل الزبیدی *

وہیمہ نے کتاب الردۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بنی زبید تک نبی ﷺ کے سانحہ ارتحال کی خبر پہنچی اس وقت ان کے سردار عمرو بن الفحیل تھے جو مسلمان مہاجر تھے۔ تو عمرو بن معدی کرب نے گفتگو کی اور لوگوں کو مرتد ہونے کی دعوت دینے لگے، جس پر عمرو بن فحیل اور عمرو بن الحجاج غضبناک ہو گئے۔ انہیں اپنی سرداری میں فضیلت حاصل تھی۔ ابن الفحیل کہنے لگے: اے زبید کی جماعت! اگر تم اس دین میں رغبت سے داخل ہوئے ہو تو اس کا دفاع کر دیا اس دین کے پیروکاروں سے ڈر کر مسلمان ہوئے ہو تو اسے قلعہ بنا لو، تمہارے دل کے جو را ز اللہ تعالیٰ جانتا ہے انہیں لوگوں کے سامنے عیاں نہ کرو ورنہ وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔ میں اپنی ذات سے بڑھ کر تم سے خیر خواہی نہیں کر سکتا۔ عمرو بن معدی کرب کی بات نہ مانو بلکہ عمرو بن الحجاج کی فرمانبرداری کرو۔ اس کے متعلق انہوں نے اشعار بھی کہے:

”اے میری آنکھ! جدائی کے دن نبی ﷺ کے فراق میں اپنے ڈبڈبا دینے والے آنسو مجھے دینے میں سخاوت کر، کاش میں اس دن مر جاتا جس دن آپ کی وفات ہوئی ہے اور مجھے یہ صدمہ نہ اٹھانا پڑتا جس میں میں مبتلا ہوں۔“

۵۹۳۱ (ز) عمرو بن فروہ بن عوف انصاری

مرزبانی نے ہجرت اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے۔

۵۹۳۲ (ز) عمرو بن قُصیل

بن عبدہ بن کثیر از بنی قیس بن ثعلبہ۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں۔

۵۹۳۳ عمرو بن الفخواء*

علقمہ کے بھائی۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ ابوداؤد* نے ان کے بھائی علقمہ کے حالات میں ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

۵۹۳۴ (ز) عمرو ابن فلاں انصاری

عمرو کے آخری ناموں میں ذکر ہوگا۔

۵۹۳۵ عمرو بن القارئ

عمرو بن عبد اللہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۹۳۶ عمرو بن قیس

بن زائدہ قرشی عامری۔ بقول بعض: عمرو بن قیس بن شرحیل۔ ایک قول ہے یہ وہی ابن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں۔ عمرو بن ام مکتوم میں عمرو نامی حضرات کے ابتدائی ناموں میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۹۳۷ (ز) عمرو بن قیس*

بن حزن بن عدی بن مالک بن سالم بن عوف بن مالک انصاری الخزرجی۔ ابو خارجہ۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کی کوئی روایت معروف نہیں۔ یونس بن بکر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق* نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۳۸ عمرو بن قیس

بن خارجہ از بنی عدی بن النجار انصاری خزرجی۔ ابو عبیدہ معمر بن الحشی نے شرکاء بدر میں ان کا اور ان کے بیٹے ابوسلیط کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۳۹ عمرو بن قیس

بن زید بن سواد بن مالک بن غنم انصاری۔ واقدی* اور ابو معشر نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق* نے

* اسد الغابہ (۴۰۰) استیعاب (۱۹۶۸) * ابوداؤد کتاب الادب با فی الحذر من الناس (۴۸۶۱)

* اسد الغابہ (۴۰۴) تجرید (۴۱۶/۱) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۲/۲) * المغازی (۱۳۰)

* السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) (۵۸/۳)

٥٩٢٠ عمرو بن قيس

٥٩٣١ عمرو بن قيس العبدي *

الاشج کے بھانجے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر بغیر سند کے ان کا ذکر کیا ہے کہ الاشج نے انہیں بنی سُلَیْمَہ کا پتہ چلانے کے لیے بھیجا تھا تو وہ اسلام لا کر واپس گئے اور اشج کو حال و احوال بتائے۔ وہ مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔

۵۹۲۲ (ز) عمرو بن قیس الازدی -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق میں ایک جگہ بطور جاگیر دی تھی جسے ”لویعہ عمرو“ کہا جاتا ہے۔

٥٩٢٣ عمرو بن قره ❁

کئی ایک نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اپنے مُصَنَّف میں بروایت مَحْمُول ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے یزید بن عبد ربہ نے بحوالہ صفوان بن امیہ روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اتنے میں آپ ﷺ کے پاس عمرو بن قرہ آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ مصیبت لازم کر دی ہے کہ میں اپنا رزق دونوں ہاتھوں سے اپنی ذُفلی بجا کے ہی حاصل کر سکتا ہوں۔ لہذا آپ مجھے بغیر فحش گوئی کے گانے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہیں بطور عزت اور پیشے کے اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اپنے لیے اور اپنے زیر سایہ لوگوں کے لیے حلال تلاش کرو جو تمہارے لیے اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور یاد رکھا اللہ تعالیٰ کی مدد تجارت کرنے والے نیک لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔“ ﷺ

یہ الفاظ ابو نعیم نے ”المعرفة“ میں بطریق حسن بن ابی الربیع بواسطہ عبد الرزاق نقل کیے ہیں۔ اس میں عبد الرزاق کا شیخ یحییٰ بن العلاء ہے اور یحییٰ کا اس میں شیخ بشر بن نمیر ہے اور دونوں متروک راوی ہیں۔ ابن مندہ نے یہی روایت عالی سند سے عن ابن الاعرابی عن الربادی عن عبد الرزاق نقل کی ہے۔

۵۹۴۴ (ز) عمرو بن كعب

بن عمر و الغفاری۔ ابن فتحون نے بحوالہ واقدی اور طبری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا ایسا واقعہ ذکر کیا ہے جو اس واقعے کے مشابہ ہے جو کعب بن عمیر کے حالات میں بیان ہوگا۔

❁ اسد الغابہ (۴۰۷) استیعاب (۱۹۷۰) ❁ اسد الغابہ (۴۰۳) تجرید (۱/۴۱۵) ❁ اسد الغابہ (۴۰۲)

❁ ابن ماجة كتاب الحدود باب المخبثين (٢٦١٣) المعجم الكبير (٥١/٨) مجمع الزوائد (٦٣/٤)

ان شاء اللہ تعالیٰ ”کعب بن عمرو“ میں ذکر ہوگا۔

عمر و بن سالم بن کلثوم کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ سیف اور طبری نقل کیا ہے کہ یہ ان دس امراء میں سے ایک تھے جنہیں ابو عبیدہ بن الجراح نے بھیجا تھا اور پہلے کئی بار گزر چکا ہے کہ اس وقت صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ حافظ ابن عساکر یوں ان کا ذکر کرتے ہیں: عمرو بن کلیب یا کلب الیحصی۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ نے انہیں مرج الصفر سے نکلنے کی طرف بھیجا تھا۔ جو سیف بن عمر کی ابو عثمان یزید بن اسید الغفاری سے مروی روایت ہے۔

از بنی خنساء بن مبدول۔ یونس بن بکیر بحوالہ ابن اسحاق ❀ انہیں شرکاء بدر میں شمار کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ وہم ہے اس لیے کہ عمرو بن نعیم خنساء کے دادا ہیں جن کی طرف بنی خنساء بن مبدول بن عمرو بن غنم منسوب ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں: شاید ابن مندہ کی کتاب سے کوئی عبارت ساقط ہو گئی۔ یوں انہوں نے سمجھ لیا کہ عمرو بدر میں شریک ہوئے حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ ابن اسحاق نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ بنی خنساء کے صرف دو آدمی بدر میں شریک ہوئے۔ ابوداؤد المازنی اور سراقہ بن عمرو، اگر وہ صحیح نسخے میں دیکھتے تو ان کا وہم واضح ہو جاتا تھا۔ کیونکہ عمرو بن مازن اور اسلام کے درمیان سو سے زائد سالوں کا فاصلہ ہے لیکن پھر بھی انہوں نے انہیں صحابہ میں شمار کر کے اپنی کتاب کے صفحے بڑھائے ہیں۔ ادھر ابن الاثیر ❀ مرحوم نے ابو نعیم کا تعاقب کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابن مندہ نے جو یونس کی بحوالہ ابن اسحاق ❀ روایت کی ہے وہ صحیح ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے: بدر میں بنی خنساء بن مبدول بن عمرو بن غنم بن مازن بن الحجار میں سے ابوداؤد المازنی، سراقہ بن عمرو اور عمرو بن مازن تین افراد شریک ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق کے تلامذہ ان سے نقل میں بہت اختلاف کرتے ہیں۔ ابن مندہ کا بھروسہ یونس بن بکیر کی روایت پر ہے۔ اور ابو نعیم ابراہیم بن سعد کی بحوالہ ابن اسحاق روایت سے نقل کرتے ہیں۔ اور اس میں عمرو بن مازن کا ذکر نہیں اور نہ ہلالی اور سلمہ بن الفضل کی روایت میں ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو نعیم کا یہ سمجھنا کہ عمرو بن مازن قبیلہ کے جد امجد ہیں، اس میں تاثر ہے حالانکہ وہ عمرو بن غنم بن مازن ہے

انہوں نے یہ جواز پیش کیا ہے عمرو اور مازن کے درمیان سے غنم کا نام چھوٹ گیا ہے جس کے بھروسے پر انہوں نے ابن مندہ کے وہم کی بنیاد رکھ دی جو اچھی روش نہیں (امتحان جذب دل عجب نکل آیا، میں الزام اسے دیتا رہا قصور اپنا نکل آیا۔ مومن خان) کیونکہ اصل یہی ہے کہ کوئی نام ساقط نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

۵۹۳۹ (ز) عمرو بن مالک بن جعفر

ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری الجعفری۔ ابن مندہ نے بطریق ابوالاحمد الزبیری عن مسعر عن خشرم بن حسان روایت کی ہے کہ عمرو بن مالک ملاعب الاسنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوا طلبی کے لیے آدمی بھیجا..... (حدیث) اسے مسعر عن خشرم عن مالک سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے جو زیادہ مناسب ہے۔ ذہبی * لکھتے ہیں: زیادہ صحیح مالک بن عمرو ہے۔ میں کہتا ہوں: جن کا لقب ”ملاعب الاسنہ“ ہے ان کا نام عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب ہے جو مشہور شہسوار جس نے بحر معونہ کے صحابہ سے غداری کی تھی کے چچا ہوتے ہیں۔ اس کے چچا جن کا ابھی ذکر ہوا، ملاعب الاسنہ نے ان لوگوں کو امن دیا تھا لیکن اس نے یہ بد عہدی کی۔ لیکن مذکورہ حدیث عامر کے حوالہ سے ہے نہ کہ عمرو کے، جیسا کہ میں نے ان کے حالات میں اس کے تمام طرق کو بیان کیا ہے۔ البتہ یہ بھی احتمال ہے کہ عمرو ان کے بھتیجے کا نام ہو جن کا ابوسعید والی اس حدیث میں نام نہیں لیا گیا جسے ابن شہین نے درج کیا ہے۔ اس میں ہے: ملاعب الاسنہ نے نبی کی طرف دوا طلبی کے لیے آدمی بھیجا، کیونکہ ان کے بھتیجے کے پیٹ میں درد تھا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف شہد کی کچی بھیج دی انہوں نے اسے پلایا وہ صحت یاب ہو گیا۔

ملاعب الاسنہ کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔ اس روایت کی بنا پر وہ عمرو بن مالک ہوں گے جن کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے اور تجرید میں * اس عنوان میں لکھا ہے: زیادہ صحیح یہی ہے کہ ملاعب الاسنہ مالک بن عمرو ہیں۔ ان کا یہ کہنا: ”یہ زیادہ صحیح ہے“ صحیح نہیں، حالانکہ وہ عامر بن مالک ہیں۔

۵۹۵۰ عمرو بن مالک بن عمیرہ

بن لای الارجمی۔ کنیت ابو زید تھی۔ رشاطی کا بیان ہے کہ قیس بن غنط جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان کے بارے میں بتایا کہ وہ شہسوار اور قابل تعظیم ہیں۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا، پھر وہ ہجرت کے بعد مکہ آ گئے اور نبی ﷺ کو کچ کر گئے تھے پھر حمیہ الوداع کے موقع پر آپ کے پاس آئے۔ ہمدانی نے ”الاکلیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۵۱ عمرو بن مالک بن قیس

بن نجید ابن رؤاس ابن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ امام بخاری * اور ابن اسکن کا قول ہے: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن اسکن نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان سے طارق بن علقمہ بن خالد بن عقیف بن نجید بن رؤاس روایت کرتے ہیں۔ حمید اور نجید خراسان میں صاحب شرافت انسان تھے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ابو عمر * کا قول ہے عمرو بن مالک بن

قیس اپنے والد کے ساتھ آئے اور دونوں مسلمان ہو گئے۔ ابن اسکن کی پیروی میں لکھتے ہیں، ایک جماعت کا کہنا ہے: صحابی ان کے والد ہیں۔ ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور ابن ابی خثیمہ نے تاریخ میں اور ابن اسکن نے ان سے سب عبد الرحمن بن مطرف سے کہ مجھ سے میرے چچا زاد و کعب بن الجراح بواسطہ حمید بن عبد الرحمن روای وہ نافع، علقمہ کے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں اس قوم میں تھا (جس میں سے) عمرو بن مالک روای نبی ﷺ کے پاس آئے اور پھر اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے کہا جب تک ہم بنی عقیل سے بدلہ نہیں لے لیتے مسلمان ہونے کے نہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ادھر پہنچے تو ان میں سے ایک آدمی انہیں مل گیا۔ بنی عقیل ان کے پیچھے لگ گئے ان سے جنگ ہوئی، ان میں کا ایک آدمی تھا جسے ربیعہ بن المثنیٰ کہتا تھا وہ اپنے اشعار میں کہتا ہے: ص

”میں قسم کھاتا ہوں کہ گھڑسوار سے نیزہ بازی کروں گا، قیام کی حالت میں ان لوگوں نے ٹوپیاں پہنائی ہیں۔“

تو لوگوں میں سے ایک شخص کھڑے ہو کر انہیں ترغیب دینے لگا۔ اتنے میں محرش بن عبد اللہ روای نے حملہ کیا، دونوں نے نیزہ بازی شروع کر دی۔ ربیعہ نے ان کے بازو میں نیزہ گھونپ کر گھمایا تو محرش نے کہا: رواس نے کہا، ربیعہ بولے: رواس کون ہے؟ کیا کوئی پہاڑ ہے یا لوگ ہیں؟ تو عمرو نے ربیعہ پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ فوراً پشیمانی ہوئی، میں نے مسلمان کو مار دیا، نبی ﷺ کے پاس اس عالم میں آئے کہ جو فعل ان سے سرزد ہوا ہے اس کی وجہ سے ہاتھ گردن سے بندھے تھے۔ بچوں کو کہتے سنا، اگر ہمارے پاس ہاتھ بندھا آئے تو ہم اس کے طوق پر ماریں گے۔ خیر وہ آپ ﷺ کے پاس سامنے سے آئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے چہرہ پھیر لیا، پیچھے سے آئے، یہی کہا اور یہی جواب پایا۔ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے آ کر یہی کہا۔ پھر سامنے سے آ کر کہا: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے رضا مندی کی درخواست کی جاتی ہے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ یہ بات کسی اور نے انہیں سکھائی تھی، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہم تم سے راضی ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں: ”اس نے مجھے کہا“۔ بغوی فرماتے ہیں: ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ طبرانی کا قول ہے: ہم سے عبد اللہ بن احمد نے بحوالہ عثمان بیان کیا ہے اور ابو نعیم نے یہ روایت بطریق محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنے والد سے بواسطہ و کعب انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ایک شیخ جنہیں طارق بن مالک روای کہا جاتا تھا نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کی: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں تو آپ ﷺ نے تین بار مجھ سے چہرہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اللہ سے رضا مندی کی درخواست کی جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ لہذا آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ مجھ سے راضی ہو گئے۔ اور اس روایت کو بزار نے اپنی مسند میں ابراہیم بن زیاد الصائغ و کعب سے اسی طرح نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ معلوم نہیں کہ عمرو بن مالک نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے۔ کئی حضرات نے و کعب سے اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔ سلیمان بن و کعب نے ان کے برخلاف یہ روایت اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا و طارق سے وہ عمرو بن مالک سے وہ اپنے

والد سے نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: سفیان بن کعب اپنے والد اور دوسروں سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔ ان سے سند میں ضبط ہوا اور اس میں ”عن جدہ“ اور اس کے بعد عن ابیہ کا اضافہ کر دیا۔ عبدالرحیم جو ثقہ راوی ہیں ان کی روایت عثمان بن ابی شیبہ جو حفاظ حدیث میں سے ہیں کی روایت کی شاہد ہے۔

۵۹۵۲ (ن) عمرو بن مالک الاشجعی

ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن مسلم عن ابن لہیعہ عن ابی النضر مولا ابن معمر عن عمرو بن مالک الاشجعی روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمادیجئے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے شاید میں آج کے بعد آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبل احمی چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی: جبل احمی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حشر کی سرزمین۔ (شام) انعام کے غزوہ میں شریک ہونے سے بچنا کیونکہ وہ لوگ جب دشمن سے آمنہ سامنا کرتے ہیں تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور اگر مال غنیمت حاصل کر لیں تو خیانت کرتے ہیں۔*

میں کہتا ہوں: سند میں ضعف ہے۔ ابن ماجہ نے یہ متن واقعہ کے بغیر بطریق ابن لہیعہ ایک اور سند سے نقل کیا ہے کہ ابن ابی شیبہ، زید بن الجباب، ابن لہیعہ، یزید بن ابی حبیب عن لہیعہ بن عقبہ ان کے سلسلہ سند میں ہے میں نے ابوالورد کو فرماتے سنا: خبردار! انعامی سریے میں شرکت سے بچنا.... پھر اسے موقوف ذکر کیا۔

۵۹۵۳ عمرو بن مالک الاوسی

ابن شاہین صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر وہ اور ابو یعلیٰ بطریق موسیٰ بن عبیدہ عن محمد بن کعب بنحوالہ عمرو بن مالک الاوسی روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی“ یا فرمایا: دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے.... (حدیث) ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اس میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ جبکہ یہ حدیث تو عوف بن مالک کی ہے جسے ابن شاہین نے درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ روایں ہیں پھر ان کی حدیث بیان کی جو بروایت زرارہ بن ادنیٰ بنحوالہ ان کے مروی ہے۔ لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہیں غنم بن مالک اور ابی بن مالک کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابی بن مالک تشری کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، لکھتے ہیں: حدیث طارق عن عمرو بن مالک نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: تینوں علیحدہ ہیں اور انہوں نے انہیں ایک قرار دیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں: یہ تیسرے وہی روایں ہیں جن کا ذکر قریب ہی ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۴۰۱۰) * اسد الغابہ (۳۹۸/۳) * اسد الغابہ (۴۰۱۲) استیعاب (۱۹۷۳) تجرید (۴۱۶/۱)

ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن (۲۹۱۰) المعجم الكبير (۱۸/۱۴۱)

جامع المسانید (۷۳/۱۰) اسد الغابہ (۳۹۹/۳)

۵۹۵۲ عمرو بن مالك العکری

بقول ابن سعد: * اشعریوں کے وفد میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے۔ ذہبی * نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے وفد میں لکھا ہے: اشعریوں کا وفد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا ان میں عک کے دو آدمی تھے۔ انہوں نے دونوں کا نام نہیں لیا لہذا دوسرے شخص کے نام میں غور کر لیا جائے۔

۵۹۵۵ (ن) عمرو بن المحبوب العامری

ابن قحطان نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سیف نے ”الفتوح“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کی دو سندوں سے لکھا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے عامل تھے جن کی طرف زیاد بن حنظلہ کو مرتدوں سے جنگ میں مزید جانفشانی کا حکم دے کر بھیجا تھا۔ صفوان بن صفوان کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۵۶ (ن) عمرو بن محسن انصاری

بقول بعض ابو عمرو کا نام ہے۔

۵۹۵۷ عمرو بن محسن بن خرثان الاسدی

حضرت عکاشہ کے بھائی۔ نسب ان کے بھائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق * ہجرت کے ذیل میں فرماتے ہیں: مہاجرین قافلوں کی شکل میں مدینہ آنے لگے۔ بنی غنم بن دودان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سارے کے سارے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ ان میں عمرو بن محسن بھی تھے۔ ابن شاہین اور ابو عمر * کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے۔

۵۹۵۸ عمرو بن محسن (بے نسبت)

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نسب سابقہ شخصیت والا نقل کیا ہے، جس پر ابن الاثیر * مرحوم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: انہیں ابن مندہ کی کتاب پر استدراک میں ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ان کا ذکر ابن شاہین نے سابقہ شخصیت کے حالات میں کیا ہے۔ البتہ انہوں نے بطریق ابن ابی

* تجرید (۴۱۷/۱) الطبقات الکبریٰ (۱۴۸/۷) * تجرید (۱۱۵)

* اسد الغابہ (۴۰۱۵) استیعاب (۱۹۷۴) تجرید (۴۱۷/۱) * السیرۃ النبویہ (۸۷/۲)

* استیعاب (۲۷۷/۳) اسد الغابہ (۴۰۰/۳)

مریم عبدالغفار انصاری عن ابی جعفر بواسطہ ابن ابی عمرہ بحوالہ عمرو بن محسن روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بارشوں کی کثرت اور نباتات کی کمی، قاریوں کی کثرت اور دین کی سمجھ رکھنے والوں کی کمی، امیروں گورنروں کی بہتات اور امانتدار عہدیداروں کا قحط قرب قیامت کی ایک نشانی ہے۔“

میں کہتا ہوں: ابو مریم ضعیف ہیں۔ ابن ابی عمرہ کا نام عبدالرحمن ہے جن کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: ثعلبہ اور ایک قول ہے بشیر بن عمرو بن محسن جو انصاری ہیں نہ کہ اسدی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ابو عمرہ کا نام عمرو بن محسن ہے۔ شاید سند میں یوں تھا عن ابن ابی عمرہ عمرو بن محسن لہذا یہ روایت مرسل ٹھہری۔ راوی نے ابو عمرہ کا نام لیا ہو اور اس کا ”عن“ اضافہ ہو یا اصل روایت کی سند یوں تھی: عن ابی عمرہ بن عمرو بن محسن، اور لفظ ابن بدل کر عن ہو گیا ہو، بہر حال کیف دونوں فرضی صورتوں میں یہ اسد نہیں۔

۵۹۵۹ عمرو بن محمد

بن سلمہ انصاری۔ ان کا نسب ان کے والد کے تذکرہ میں بیان ہوگا۔ ابن ابی داؤد کا بیان ہے۔ صحبت نبوی سے فیض یاب ہوئے اور فتح مکہ اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی ہے۔ ابن شاہین نے ان سے یہی قول نقل کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ز

۵۹۶۰ عمرو بن مرجوم العبدي

بقول ابن سعد: وفد عبدالقیس میں ان کی آمد ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن عبدالقیس کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ خطیب نے المؤتلف میں لکھا ہے کہ انہوں نے دیوان (کلیات) المسیب بن عطس جسے ثعلب نعویٰ نے مرتب کیا ہے، نقل کرتے ہیں کہ مسیب نے مرجوم ابن عبدالمر بن قیس بن شہاب بن رباح بن عبداللہ بن زیاد بن عصر کی مدح کی جو عبدالقیس کے معزز اور جاہلیت کے سرداروں میں سے تھے۔ اور ان کا بیٹا عمرو بن مرجوم مسلمانوں میں سردار اور معزز انسان تھا۔ وہی جنگ جمل میں چار ہزار (۴۰۰۰) کی نفری لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہوئے تھے۔ ابن سعد نے ان کے متعلق آنے اور اسلام لانے کی جو بات نقل کی ہے اس سے خطیب واقف نہیں ہوئے۔

۵۹۶۱ عمرو بن مرداس السلمي

ابن مندہ ان کا ذکر کرتے اور بطریق صالح ترمذی عن محمد بن مروان السدی عن الکلی عن ابی صالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تالیف قلبی والے پندرہ مرد تھے، پھر ان کے نام گنوائے اور ان میں یہ بھی ہیں۔

مجمع الزوائد (۳۳۴/۷) الجامع الصغير (۸۲۳۴) * اسد الغابہ (۴۰۱۶) تجرید (۴۱۷/۱)

الطبقات الكبرى (۴۱۰/۵) * اسد الغابہ (۴۰۱۸) تجرید (۴۱۷/۱)

جامع المسانید (۲۳۵/۷)

ابو نعیم ان کا تعاقب کرتے ہیں اور مذکورہ حدیث بطریق ابی عمر المقرئ عن محمد بن مروان بیان کرتے ہیں لیکن ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ عباس بن مرداس کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن مروان، ان کا شیخ اور ان کے شیخ کا شیخ متروک ہے۔ اور ہشام بن کلثی کے حوالہ سے نسب میں انہوں نے جزم و اعتماد سے لکھا ہے کہ یہ عباس بن مرداس کے بھائی ہیں اور وہ دونوں تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔

۵۹۶۲ عمرو بن مرہ

بن عئس بن مالک بن الحرث مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔ ابن سعد اور ابن البرقی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور خلیفہ نے بھی ہو بہو ہی نقل کیا ہے۔ البتہ اس سے عئس ساقط ہو گیا ہے اور نصر اور غطفان کے درمیان مالک کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن یونس نے پہلے کی طرح ان کا نسب لکھا ہے لیکن وہ نصر کی جگہ سعد تحریر کرتے ہیں۔ ابن سعد فرماتے ہیں: عہد نبوی ﷺ میں بہت بزرگ ہو گئے تھے اور آپ کے ساتھ معرکوں میں شرکت کی۔ کنیت ابو طلحہ اور ابو مریم تھی، بقول بعض: ابو مریم ازدی دوسرے جو قدیم الاسلام اور بہت سے معرکوں میں شریک رہے ہیں وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قضاہ کو یمن کے ساتھ ملایا ہے، انہی کا یہ شعر ہے: ص

”ہم اصلی از ہر بزرگ کی اولاد ہیں جس کا نام قضاہ بن مالک بن حمیر ہے۔“

جس کا واقعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جب انہوں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مصر میں نسب بیان کریں۔ اس واقعہ کو زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مصری تھے اور دمشق آئے۔ ابن سمیع لکھتے ہیں: خلافت عبدالملک بن مروان میں فوت ہوئے۔ یہی قول ابو زرعد مشقی نے اپنی تاریخ میں بحوالہ ابو میسرہ نقل کیا ہے۔ ابن حبان اور ابو عمر فرماتے ہیں: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ جامع ترمذی میں کتاب الاحکام میں ان کی ایک حدیث ہے جو امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب میں بھی بروایت علی بن الحکم ہے۔ فرماتے ہیں مجھ سے ابو الحسن نے بیان کیا کہ عمرو بن مرہ امیر معاویہ سے فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جو حکمران بھی حاجتمندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت

ضرورت اور مسکینی کے سامنے آسانی دروازے بند کر دیتا ہے۔“

تو امیر معاویہ نے (جو پہلے سے ہی رعایا کے ساتھ کشادہ دہی اور فیاضی سے پیش آتے تھے تاکید کے لیے) لوگوں کی ضروریات سے آگاہی پانے کے لیے ایک شخص اس کام کے لیے مقرر کر دیا۔

مسند احمد میں ان کی دو اور حدیثیں بھی ہیں جن میں سے ایک والدین کی نافرمانی کی مذمت میں اور دوسری ہے میں نے

اسد الغابہ (۴۰۱۹) استیعاب (۱۹۷۵) تجرید (۴۱۷/۱) الطبقات الکبریٰ (۶۸/۴)

ایضاً الثقات (۲۷۴/۳) استیعاب (۲۷۸/۴۳)

ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعیۃ (۱۳۳۲) مسند احمد (۲۳۱/۴)

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اس جگہ قبیلہ سعد کا جو شخص بھی ہے وہ اٹھ کھڑا ہو۔“ چنانچہ میں اٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ اس طرح آپ ﷺ نے تین بار فرمایا..... (حدیث)

طبرانی کی کتاب میں ان کی کئی احادیث ہیں جن میں سے ایک ان کے اسلام لانے اپنی قوم کے پاس واپس جانے اور انہیں اسلام کی دعوت دینے پھر ان کے مسلمان ہونے اور وفد کی صورت میں آنے کے واقعے کے بارے میں ہے۔ جسے ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ ایک حدیث وہ ہے جسے ابن مندہ نے بطریق عیسیٰ بن طلحہ بحوالہ عمرو بن مرہ الجبلی نقل کیا ہے کہ قضاہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا..... پھر اس کے اسلام لانے کا واقعہ نقل کیا اور طبرانی نے اسے اسی سند کے ذریعہ بحوالہ عمرو بن مرہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا: تم کون ہوتے ہو؟ عرض کی: قضاہ سے۔ ان میں سے ایک حدیث بطریق ابن ربیعہ عن الربیع بن سبرہ عن عمرو بن مرہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ ہم کس سے تعلق رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ آزاد ہاتھ اور لذیذ لقمے حیر سے ہو۔“ * ان سے حجر بن مالک اور عبد الرحمن بن الغار بن ربیعہ وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔

۵۹۶۳ عمرو بن النضج

ابن درید نے ”الاشتقاق“ میں یہ نام مسیح بروزن عظیم قلمبند کیا ہے۔ ابن کعب بن عَصْر بن غنم بن حارثہ بن ثوب ابن مَغْن بن عَثْو ابن عَشَّ ابن سلامان بن ثعل بن عَمْرُو بن عوف بن علی الطائی مشہور لمبی عمروا لے شہسوار، ابن کلبی اور طبری لکھتے ہیں: ایک سو پچاس (۱۵۰) سال عمر پائی۔ نبی ﷺ کے پاس آئے تو اسلام قبول کر لیا وہ پورے عرب میں سب سے زیادہ تیر انداز تھے۔ مشہور زمانہ شاعر امرؤ القیس اپنے شعر میں انہی کا ذکر کرتا ہے: ص

”بنی ثعل کے کئی تیر انداز ایسے ہیں جو اپنی ڈھال سے دونوں ہتھیلیاں نکال لیتے ہیں۔“

ایسا ہی ابن عبد البر * اور ابن شاپین نے نقل کیا ہے۔ المعانی النہروانی نے اپنی کتاب الجلیس میں ابن درید عن اسکن بن سعید عن العباس بن ہشام بن کلبی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابن مرثد الطائی نے جن کا تعلق بنی معن سے ہے بحوالہ اپنے شیوخ نقل کرتے ہیں پھر اس کا ذکر کیا۔ معارف میں ابن قتیبہ لکھتے ہیں: یہ معلوم نہیں آیا ان کا انتقال نبی ﷺ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں؟

میں کہتا ہوں: ابو حاتم بجناتی * نے ”المعمرین“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ خلافت عثمانی میں فوت ہوئے انہی کا یہ شعر ہے: ”میری اتنی لمبی عمر ہوئی کہ میری عمر عمرو بن عکولہ اور ابن وہب پر گراں گزرتی ہے۔ ان کا اشارہ اپنی قوم کے دو عمر رسیدہ آدمیوں کی طرف تھا۔“

* المعجم الكبير (۳۰۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۹۴/۱) كنز العمال (۳۴۰/۲۴)

* اسد الغابہ (۴۰۲۰) استیعاب (۱۹۷۷) تجرید (۴۱۷/۱)

* اسد الغابہ (۴۰۱/۳) استیعاب (۲۷۸/۳) استیعاب (۲۷۸/۳) اسد الغابہ (۴۰۱/۳)

* استیعاب (۲۷۸/۳) المعمرین (۹۷)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۶۳ عمرو بن مسعود بن مُعْتَبِ الثَّقَفِ

عروہ بن مسعود مشہور صحابی کے بھائی ہوتے ہیں۔ عروہ کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ روایات میں آتا ہے جب یہ بہت عمر رسیدہ ہو گئے اور امیر معاویہ کی خلافت کا آغاز تھا تو یہ ان کے پاس آئے اور ان سے ذکر کیا کہ وہ ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دوست تھے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ اور طائف میں جو شخص بھی بچاؤہ اسلام قبول کر کے اس خطبہ میں شریک ہوا تھا۔ یہی بات مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں: ابوسفیان جب طائف آتے تو ان کے ہاں ٹھہرتے۔ یہ عروہ اتنے زندہ رہے کہ بہت بوڑھے ہو گئے، خلافت معاویہ میں آئے تو یہ شعر سنایا: **ع**

”میں بوڑھا کھوسٹ ہو چکا ہوں، میری ٹانگیں قبر تک پہنچنے والی ہیں اور میری کھوپڑی کا پرندہ میری قبر کے پاس آج یا کل پہنچنے والا ہے۔“

زیر بن بکار نے الموفقیات میں ان کا واقعہ ذکر کیا لیکن انہوں نے ثقفی نہیں کہا۔ اسی طرح خطابی نے اس واقعہ کو ”غریب الحدیث“ میں ایک اور سند سے عن ہشام بن کلثوم بن ابیہ بحوالہ قریش کے ایک آدمی نقل کیا ہے۔ یہی واقعہ عمرو بن مسعود السلمی کا بھی نقل کیا ہے جسے میں ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ذکر کروں گا۔

۵۹۶۵ عمرو بن مُطَرَف

بن عمرو ابی عمرو بن مہذول۔ بقول یونس بن بکر بحوالہ ابن اسحاق * اُحد میں شہادت پائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے دادا کا نام علقمہ بتایا ہے اور زیاد ابکائی سے بحوالہ ابن اسحاق * دونوں سندیں نقل کی ہیں۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: عمرو بن مطرف۔ بقول بعض: مطرف بن عمرو ابن علقمہ۔

۵۹۶۶ (ز) عمرو بن مطعم

قسم رابع میں ذکر ہونا ہے۔

۵۹۶۷ عمرو بن معاذ بن الجموح انصاری

ایک صحابی ہیں جن کا ذکر حدیث بریدہ میں آتا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عمرو بن معاذ انصاری۔ نبی ﷺ نے ان کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا تھا جب وہ کٹ گیا تھا تو پھر صحیح ہو گیا، جسے ایک جماعت نے عن حسین بن واقد عن عبد اللہ بن بریدہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عمرو بن معاذ کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: عمرو بن معاذ انصاری کے پاؤں پر رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن لگایا جب وہ کٹ گیا تو پھر صحیح ہو گیا۔ بقول بعض: سعد بن معاذ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے بھائی

ہیں۔ پھر وہ حدیث بیان کی جو مسند حسن بن سفیان سے عن ابی عمار عن علی بن الحسین بن واقد مروی ہے کہ ہم سے ہمارے والد نے بواسطہ عبداللہ بن بریدہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا جب وہ کٹ گیا تھا تو پھر وہ صحیح ہو گیا۔ اسی روایت کو ابن حبان * نے اپنی صحیح میں عن محمد بن احمد بن ابی عون عن حسین بن حریت (جو ابوعمار حسن بن سفیان کے شیخ ہیں) روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے عمرو بن معاذ بن الجموح کے زخم پر لعاب دہن لگایا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ اور یہی روایت محمد بن ہارون رویانی نے اپنی مسند میں عن محمد بن اسحاق الصغانی عن محمد بن حمید الرازی عن زید بن الجباب عن الحسین بن واقد انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور ضیاء "الختارۃ" میں لکھتے ہیں: میں نے محمد بن حمید کا طریق بطور شاہد نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زید بن الجباب کا اسی مسند والانسخہ امام احمد نے ان سے نقل کیا ہے اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب "تقریب الاسانید" میں حاکم کے قول کی وجہ سے ذکر کیا ہے کہ یہ بریدہ کی سب سے صحیح سند ہے۔ اس میں یہ حدیث نہیں لکھی ضیاء نے اس کی تخریج کے بعد یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ وہ معاذ بن عمرو بن حمید بن الجموح ہیں۔

۵۹۶۸ (ن) عمرو بن معاذ *

بن نعمان بن امرئ القیس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاء بدر اور شہداء احد میں اور اسی طرح ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اوس کے سردار سعد بن معاذ کے بھائی ہیں۔ یہی قول ابن اسحاق کا شرکاء بدر کے بارے میں ہے۔ اسی طرح ابو عمر * لکھتے ہیں: انہیں ضرار بن الخطاب نے شہید کیا۔ انہوں نے جب انہیں نیزہ گھونپا جو ان کے جسم میں آ رہا ہو گیا تو ان سے بطور استہزاء کہا: دیکھنا تم سے وہ شخص نہ چھوٹنے پائے جو حور عین سے تمہاری شادی کرائے، اور اس وقت تک ضرار مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی عمر تیس (۳۲) سال تھی۔

ابن الاثیر * نے انہیں سابقہ شخصیت کے ساتھ رلاملا دیا ہے۔ اور ذہبی * بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ باوجودیکہ ابونعیم نے دونوں میں فرق پر گفتگو کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل ذہن میں یہ ڈالی کہ دونوں کی حدیث اور نسب مختلف ہے۔ اس واسطے کہ ابن نعمان اوسی اور بنی عبد الاشہل سے تعلق رکھتے ہیں اور ابن الجموح خزرجی ہیں جن کا تعلق بنی سلمہ سے ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ابوموسیٰ کو اس سے خبر داری نہ ہوئی کہ وہ ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے جیسا کہ ابونعیم کے اتباع میں ان کی عادت ہے۔

۵۹۶۹ عمرو بن معاویہ الغاضری

غاضرہ قریش۔ ابوالقاسم عبدالصمد بن سعید نے حصہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ابن علقمہ کے نسخہ میں بحوالہ ابن عائد مقبول ہے کہ عمرو بن معاویہ نے فرمایا: میں اپنا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران کے ساتھ لگا کر بیٹھا ہوا تھا..... (حدیث)

۵۹۷۰ عمرو بن مَعْبُد

بن الازعر بن زید بن العطف بن ضبیعہ النزاری الاوی۔ ابن اسحاق اور اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے شراکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن موسیٰ نے ان کا نام عمیر تغیر میں نقل کیا ہے۔

۵۹۷۱ عمرو بن معدیکرب

بن عبد اللہ بن عمرو بن غصم بن زید الاصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن مہجہ جو زبید الاکبر ہیں۔ ابن صعب بن سعد العشرہ الزبیدی مشہور شاعر اور شہسوار۔ ابو ثور کنیت ہے۔

بقول ابن مندہ: اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور روایت بھی۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: جاہلیت کے ان کے بہت سے واقعات ہیں اور اسلام میں جنگ قادسیہ میں ان کا اچھا کارنامہ ہے۔ ابن اسحاق * عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن معدیکرب وفد زبید میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ * قیس بن مکشوح مرادی کے ساتھ ان کا واقعہ ہے۔ ابن سعد * عن الواقدی عن عبد اللہ بن عمرو بن زبیر عن محمد بن عمارہ بن خزیمہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان لوگوں کو معلوم ہوا تو عمرو بن معدیکرب نے (قیس بن مکشوح سے کہا) ہم سے قریش کے محمد (ﷺ) نامی شخص کا ذکر کیا جاتا ہے، جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نبی ہوں۔ ہمیں اس کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس کے بارے میں معلوم کر سکیں۔ اگر وہ واقعی نبی ہے تو ہم سے ہرگز مخفی نہیں رہے گا۔ قیس آئے اور عمرو مدینہ گئے تو سعد بن عبادہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ انہوں نے ان کا اعزاز و اکرام کیا، وہ انہیں نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، یہ اپنی قوم کے پاس واپس ہو گئے جہاں حالت اسلام میں رہے اور لوگ ان کا کہنا مانتے تھے۔ اس وقت فروہ بن مسیک ان لوگوں کے سردار تھے جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو عمرو ارداد کی رو میں بہہ گئے۔

سیف نے کتاب الرذۃ میں لکھا ہے مہاجر بن ابی امیہ نے عمرو بن معدیکرب کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تو ان کے کہنے سے یہ پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ خطیب "المتفق والمفترق" میں لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ایک قول ہے: رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدینہ آئے اور جنگ قادسیہ میں شرکت کی جس میں جوہر دکھائے۔ ہم نے محمد بن رمضان بن شاکر کی کتاب "مناقب شافعی" میں روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم نے ہم سے بیان کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ہم سے حدیث بیان کی: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا۔ انہیں اپنی قوم کی جماعت میں معلوم ہوا، وہ کہنے لگے: مجھے ان کے پاس جانے دو کیونکہ جو بھی میرا نام سنتا ہے مجھ سے ڈر

* اسد الغابہ (۴۰۲۵) استیعاب (۱۹۸۰) تجرید (۴۱۸/۱) * السیرۃ النبویۃ (۱۲۴/۲)

* اسد الغابہ (۴۰۲۶) استیعاب (۱۹۸۱) تجرید (۴۱۸/۱) * السیرۃ النبویۃ (۵۸۲/۲)

* ایضاً * الطبقات (۳۸۳/۵)

جاتا ہے تو جب ان دونوں حضرات کے قریب ہوئے زور سے کہا: میں ابو ثور عمرو بن معدیکرب ہوں، تو وہ دونوں ایک دوسرے سے پہلے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے: مجھے اس سے نمٹنے دو۔ جس پر عمرو نے کہا: عرب تو مجھ سے ڈرتے ہیں جبکہ یہ دونوں مجھے جوشیلے نظر آتے ہیں۔ پھر واپس لوٹ گئے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق خلاد بن یحییٰ عن خالد بن سعید وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خالد بن سعید بن عاص کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا: ”جس ہستی سے تمہیں اذان کی آواز نہ سنائی دے تو انہیں قیدی بنا لینا۔“ ان کا گزر بنی زبید پر سے ہوا جہاں سے اذان نہیں سنی تو انہیں گرفتار کر لیا عمرو بن معدیکرب ان لوگوں کے بارے ان سے بات کرنے آئے تو خالد نے انہیں وہ لوگ دے دیئے جس پر عمرو نے اپنی تلوار مصمامہ انہیں دے دی جسے خالد بن سعید نے لٹکایا تو عمرو نے کہا: ص

”مصمامہ تلوار جو سلامتی والی ہے اس پر۔“

عمرو نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی ایک قصیدہ میں مدح کی جس کی طرف میں نے خالد کے حالات میں اشارہ کیا ہے۔ عمرو فتوحات شام اور عراق میں شریک ہوئے۔ مغازی میں ابن عائد لکھتے ہیں: میں نے ابو مسہر کو عن محمد بن شعیب عن حبیب فرماتے سنا کہ مالک بن عبد اللہ مخمّی نے فرمایا: میں نے جنگ یرموک میں مسلمانوں کا ایک معزز شخص دیکھا جو مبارزت کے لیے باہر آیا پھر ایک کافر سے اس کا سامنا ہوا جسے اس نے قتل کر ڈالا تو یہ لوگ شکست کھا گئے، اس نے ان کا پیچھا کیا وہ بھاگ نکلے۔ پھر ایک بڑے خیمے میں اترا اور بڑے پیالے منگوائے اس کے بعد اپنے آس پاس والوں کو بلایا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا: یہ عمرو بن معدیکرب ہیں۔

یہم بن عدی کا قول ہے: جنگ یرموک میں ان کی آنکھ شہید ہوئی۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، ابن عائد، ابن السکن، سیف بن عمر اور طبرانی وغیرہ سند صحیح قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ قادسیہ میں شریک تھا، سعد لوگوں کے امیر تھے۔ عمرو بن معدیکرب صفوں میں سے گزرتے ہوئے فرماتے: اے جماعت مہاجرین! سخت سردار بن جاؤ کیونکہ اہل فارس اپنا نیزہ پھینک دیتے ہیں تو مایوس ہو جاتے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک فارسی افسر نے ان کی طرف تیر پھینکا جو ان کی کمان کے سرے پر لگا۔ حضرت عمرو نے اسے گھور کر دیکھا پھر باز کی طرح اس پر حملہ کیا اور اس زور سے وار کیا کہ اس کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ گھوڑے سے اتر کر اس کا سلب لے لیا۔ یہی واقعہ ابن عساکر نے دوسری سند سے اس سے طویل نقل کیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے: اچانک ایک تیر ان کی زین کے اگلے بلند حصے پر آگیا تو انہوں نے تیر انداز پر حملہ کر دیا اور اسے ایسے پکڑ لیا جیسے چھوٹے بچے کو اٹھالیا جاتا ہے۔ پھر اسے دونوں صفوں کے درمیان رکھ کر اس کا سر کاٹ دیا اور فرمایا: یوں کرو۔

واتدی کی بطریق عیسیٰ الخیاط روایت ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے قادسیہ میں اکیلے حملہ کیا اور ان لوگوں کو تلوار سے مارنے لگے۔ پھر مسلمان بھی ان تک جا پہنچے۔ انہوں نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا اور یہ تلوار سے چوکھی جنگ کر رہے تھے۔ تو مسلمانوں نے انہیں ان سے ہٹایا۔ میں نے ان کے دیوان میں دیکھا ہے جو بروایت ابی عمرو شیبانی ہے اور وہ نسخہ ابو الفتح بن جنی کے قلم سے لکھا

تھا، اس میں قصیدہ ہے، فرماتے ہیں: ص

”اور قادیسیہ کے دن جب رستم مزاحم ہوا تو ہم ہی وہ بہادر تھے جو انہیں رسیوں کی طرح ہلاتے تھے۔ ربیع کا موسم لشکروں کو لے کر روشن روشن گزر گیا، جس میں رحمن تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جہاد کی نیت کرتا تھا۔“

طبرانی * محمد بن سلام نجفی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا: میں نے تمہاری طرف دو شخص ایسے بھیجے ہیں جو دو ہزار کا درجہ رکھتے ہیں۔ عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن خویلد۔ ابن سعد واقدی سے وہ ربیعہ سے بواسطہ عثمان روایت کرتے ہیں، جب نعمان بن مقرن والی حقر ہوئے اور انہوں نے نہادند بھیجا اور ان کی طرف لکھا: تمہارے لشکر میں عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن خویلد ہیں، انہیں پاس بلا کر جنگی مشاورت کر لیا کرو۔ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق مغیرہ بن مقسم روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد اور نعمان بن مقرن کی طرف خط لکھا پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ اور جریر بن عبد اللہ الجلی اور علماء بن الہیثم کے ناموں کا اضافہ نقل کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے عبد الملک سے پہلی حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے اور سب نے یہ اضافہ نقل کیا ہے اور انہیں سپہ سالاری نہ دینا کیونکہ ہر کار گیر اپنی کار گیری سے خوب واقف ہوتا ہے۔ ابن عائد لکھتے ہیں عبد الرحمن بن مغراء، جابر بن یحییٰ القارئی سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عراق فتح کیا اور خراج وصولی کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے عمرو بن معدیکرب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور خط میں ان کی بہادری اور صبر آزمائی کا ذکر کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: موسیٰ، حماد، ابو عمران، علقمہ نے ان کے سلسلہ سند میں ابن عبد اللہ بن معقل بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمان بن مقرن کو نہادند بھیجا اور ان کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کو روانہ کیا۔ ابن سعد، بغوی، یثیم بن کلبی، موفقیات میں زبیر، طبرانی * اور ابن مندہ بطریق شرقی بن قطای عن ابی طلق الغامدی عن شراحیل بن القعقاع بحوالہ عمرو بن معدی کرب روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ہم قریب کے زمانہ میں حج کے موقعہ پر کہا کرتے تھے۔ تیری عظمت بیان کرنے اور اپنا عذر پیش کرنے کے لیے یہ زبید * مجبور ہو کر حاضر ہے وہ سخت زمین اور مضبوط پہاڑ طے کر کے آتے ہیں۔ * (حدیث) اسی میں ہے ہم لوگوں کو عرفہ میں قیام کرنے سے منع کرتے تھے اور یطین خمر کی دائیں جانب اس خوف سے ٹھہرتے تھے کہ کہیں ہمیں جن اچک نہ لے جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے میدان سے گزرو کیونکہ جب جن اسلام قبول کر چکے ہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے ہمیں یہ تلبیہ سکھایا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ.... یہ طبرانی * کے الفاظ ہیں۔ الاوسط * میں لکھتے ہیں: یہ روایت شرقی سے صرف محمد بن زیاد نے نقل کی ہے اور ابن مندہ نے اسے بطریق احمد بن محمد بن الصلت عن محمد بن زیاد پہلی سند کے مخالف نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عن شرقی عن ابی زبیر عن جابر فرمایا: میں نے عمرو بن معدیکرب کو فرماتے سنا، اور ابن الصلت

* المعجم الكبير (۴۶/۱۷) * مدح سے حضرت عمرو کا قبیلہ * زمین کا مضبوط حصہ

* المعجم الكبير (۴۷/۱۷) استيعاب (۲۷۹/۳) مجمع الزوائد (۲۲۲/۳)

* المعجم الكبير (۴۶/۱۵) * المعجم الاوسط (۱۴۹)

متروک راوی ہے۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس اپنے والد سے وہ عمرو بن شمر وہ ابوطوق سے بحوالہ شریح نقل کرتے ہیں، دونوں میں عمرو بن شمر نے ایسا ہی کہا۔ عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں: ابوطوق الغامدی کا نام عدی بن حنظلہ ہے۔ ان کی ایک اور حدیث بسم اللہ الرحمن الرحیم کی فضیلت کے بارے میں موقوف ہے، جسے خرائطی نے مکارم الاخلاق میں دینوری نے الجالسه میں دوسندوں سے نقل کیا ہے اور دونوں بہت کمزور ہیں کہ عمرو بن معدیکرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے پھر اس کا ذکر کیا۔ دولابی نے ابوبکر الوجہی سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ابوصالح بن الوجہی روایت کی ہے کہ ۲۱ھ میں جنگ نہادند ہوئی نعمان بن مقرن نے جنگ کی پھر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور عمرو بن معدیکرب اس پامردی اور جرأت سے لڑے کہ مسلمانوں کو فتح مل گئی اور وہ زخموں سے چھلنی ہو کر بمقام روزہ شہید ہو گئے۔ * وجہی فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی نے مجھے وعیل بن علی الخزاعی کے یہ اشعار سنائے: ع

”سوار اس وقت لوٹ آئے جب انہوں نے روزہ گاؤں میں ایسے آدمی کی نعش کو اٹھایا جو نہ بزدل تھا اور نہ
نا تجربہ کار، تو زبید بلکہ سارے مدح قبیلے سے کہہ دے تم لوگوں کو جنگ کے زخمی ابو ثور عمرو کی وفات کی مصیبت
پیش آئی۔“ *

اور بطریق خالد بن قطن مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو حضرت عمرو بن معدیکرب کی وفات کے وقت موجود
تھا، وہ سو گئے تھے جب لوگوں نے کوچ کا ارادہ کیا اور انہیں بیدار کرنے لگے تو ان کا آدھا دھڑ ایک طرف جھک گیا تھا اور ان کی زبان
خشک ہو چکی تھی اور تھوڑی دیر بعد چل بسے۔ تو ان کی اہلیہ الجعفریہ نے کہا..... پھر دو اشعار ذکر کیے۔
مرزبانی لکھتے ہیں: خلافت عثمانی میں فاج سے فوت ہوئے۔ ایک سو بیس (۱۲۰) سے زیادہ عمر ہو چکی تھی۔ بقول بعض: ایک
سو پچاس (۱۵۰) برس ہو گئی تھی۔ ابو عمر کا بیان ہے: قادسیہ میں شہید ہوئے یا پیاس سے فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: جنگ نہادند کے
بعد ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: بقول بعض اس کے بعد زندہ رہے، چنانچہ ابن ابی الدنیا کی کتاب المعمرین میں بطریق جویریہ بن اسماء
مروی ہے کہ جنگ صفین میں ایک سو پچاس (۱۵۰) والے کئی حضرات شریک ہوئے۔ ان میں عمرو بن معدیکرب تھے۔ احمد بن سیار
اور عمر بن شہر بطریق ریح بن ہلال وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے خلافت معاویہ میں عمرو بن معدیکرب کو دیکھا وہ
بہت بوڑھے بڑے ذیل ڈول والے اور مضبوط اور بھرپور آواز والے مرد تھے۔ جب متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے۔
ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں: عمرو بن معدیکرب جنگ قادسیہ میں ایک سو چھ (۱۰۶) بقول بعض ایک سو دس (۱۱۰) سال کی عمر میں
شریک ہوئے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: وہ بہت اچھے شاعر تھے، ان کا ایک اچھا شعر یہ ہے: ع
”کیا بلانے والے سننے والے کی خوشبو سے یہ اثر ہے کہ میں اور میرے ساتھی بیدار ہیں۔“

اسی قصیدے میں فرماتے ہیں:

إذا لم تستطع شينا فدعه وجاوزه الى ما تستطيع

”جب تم سے کوئی کام نہ ہو سکے تو اسے چھوڑ کر وہ جس میں ہرے میں ہے۔“

وہ بہادری اور شہر گوئی کے مرد میدان ہیں۔ عمرو بن العلاء کا قول ہے، کسی عربی شہسوار کو ان پر فضیلت حاصل نہیں۔ وہی قیس بن کثوف المرادی کے بارے میں اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں: ﴿

”اے ملامت گر! میرا ہتھیار تو میرا بدن اور میرا نیزہ ہے اور ہر لمبی ناگوں والا گھوڑا دھیرے دھیرے کھینچا جاتا ہے۔ اے ملامت گن! میری جوانی کو جنگوں میں جو ابدی نے فنا کر دیا ہے۔“

اسی میں کہتے ہیں: ﴿

”میرا حال یہ ہے کہ لوگوں کا جلم ختم ہو جائے تو میری بردباری برقرار رہتی ہے اور لوگوں کے توشے سے پہلے (سفاوت کی وجہ سے) میرا توشہ ختم ہو جاتا ہے۔ قیس کی تمنا ہے کہ وہ میرا مقابلہ کرے میری چاہت ہے لیکن میری پسند کب پوری ہو سکتی ہے۔ پھر بھلا مجھے بے وقوف سے کون معذور قرار دے گا اور مرادی سے خود طلب کرے۔ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں جبکہ وہ میرے قتل کے درپے ہے۔ مراد میں سے تیرے دوست کی طرف سے معذرت کرنے والا ہے۔“ ﴿

۵۹۷۲ (ن) عمرو بن معدیکرب الصدفی

بقول ابن السکن: انہیں صحابی کہا جاتا ہے۔ بروایت اہل مصر ان کی حدیث مروی ہے، مشہور نہیں۔ پھر بطریق جعفر بن ربیعہ روایت کی ہے کہ ابوسلمہ عبداللہ بن رافع الحضرمی مصری نے ان سے حدیث بیان کی کہ عمرو بن معدیکرب صدفی نے ان سے بیان کیا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر فرمایا: تم میں سے جس سے ہو سکے وہ بوجھل ہو کر ہرگز نماز نہ پڑھے۔ ہم نے عرض کی: بوجھل ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: پیشاب و پاخانے کا تقاضا ہو۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے صرف اسی روایت میں ان کا ذکر ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ہمیں اس حدیث کا ذکر اور ایک راوی بھی ملا ہے۔ ابن یونس: تاریخ مصر میں لکھتے ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے حارث بن یزید حضرمی روایت کرتے ہیں۔

۵۹۷۳ (ن) عمرو بن ام مکتوم

عمرو ناموں کے آغاز میں ذکر ہوا ہے۔

❖ الاستیعاب (۲۷۹/۳) القصیدہ (۶۱) الاصحاحات (۱۷۲-۱۷۴) الشعر والشعراء (۳۷۲) مجمع الشعراء للرموزانی (۱۶)

❖ الاستیعاب (۲۷۹/۳) الاغانی (۳۲/۱۴) پہلا، دوسرا، چوتھا اور پانچواں شعر معجم الشعراء میں ہے (۱۶) (۱۷)۔

۵۹۷۴ عمرو بن النعمان

بن مقرن المزنی۔ حرف نون میں ان کا ذکر ہوگا۔ بقول ابو عمر: صحابی ہیں، ان کے والد بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔ لگتا ہے انہوں نے بکر بن خلف کے قول پر اعتقاد کیا ہے جس کا ذکر ہونا ہے۔ بغوی، باوردی اور طبرانی وغیرہ صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور سب نے بطریق عبدالواحد بن زیاد بحوالہ عمرو بن نعمان بن مقرن روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ انصار کی ایک مجلس کے پاس پہنچے۔ انصار میں سے ایک شخص بیہودہ کوئی اور لوگوں کو گالی گلوچ دینے میں مشہور تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق (کھلا گناہ) ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“ تو وہ شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں کبھی کسی کو گالی نہیں دوں گا۔ ابن مندہ نے اسے بروایت بکر بن خلف ذکر کیا ہے، اس میں ہے: عن عمرو بن النعمان بن مقرن۔ بکر بن خلف کہتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔ ابو حاتم الرازی کا قول ہے: نبی ﷺ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ ابن ابی شیبہ کی بطریق معاویہ بن قرہ روایت ہے، فرمایا: میں عمرو بن النعمان بن مقرن کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا جب رمضان کا مہینہ آیا تو ان کے پاس ایک شخص دراہم کی تھیلی لے کر آیا اور کہنے لگا: امیر مصعب بن الزبیر آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ اور ان کا یہ پیام ہے کہ کوئی قاری ہمارے ہدیئے سے محروم نہ رہے۔ لہذا آپ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ تو انہوں نے قاصد سے کہا، ان سے کہنا: ہم نے دنیا طلبی کے لئے قرآن نہیں سیکھا اور وہ تھیلی واپس کر دی۔

۵۹۷۵ (ن) عمرو بن النعمان البیاضی الانصاری

ابو عبید القاسم بن سلام نے ”جمہرة النسب“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ احد کے روز مسلمانوں کے علمبردار تھے۔ جبکہ ابن اسحاق کا بیان ہے احد کے روز پرچم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن لواء، راہیہ کے علاوہ ہوتا ہے، ہر قبیلے کا ایک راہیہ پرچم ہوتا تھا اور بنی بياضہ انصار کا قبیلہ ہے۔

۵۹۷۶ عمرو بن نعيمان انصاری

ابن اسکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور بطریق اعش عن عبداللہ بن عبد اللہ الرازی عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بحوالہ عمرو بن نعيمان روایت کی ہے جو صحابی رسول تھے، ان کا کچھ لوگوں کے ہاں سے گزر ہوا وہ ان سے کہنے لگے: کیا آپ کے پاس اس عورت کا علاج ہے جو حاملہ نہیں ہوتی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا؟ تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

”پائے وغیرہ لو اور کھجور کے رس میں شامل کر کے نافرمان رحم کا علاج کرو۔“

پھر حضرت ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا واقعہ ذکر کیا۔ ابن الاثیر نے ان کے حالات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں

اسد الغابہ (۴۰۲۹) استیعاب (۱۹۸۳) تجرید (۴۱۹/۱) استیعاب (۲۸۲/۳)

بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی (۷۰۷۶) ابن ماجہ (۳۹۳۹) المعجم الكبير (۸۰/۱۷)

الجرح والتعديل (۲۶۵/۶) اسد الغابہ (۴۰۳۰) استیعاب (۱۹۸۴) تجرید (۴۰۵/۱)

اسد الغابہ (۴۰۵/۳)

لکھا: عمرو بن العثمان، ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ ابو عمر * نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۵۹۷۷ (ز) عمرو بن ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی

ان کا والد فتح مکہ کے موقع پر کافر مارا گیا۔ ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کا تذکرہ ان کے بھائی حانی کے حالات میں ہوگا کہ انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے حیات نبوی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔

۵۹۷۸ عمرو بن الہیثم

بن الصلت بن حبیب السمی۔ سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے: بحر ابی عبید کے روز فوج کے ایک دستے کے امیر تھے۔ طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور پہلے بیان ہوا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۵۹۷۹ عمرو بن ہرم

بیان کیا جاتا ہے ان کے متعلق یہ آیت ”وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں اٹکبار تھیں“ * نازل ہوئی۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: اس کی تخریج تفسیر ابی بکر بن مردویہ کی تفسیر کے حوالہ سے سالم بن عمیر کے حالات میں ہو چکی ہے۔ لیکن وہاں عمرو بن ہرم الواقفی ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۸۰ (ز) عمرو بن ہلال (رافع مرنی کے والد)

عمرو بن ابی عمرو میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۸۱ عمرو بن ہلال المرنی

میں نے حافظ صلاح الدین العلاء کی کتاب الوشی میں ان کے قلم سے لکھا دیکھا کہ یہ عبداللہ بن بکر المرنی کے دادا کا نام ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ابن قانع کی پیروی کی ہے۔ میرا خیال ہے یہ رافع کے والد سے مشابہ ہو گئے۔ کیونکہ دونوں مرنی ہیں۔

۵۹۸۲ عمرو بن واثلہ

ابن شایبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مبارک بن فضالہ روایت کی ہے کہ مجھ سے ابو محمد نے جو کوفہ کے ایک شخص ہیں، بحوالہ عمرو بن واثلہ روایت کی ہے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ ہنستے پھر فرمانے لگے: تم لوگ مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کس وجہ سے ہنسا؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوا جنہیں زنجیروں سے کھینچ کر جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہ پھر بھی پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ جنت انہیں ناپسند ہے؟ لوگوں نے عرض

کی: اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: وہ عجم کی ایک قوم ہوگی جنہیں مہاجرین قیدی بنائیں گے، وہ ناپسندیدگی سے اسلام میں داخل ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے ”الذیل“ میں ان کا عنوان قائم کیا ہے کہ عمرو بن وائلہ ابوالطفیل۔

میں کہتا ہوں: ابوالطفیل کے نام کے بارے مشہور ہے کہ عامر ہے۔ بقول بعض: عمرو جیسا کہ حرف عین کے آغاز میں ان

کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۹۸۳ عمرو

بقول بعض: عمرو بن وہب اشقی سعد سلمی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے ان کی بیٹی کا نکاح جو خوبصورت تھی سعد سے کیا تھا رہے عمرو بن وہب ثقفی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ اور ہیں اور ثقہ تابعی ہیں۔ ترمذی میں ان کی حدیث تکرار کے ساتھ ہے۔

۵۹۸۴ عمرو بن یثربی الضمری

بقول امام بخاری رحمہ اللہ: اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: صحابی ہیں اور فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی نے الاوسط میں بطریق عبدالملک بن الحسن عن عبدالرحمن بن ابی سعید بن عثمان روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمارہ بن حارث ضمری کو بحوالہ عمرو بن یثربی روایت کرتے سنا کہ میں منیٰ میں نبی ﷺ کے خطبہ میں شریک تھا۔ آپ نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے لیے اس کے بھائی کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اپنے چچا زاد کی بکریاں ملتی ہیں اور میں ان میں سے ایک بکری ذبح کر لیتا ہوں کیا اس کی وجہ سے مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا:

”اگر وہ بکریاں اس حالت میں تمہیں ملتی ہیں کہ تمہارے پاس چھری اور چھماق ہو تو پھر ان پر نہ کو د پڑنا۔“

طبرانی فرماتے ہیں: ابن یثربی سے صرف اسی اسناد سے مروی ہے جس میں عبدالملک منفرد ہے۔ خطیب نے المؤتلف میں ایک حدیث بطریق محارب بن دثار عن عمرو بن یثربی عن العباس بن عبدالمطلب نقل کی ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ چاند سے ہمکلام اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے نظر آئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ مجھے رونے سے غافل کر رہا تھا۔ جب وہ عرش تلے سجدہ کرتا تو میں اس کی آواز سنتا اور اسے جواب دیتا تھا۔ اس حدیث کی سند انتہائی کمزور ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمرو بن یثربی ساحل سمندر کے ”خبت الجیش“ نامی مقام پر رہتے تھے۔ فتح مکہ کے سال اسلام لائے نبی ﷺ سے کسب فیض کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

جامع المسانید (۸/۱۰) اسد الغابہ (۶/۳) اسد الغابہ (۴۰۳۴) تجرید (۴۱۹/۱)

اسد الغابہ (۴۰۳۵) استیعاب (۱۹۸۵) تجرید (۴۱۹/۱) مسند احمد (۴۲۳/۳) (۱۱۳/۵)

استیعاب (۲۸۳/۳)

ابن الاثیر * مرحوم لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قاضی بنایا تھا۔ بقول بعض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ میں کہتا ہوں: عمرو بن یزید جو بصرہ کے قاضی ہیں وہ اور ہیں جس کا پتہ ان دونوں کے کسی اختلاف سے ہوتا ہے اس واسطے کہ صحابی ضمری ہیں اور قاضی ضعی ہیں۔ جس کی وضاحت میں ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ان کے حالات کے دوران کروں گا۔

۵۹۸۵ عمرو بن یزید

بقول بعض: یہ ابوبکر انمار کا نام ہے ان کا یہ نام ابوبکر بن علی نے بتایا ہے جسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے۔

۵۹۸۶ عمرو بن یزید بن السکن

حضرت اسماء بنت یزید جن کا تذکرہ ہوتا ہے ان کے بھائی۔ دونوں کے والد غزوہ اُحد میں ۳ھ میں شہید ہوئے۔ تو اس وقت جس کی عمر اتنی ہوگی اسے ساڑھے سات سال میں شامل کیا جائے گا۔

۵۹۸۷ عمرو بن یعلی الثقفی *

بقول ابوعمر: * صحابی ہیں۔ مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر تھے۔ ابونعیم نے ان کی حدیث بطریق مطین پھر بروایت علی بن عبداللہ عن ابی ہلہ الازدی عن عمرو بن دینار عن عمرو بن یعلی ثقفی نقل کی ہے کہ فرض نماز کا وقت ہو گیا اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی لیکن آپ ہمارے ساتھ ہی کھڑے رہے، آگے نہیں ہوئے۔ میں نے ابوسہل سے اس کے بارے میں پوچھا، وہ فرمانے لگے جگہ تنگ تھی۔ * ابونعیم فرماتے ہیں: اسے ابن الرماح نے عن ابی ہلہ نقل کیا کہ عمرو بن عثمان بن یعلی یعنی ابن مرہ وہ اپنے سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے امام احمد اور ترمذی نے بطریق ابن الرماح طویل نقل کیا ہے۔ لیکن ابوسہل اور عمرو بن عثمان بن یعلی کے درمیان کسی اور راوی کا ذکر نہیں کیا لہذا دونوں سندوں اور متنوں کے الفاظ کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے دو واقعات ہیں۔ ادھر ترمذی نے کہا ہے اس میں عمرو بن الرماح متفرد ہے لیکن یہ اس کے سیاق پر محمول ہے ورنہ اصل حدیث مسعودی نے عن یونس بن خباب عن ابی یعلی عن ابیہ نقل کی ہے اور اسے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم نے یونس سے نقل کیا تو ان کے اور ابویعلی کے درمیان المنہال بن عمرو کا اضافہ نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۸۸ عمرو الاشعری

بقول بعض: ابوماکک کا نام ہے، تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۹۸۹ عمرو الانصاری (سعید کے والد)

ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ نامی کتاب میں ان کے حوالہ سے تحریر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے صحابی ہیں۔ جو بطریق الفضل بن جعفر بن عبد اللہ عن السری بن عثمان الجلی عن ابی بکر بن ابی مریم عن سعید بن عمرو الانصاری وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں کعب الاحبار کے ساتھ رہا۔ اس وقت وہ مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا نہیں تھا پھر بھی آپ کی علامات سے زیادہ واقف تھے۔ پھر بحوالہ کعب بنی ﷺ کا پشت ہا پشت منتقل ہونے کا ذکر کیا۔ کعب خلافت فاروقی میں اسلام لائے۔ ان انصاری کا اُن کے پاس رہنے کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت جو ان مرد ہوں گے۔ لہذا اس شرط کے مطابق ہوئے۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کے آخری دور میں جو انصاری بھی تھا وہ اسلام کا اظہار کرتا تھا۔

۵۹۹۰ عمرو الانصاری

سعید کے والد، ان شاء اللہ تعالیٰ عمیر بن نيار کے حالات میں ذکر ہونا ہے۔

۵۹۹۱ (ن) عمرو البکالی

ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: سفیان/سیف/عبد اللہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ یہی قول ابن ابی حاتمؒ نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے۔ خلیفہ اور ابن البرقی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں: ۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے ساتھ مسافر آئے۔ ابو احمد الحاکم ”الکافی“ میں لکھتے ہیں: عمرو البکالی بقول بعض: صحابی ہیں شام میں رہتے تھے۔ ابن عساکر نے بطریق المفصل بن غسان موسیٰ کوئی تک ان کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: حمص میں مجھے عمرو البکالی کا گھر معلوم ہوا وہ ”نوف البکالی“ کے بھائی ہیں۔ ان کی حدیث بزار نے اپنی مسند میں بطریق مجاہد بن الزبیر عن ابی تیمہ الہجیمی بحوالہ عمرو البکالی نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تمہارے ایسے حکمران ہوں....“ پھر ایک حدیث ذکر کی۔

امام بخاری رحمہ اللہ ”تاریخ صغیر“ میں اور محمد بن نصر ”قیام اللیل“ میں اور ابن مندہ بطریق الجری عن ابی تیمہ الہجیمی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں شام آیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک شخص کے پاس بڑا مجمع لگا ہے اور اس کی انگلیاں نہیں، وہ لوگوں کو درس دے رہا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں زمین پر جو باقی رہ گئے ہیں ان میں سے یہ سب سے زیادہ فقیہ اور دین کی سمجھ رکھنے والے ہیں۔ یہ عمرو البکالی ہیں، میں نے کہا: ان کی انگلیوں کو کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: جنگ یرموک میں شہید ہو گئی ہیں۔ میں نے انہیں فرماتے سنا: لوگو! عمل کرتے رہو اور بشارت پاؤ، کیونکہ تم لوگوں میں تین اعمال ایسے ہیں ان پر عمل کرنے والوں کے لیے جنت واجب کر دیتے ہیں۔ ایسا شخص جو ٹھنڈی رات میں اپنے بستر کو چھوڑ کر وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے بندے کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ (حدیث)

اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن السکن نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عمرو بن عبد اللہ البرکالی۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ شام کے رہائشی تھے، ان کی حدیث موقوف ہے پھر اسے نقل کیا جیسا کہ پہلے بیان ہوئی ہے، لیکن اس میں ہے فرماتے ہیں: میں نے آپ کو فرماتے سنا: جب حکمران تمہیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور جہاد کا حکم دے تو اس کی اقتداء میں تمہاری نماز جائز اور اسے برا بھلا کہنا تمہارے لئے حرام ہے۔ ابوسعید الانشج کہتے ہیں: ہم سے حفص بن غیاث عن خالد الخذاء عن ابی قلابة عن عمرو البرکالی جو صحابی رسول ہیں اور دین کی سمجھ بوجھ کے حامل تھے، روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک موقوف حدیث نقل کی۔ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ ان عمرو کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے جو مسند احمد اور صحیح ابن خزمیہ میں ہے۔ لیکن ان میں ان کی کنیت لکھی ہے کہ عن ابی عثمان البرکالی مروی ہے۔ دوسری روایت عبد اللہ بن عمرو سے موقوف ہے جسے ہم نے ”نشریات“ میں نقل کیا ہے اور عجلی نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔ یہی طرز ابوزرعہ دمشقی نے اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۹۲ عمرو الثمالی

طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان سے شہر بن حوشب نے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ نقلی قربانی کے جانوروں کو بھیجا اور فرمایا:

”اگر ان میں سے کوئی جانور کمزور پڑ جائے تو اسے نحر (ذبح) کر لینا اور اس کے خون میں اس کے پاؤں رنگین کر کے اس کے چہرے پر مل دینا۔ اس کے بعد اسے لوگوں کو کھانے کے لیے دے دینا۔“

یہی حدیث طبرانی وغیرہ نے بطریق شریک عن لیث بن ابی سلیم بواسطہ شہر مکمل نقل کی ہے۔ ابن مندہ نے اس کی سند بیان کی اور متن بہت مختصر ذکر کیا اور حالات میں لکھتے ہیں، بقول بعض: عمرو الثمالی ایک نسخے میں اسی طرح میم کے ساتھ ہے اور اسد الغابہ میں نون کے ساتھ ہے اسی سے یہ گمان ہوا جس نے عمر الیمانی کو جن کا ذکر عمر نامی حضرات کے آخر میں ہو چکا ہے انہی کو قرار دیا ہے۔ میں نے بھی اسی کی پیروی کی تھی اور عمر کو آخری قسم میں ذکر کر دیا تھا۔ پھر دونوں سندوں اور متنوں کے اختلاف کی وجہ سے رجوع کر لیا۔ اگرچہ دونوں بروایت شہر بحوالہ صحابی مروی ہیں۔

۵۹۹۳ عمرو الجئی

رجاء کے ساتھ ان کا واقعہ ہے جو عمرو بن جابر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے یہ اور ہیں۔

۵۹۹۴ (ن) عمرو

انہیں بھٹیل کہا جاتا تھا نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ حرف جیم میں ذکر ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۳۸۸۰) استیعاب (۱۹۸۸) تجرید (۴۰۲/۱) استیعاب (۲۸۳/۳)

مسند احمد (۱۸۷/۴) المعجم الكبير (۸۸/۱۷) مجمع الزوائد (۲۲۸/۳)

اسد الغابہ (۳۸۸۷) تجرید (۴۰۳/۱)

۵۹۹۵ عمرو مولیٰ خباب

بقول ابو عمر: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کی سند مضبوط نہیں۔
میں کہتا ہوں: غفریب میں، زرعہ کے والد عمرو کے حالات میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۹۹۶ (ز) عمرو الخزاعی

بقول بعض: ابو شریح کا نام ہے جبکہ درست خویلہ بن عمرو۔ ابو موسیٰ نے یحییٰ بن یونس سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۹۷ (ز) عمرو راعی الرکاب

سوار یوں کے چرواہے۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ان کی اولاد کے (جن کا کتب الرجال میں ذکر نہیں ملتا) بحوالہ ان کے ایک غریب حدیث نقل کی ہے کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم جو منہ جیقی ہیں، نے موسیٰ بن سہل، حسن بن بشیر بن حسین بن ناقد ان کے سلسلہ سند میں ہے کہ انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا وہ اپنے والد عمرو سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلا یہاں تک کہ ہم لوگ پہاڑ پر سے مشرکین کو جھانک کر دیکھنے لگے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہمارے آنے تک ہماری سوار یوں کی کون حفاظت کرے گا؟ میں نے عرض کی: میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اس درے پر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں وہاں بیٹھ گیا، اچانک مجھے مشرکین کی آہٹ محسوس ہوئی کہ وہ میری جانب آرہے ہیں۔ لیکن وہ درے سے گزر کر ہی سوار یوں کو پکڑ سکتے تھے۔ پھر ان میں کا ایک شخص ادھر آیا تو میں نے تیر چلا کر اسے ڈھیر کر دیا۔ پھر دو سرا آیا، اسے بھی تاک کر تیر مارا، یہاں تک کہ میں نے ان کے نو آدمی مار ڈالے۔ وہ لوگ (یہ سمجھ کر) واپس لوٹ گئے کہ یہاں زیادہ آدمی ہیں۔ نبی ﷺ تشریف لائے، مجھے بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا: کوئی کارگزاری؟ میں نے واقعے سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واہ رے، جاؤ تم عمرو راعی الرکاب ہو۔

۵۹۹۸ (ز) عمرو رافع مرنی کے والد

عمرو بن ابی رافع میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۹۹۹ عمرو

زرعہ کے والد۔ بغوی اور مطین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بغوی نے منصور بن ابی مزاحم سے اور مطین نے سوید بن سعید سے وہ دونوں خالد الزیات سے بواسطہ زرعہ بن عمرو وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اپنے صحابہ سے فرمایا: ”میرے پاس مقام حرہ سے ایک پتھر لاؤ“۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے ان کے قبلے کا رخ متعین کیا۔ اسے اسود بن عامر نے عن خالد نقل کیا ہے کہ عن زرعہ بن عمرو مولا خباب سے مروی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات میں ان کا ذکر آیا ہے کہ حویلی کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین میں چوتھے شخص یہ تھے۔

۶۰۰۰ (ن) عمرو الخفاجی ابن الخفاجی ہیں۔

۶۰۰۱ (ن) عمرو (سعید کے والد) یہاں سے عمرو بن سعید کے ہاں سے وہاں منتقل ہو گئے۔

۶۰۰۲ (ن) عمرو الطائی

بقول حافظ ابن عساکر: ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا ذکر ملتا ہے، دمشق فروکش ہوئے۔ ان کی حدیث ”تمام الرازی“ نے اپنے ”فوائد“ میں نقل کی ہے کہ ابوالحسن عمرو بن عقبہ بن عمارہ بن یحییٰ بن عبد الحمید بن یحییٰ بن عبد الحمید بن عمرو بن عبد اللہ بن رافع بن عمرو الطائی نے ہم سے ۳۰۵ھ میں بیان کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہے کہ عمرو الطائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے انہیں اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا۔ وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام لانا خوب سنورا۔ اپنی قوم کے پاس گئے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

۶۰۰۳ عمرو (طفیل کے والد) طریف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۰۰۴ (ن) عمرو العجلائی عمرو بن ابی عمرو میں ذکر ہوا ہے۔

۶۰۰۵ (ن) عمرو الہذلی عمرو بن سعید میں ذکر ہوا ہے۔

۶۰۰۶ عمرو

فراس لیش کے والد ہیں۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابن یحییٰ تمیمی عن سیف بن وہب عن ابی الطفیل روایت کی ہے کہ بنی لیث کے فراس بن عمرو نامی شخص کو اس کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گیا جس کے سر میں سخت درد تھا آپ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی جلد پکڑ کر کھینچا تو اس کا درد سرجاتا رہا۔ بعد میں فراس نے اہل حروراء کے ساتھ مل کر بغاوت کا ارادہ کیا تو ان کے والد نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا یہاں تک کہ وہ خود تائب ہو گئے۔

۶۰۰۷ عمرو بن فلاں انصاری

امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہم سے ولید بن مسلم نے ولید بن سلیمان کے حوالہ سے بیان کیا کہ قاسم بن عبد الرحمن نے بحوالہ عمرو بن فلاں انصاری ان سے حدیث بیان کی۔ ایک دفعہ وہ اپنا تہبند لٹکائے جا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچ کر اپنی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے: اے اللہ! تیرا بندہ، تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، تو عمرو عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میری پڑلیاں باریک ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عمرو! اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو احسن بنایا ہے..... اور اپنے دائیں ہاتھ کی چار

اسد الغابہ (۳۷۱/۳) کنز العمال (۳۸۱۷۹) اسد الغابہ (۴۰۴۱) تجرید (۴۱۱/۱)

مختصر تاریخ دمشق (۳۲۳/۱۹) اسد الغابہ (۳۹۹۹) تجرید (۴۱۵/۱)

مسند احمد (۲۰۱/۴) المعجم الكبير (۲۷۷/۸)

انگلیاں ماریں۔ حدیث جواز ارکی جگہ کے بارے میں ہے اس کی سند حسن ہے۔

(۶۰۰۸) (ز) عمرو (بے نسبت)

کردم بن قیس حرف کاف میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی حدیث بیان ہوگی۔

عمران نامی حضرات

(۶۰۰۹) عمران بن بلال

بن احمہ بن النجراح۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جو مشہور تابعی ہیں، ان کے چچا۔ بقول الحدادی: صحابی ہیں۔

(۶۰۱۰) عمران بن الحجاج

بقول ابن مسرہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث نہیں ذکر کی۔

(۶۰۱۱) عمران بن حصین

بن عبد بن خلف بن عبد نھم بن حذیفہ بن غاضرہ خزاعی۔ ابن کلبی اور ان کے پیروکاروں نے ان کا یہی نسب لکھا ہے۔ ابو عمر کے ہاں عبد نھم بن سالم بن غاضرہ ہے۔ ابو نجید کنیت تھی۔ بقول ابن البرقی: نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ فتح خیبر کے موقع پر اسلام لائے اور بہت سے غزوات میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے روز خزاعہ کے علمبردار تھے۔ طبرانی لکھتے ہیں: وہ، ان کے والد اور ان کی بہن قدیم الاسلام ہیں۔ اپنی قوم کے علاقوں میں فروش ہوئے اور پھر بصرہ منتقل ہو گئے، وہیں وفات پائی۔ ان سے ان کا بیٹا نجید، ابو الاسود دؤلی، ابو جہاء العطار دی، ربیع بن حراش، مطرف، ابو العلاء صاحبزادگان عبداللہ بن الشخیر، زہد بن الجرمی، صفوان بن محرز اور زرارہ بن ابی اوفی وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔

طبرانی صحیح سند کے ذریعہ عن سعید بن ابی بلال عن ابی الاسود الدؤلی روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بصرہ آیا تو وہاں عمران بن حصین تھے، جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں کے لوگوں کو دینی سمجھ بوجھ دینے کے لیے بھیجا تھا۔ خلیفہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن عامر نے عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تو وہ کچھ ایام اس عہدے پر فائز رہے پھر استعفیٰ دے دیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: زیاد نے انہیں قاضی بنایا، پھر ان سے استعفیٰ طلب کیا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ طبرانی اور ابن مندہ نے بسند صحیح ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بصرہ آنے والے صحابہ میں سے کسی کو عمران بن حصین کے مقابلہ میں پیشوا کی حاصل نہ تھی۔

ابو عمر لکھتے ہیں: فاضل اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ اہل بصرہ ان کے متعلق کہتے ہیں: انہیں حفاظت کے فرشتے نظر آتے تھے، جن سے گفتگو کرتے یہاں تک کہ انہوں نے داغ لگوا دیا۔ (یہ سلسلہ موقوف ہوگا)۔ یہ حدیث ابن ابی اسامہ نے بطریق ہشام عن الحسن بنحوالہ عمران نقل کی ہے: ان کے پیٹ میں (استقاء کی وجہ سے) شکاف ہو گیا۔ پھر بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہے۔ ان کے پاس

ایک شخص آیا.... پھر اس کا واقعہ نقل کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے وہ طریقہ علاج پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پسندیدہ ہے۔ پھر فرماتے ہیں: یہاں تک کہ انہوں نے وفات سے دو سال پہلے داغ لگوا دیا۔ انہیں فرشتوں کا سلام سنائی دیتا تھا جب داغ لگوا دیا تو یہ سلسلہ بند ہو گیا بعد میں جب داغ کا نشان جاتا رہا تو پھر شروع ہو گیا۔

ابن سیرین فرماتے ہیں: صحابہ میں افضل شخص جو بصرہ فروکش ہوئے عمران اور ابو بکر تھے۔ حسن بصری قسم کھا کر کہتے ہیں: بصرہ اور سرود (بصرہ کے قریب ایک گاؤں) ان کے پاس عمران سے بہتر کوئی شخص نہیں آیا۔ اسے امام احمد نے ”زبد“ میں سفیان سے نقل کیا ہے کہ حسن فرمایا کرتے تھے پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ فتنہ سے کنارہ کش ہو گئے تھے کسی سے جنگ نہیں کی۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: مستجاب الدعاء تھے، داری کا قول ہے، سلیمان بن حرب ابو ہلال سے بواسطہ قنادرہ مطرف سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا: میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے سلام آتا تھا، پھر ابن زیاد نے مجھے حکم دیا کہ میں (اکتواء) داغ لگواؤں تو داغ لگوانے سے یہ سلسلہ سلام بند ہو گیا۔ پھر جب داغ کا اثر جاتا رہا تو پھر.... پھر وہ حدیث ذکر کی جو حج کے سال والی ہے۔ ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۰۱۲ عمران بن عصام الضبعی

ابو جمرہ نصر بن عمران کے والد۔ ابن عبد البر نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام نوح بن مالک دیا مخلد ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف نوں میں وضاحت ہوگی۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں: مؤرخین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے ان کا ”صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں“ لکھا ہے، وہ بصرہ کے قاضی تھے۔ ان سے ان کا بیٹا ابو جمرہ قنادرہ اور ابو الشیاح وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عمران بن حصین سے بھی روایت حاصل ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: عمران ابو نصر، اگر محفوظ ہے تو ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی ہے۔ پھر بطریق حجاج بن منہال عن حماد بن سلمہ عن ابی جمرہ عن ابی عمران الصبعی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کا انتقال ۶۳ (برس کی عمر میں ہوا۔ امام بخاری رحمہ اللہ) نے اپنی تاریخ میں حجاج سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: حماد بن سلمہ نے اسی طرح بیان کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا۔ درست عن ابی جمرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے مسلم نے بطریق بشر بن السری عن حماد بن سلمہ نقل کیا ہے۔ عین ممکن ہے حماد کو وہم ہو گیا ہو جب انہوں نے حجاج سے یہ حدیث بیان کی ہو یا حجاج کو وہم ہو گیا ہو۔

۶۰۱۳ عمران بن عمیر

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ علی بن سعید عسکری نے ان کی کسی حدیث کے بغیر ”افراد الصحابہ“ میں

ترمذی کتاب الطب باب ماجاء فی کراہیۃ التدلوی بالکلی (۲۰۴۹) ابن ماجہ کتاب الطب (۳۴۹۰)

مسند احمد (۴۴۲/۴) جامع المسانید (۴۱۰/۹)

اسد الغابہ (۴۰۴۴) استیعاب (۱۹۹۳) تجرید (۴۲۰/۱) الاستیعاب (۲۸۵/۳)

ایضاً المعجم الكبير (۶۱۰/۱۸) التاريخ الكبير (۴۱۷/۳) اسد الغابہ (۴۰۴۵) تجرید (۴۲۰/۱)

ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بعد والے ہوں۔

۶۰۱۳ (ز) عمران بن عویم

بقول بعض: عویم الہذلی طبرانی بطریق عثمان بن سعید اور ابن مندہ بطریق عبید اللہ بن موسیٰ وہ دونوں منہال بن خلیفہ عن سلمہ بن تمام عن ابی السلیح بن اسامہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس دو عورتوں کو لایا گیا جو ہذیل کے ایک مرد کے عقد میں تھیں، جسے عمران بن عویم کہا جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں دیت دینے کا فیصلہ کیا۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں اس کی دیت کیسے دوں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ چیخا چلایا؟ اس کا حمل رایگاں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، کیا جاہلیت جیسی قافیہ بندی سناتے ہو۔ ہاں! اس میں غلام یا لونڈی کی آزادی واجب ہے۔ * الفاظ عبید اللہ گئے ہیں۔ عثمان بن سعید کی روایت میں ہے ان میں سے ایک ہذلی اور دوسری عامریہ تھی۔ ہذلی نے عامریہ کو کھوٹا مارا تھا۔ اسی میں ہے، اس کا عمران بن عویم نامی ایک بھائی تھا ”یا لونڈی“ کے بعد ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے ”یا گھوڑا یا ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں یا پانچ سو“۔ عمران کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ! اس کے دو بیٹے ہیں جو قبیلے کے سردار ہیں، وہ اس کے زیادہ اہل ہیں کہ اپنی ماں کی طرف سے دیت ادا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم اپنی بہن کی طرف سے اس عورت کے بچے کی دیت ادا کرو۔“ *

وہ کہنے لگے: اللہ کے نبی! میرے پاس اس کی دیت ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ ان دونوں ہذیل کی زکوٰۃ وصولی پر حمل متعین تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حمل! اور وہی دونوں عورتوں کے میاں اور مقتول بچے کے والد تھے۔ ہذیل کی زکوٰۃ سے ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں وصول کر لینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: اسے سلمہ بن صالح نے عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی السلیح معاذ نقل کیا ہے جبکہ ابوا یوب سختیانی نے ابوالسلیح سے مختصر نقل کیا ہے جسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

ادھر طبرانی * نے ”حمل بن مالک“ کے حالات میں بطریق ابو بکر الجعفی عن عباد بن منصور عن ابی السلیح بحوالہ حمل بن مالک روایت کی ہے ان کی دو بیویاں تھیں۔ لیحانی اور معاویہ، دونوں اکٹھی ہوئیں تو آپس میں لڑ پڑیں تو معاویہ نے پتھر اٹھا کر لیحانیہ کے پیٹ پر دے مارا وہ امید سے تھی جس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا، تو حمل نے عمران بن عویم سے کہا: میری بیوی کی دیت مجھے ادا کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا تو فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا: ”دیت عصبہ کے ذمہ ہے“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے نصر بن شہیل نے عباد بن منصور سے بواسطہ ابوالسلیح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل بن مالک کو ہذیل کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا تھا.... اسی میں ہے تو عمران نامی ایک صاحب کہنے لگے: ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ان کی روایت اسی طرح مرسل ہے۔

۶۰۱۵ عمران بن الفضل

بروزن عظیم۔ ابن عائد التیمی، الترمذی، ابو خالد۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: حافظ ابو ذر کریم بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حافظ یاسین نے ہر اہل آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابو اسحاق بن یاسین تک اپنی سند سے لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا نے انہیں ابو سعید نقاش نے انہیں اسحاق بن ابراہیم بن احمد بن علی جر جانی نے نساہور میں بیان کیا کہ علی بن محمد بن حوئے، ابو جعفر، محمد بن محمد بن سہل شعرائی، یزید بن محمد بن خالد خطلی، ان کے سلسلہ سند میں ہے کہ میں نے اپنے نانا کو بواسطہ ان کے والد بحوالہ اپنے والد اپنے دادا ہیاج بن عمران انہوں نے عمران بن فضیل کے حوالہ سے نقل کرتے سنا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کا اعزاز و اکرام کیا۔ انہوں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا اور ہمیں آپ ﷺ کی وجہ سے عزت بخشی بندے کا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کیا وسیلہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر کام میں اللہ کے حکم کو ترجیح اور فوقیت دو اور اس پر عمل کر کے اس کی اہمیت ظاہر کرو، جھوٹ چھوڑ دو اور حق پر مدد کرو..... (حدیث) اسی میں ہے: ”تم شک والی چیز چھوڑ کر اطمینان والی چیز اختیار کرو“۔ راوی کا بیان ہے: عمران بن فضیل نے مرتے دم تک نبی ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ نے ہی ان کا جنازہ پڑھایا اور تدفین فرمائی۔

میں کہتا ہوں: الہیاج بن عمران مشہور تابعی ہیں۔ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن الاثیر* نے ابن یاسین کے کلام پر گرفت کرتے ہوئے لکھا ہے: اس آخری بات سے ابن یاسین کے اس قول کی کہ ”وہ ہرات آئے“ تردید ہوتی ہے۔ مغلطی نے اس کا جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے ابن یاسین نے یہ تھوڑا کہا ہے کہ وہ ہرات آئے بلکہ ہیاج بن بسطام بن عمران بن الفضل کا ذکر کیا ہے جو ہرات آنے والے حضرات میں شامل ہیں۔ پھر فرمایا: الہیاج، ان سلف و خلف کا ذکر کیا..... پھر وہ حدیث بیان کی۔

میں کہتا ہوں: ان سے پہلے نہ ہی ابو موسیٰ نے اور نہ ابن مندہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ عمران ہرات آئے۔ یہ تو ابن الاثیر مرحوم نے ابو موسیٰ کی عبارت میں تبدیلی کی ہے۔ ان کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ ابن یاسین نے ہرات آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے مذکورہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اتفاقاً جب ان کے پوتے کا ذکر کیا تو اتنی بات سچ ہے کہ انہوں نے ذکر تو کیا ہے لیکن یہ صراحت نہیں کی کہ وہ ہرات آئے۔

عمیر نامی حضرات کا تذکرہ

۶۰۱۶ عمیر بن الاخرم العذری

اسید بن ایاس العذری کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں تھے۔

۶۰۱۸ عمیر بن الاخنس

بن شریق انصاری۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ ہشام بن کلثوم نے تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کے موقع پر پچاس اونٹ دیئے تھے۔ حرف ہمزہ میں ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے (ت ۶۱ ج اول)۔

۶۰۱۹ عمیر بن اسد الحضرمی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں: ”جھوٹ خیانت (کی ایک قسم) ہے۔“ * ان سے جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں۔

۶۰۲۰ عمیر بن افسی الاسلمی

ابن شامہ نے بطریق ابوالحسن المدائنی عن ابی معشر عن یزید بن زومان و محمد بن کعب القرظی وعن سعید المقبری بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا کہنا ہے کہ عمیر بن افسی اسلمی بنی اسلم کی جماعت میں آئے، ان لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم ان عربوں میں سے ہیں جو اصلی ہیں.... پھر حدیث * ذکر کی۔ اس میں غریب الفاظ ہیں جن کی تشریح ابوموسیٰ نے کی ہے۔

۶۰۲۱ عمیر بن اوس

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاشہل انصاری اوسی۔ بقول واقدی: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے ساتھ حاجب بن زید بن تمیم اشہلی اور ثابت بن ہزال بھی شہید ہوئے۔ مستغفری نے ابن اسحاق تک کی سند سے نقل کیا ہے جنگ یمامہ میں یہ لوگ شہید ہوئے، عمیر بن اوس، ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ابو عمر * ان کا نسب لکھنے کے بعد کہتے ہیں: یہ مالک بن اوس کے بھائی ہیں۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہ چکے تھے۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے یہ عمرو بن اوس کے بھائی ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے تھے۔ بعض کا کہنا ہے یہ وہی ہیں۔ صرف ابن عبدالبر کے ہاں ان کی تکرار ہوئی اور یہ گمان صحیح بھی نہیں، اس واسطے کہ دونوں کا نسب ایک دوسرے سے مختلف اور دونوں کی شہادت کا مقام جدا ہے۔

۶۰۲۲ (ز) عمیر بن امیہ الانصاری

طبرانی، سعید بن اشکاب اور یحییٰ بن یونس شیرازی بطریق زید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن زید اور یزید بن اسحاق دونوں نے بحوالہ عمیر بن امیہ ان سے روایت کی ہے کہ ان کی ایک بہن تھی جو مشرک تھی۔ چنانچہ یہ جب بھی نبی ﷺ کے پاس آنے لگتے وہ انہیں اذیت پہنچاتی اور برا بھلا کہتی۔ ایک دن انہوں نے تلوار اٹھالی اور اس کے پاس آئے اور اس کا سر قلم کر

* اسد الغابہ (۱۹۹۶) تجرید (۴۲۱/۱) * الدر المنثور (۲۹۱/۳) * اسد الغابہ (۴۰۵۰) تجرید (۴۲۱/۱)

* اسد الغابہ (۴۱۱/۳) * اسد الغابہ (۴۰۵۲) استیعاب (۱۹۹۷) تجرید (۴۲۱/۱) * استیعاب (۲۸۷/۳)

* اسد الغابہ (۴۰۵۱) تجرید (۴۲۱/۱)

دیا، اس کے بیٹے حج اٹھے وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا سنا چکے تو آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ * ان شاء اللہ تعالیٰ۔
عمیر بن عدی کے حالات میں بیان ہوگا کہ ابن عبدالبر نے اس واقعہ کو ان کے واقعہ سے ملا دیا ہے، اور یہ بھی تشریح ہوگی کہ دو واقعے ہیں۔

۶۰۲۳ عمیر بن ثابت

بقول بعض: یہ ابو الصّیاح انصاری کا نام ہے۔ بقول بعض: نعمان۔ کئیوں میں ذکر ہوتا ہے۔

۶۰۲۴ (ن) عمیر بن ثابت بن کلفہ

ایک قول ہے: ابو جہ انصاری کا نام ہے۔

۶۰۲۵ عمیر بن جابر *

بن غاضرہ بن اشرس الکندی۔ ابن عبدالبر * نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ پھر اسحاق مولیٰ ابن جبار کی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمیر بن جابر بن اشرس بن غاضرہ الکندی (جو صحابی ہیں) کو مہندی کا خضاب لگاتے دیکھا۔ اسی طرح ابن ابی خثیمہ نے نقل کیا ہے اور بغوی نے ابن ابی خثیمہ کے علاوہ طریق سے نقل کی ہے اور مجھے متصل بالسماع عالی سند سے ”انساب الرازی“ میں لکھی ملی ہے جو میں نے اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ کے سامنے عن اسماعیل بن ابراہیم النخعی سماعاً اسماعیل بن عبدالقوی، اسماعیل بن صالح، ابو عبد اللہ الرازی، محمد بن احمد السعدی ابو عبد اللہ بن بطہ ان کے سلسلہ سند میں بحوالہ بغوی پڑھی۔ اور اسحاق ضعیف راوی ہے۔

۶۰۲۶ عمرو بن جودان *

بقول بعض: سعد بن فہد۔ پہلا راجح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ * تاریخ میں لکھتے ہیں: عبدان نے فرمایا.... ہم سے ابو جمرہ عطاء بن السائب عن اشعث بن عمیر بن جودان بحوالہ اپنے والد بیان کیا: ابو یعلیٰ، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق محمد بن فضیل عن عطاء عن اشعث انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس قیس کا وفد آیا، جب وہ لوگ واپس ہونے لگے، آپس میں کہنے لگے: نبی ﷺ سے نبیز کے متعلق پوچھ لو۔ عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جس کی آب و ہوا سے ہمیں بدھمی کی شکایت رہتی ہے جس کی اصلاح مشروبات سے کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے مشروبات کیا کیا ہیں؟ عرض کی: نبیز۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تغیر (درخت کے چھید) میں نبیز نہ بنانا ورنہ تمہارا کوئی شخص (نفسے میں) اپنے چچا زاد کو ایسی ضرب لگائے گا

جس سے وہ (بے چارہ) ہمیشہ کے لیے لنگڑا ہو جائے گا۔“

تو وہ لوگ ہنس پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کس بات پر ہنسی آئی؟“ عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے فقیر میں مشروب جما کر پیا تھا تو ہم میں سے ایک نے دوسرے کو مارنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے وہ قیامت تک لنگڑا ہے۔ اس کی اسناد حسن ہے۔ اسے ابن ابی خثیمہ نے بروایت محمد بن فضیل نقل کیا ہے، لیکن اس میں ہے: عن اشعث بن عمیر بن فہد۔ اور ابن السکن والوفیم نے اسی سند سے روایت کی ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: اشعث بن عمیر بن فہد، اور ابو عمر * لکھتے ہیں: عمیر بن جودان، پھر اس حدیث کا ذکر کیا، پھر عمیر بن فہد میں اس کا اعادہ کیا۔ لکھتے ہیں: بقول بعض: عمیر بن سعد بن فہم، اور بعض حدیث نقل کی اور اس سے خبردار نہیں کیا کہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ یہی طرز ابن الاثیر * مرحوم نے اپنا ہے انہوں نے پہلے مقام پر یہ حدیث بطریق ابن ابی عاصم اور دوسری جگہ بطریق ابو یعلیٰ نقل کی اور وہ دونوں عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن محمد بن فضل روایت کرتے ہیں باوجودیکہ دونوں نے عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے بھی اس سے خبردار نہیں کیا کہ دونوں ایک ہیں۔ صرف اتنا آگاہ کیا ہے کہ عمیر بن فہد اور عمیر بن سعد بن فہد ایک شخص ہے شاید جودان ان کے والد ہیں جن کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے یا جودان ان کے دادا ہیں جن کا نام دوسری روایت سے حذف ہو گیا۔ ادھر حرف جیم میں قسم رابع میں جودان کے حالات میں ابن حبان کا تبصرہ گزر چکا ہے اور جیم بن فہم العبدی کے حالات میں ہے انہی کو مارا گیا تھا یہاں تک کہ وہ لنگڑے ہو گئے۔

۶۰۲۷ عمیر بن حارث *

بن ثعلبہ بن حارث بن حرام... انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق * نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے حارث اور ثعلبہ کے درمیان لہدہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: بیعت عقبہ، بدر اور احد میں بقول سب کے شریک ہوئے ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: انہیں مقرر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جنگ بعاث کے بعد قیدیوں کو رستی میں باندھا تھا۔

۶۰۲۸ عمیر بن الحارث الازدی

ان کا ذکر اور حدیث جندب بن زہیر کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۰۲۹ (ز) عمیر بن حارثہ السلمی

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبید بن ابی رافع تک کی اپنی منکر سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* بخاری فی التاريخ الكبير (۵۳۶/۶) الجرح والتعديل (۳۷۴/۶) اسد الغابہ (۴۱۲/۳)

* استيعاب (۲۸۸/۳) اسد الغابہ (۴۱۲/۳)

* اسد الغابہ (۴۰۶۱) استيعاب (۲۰۰۱) تجريد (۴۲۲/۱)

* السيرة النبوية (۸۰/۲) استيعاب (۲۸۸/۳)

۶۰۳۰ عمیر بن حبیب*

بن خماشہ ابن یحییٰ بن عبید بن عنان بن عامر بن خثعمہ انصاری خطمی۔ بقول امام بخاری: * درخت تلے بیعت کی۔ یہ ابو جعفر الخطمی کے دادا ہیں۔ ہمیں کسی مضبوط سند سے ان کی نبی ﷺ سے مروی کوئی روایت نہیں ملی۔ بغوی لکھتے ہیں: ابونصر تمار، حماد بن سلمہ ابو جعفر خطمی ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد سے بحوالہ ان کے دادا عمیر بن حبیب مروی ہے، فرمایا: ایمان گھٹتا بڑھتا ہے.... یہ حدیث موقوف ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں حماد بن سلمہ منفرد ہیں۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: ابو جعفر کا نام عمیر بن یزید بن حبیب ہے۔ اسی روایت کو ابن شاپہن نے دوسری سند سے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے ابو جعفر الخطمی نے بیان کیا کہ میرے دادا عمیر بن حبیب جو صحابی ہیں، فرماتے: بیٹا! ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

ابو نعیم دوسری سند کے ذریعہ عن حماد بن سلمہ عن ابی جعفر الخطمی روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا عمیر بن حبیب (جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی) اپنے بیٹوں کو وصیت کی: اے بیٹو! بے وقوفوں کی مجلس سے بچنا، کیونکہ یہ بیماری ہے.... حدیث موقوف ہے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں عن یزید بن ہارون عن حماد اور طبرانی نے دوسری سند کے ذریعہ عن حماد عن ابی جعفر روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ صحابی تھے اور بلوغت کے وقت نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔

۶۰۳۱ عمیر بن الحُمام*

ابن الجُوح بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ انصاری السلسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شُرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق * کا قول ہے، رسول اللہ ﷺ نے (بدر کے روز) فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ آج جو شخص بھی ان کفار سے لڑے گا اور ثابت قدمی، صبر کی امید پر آگے بڑھتے ہوئے (نہ کہ پیچھے ہٹتے ہوئے) لڑ کر شہید ہوگا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔“ *

تو عمیر بن الحُمام نے (جو بنی سلمہ کے ایک فرد تھے اور ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جنہیں وہ تناول فرما رہے تھے) کہا: واہ واہ! میرے اور جنت کے داخلے میں صرف یہ چیز حائل ہے کہ یہ لوگ مجھے شہید کریں تو کھجوریں جھٹک دیں اور تلوار لیے جتھے میں جا گئے اور لڑتے لڑتے شہادت پائی ان کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے (خالد بن الاعلم نے انہیں شہید کیا تھا):

رکضا الی اللہ بغیر زاد الا التقی و عمل المعاد والصبر فی اللہ علی الجہاد
”اللہ کی طرف ایڑ لگاتے ہوئے دوڑ میرا تو شہ سوائے تقویٰ، آخرت کے عمل، اللہ کی راہ میں جہاد پر ثابت قدمی کے کچھ نہیں۔“ *

* اسد الغابہ (۴۰۶۳) استیعاب (۲۰۰۲) تجرید (۴۲۲/۱) * التاریخ الکبیر (۵۳۱/۳)

* المعجم الکبیر (۵۰/۱۷) * اسد الغابہ (۴۰۶۶) استیعاب (۲۰۰۴) تجرید (۴۲۲/۱)

* السیرۃ النبویہ (۲۰۳/۲) * الدر المنثور (۶۱/۵) * استیعاب (۲۰۰۴/۳)

یہ پہلے شہید تھے جو اللہ کی راہ میں ہونے والی جنگ میں قتل ہوئے۔ مجھے یہ واقعہ موصولاً عالی سند سے ملا ہے۔ میں نے ابواسحاق التوفی اور ابوبکر بن عمر القرظی کے سامنے عن احمد بن ابی طالب سماعاً پڑھا کہ ہمیں ابن الیشی نے ابوالوقت سے، انہیں ابن المظفر نے انہیں ابن حمویہ نے انہیں ابراہیم بن خزیمہ نے انہیں عبد بن حمید نے انہیں ہاشم بن قاسم نے انہیں سلیمان بن مغیرہ نے بواسطہ ثابت بنحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ تو عمیر بن الحماص انصاری نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیا ایسی جنت جس کی چوڑائی آسمان و زمین جتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: تو وہ بولے: واہ واہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے واہ واہ کس وجہ سے کہا؟ عرض کی: اس امید سے کہ میں بھی جنتی لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جنتی ہو۔ انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے، پھر فرمایا: اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ لمبی زندگی ہے۔ پھر وہ کھجوریں پھینک کر دشمنوں سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مسلم نے یہ روایت عبد بن حمید سے نقل کی جو دونوں عالی درجوں میں ہمارے موافق ہے۔ سعید بن یعقوب نے ”الصحابة“ میں بطریق حماد عن ثابت البنانی روایت کی ہے کہ عمیر بن الحماص کو خالد بن الاعلم نے بدر کے روز شہید کیا۔ حافظ عبد الغنی بن سعید کو ”المہمات“ میں وہم ہوا ہے جو حدیث جابر میں پیش آیا۔ ایک آدمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں شہادت کے بعد کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں۔ تو اس نے ہاتھ میں لی کھجوریں پھینکیں اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ عبد الغنی فرماتے ہیں: یہ آدمی عمیر بن الحماص تھے۔

عمیر بن الحماص رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ پھر بھلا وہ اُحد میں کیسے شریک ہوئے؟ درست یہی ہے کہ یہ واقعہ کسی اور صاحب کا ہے۔ ادھر ابو موسیٰ نے یہ بات بڑی خوشی سے قبول کر کے اور اس بات کو بنیاد بنا کر کہ یہ اور ہیں ”عمیر بن الحماص“ کا عنوان قائم کر دیا جس سے مزید وہم پیدا ہو گیا۔

۶۰۳۲ عمیر بن حرشہ القاری

نبیؐ طور پر رسول اللہ ﷺ کے مددگار، انہوں نے ایک یہودی عورت کو قتل کیا تھا جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ بکواس کرتی تھی۔ ابن کبیر نے ”الجمہرۃ“ میں ان کا اتنا ہی ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ اپنے دادا کے نسب سے مذکور ہیں یا انہوں نے نسخہ سے ساقط کر دیا۔ عمیر بن عدی کے حالات میں عنقریب تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۰۳۳ (ز) عمیر بن رثاب

ابن حذیفہ بن یشیم بن سعید بن سہم القرظی السہمی۔ ابن اسحاق اور جمہور نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ واقدی نے ان کے نسب سے مہشم کو ساقط کر دیا ہے اور حذیفہ کی جگہ حذافہ کہا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: سابقین اولین اور مہاجرین حبشہ میں سے

ہیں، پھر مدینہ ہجرت کی، عین اتر میں خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہادت پائی۔ یہی قول زبیر کا ہے، وہی یہ شعر کہتے ہیں: ص

”ہم روشن چہرے زید کی اولاد ہیں اور ہم جیسے لوگ ہی حقائق کے وقت حسب کی حفاظت کرتے ہیں۔“
زید سے ان کا جد اعلیٰ سہم مراد ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے پہل کر لی تو ان کی والدہ نے ان کا نام سہم رکھا اور اسی سے شہرت پائی۔

۶۰۳۳ عمیر بن زید* بن احمر

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے: جعفر المستغفری نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور ان کی کوئی روایت نہیں نقل کی۔

۶۰۳۵ (ز) عمیر بن ساعدہ

جنتی گھوڑوں کی علامات میں حدیث نقل کرنے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ لہذا آخری قسم میں عبدالرحمن بن سابط کے حالات میں ان کا تذکرہ دیکھ لیا جائے۔

۶۰۳۶ عمیر بن سعد بن فہد

عمیر بن جودان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۰۳۷ عمیر بن سعد*

بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن عوف۔ واقدی اور ان کے اتباع میں ابن عبدالبر* نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: عمیر بن سعد بن فہید ابن عمرو بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری اوی۔ ”مجم الصحابہ“ میں بغوی کا قول ہے: انہیں ”نسیج وحدہ“ (یکتا ویگانہ) کہا جاتا تھا۔ جسے انہوں نے ابو طلحہ خولانی تک اپنی سند سے بیان کیا ہے، اسی طرح ابویعلیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن عائد نے محمد بن سیرین تک اپنی سند سے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ نام رکھا تھا کیونکہ وہ آپ کو بڑے پیارے تھے۔ اور عمارہ بن عبداللہ بن محمد بن عمیر بن سعد کے حالات میں لکھا ہے اور پھر ابن کلبی کی طرح ان کا نسب بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے ہی جلاس بن سدید کی (یہ) بات (اگر محمد ﷺ) سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں (رسول اللہ ﷺ سے نقل کر دی اور یہ ان کی زیر کفالت یتیم تھے (جلاس، جو آغاز میں طرز منافقت اپنائے ہوئے تھے بعد میں سچی توبہ کر لی، نے عمیر کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔ ۷۷ھ (۱۱۱۱) فتوحات شام میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا گورنر بنایا جس پر وہ تاحیات برقرار رہے۔ زاہدین

میں سے تھے۔

ابن سعد * کا قول ہے: خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ * اور ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابوحاتم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے راشد بن سعد، حبیب بن عبید نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ یہ اضافہ نقل کرتے ہیں: ان کا بیٹا عبدالرحمن بن عمیر بھی روایت کرتا ہے۔ ابن سمیع نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کاش! میرے پاس عمیر جیسے لوگوں کی جماعت ہوتی تو میں ان کے ذریعہ مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔ *

ابن مندہ نے حسن سند کے ذریعہ عن عبدالرحمن بن عمیر بن سعد روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: شام میں تمہارے والد سے بہتر شخص کوئی نہ تھا۔ محمد بن سعد کا قول ہے: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے (یہ سابقہ قول کے خلاف ہے۔ حاشیہ نمبر ۴ پر ابن سعد ہی کا قول ہے کہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ پہلا قول صحیح ہے۔ [عامر تقی ندوی]) اور ان کا کہنا ہے خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے اور آپ نے جنازہ پڑھایا۔ جس کا ثبوت نہیں ملتا۔

۶۰۳۸ عمیر بن سعید

بن عبید انصاری، جلاس کی اہلیہ۔ گیلٹر (وہ بچہ جو عورت کا پہلے خاوند سے ہو اور دوسرے شخص سے شادی کے موقع پر ساتھ لائی ہو)۔ کئی علماء نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق بیان کیا ہے۔ سابقہ عنوان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بقول بعض: یہ ابو یزید جنہوں نے قرآن جمع کیا ہے، ان کے والد ہیں۔ (یہاں عبارت کی حدیث لفظی غلطی لگتی ہے کہ ہذا هو والد ابی زید کی بجائے ہذا هو ولد ابی زید صحیح عبارت بنتی ہے۔ کیونکہ ابو یزید جامع القرآن یعنی حافظ قرآن کبیر بن صحابی ہیں یہ ان کے والد کیسے ہو سکتے ہیں۔ جو عمر میں ان سے بہت کم ہیں۔ نیز ان کے دو بیٹے تھے، عبدالرحمن اور محمد تیسرے کسی فرزند کا ذکر نہیں، لہذا کسی کا یہ قول ہے کہ یہ ابو یزید کے فرزند ہیں۔ جس کا امکان تو ہے اگرچہ نسبی اور تاریخی لحاظ سے وہ بھی غلط ہے جیسا سیر الصحابہ ج سوم حصہ دوم میں ص ۱۰۷ مولانا سعید انصاری نے لکھا ہے (ع ت ن)۔

۶۰۳۹ عمیر بن سلمہ

بن منتاب بن طلحہ بن جدی بن ضمیر الضمری۔ ابن اسحاق نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابو عمر * کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف نہیں جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن ابی حاتم نے ”وحدان“ میں بطریق دروردی اور ابن ابی حازم عن یزید بن الہادی عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عیسیٰ بن طلحہ بحوالہ عمیر بن سلمہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روجاء میں جا رہے تھے، اچانک ایک زخمی وحشی گدھا نظر آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے نہ چھیڑو، اس کا

* الطبقات (۸۸/۴) * التاريخ الكبير (۵۳۱/۳) * الجرح والتعديل (۲۷۶/۶)

* المعجم الكبير (۱۰۰/۱۷) مختصر تاریخ دمشق (۳۳۴/۱۹) مجمع الزوائد (۳۸۴/۹)

* اسد الغابہ (۴۰۷۴) استیعاب (۲۰۰۸) تجرید (۴۲۳/۱) * استیعاب (۲۹۰/۳)

شکاری آ جائے گا۔" اتنے میں اس کا شکاری آ پہنچا، جس کا تعلق بہر سے تھا، وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ حضرات اسے استعمال کر لیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے رفقاء میں اس کا گوشت تقسیم کر دیا۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید نے بروایت حمار بن زید اور یثیم اور لیث نے ان سے بحوالہ محمد بن ابراہیم اسے نقل کیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عن یحییٰ عن محمد بن عیسیٰ عن عمیر عن ابیہر، اور ابو اویس، عبد الوہاب، ثقیفی اور حماد بن سلمہ وغیرہ نے یحییٰ سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ یحییٰ سے آگے ناقلین میں اختلاف ہے۔ یزید سے روایت کرنے والے مختلف نہیں۔ چنانچہ یحییٰ کے بھائی یزید بن عبد ربہ بن سعید کی موافقت کی ہے اور اس روایت کو محمد بن ابراہیم سے نقل کیا۔ وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: عن عیسیٰ عن عمیر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ابو عمرؒ لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عمیر بن سلمہ کی ہے اور ابیہر کی گدھے کے شکاری تھے۔ یہ بھی احتمال ہے جو انہوں نے کہا: "عن البہزی" اس سے مراد ابیہر کا واقعہ ہو، جس کی مثالیں ہیں۔ جنہیں ابو عمر نے التہمید میں ذکر کیا ہے۔ ان میں ضمرہ کی روایت عن ابی واقد اللہبی ہے۔ اسی بنا پر موسیٰ بن ہارون نے حدیث ابیہر میں یثیم کا اظہار کیا ہے جیسا کہ دارقطنی نے اسے "لعل" میں نقل کیا ہے۔ اس پر عباد بن عوام اور یونس بن راشد کی یحییٰ سے مروی روایت سے اعتراض ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں البہزی نے ان سے بیان کیا جس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے "عن البہزی" "الی البہزی" میں اس گمان سے تبدیل کر دیا کہ دونوں لفظ ایک ہیں۔ اس واسطے کہ راوی مدلس نہیں لہذا اس کے حق میں دونوں صیغے برابر ہیں۔

۶۰۳۰ عمیر بن عامر

بن مالک بن خضاء بن مبدول.... انصاری خزرجی۔ ابو داؤد المازنی کنیت سے مشہور ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو اسحاق وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے، کئیوں میں تذکرہ ہوتا ہے (ت ۹۸۵۳)۔

۶۰۳۱ (ز) عمیر بن عامرؒ

بن نابی بن یزید بن حرام انصاری خزرجی۔ بقول ابن کلبی: تمام غزوات میں شرکت کی اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ابن عبد البر اور ابن فحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۶۰۳۲ (ز) عمیر بن عبد عمروؒ

بن نعلہ بن عمرو بن الحارث بن عبد عمرو خزرجی۔ ابن کلبی اور ابن عبید نے ان کا یہی نسب لکھا ہے جبکہ ابو عمر نے نعلہ بن عمرو تک لکھا ہے، لکھتے ہیں: ابن عثمان بن سلیمان بن مالک بن انصی۔ ابن اسحاق کا قول ہے: وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کر سکتے تھے جس کی وجہ سے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ بدر میں شرکت کی اور اسی میں شہادت پائی۔ جبکہ ابو عمر کا قول ہے: أحد میں شہید ہوئے۔ اور یہ گمان ظاہر کیا ہے: یہ ذوالیدین ہیں اور ذوالشمالین نہیں ہیں جو بدر میں شہید ہوئے۔ ابن حبان نے اعتماد سے لکھا ہے: یہ ذوالیدین ہیں اوروں کا کہنا ہے: یہی ذوالشمالین ہیں۔

(ن) عمیر بن عبید

عمر و بن سعید میں تذکرہ ہوا ہے۔

(۶۰۴۴) عمیر بن عدی

بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ، ان کے والد عدی شاعر تھے اور ان کے بھائی حارث بن عدی احد میں شہید ہوئے (ت ۱۳۴۹) یہ انصاری ثم اعظمی ہیں۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ نابینا ہیں جو بنی واقف میں رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے ملے جاتے تھے۔ نابینے پن کی وجہ سے بدر میں نہ شریک ہو سکے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: بنی خطمہ میں سے سب سے پہلے مسلمان ہونے والے ہیں، انہوں نے ہی عصماء بنت مروان کو قتل کیا تھا جو مسلمانوں اور اسلام کے عیوب بتاتی تھی۔ تو عمیر بن عدی نے اسے مار ڈالا۔ پس اس روز سے مدینہ میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا۔

واقدی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں: عصماء مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو ابھارتی اور انہیں تکلیفیں دیتی، پھر جب عمیر نے اسے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اب اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا“۔ آپ نے ہی سب سے پہلے یہ جملہ کہا جو ضرب الامثال میں شامل ہو گیا۔ اسی روایت کو ابن السکن نے بطریق واقدی عن عبد اللہ بن حارث بن فضیل عن ابیہ اور اسی طرح ابو احمد العسکری نے ”الامثال“ میں نقل کیا ہے۔ جس حدیث کی طرف ابن السکن نے اشارہ کیا ہے ہم نے اسے مسند ابیہ بن کلب الشاشی میں روایت کیا ہے جو انہوں نے بطریق حسین بن علی الجعفی عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن جابر نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہمیں اس نابینے کے پاس لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے، تاکہ ہم اس کی عیادت کریں“۔ (حدیث)

ابن السکن فرماتے ہیں: یہ روایت ابن عیینہ سے صرف جھٹی نے نقل کی ہے۔ شاید ان کی مراد مذکورہ سند ہے، ورنہ اسے ابو العباس بن السراج نے اپنی تاریخ میں عن محمد بن یونس الجمال عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار دوسری سند کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ۔ اور ابو نعیم نے انہی کے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں عن ابیہ کے الفاظ صرف الجمال نے بیان کیے ہیں اور ابن عیینہ کے باقی شاگردوں نے اسے مرسل نقل کیا ہے۔ بغوی نے اسے سرتج بن یونس اور محمد بن عبادہ وغیرہ سے عن ابن عیینہ عن عمرو بن محمد بن جبیر مرسل نقل کیا ہے۔ امام بخاری ”الصحابة“ میں لکھتے ہیں: لیث عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن ابن العنبر روایت کرتے ہیں کہ عمیر بن عدی نابینے بنی خطمہ کے قاری اور امام تھے۔ اور عبدہ بن سلیمان عن ہشام عن ابیہ عن ابن العنبر عن ابیہ روایت کی ہے اور ابو معاویہ عن ہشام عن ابیہ عن عدی بن عمیر عن ابیہ مروی ہے۔ جریر فرماتے ہیں: عن ہشام عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ وہ بنی خطمہ کے امام تھے، وہ نبی ﷺ کے عہد میں نابینے تھے باوجود نابینا ہونے کے آپ کی معیت میں غزوات میں شرکت کی اسے بغوی اور حسن بن سفیان نے اسی سند سے نقل کیا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: جریر نے ان کی متابعت نہیں کی۔ درست ابو معاویہ والی ہشام سے مروی روایت ہے پھر سابقہ سند کا ذکر کیا۔ جس میں یہ اضافہ ہے: صحابی ہیں۔ پہلے عبد اللہ

بن عمیر کے حالات میں جریر کی روایت گزر چکی ہے۔ یہ اس احتمال پر نہیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں فوت ہو گئے ہوں اور ان کا بیٹا ان کے قائم مقام ہو گیا ہو۔

۶۰۳۵) عمیر بن عقبہ

بن عمرو بن عدی انصاری۔ ابن سعد اور عدوی کا قول ہے: اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شرکت کی۔ واقدی کا کتاب الروۃ میں قول ہے: جب یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو بنی اسد میں طلیحہ اور اس کے بھائی کی طرف عمیر بن عدی کے ساتھ چند فوجیوں کو روانہ کیا۔

۶۰۳۶) (ز) عمیر بن عقبہ

بن نيار، ابو بردہ بن نيار کے بھتیجے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت کے بارے میں نسائی میں ان کی ایک حدیث ہے ان سے ان کا بیٹا سعید روایت کرتا ہے۔ کبھی اپنے دادا کی نسبت سے عمیر بن نيار بھی لکھے جاتے ہیں۔ ان کی حدیث کا مدار ابو الصباح سعید بن سعید تغلبی پر ہے جسے انہوں نے سعید بن عمیر سے نقل کیا ہے۔ وکیع ان کے حوالہ سے کہتے ہیں: بن سعید بن عمیر بن عقبہ بن نيار عن ابیہ وہ اپنے چچا ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ وکیع سے آگے اختلاف ہے۔ اکثریت اسی طرح ان سے روایت کرتی ہے۔ اور عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔ اور عمار بن ابی شیبہ اسی سند سے فرماتے ہیں: سعید بن عمرو انصاری انہوں نے بھی عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔

۶۰۳۷) (ز) عمیر بن عمرو بن عمیر انصاری

ابن حبان * نے انہیں پہلے طبقے میں ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔

۶۰۳۸) (ز) عمیر بن عمرو بن مالک * انصاری

بقول بعض: ازدی۔ بلاذری کا قول ہے: حنین میں شریک ہوئے اور اس دن ان کا پاؤں کٹ گیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ تم سے پہلے جنت میں پہنچ گیا۔

۶۰۳۹) (ز) عمیر بن عمرو الیثی

عمرو میں تذکرہ ہوا، عمیر زیادہ مشہور ہے۔

۶۰۴۰) عمیر بن عوف *

مولیٰ سہیل بن عمرو قرشی عامری قریش کے خطیب۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مکہ کے ناخالص عربی ہیں۔

ابن سعد* کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ یہ اور عبداللہ بن سہیل مکہ سے بھاگ گئے تھے اور ان کی معیت میں جنگ بدر میں شرکت کی۔ سہیل بن عمرو مسلمان ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے: عمیر بن عوف بدر میں شریک ہوئے اور مجھے امید ہے کہ اسے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

۶۰۵۱ (ز) عمیر بن فہد

عمیر بن جودان میں تذکرہ ہوا ہے (ت ۶۰۲۶)۔

۶۰۵۲ عمیر بن قتادہ*

بن سعد بن عامر بن جذع بن لیث بن بکر بن عبدمناتہ الکنانی اللیثی الجندی۔ عبید بن عمیر مشہور تابعی کے والد۔ بقول عسکری: فتح مکہ میں شریک ہوئے۔

۶۰۵۳ (ز) عمیر بن قرہ الیثی

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبید اللہ بن ابی رافع تک اپنی متکرر سند سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جنگ صفین کے شرکاء صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے سخت مخالف تھے۔ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر مجھے اس پر دسترس ہوگئی تو اس کے کانوں میں سیسہ پکھلاؤں گا۔

۶۰۵۴ (ز) عمیر بن مساحق

بن قیس بن عہرم بن رواد بن حجر بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ درہ بنت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے شادی کی جن سے ان کا بیٹا حمید پیدا ہوا جو امیر معاویہ کے دور میں صاحب شرافت انسان تھا.... زیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۵۵ (ز) عمیر بن معبد بن الازعر

عمر و میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۰۵۶ عمیر بن نیار*

عمیر بن عقبہ بن نیار اپنے دادا کی نسبت سے ذکر ہوئے ہیں پہلے (ت ۶۰۴۶) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۰۵۷ عمیر بن وڈقہ*

بقول ابو عمر: تالیف قلبی والوں میں سے ایک ہیں۔ نبی ﷺ نے حسین کی غنیوں میں سے انہیں، قیس بن خرمہ، ہشام بن

* الطبقات (۲۹۶/۳) اسد الغابہ (۴۰۷۹) استیعاب (۲۰۱۴) تجرید (۴۲۴/۱)

* اسد الغابہ (۴۰۸۷) تجرید (۴۲۵/۱) اسد الغابہ (۴۰۸۸) استیعاب (۲۰۱۸) تجرید (۴۲۵/۱)

* استیعاب (۲۹۴/۳)

عمرو، سعید بن یزید اور عباس بن مرداس کو سوسے کم اور ان کے علاوہ تالیف قلبی والوں کو سو سو اونٹ دیئے تھے۔
میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا اور ان کے بجائے عمیر بن وہب الحنفی اور قیس بن مخرمہ کی جگہ مخرمہ بن نوفل کا ذکر کیا ہے اور ابن عدی بن قیس اسلیمی کا اضافہ نقل کیا ہے۔

۶۰۵۸ عمیر بن ابی وقاص

بن اُحْبَب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی، قدیم الاسلام ہیں اور بدر میں شرکت کی، سب کا یہی قول ہے کہ اسی میں شہید ہوئے۔ بقول بعض: انہیں عمرو بن عبدود عامری نے شہید کیا تھا جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں ڈھیر کیا تھا۔ ابن حبان ***** لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے ان کے قدیم الاسلام ہونے اور فوت ہونے کی روایت نہیں ملی۔ امام احمد اور ابن اسحاق ***** نے بسند حسن جو بطریق حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی النجود عن مصعب بن سعد بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن پیش کیا گیا آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور تھوڑا سا بیچ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابھی اس راستے جو شخص آ کر یہ بچی ہوئی چیز کھائے گا وہ جنتی ہے۔“ ***** فرماتے ہیں: میں اپنے بھائی عمیر کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا، میں نے دل میں کہا: وہ عمیر ہوگا۔ اتنے میں عبد اللہ بن سلام آ گئے اور انہوں نے وہ باقیماندہ شے کھائی۔ مجھے یہ روایت مسند عبد بن حمید میں عالی سند سے لکھی ملی ہے جسے حاکم نے صحیح کہا ہے اور ابویعلیٰ نے بروایت ابان الطمار عن عاصم اور حاکم نے بطریق اسماعیل بن محمد بن سعد انہوں نے اپنے چچا عامر بن سعد انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بدر کا لشکر تیار کھڑا تھا تو آپ ﷺ نے عمیر بن ابی وقاص کو (کم سن ہونے کی وجہ سے) واپس کر دیا تو وہ رونے لگے جس پر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور ان کی ڈھارس بندھانے کے لیے ان پر ان کی تلوار کا نیام باندھا۔

یہ روایت بغوی میں اسی طرح ہے اور ابن سعد نے اسے واقفی سے بروایت ابی بکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو بدر کے روز دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لشکر کی پیشگی سے پہلے چھپ رہے تھے، میں نے کہا: بھائی کیا بات ہے؟ کہنے لگے: مجھے خدشہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کم سن دیکھ کر واپس کر دیں گے اور میں جانا چاہتا ہوں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے۔ فرماتے ہیں: ایسا ہی ہوا، آپ ﷺ نے جب لشکر کو دیکھا اور ان پر نظر پڑی تو انہیں صغریٰ کی وجہ سے واپس کر دیا تو وہ رونے لگے، تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ اتنے کم سن تھے کہ میں نے ان پر ان کی تلوار کا نیام باندھا۔ جب ان کی شہادت ہوئی ان کی عمر سولہ (۱۶) سال تھی۔ بغوی نے بطریق محمد بن عبد اللہ ثقفی، سعید سے روایت کی ہے، فرمایا: بدر کے روز میرا بھائی عمیر شہید ہو گیا۔ اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا۔ اس میں ایسا ہی ہے۔ جبکہ درست عاص بن سعید بن عاص ہے۔

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمی۔ ابو امیہ کنیت تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب روایت کی ہے (واقعہ بدر کے بعد) جب تمام مشرک مکہ لوٹ آئے تو عمیر بن وہب صفوان بن امیہ کے پاس مقام حجر میں بیٹھ گئے، انہیں دیکھ کر صفوان غمگین ہو کر کہنے لگے: مقتولین بدر کے بعد اللہ زندگی کا ناس کرے۔ انہوں نے کہا: یہی بات ہے واللہ ان کے بعد زندگی چسکی ہو گئی ہے۔ مجھ پر اگر یہ قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں بن رہی اور اہل وعیال نہ ہوتے جن کے پاس چھوڑنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے تو میں محمد (ﷺ) کی طرف نکل جاتا اور اس کا کام تمام کر دیتا۔ اور مجھے اس سے یہ کام نکالنے کا موقعہ بھی ہے میں کہوں گا میں اپنے اس قیدی بیٹے کو چھڑانے کے لیے آیا ہوں، جس پر صفوان خوش ہو کر کہنے لگے: تمہارا قرض میرے ذمہ اور تمہارے اہل وعیال میرے اہل وعیال کے ساتھ خرچ میں برابر کے شریک ہیں۔ مجھے ان سے لاچار کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ وہ دونوں اس پر متفق ہو گئے۔ پھر صفوان نے انہیں سواری کا جانور دیا اور ساز و سامان سے لیس کیا۔ پھر عمیر کی تلوار تیز کر کر زہر میں بھجائی۔

نکلتے وقت عمیر نے صفوان سے کہا: میرے آنے تک کسی کو میرے متعلق نہ بتانا۔ عمیر مدینہ آ کر مسجد کے دروازے کے پاس اترے، اپنی سواری باندھی اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے لگے۔ حضرت عمر جو اس وقت انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے دیکھ لیا، وہ گھبرا گئے۔ سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے، عرض کی: اللہ کے رسول! یہ جو آ رہا ہے اس کی کسی بات پر اطمینان نہ کیجئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر آ گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو اور عمیر سے آپ کی بیگنی حفاظت کرو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمیر اکٹھے ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عمیر کے پاس ان کی تلوار تھی۔ جب عمیر اور عمر کو رسول اللہ ﷺ نے ساتھ آتے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عمر! اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ عمیر قریب پہنچے تو جاہلیت کا روایتی سلام ”انعموا صباحا“ کہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمیر! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے سلام سے بہتر سلام سے نوازا ہے جو اہل جنت کا سلام ”السلام (علیکم)“ ہے۔ عمیر کہنے لگے: یہ سلام آپ کو کچھ ہی عرصہ ہوا ہے ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمیر! کیسے آنا ہوا؟ وہ کہنے لگے: آپ کے پاس اپنے قیدی کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں آپ لوگ ہمارے قیدیوں کا فدیہ لے لو کیونکہ آپ خاندان اور رشتہ دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری گردن میں جو تلوار لٹک رہی ہے کیسی ہے؟ وہ کہنے لگے: اللہ تلوار کا برا کرے تلواروں نے بھلا ہمیں کیا فائدہ پہنچایا ہے؟ میں تو سواری سے اترتے وقت اسے اپنی گردن میں بھول گیا تھا۔ عمیر! مجھ سے سچ بیان کرو کس مقصد سے آئے ہو؟ کہنے لگے: میں تو صرف اپنے قیدی کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مقام حجر میں صفوان سے تم نے کیا شرط طے کی ہے؟ عمیر کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ سخت گھبرا گئے۔ کہنے لگے: میں نے کیا شرط طے کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس شرط پر کہ وہ تمہارے اہل وعیال کی کفالت کرے اور تمہارا قرض ادا کرے مجھے قتل کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہے۔ عمیر بے ساختہ بول اٹھے: اشهد انک

رسول اللہ و اشہد ان لا اله الا اللہ“ یا رسول اللہ! ہم وحی اور آسمان سے آنے والی باتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور یہ بات تو میرے اور صفوان کے درمیان مقام حجر میں طے ہوئی ہے اور بالکل یہی بات ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی۔ اس کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے خبردار کیا ہے۔ الحمد للہ جس نے مجھے اس طرف پہنچا دیا، جس پر مسلمان بڑے شادمان ہوئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: عمیر! بیٹھو، ہم تم سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ۔ اور ان کا قیدی بھی چھوڑ دیا۔ عمیر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے قریش کے پاس جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دوں، اور اسلام کی طرف بلاؤں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت سے نوازے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ وہ مکہ جا پہنچے۔ ادھر صفوان بیچ و تاب کھا کر قریش سے کہتا پھرتا تھا: میں تمہیں ایسی فتح کی خوشخبری سناتا ہوں جو تمہیں بدر کا غم بھلا دے گی۔ اور مدینہ سے آنے والے ہر سوار سے پوچھتے کیا کوئی واقعہ ہوا ہے؟ آخر کار ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: عمیر مسلمان ہو چکے ہیں۔ تو مشرکین انہیں لعن طعن کرنے لگے۔ صفوان نے کہا: میں اللہ سے عہد کرتا ہوں نہ اس سے کبھی بات کروں گا اور نہ کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ پھر عمیر آگئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور اپنی محنت اور کوشش سے نصیحت کی تو ان کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ کفر سے خارج ہو کر مسلمان بن گئے۔

ابوالاسود نے اسی طرح بحوالہ عروہ مرسل نقل کیا ہے اور ابن اسحاق نے مغازی میں محمد بن جعفر بن الزبیر سے بھی مرسل روایت نقل کی ہے۔ ایک اور سند سے موصول روایت ہے جسے ابن مندہ نے بطریق ابی الازہر عن عبد الرزاق عن جعفر بن سلیمان عن ابی عمران الجونی عن انس وغیرہ نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: غریب روایت ہے، ہم اسے اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ اور بطبرانی نے یہی روایت بطریق محمد بن سہل بن عسکر عن عبد الرزاق ان کی سند نقل کی ہے۔ عمیر نے کہا: مجھے یہ روایت صرف انہیں بن مالک سے معلوم ہوئی ہے اور مغازی واقدی میں ہے حضرت عمر نے حضرت عمیر سے کہا: بدر کے دن تمہی نے ہمارا تخمینہ لگایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور میں نے ہی لوگوں کو آپس میں لڑایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر کیا اور ہم لوگ پھر بھی شرک میں مبتلا تھے جو اس سے بڑا گناہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

ابن شاہین نے مقطع سند سے ذکر کیا ہے کہ یہ عمیر مہاجر ہوئے، اُحد کا موقعہ تھا اس میں اور پھر اس کے بعد والے معرکوں اور فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ صفوان کے ساتھ ان کا واقعہ ہے پھر صفوان بھی اسلام لے آئے۔ عمیر خلافت فاروقی تک زندہ رہے غزوہ تبوک میں ابوضہ السالمی کے ساتھ ان کا واقعہ ہے جو ان لوگوں سے پیچھے رہ گئے تھے اور پھر آلے راستے میں کسی جگہ عمیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی جب نبی ﷺ کے قریب پہنچے تو انہوں نے عمیر سے کہا: تم جبراً امتدادی ہو اور مجھے ان لوگوں کی محبت رسول کا علم ہے اور میں گنہگار آدمی ہوں اس لیے تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ تاکہ میں تنہائی میں رسول اللہ ﷺ سے بات کر سکوں چنانچہ عمیر پیچھے ہو گئے۔ یہی روایت بغوی نے بروایت ابراہیم بن عبد اللہ بن سعد بن خثیمہ نقل کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ

اپنے والد نقل کی ہے۔

(ن) عمیر بن وہب الزہری

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ سعید بن سلام العطار نے محمد بن ابان سے بحوالہ عمیر بن وہب روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنی چادر بچھائی اور فرمانے لگے۔ ماموں باپ جیسا (درجہ رکھتا) ہے۔ میں کہتا ہوں: سعید کو امام احمد نے کذاب لکھا ہے اور یہ واقعہ اسود بن وہب کے ساتھ پیش آیا۔ ہو سکتا ہے ان کے اور ان کے بھائی ساتھ بھی پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

(ن) عمیر بن ابی الیسر انصاری

ان کے والد کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے ان کا نام کعب بن عمرو ہے۔ عدوی نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے، صحابی ہیں اور لکھا ہے وہ حمر ابی عبید میں شہید ہوئے موسیٰ بن عقبہ نے بھی ان کی وفات کا وقت یہی لکھا ہے۔

(ن) عمیر (بے نسبت)

ان سے ان کا بیٹا ابوبکر روایت کرتا ہے۔ بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ نہ ابو حاتم، ابن شاپین، طبرانی اور نہ ان کے بعد والوں نے بلکہ میں نے کسی کی کتاب میں ان کا نسب نہیں دیکھا۔ البتہ ابن ابی حاتم ان لوگوں میں ان کا ذکر کرتے ہیں جن کے والد کا نام مشہور نہیں۔ بقول بعض: یہ عمیر بن سعد ہیں جیسا کہ میں حرف میم میں قسم رابع کے دوران محمود بن عمیر کے حالات میں اس کی وضاحت کروں گا۔ بغوی، ابن ابی خثمہ، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے بطریق قتادہ عن ابی بکر بن ابی انس عن ابی بکر بن عمیر بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے تین لاکھ افراد بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا۔ جس پر عمیر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول اور اضافہ فرمائیے! تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اتنے، پھر عمیر نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! اور اضافہ فرمائیے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عمیر! کافی ہے۔ جس پر عمیر حیران ہو کر بولے: عمر بن خطاب! تمہیں کیا ہوا، اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل کر دے تو تم پر کوئی بوجھ نہیں!؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (اپنی) ایک مٹھی سے لوگوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔ جس پر نبی ﷺ نے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا: عمر نے صحیح کہا۔

ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں معاذ بن ہشام اپنے والد سے بحوالہ قتادہ نقل کرنے میں متفرد ہے اور معاذ سند میں کبھی ابوبکر بن انس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ معاذ بن ہشام پہلے پہل اسناد میں ابوبکر بن انس کا ذکر نہیں کرتے تھے اور آخری دور میں اسناد میں ان کا اضافہ کرتے تھے۔ ادھر معمر نے سند میں معاذ کے خلاف یوں سند بیان کی ہے: عن قتادہ عن النضر بن انس عن انس، جسے عبدالرزاق نے اپنے ”مُصَنَّف“ میں اور ابویعلیٰ نے بطریق نقل کیا ہے اور

اسی طرح مجھے ابن ابی داؤد کے جزء البعث میں عالی سند سے ملی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے سلیمان بن معبد نے بحوالہ عبدالرزاق اپنی اسی سند سے بیان کیا اس کے الفاظ ہیں: عن انس قال: قال رسول الله ﷺ ان الله عز وجل وعدني ان يدخل من امتي الجنة اربعمائة الف۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد جنت میں داخل فرمائے گا۔ جس پر صدیق اکبر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارے لیے اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اتنے اتنے، عرض کی اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو اور اتنے۔ عرض کی: اللہ کے رسول! اور اضافہ فرمائیے۔ حضرت عمر (یہ اصرار و تکرار نامناسب سمجھ کر) بولے، ابوبکر رہنے دیجئے یا فرمایا: بہت ہے۔ جس پر (مصدق زبان نبوی ارحم امتی ابوبکر) حضرت ابوبکر جھلا کر بولے: عمر! تمہیں کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ حضرت عمر (پر رحمت الہی کا غلبہ تھا) بولے: ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوئی تو اپنی (توحید پرست) مخلوق کو ایک مٹھی سے جنت میں داخل کر دے گا۔ جس پر نبی ﷺ نے آفرین فرماتے ہوئے، ارشاد فرمایا: ”صَدَقَ عُمَرُ“۔ یہ روایت ضیاء نے ”الاحادیث الخثارة“ میں نقل کی ہے اور حاکم نے اسے بطریق ابوبکر بن عمیر عن ابیہ صحیح کہا ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ابوبکر بن عمیر کی کس نے توثیق کی ہے۔

۶۰۶۳ (ن) عمیر الفزاری

نَحْتِیہ (بھیہ) کے والد۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام عمیر بتایا ہے۔ میں نے کسی اور کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں پڑھا۔ کئیوں میں تذکرہ ہوتا ہے (۹۶۳۵)۔

۶۰۶۴ عمیر المزنی

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے بغیر کسی حدیث کے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۶۵ (ن) عمیر

مولیٰ آبی اللہم۔ اپنے مولیٰ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے ان کی حدیث امام احمد اور سنن اربعہ کے مصنفین نے بطریق محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ بحوالہ عمیر مولیٰ آبی اللہم نقل کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ خیبر میں شریک ہوا، ان لوگوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی۔ تو آپ ﷺ نے مجھے نئے مال میں سے دیا اور میرا حصہ نہیں نکالا۔ * مسلم نے بطریق محمد بن زید بحوالہ ان کے اسی طرح ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں مملوک تھا میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے آقا کے مال سے کوئی چیز صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، ثواب تم دونوں کو ہوگا۔ ابو داؤد نے بطریق ابہادی عن محمد بن

* مسند احمد (۱۶۶/۳) المعجم الكبير (۱۸۷/۸) * اسد الغابہ (۴۰۸۳) تجرید (۴۲۵/۱)

* المعجم الكبير (۶۵/۱۷) مجمع الزوائد (۳۰/۱) اسد الغابہ (۴۱۹/۳)

* اسد الغابہ (۴۰۴۸) استيعاب (۱۹۹۵) تجرید (۴۲۱/۱)

* ابو داؤد کتاب الجہاد باب المرأة والعبد یجز بان من الفنیمة (۲۷۳۰) ابن ماجہ (۲۸۵۵)

* مسلم کتاب الزکاة باب ما انفق العبد من مال مولاه (۸۲)

ابراہیم التیمی بحوالہ عمیران کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو احجار زیت کے پاس دیکھا کہ آپ بارش کی دعا کر رہے تھے۔۔۔ (حدیث)

۶۰۶۱ عمیر *

قیس کے والد۔ میں نے تجرید میں ذہبی کے قلم سے لکھا دیکھا کہ ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے نعم ابن قانع میں نہیں ملی وہاں تو عمیر المدوسی ہے جو شقیق کے والد ہیں نہ کہ قیس کے اور اس حدیث کے صحابی عبد اللہ بن عمیر ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۰۶۲ (ن) عمیر *

بقول بعض: عمیرہ ابوسیمان۔ کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں ہی تذکرہ ہونا ہے (لیکن ہمیں کنیتوں میں یہ نام نہیں ملا۔ ع
ت ن)

۶۰۶۸ (ن) عمیر (بے نسبت)

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ اور بطریق ابوسعید نقاش عن ابن المرزبانی عن محمد بن المنطرب عن علی بن قرین عن زید بن حفص روایت کی ہے کہ میں نے مالک بن عمیر کو بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لفظ (راہ میں پڑی گمشدہ شے) کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: ”اس کا اعلان کرو اگر اس کے مالک کو جانتے ہو تو اسے یہ چیز دے دو ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اس پر گواہ کر لو پھر اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ورنہ وہ اللہ کا مال تھا اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔“ * اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۶۰۶۹ (ن) عمیر (دوسرے ہیں)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سلیمان الخبازی عن سعید بن موسیٰ عن رباح بن زید عن معمر بن الزہری بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ دو پھر کے وقت باہر نکلے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا تھا۔ کوئی نوجوان آپ ﷺ کے پاس ہدیہ لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں عمیر ہوں اور میری والدہ فلاں خاتون ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کھاؤ، تو ان لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور پھر دودھ پیا۔ ابن حبان الضعفاء میں لکھتے ہیں: سعید بن موسیٰ۔ ان کے حالات میں جو دو حدیثیں بطریق سلیمان الخبازی مروی ہیں دونوں موضوع (من گھڑت) حدیثیں ہیں۔ لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہوسکا انہیں سلیمان نے گھڑا ہے یا سعید نے؟

عمیرہ نامی حضرات کا تذکرہ

۶۰۶۰ (ن) عمیرہ بن سنان

بقول بعض: صہیب کا نام ہے جو ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۰۶۱ عمیرہ ابن فروہ الکندی

عمر اور عدی صاحبزادگانِ عمیرہ کے والد خلیفہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: صحابی ہیں لیکن نام عمیر لکھا ہے ابن ابی عاصم نے الاحاد والمثنیٰ میں بطریق سیف بن سلیمان روایت کی ہے کہ میں نے عدی بن عدی الکندی کو بواسطہ مجاہد روایت کرتے سنا کہ مجھ سے ہمارے ایک مولانا بحوالہ میرے دادا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک عوام کے عمل سے خواص کو عذاب نہیں دیتا جب تک وہ کھلے بندوں برائی کو دیکھیں اور قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکیں..... (حدیث) * اس کے باقی راوی ثقہ ہیں لیکن مولیٰ کا نام نہیں بتایا۔ ابن عبد البر نے زید بن اسلم کے حالات میں کتاب التہدید سے بطریق یحییٰ بن آدم عن عبید بن اللاح عن ابیہ عن عدی بن عمیرہ بن فروہ عن ابیہ عن جدہ عمیرہ بن فروہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے اس وقت پوچھا جب وہ ان کے پاس بیٹھے تھے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے یہ بات نہیں پڑھتے: اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے آباء و اجداد سے قریب کرنے کے لیے چنا ہے۔ حضرت ابی نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا، پس ہم یہ بات نہیں پڑھتے۔ پھر بستر والے کا ہے اور زنا کار کے لیے پتھر ہے۔ * جسے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے گم پاتے ہیں؟ تو ابی نے کہا: کیوں نہیں۔

۶۰۶۲ عمیرہ ابن مالک الخارقی

ابو عمر نے مالک بن عطف کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہاں ذکر نہیں کیا۔ اور ابن الاثیر * نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان سے صرف نظر کیا باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔ حرف میم میں اس کی وضاحت ہوگی۔

۶۰۶۳ عمیرہ

ابو سیارہ عمیر (بغیر ہا کے) میں تذکرہ ہوا ہے۔

* اسد الغابہ (۴۰۹۳) تجرید (۴۲۶/۱)

* مسند احمد (۱۹۹/۴) المعجم الكبير (۱۳۸/۱۷) مجمع الزوائد (۱۲۱۴۳)

* بخاری کتاب الخصومات باب دعوی الوسی للہیت (۲۴۲۱) مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش (۳۶)

* اسد الغابہ (۴۰۹۴) تجرید (۴۲۶/۱)

* اسد الغابہ (۴۲۳/۳)

باب عین کے بعد نون

۶۰۷۴ عَنبَسُ بْنُ ثَعْلَبَةَ

بن ہلال بن عنبس البلوئی۔ محمد بن ربیع الجیزی نے مصر رہائش پذیر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن یونس ان الفاظ میں ان کا ذکر کرتے ہیں: صحابی رسول ہیں، فتح مصر میں شریک تھے۔ مؤرخین نے اپنی کتب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ہمیں ان کی روایت معلوم نہیں۔

۶۰۷۵ عَنبَسَةُ بْنُ امِيَّةٍ

بن خلف الجمحی۔ بقول بعض: ابو علیظ کا نام ہے کنتوں میں تذکرہ ہونا ہے (ت ۱۰۳۷۴)۔

۶۰۷۶ عَنبَسَةُ بْنُ رِيْعَةَ الْجَهْنِي

بقول ابن حبان: ایک قول ہے صحابی ہیں۔ جعفر مستغفری نے ان کا اتباع کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۷۷ (ن) عَنبَسَةُ بْنُ عَدِي

از بنی جُعل ثَم بنی صخر۔ محمد بن ربیع الجیزی نے مصر کے رہائش پذیر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سعید بن عفیر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ عنسہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں اور ان کی قوم کی جماعت سے فرمایا تھا جب انہوں نے اپنا نسب بیان کیا: تم نہ بنی جعل ہو اور نہ بنی صخر بلکہ تم بنو عبید اللہ ہو۔

۶۰۷۸ عَنبَسَةُ

ابن سہیل بن عمرو القرشی العامری۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ ابو الجندل کے بھائی ہیں جن کا ذکر کئیوں میں ہوتا ہے (۹۲۸۳) زبیر بن بکار کا قول ہے ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل ہیں۔ اپنے والد کے ہمراہ مسلمان ہوئے اور انہی کے ساتھ شام کے جہاد میں شریک ہوئے۔ ساتھ ان کی بیٹی فاختہ بھی تھی۔ ان کے والد سہیل ان سے پہلے شہید ہو گئے اور یہ طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ ان کے ساتھ فاختہ اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو، جن کے والد حضرت سہیل بن عمرو کے ساتھ شہید ہو چکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے سہارا کا بے سہاراں کے ساتھ نکاح کر دو۔ چنانچہ نکاح کر دیا جس سے ابوبکر بن عبدالرحمن اور ان کے بھائی پیدا ہوئے۔ ابن الاثیر مرحوم لکھتے ہیں: بعض نے یہ نام متنبہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: میں نے یہی نام تاریخ ابن عساکر میں برزانی کبیر کے قلم سے لکھا دیکھا ہے جو عقبہ کی جگہ عقبہ لکھا ہے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: یہ وہم ہے۔

۶۰۷۹ عنترہ

انصاری، مولا ہونے کے ناتے۔ بقول ابن اسحاق یہ سلیم بن عمرو بن حدیدہ کے مولا ہیں۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: * بنی تمیم بن کعب بن سلمہ کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔ نوفل بن معاویہ دؤلی (جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، ت ۸۸۳۲) نے انہیں قتل کیا تھا۔

۶۰۸۰ عنترہ الشیبانی

ہارون کے والد۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ طبرانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر بطریق ان کے مشتمل بن ملحان عن عبد الملک بن ہارون بن عنترہ کی سند سے بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: تم لوگ شہید کسے سمجھتے ہو؟ * (حدیث الدارقطنی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ عنترہ تابعی ہیں۔ اس واسطے کہ برقانی فرماتے ہیں: میں نے عبد الملک بن ہارون بن عنترہ کے متعلق پوچھا، فرمانے لگے: جھوٹ بولتا ہے۔ ان کے والد قابل حجت اور ان کے دادا معتبر راوی ہیں۔ اسی طرح مسلم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور نسائی نے ان کی روایت سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک حدیث نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۶۰۸۱ عنتر

بقول بعض عنبر، عس میں ذکر ہوا ہے (ت ۵۵۴۳)۔

۶۰۸۲ عنمہ

ابن عدی بن عبد مناف بن کنانہ بن جھمہ بن عدی بن الربیع بن رشان الجحفی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ یہ نام الدارقطی نے قلمبند کیا ہے۔ بقول بعض: عنمہ ابن الاثیر مرحوم نے اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ بعد والے ہیں۔

۶۰۸۳ عنمہ الجہنی

بقول بعض: الحرانی جو ابن یونس کا قول ہے جو انہوں نے ان کے والد ابراہیم بن عنمہ کے حالات میں تاریخ مصر میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں: یہ نام نون اور دوز بروں سے عنمہ ہے۔ ابن الاثیر * نے ابو نعیم کی غلطی

* اسد الغابہ (۴۱۰۳) استیعاب (۲۰۷۰) تجرید (۴۲۷/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۲)

* ایضاً * اسد الغابہ (۴۱۰۴) تجرید (۴۲۷/۱) * المعجم الکبیر (۱۶۱/۱۸)

* اسد الغابہ (۴۱۰۷) تجرید (۴۲۷/۱) * اسد الغابہ (۴۲۵/۳) * اسد الغابہ (۴۱۰۸) تجرید (۴۲۷/۱)

بتائی ہے کہ انہوں نے یہ نام اسے عثمہ نقل کیا ہے۔ طبرانی * نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اباہر تشریف لائے تو ایک انصاری کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ وہ عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے آپ کی حالت دیکھ کر پریشانی ہو رہی ہے، کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: بھوک کی وجہ سے ایسا ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوڑتا ہوا گیا گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، بنی قرظہ میں آیا اور ایک ڈول کھینچنے کے عوض ایک کھجور پر مزدوری کی یہاں تک کہ اس نے مٹھی بھر کھجوریں جمع کر لیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ کے سامنے کھجوریں لا کر رکھیں اور عرض کی: تناول فرمائیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کہاں سے لائے ہو؟ اس نے ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔ *

عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ مجھے اپنی جان اولاد اور مال سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر واقعی یہی بات ہے تو فاقہ کے لیے ڈٹ جاؤ اور مصائب کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس ذات کی قسم! جس (کے) دست قدرت میں میری جان ہے) نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے یہ دونوں چیزیں مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف پہاڑ سے اترائی کی طرف پانی کے بہنے سے زیادہ جلدی آتی ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۶۰۸۳ عُنَيْنَز (تصغیر) عس (۵۵۴۳ ج دوم) میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب العین جس کے بعد واو ہے

۶۰۸۵ العوام بن جُهَيْل *

تصغیر ہے۔ یغوث کے مجاور ابواحمد العسکری نے بحوالہ ابن درید ”الاخبار المسموٰۃ“ میں بطریق ہشام بن کلبی ان کا ذکر کیا ہے کہ العوام اسلام لانے کے بعد بیان کرتے تھے۔ میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ جاگ رہا تھا پھر جب میرے ساتھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور میں اکیلا بت خانے میں رات گزارنے لگا۔ میں اٹھا تو رات باد و گرج اور چمک والی تھی جب رات اچھی طرح تاریک ہو گئی تو مجھے بت سے ایک آواز سنائی دی حالانکہ میں نے اس سے پہلے کبھی اس میں سے آواز نہیں سنی تھی۔ ابن جہیل! بتوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی، یہ عزت والی زمین سے ایک نور پھوٹا ہے لہذا یغوث کو خیر باد کہو! فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بتوں سے بیزاری ڈال دی، اور اپنی قوم سے یہ آواز کی بات چپائے رکھی۔ پھر ایک شبی آواز سنائی دی: ص ”عوام! کیا تمہیں وہ بات سنائی دی ہے یا تم گفتگو سننے سے بہرے ہو گئے ہو تا ریکیوں کے پردے چھٹ گئے اور لوگوں نے اسلام پر بیعت کر لی ہے۔“

تو میں نے کہا: ص

”اے سونے والوں کو شبی آواز دینے والے! میں بات سننے سے بہرے لوگوں میں سے نہیں ہوں، مجھے اسلام کا

طریقہ بتا۔

فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس سے پہلے مجھے اسلام کے بارے میں کچھ پتہ نہ تھا تو اس نے مجھے جواب دیا: ص
”اللہ کے نام اور توفیق سے ایسا سفر اختیار کرو جو نہ کسی ست کا سفر ہو اور نہ دبلے گھوڑے کا۔ ایک ایسے گروہ کی طرف جو بہترین ہے (یعنی) صادق و مصدوق نبی کی طرف۔“

میں نے بت کو پیچھا کیا اور نبی ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ میں جب پہنچا تو اتفاق سے ہمدان کا وفد نبی ﷺ کے ارد گرد بیٹھا تھا میں نے آپ ﷺ کو اپنی بات بتائی تو بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: مسلمانوں کو بتادو، اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے بت توڑنے کا حکم دیا، میں یمن لوٹ آیا اللہ تعالیٰ نے اسلام سے میرا دل بھر دیا تھا۔ جس کے متعلق میں نے کہا: ص
”میری طرف سے ہماری قوم کے سربراہ آوردہ لوگوں کو کوئی یہ پیام پہنچائے گا کہ اور جو لوگ پوشیدہ اور ظاہر جوف دار جگہوں میں اترے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس وقت ہدایت سے نوازا جب ہم سے کچھ لوگ حیران ہو کر یہودی اور کچھ نصرانی ہو گئے تھے اور ہم یغوث اور اس کے قریب میں یعوق سے بری ہیں۔ اور اے پوری مخلوق میں سے بہترین انسان ہم نے تیری پیروی کر لی ہے۔“

۶۰۸۶ (ز) العوام بن المنذر الطائی قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔

۶۰۸۷ عوذ بن عفراء عوف ہیں۔ نام میں اختلاف ہے، عوف زیادہ صحیح ہے۔

۶۰۸۸ عوذ الغافقی حلیجہ بن صحرار کے ساتھ وفد عافق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۰۸۹ عوانہ بن الشماخ عبادہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۰۹۰ عوسجہ بن حرملة

بن جذیمہ بن سہرہ بن خدیجہ بن مالک بن حارثہ بن مازن بن سعد بن مالک.... الجحفی۔ ابن کلبی نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ بقول بعض: ان کا جد اعلیٰ مالک بن ذہل بن ثعلبہ بن رفاعہ ہے۔ باقی نسب اسی طرح ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور اسحاق بن سوید ربلی نے شام کے جنگل میں رہنے والے ان دیہاتیوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ ہیں۔ اور احمد بن محمد بن عروہ الجحفی سے بحوالہ عویجہ بن حرملة الجحفی روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ مروہ ٹھہرتے اور اس کی اصل مشرقی جگہ بیٹھتے۔ اور دوپہر کے وقت اس پہاڑی پر چلے جاتے جہاں مسجد بنی ہے۔ چنانچہ ان دونوں مقامات پر ان کی آمد و رفت رہتی۔ نبی ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ کو ان کی یہ حالت پسند آئی اور جس قدر چستی ان کی دیکھی بطون عرب میں سے کسی میں نہیں دیکھی۔ فرمانے لگے: ”عوسجہ! مجھ سے مانگو میں تمہیں کیا دوں؟“ ابن کلبی فرماتے ہیں: فتح مکہ کے

روز رسول اللہ ﷺ نے انیس ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کیا اور بمقام ڈومر بطور جاگیر عطا کیا۔

۶۰۹۱ عوف بن اثاثہ

بن عباد بن المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، وہی سطح جو ان کا لقب ہے نام عوف ہے، حرف میم میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۰۸۲ (ن) عوف بن البلاد

بن خالد الجشمی از بنی غنم۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے گورنروں میں سے تھے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۹۳ عوف بن الحارث

عوف بن عفراء، معاذ معوذ کے بھائی۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: کسی نے ان کا نام معوذ لکھا ہے جبکہ عوف زیادہ صحیح ہے۔ یہی قول ابن اسحاق کا شرکاء بدر کے بارے میں ہے کہ معاذ، معوذ اور عوف بنی حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد از بنی النجار بدر میں شریک ہوئے۔ نیز فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز جب دشمن سے آمناسا منا ہوا تو عوف بن عفراء آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! رب تعالیٰ کو اپنے بندے کی کون سی حالت پسند ہوتی ہے۔ فرمایا: وہ ننگے سر ہو کر جہاد میں ہاتھ ڈال دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زرہ * اتار چھین لی اور آگے بڑھ کر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۶۰۹۴ عوف بن الحارث

بقول بعض: ابو واقد الليثی کا نام ہے، کتبوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۰۹۵ عوف بن حصیرہ

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا دور پایا ہے۔ اور بطریق شععی بحوالہ ان کے جمعہ کی گھڑی امام کے باہر آنے اور نماز * کے اختتام تک ہونے کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو مرفوع نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔

۶۰۹۶ عوف بن ذلہم

بقول ابن مندہ، صحابہ میں ان کا ذکر ہے پھر ان کی موقوف حدیث (اثر) نقل کی۔

۶۰۹۷ عوف بن ربیع

بن حارث بن ساعدہ بن خزیمہ بن نصر.... الاسدی ذوالخیار نبی ﷺ کے پاس آئے پھر رتہ فروش ہوئے وہیں ان کی اولاد ہے۔ ابن مندہ علی بن احمد الخزاز عن محمود بن محمد الادیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابو نعیم: ابو عروبہ وغیرہ نے ”تاریخ خزرجین“ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۶۰۹۸ عوف بن سراقہ

الضمری، بھیل کے بھائی۔ بھائی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے جب سنان بن مسلمہ کو اپنی تلوار لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کی دیت نکالی اور نہ اس کا حکم دیا۔ اور بھیل بن سراقہ کے بھائی کو تلوار لگی اور ان کی آنکھ شہید ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت نکالی اور نہ اس کا حکم دیا۔

۶۰۹۹ عوف بن سلمہ

بن سلامہ بن وقش الانصاری۔ ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق ابن ابی فدیك عن ابن ابی حبیب عن عوف بن سلمہ بن عوف بن سلمہ الاشجلی انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔“

ابن السکن کا قول ہے: ابن ابی حبیبہ وہ ابراہیم بن اسماعیل لیتین الحدیث (روایت حدیث میں کمزور) راوی ہے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں: ان کی حدیث اہل مدینہ سے منقول ہے اور اس کا مدار ابن ابی حبیبہ عن عوف بن سلمہ عن ابیہ عوف فضائل انصار پر ہے۔ اس کی ساری سند ضعیف ہے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بغوی نے ان کا نسب نہیں بیان کیا بلکہ صرف عوف انصاری لکھا ہے، لکھتے ہیں انہیں ابن العطف کہا جاتا ہے۔

۶۱۰۰ (ن) عوف بن عبد الحارث

بن عوف بن حبیش بن حارث الاحسی۔ ابو حازم قیس کے والد ہیں، کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۱۰۱ عوف بن القعقاع

بن معبد بن زرارہ التمیمی الدارمی۔ ان کا تذکرہ اور نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن السکن وغیرہ

اسد الغابہ (۶۱۱۸) تجرید (۴۲۸/۱) * اسد الغابہ (۶۱۱۹) تجرید (۴۲۸/۱)

جامع المسانید (۱۴۰/۱۰) اسد الغابہ (۴۲۸/۳) * اسد الغابہ (۶۱۲۰) تجرید (۴۲۸/۱)

ترمذی کتاب المناقب (۳۹۰۹) المستدرک (۸۰/۴) المعجم الكبير (۹۹/۴)

اسد الغابہ (۶۱۲۳) تجرید (۴۲۸/۱)

نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ کم عمری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے ہر شخص کو دو چادریں عطا کیں اور مجھے ایک چادر دی۔ جب ہم واپس ہوئے تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی ایک چادر میرے لیے فروخت کر دی تو میں نبی ﷺ کے پاس دو چادروں میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: یہ چادر تمہیں کہاں سے ملی؟ میں نے عرض کی: فلاں سے خریدی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اس سے زیادہ اس کے مستحق ہو۔ * کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا عطیہ ضائع کر دیا۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس لئے کہ سن میں غیر معروف راوی ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان عوف بن القعقاع کا ”الموفقیات“ میں ذکر کیا ہے اور ان کی ایک اچھی بات نقل کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان سے ہماری مغفرت نہ کی تو ہم ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ ہم کسی عمل سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نہیں کریں گے۔

۶۱۰۲ عوف بن مالک بن ابی عوف * الاشجعی

کنیت میں اختلاف ہے۔ ابو عبد الرحمن، ابو محمد وغیرہ اقوال منقول ہیں۔ واقدی کا قول ہے: خیبر کے سال مسلمان ہوئے اور حص فروکش ہوئے۔ اور ان کا کہنا ہے: فتح مکہ میں شریک ہوئے ”اشجع“ کا جھنڈا انہی کے ہاتھ تھا، دمشق کے رہائشی تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے ان میں اور ابو درداء میں رشتہ اکھوت قائم فرمایا۔ * نبی ﷺ سے عبد اللہ بن سلام اور ایک دوسرے شیخ سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں بتایا۔ ان سے ابو مسلم خولانی، ابو اور لیس خولانی، جبیر بن نفیر، عبد الرحمن بن عائد، کثیر بن مرہ اور ابوالسلیح بن اسامہ روایت کرتے ہیں۔ ابو عبید نے کتاب الاموال میں بطریق مجالد، شععی سے بحوالہ سدید بن غفلہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو ایک کتابی شخص آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: میری جو حالت آپ دیکھ رہے ہیں (وہ زخمی اور پٹا ہوا تھا) یہ ایک مسلمان نے کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ دیکھو اس کے ساتھ یہ سلوک کرنے والا کون ہے؟ اسے میرے پاس لے آؤ۔ یہ گئے تو وہ عوف بن مالک تھے۔ انہوں نے ان سے کہا: امیر المومنین کو تم پر سخت غصہ ہے، لہذا تم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ ان سے بات کریں، مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمہیں جلدی کوئی سزا دے دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ چکے، فرمایا: اس آدمی کو لے آئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اتنے میں معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: امیر المومنین! وہ عوف بن مالک ہے، آپ اس کی بات سن لیں، جلدی نہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تمہیں اس کے معاملے سے کیا واسطہ ہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک مسلمان عورت کو گدھے پر بٹھائے لے جا رہا تھا۔ اس نے اسے برا بیچنے کیا کہ نیچے گر جائے تو وہ نہ گری پھر اس نے اسے کوئی چیز دی تو وہ نیچے گر گئی تو اس نے اس سے بدکاری کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عورت بھی آئے تاکہ پتہ چل جائے جو کچھ تم نے کہا ہے سچ ہے۔ عوف اس عورت کے پاس

آئے۔ اس کا باپ اور خاوند کہنے لگے: اس سے ہماری رسوائی کرنا چاہتے ہو۔ وہ عورت کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں تو ضرور اس کے ساتھ جاؤں گی وہ دونوں بھی کہنے لگے۔ ہم دونوں تمہاری طرف سے جائیں گے چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو سارا واقعہ بتایا جیسا عوف نے بتایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودی کو سولی دینے کا حکم دیا اور فرمانے لگے۔ ہم نے ایسی باتوں کی وجہ سے تم لوگوں سے صلح کی ہے؟ سوید فرماتے ہیں: میں نے دیکھا اسلام میں یہ پہلا یہودی شخص تھا جسے سولی چڑھایا گیا۔ واقدی اور عسکری وغیرہ کا قول ہے: خلافت عبدالملک میں ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۱۰۳ (ز) عوف بن مالک النصری

خلیفہ نے نبی ﷺ کے مالین میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ہوازن، نصر اور ثقیف پر سعد بن مالک۔ عوف بن مالک نصری مقرر تھے۔ لگتا ہے ان کے سامنے یہ نام اٹ گیا ہے، مشہور مالک بن عوف ہے جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۶۱۰۴ (ز) عوف بن نجوہ قسم ثالث میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۱۰۵ عوف الخثعمی

حصین بن عوف کے والد، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ جہاں ان کے بیٹے حصین کا ذکر ہے۔

۶۱۰۶ عوف السلمی

فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ انہی پر عباس بن مرداس شرماء فتح مکہ میں سے فخر کرتے ہیں جن کا تعلق ان کی قوم سے ہے: ”خفاف، ذکوان اور عوف، تو انہیں ایسے مضبوط تر خیال کرے گا جن کی جھتی میں ماداؤں کو مشقت اٹھانی پڑتی ہے جب ہم مکہ آئے تو ہمارا پرچم عقاب تھا جس نے آسمان پر چکر لگانے کے بعد حملہ کرنا تھا۔“

۶۱۰۷ عوف الوردکانی

نبی ﷺ کے عالم تھے۔ آپ نے ان کی طرف ضرار بن الازور کو مرتدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ سیف بن عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جس کی سند متصل کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۱۰۸ عون بن جعفر

بن ابی طالب البہاشی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا (زاد بھائی) کے بیٹے۔ جشہ پیدا ہوئے اور غزوہ خیبر میں انہیں ان کے والد لے کر آئے۔ نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے مروی ہے جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بھتیجیوں کو بلاؤ۔“ ہمیں بلایا گیا اس وقت ہم چوزوں کی طرح چھوٹے چھوٹے تھے۔ پھر فرمایا: میرے پاس نائی کو بلاؤ۔ وہ آ گیا تو آپ ﷺ نے اسے ہمارے سرمونڈنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فرمانے لگے: رہا محمد تو وہ

ہمارے چچا ابوطالب کے مشابہ ہے۔ رہا عون تو وہ شکل و شبہت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر لہرایا اور فرمانے لگے: ”اللہ! جعفر کے گھرانے کا نائب بنا اور عبد اللہ کے سودے میں برکت دے۔“ * یہ سند صحیح ہے۔ ابن مندہ نے اسے اسی سند سے مختصراً نبی ﷺ کے اس ارشاد پر اکتفا کرتے ہوئے نقل کیا ہے، آپ نے عون سے فرمایا: ”تم اخلاق اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔“ * ابن الاثیر * نے جب ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی تو فرمایا: آپ ﷺ نے یہ بات ان کے والد سے فرمائی تھی۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وہم ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا وہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ دونوں نبی ﷺ سے مشابہت رکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں محمد اور جعفر میں سے بڑا کون تھا؟ تو عبد اللہ عمر میں بڑے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ عبد اللہ ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کچھ اور سن لکھا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: عون بن جعفر جنگ تستر میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی، شہید ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں۔

۶۱۰۹ (ن) عون بن قیس

بن معد بن حارث بن تیم بن کعب نخعی۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور سلمیٰ کے بھائی۔ اور جعفر، ابوبکر، حمزہ اور علی رضی اللہ عنہم کی اولاد کے ماموں۔ بقول ابن کلبی: حرہ کے روز و سوسال کی عمر میں شہید ہوئے۔

۶۱۱۰ (ن) عویج بن خویل

بقول بعض: ابو عقیب کا نام، کنتوں میں تذکرہ ہوتا ہے (ت ۱۰۲۵۶)۔

۶۱۱۱ عویف بن الاضبط *

بن اُیمر ابن جذیمہ بن عدی بن الدکل۔ الاضبط کا نام ربیعہ تھا۔ ابن کلبی کا قول ہے: حدیبیہ کے سال اسلام لائے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: نبی ﷺ نے عمرہ الحدیبیہ کے موقع پر انہیں مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اسے بلاذری نے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، بقول بعض: ابو ذر تھے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: آپ نے جب عمرہ القضاء کا سفر فرمایا تو انہیں نائب مقرر کیا تھا۔ فرماتے ہیں: بقول بعض ان کا نام عویث ہے، فاء کی جگہ ثاء ہے۔

۶۱۱۲ عویف بن الوردانی *

سیف نے کتاب الردۃ میں لکھا ہے: نبی ﷺ کو جب طلحہ اسدی کی خبر ملی تو انہیں اس سے جنگ کے لیے بھیجا تھا۔

* جمع الجوامع (۹۷۷/۶) * ترمذی کتاب المناقب باب مناقب جعفر بن ابی طالب (۳۷۶۵) اسد الغابہ (۴۳۰/۳)

* اسد الغابہ (۴۳۰/۳) * استیعاب (۳۱۵/۳) * اسد الغابہ (۴۱۳۰) استیعاب (۲۰۷۴) * تجرید (۴۲۹/۱)

* الاکمال (۹/۱) * تجرید (۴۲۹/۱)

۶۱۱۳ عُوَيم

تصغیر کا صیغہ ہے اس کے آخر میں راء نہیں۔ ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان.... انصاری اوسی۔ بعض نے اس سے مختلف نسب لکھا ہے۔ ابن اسحاق* فرماتے ہیں: اصلاً یلی سے تھے۔ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ بیعت عقبہ کے شرکاء میں ہیں۔ بدر، احد اور دیگر غزوات میں شرکت کی۔ نبی ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئے۔ یہ واقعی کا قول ہے۔ اوروں کا کہنا ہے: خلافت فاروقی میں وفات پائی جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو صحیح میں بطریق زہری عبد اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس بحوالہ حضرت عمر حدیث سفینہ میں مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سے انصار کے دو نیک آدمیوں نے ملاقات کی۔ اسماعیلی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، زہری نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے بتلایا ان سے جو دو آدمی ملے تھے وہ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ رہے عویم تو یہ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ایسے مرد ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں“۔ آپ نے فرمایا: ”ان میں سے بہترین مرد عویم بن ساعدہ ہے۔“ یہی متن حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ مروی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں بطریق عاصم بن سوید روایت کی ہے کہ میں نے صفراء بنت عثمان بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ کو فرماتے سنا، فرماتی ہیں: مجھ سے میری دادی نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عویم بن ساعدہ کے جنازے کے لیے بلایا اور نبی ﷺ نے ان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے لیے جو جھنڈا بھی نصب کیا گیا اس کے تلے عویم موجود تھے۔* ابن اسحاق* فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان میں اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔

۶۱۱۳ (ز) عویم الہذلی بقول بعض: عویم، تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۱۱۵ عُوَيم

ابن ابی ایض العجلانی۔ طبرانی لکھتے ہیں: یہ عویم بن الحارث بن زید بن جابر بن الجعد بن العجلان ہیں۔ ایض ان کے آباء و اجداد میں سے کسی کا لقب ہے جس کی تائید موطا اور شیعین وغیرہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو حدیث ہل بن سعد سے مروی ہے کہ العجلانی عاصم بن عدی کے پاس آ کر کہنے لگے: عاصم! تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو مشغول پائے آیا اسے قتل کر دے اور پھر لوگ اسے قتل کر دیں یا کیا کرے۔* وہ حدیث جس میں آیت لعان کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ موطا میں تعنی کی روایت ہے کہ یہ عویم بن اشقر العجلانی ہیں۔ بقول بعض: یہ غلط ہے کیونکہ عویم بن اشقر دوسرے مازنی ہیں جن کا ذکر ہوگا شاید عویم العجلانی کے کسی باپ دادا کا لقب ایض ہو اور راوی نے اس پر ایض کا اطلاق کر دیا ہو۔

* اسد الغابہ (۴۱۳۲) استیعاب (۲۰۷۵) تجرید (۴۲۹/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۵۰/۲)

* المعجم الکبیر (۱۳۹/۱۷) جامع المسانید (۱۸۷/۱۰) * جامع المسانید (۱۸۸/۱۰)

* الاحاد والمثنائی (۳/۴) * السیرۃ النبویہ (۲۵۰/۲)

* ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی اللعان (۲۲۴۵) نسائی (۳۴۶۶) مسند احمد (۳۳۷/۵) موطا مالک (۱۲۳۰) المعجم الکبیر (۵۶۷۵/۶)

(۶۱۱۶) (ن) عویمر بن الاخرم بقول بعض: عویمر تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۶۱۱۷) عویمر بن اشقر

بن عدی بن خنساء بن مہذول بن عمرو بن عثمان بن مازن النصارى مازنی۔ ابن البرقی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور خلیفہ نے انصار میں سے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں ہوا۔ اور عسکری نے بنی حارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے پہلے ابن ابی خثمہ نے ان کا یہی نسب لکھا ہے۔ قربانی کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے جو بروایت عباد بن نعیم بحوالہ ان کے ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ اسے خطیب نے "المتفق" میں یحییٰ بن ابی کثیر انصاری از بنی النجار کے حالات میں عن عمرو بن یحییٰ المازنی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ان کی حدیث کے کسی طریق میں ہے وہ بدری ہیں، یحییٰ بن معین کا بیان ہے عباد بن تمیم نے ان سے سماع نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

(۶۱۱۸) عویمر ابودرداء

نام وکنیت دونوں سے شہرت رکھتے ہیں۔ البتہ نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: نام عامر ہے اور عویمر لقب ہے۔ جسے عمرو بن الفلاس ان کی اولاد میں سے کسی سے نقل کیا ہے۔ اسی پر اصمعی نے کدیہ کی ان سے مروی روایت میں اعتماد کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ عامر/ مالک/ ثعلبہ/ عبداللہ اور زید مختلف اقوال ہیں۔ وہ ابن قیس بن امیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی ہیں۔ ابو شہر، سعید بن عبد العزیز سے نقل کرتے ہیں: بدر کے روز اسلام لائے اور احد میں شریک ہوئے جس میں بڑی جان بازی سے لڑے۔ صفوان بن عمرو و بحوالہ شرح بن عبید روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عویمر بہترین شہسوار ہے۔ اور فرمایا: وہ میری اس امت کا حکیم ہے۔ اعمش، خثعمہ سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں تجارت کیا کرتا تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی میں نے تجارت کا ارادہ کیا لیکن دونوں کا اتفاق نہ ہو سکا (اس لیے میں نے تجارت چھوڑ دی)۔ ابن حبان لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں دمشق کا قاضی مقرر کیا۔

روایت حدیث:

نبی ﷺ زید بن ثابت، حضرت عائشہ، ابوامامہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کا بیٹا بلال، اہلبیہ ام درداء، ابودریس خولانی، سوید بن غفلہ، جبیر بن نفیر، زید بن وہب اور علقمہ بن قیس وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ ابو شہر بحوالہ سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں: حضرت ابودرداء اور کعب احبار خلافت عثمانی کے اختتام سے دو سال پہلے فوت ہوئے۔ واقدی اور ایک جماعت کا کہنا ہے: ۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں: جنگ صفین کے بعد وفات پائی۔ محدثین کے نزدیک

اسد الغابہ (۳۱۳۴) استیعاب (۲۰۲۸) تجرید (۴۳۰/۱)

موطا کتاب الضحایا باب النهی عن ذبح الضحیحہ قبل انصراف الامام (۱۰۷۰)

المستدرک (۳۳۷/۳)

زیادہ صحیح یہی ہے کہ خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔

(۶۱۱۹) (ز) عویم بن حارث عویم بن ابی البیض میں ذکر ہوتا ہے۔

(۶۱۲۰) عویم قیس کے والد، ان کے بیٹے قیس کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

(۶۱۲۱) عویم الہذلی *

بقول بعض: عویم۔ ابن ابی خثیمہ، یثیم بن کلیب اور طبرانی وغیرہ کی بطریق محمد بن سلیمان بن سہل (جو ایک ضعیف راوی ہے) عمرو بن تیم بن عویم ہذلی سے بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت ہے کہ میری بہن ملیکہ اور ہمارے خاندان کی ام عوف بنت مسروح نامی خاتون جس کا تعلق بنی سعد بن ہذیل سے تھا ہمارے خاندان کے حمل بن مالک نامی شخص جس کا تعلق بنی ہذیل سے تھا منسوب تھیں۔ تو اس عقیف نے خیمے کے کھونٹے * سے میری بہن کو مارا جس سے وہ اور اس کا پیٹ کا بچہ دونوں مر گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں دیت اور اس کے بچے کے بارے میں غلام آزاد کرنے کا فیصلہ کیا۔ * (حدیث) فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم شکاری لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم شکار کی طرف تیر پھینکو تو جو تمہارے سامنے ہوا سے کھالیا کرو اور جو آنکھوں سے اوجھل ہو جائے (بعد

میں مل بھی جائے) اسے نہ کھاؤ۔“ *

عمران بن عویم کے حالات میں یعنیم پیٹ کے بچے کا واقعہ گزر چکا ہے جس میں اس سیاق سے مختلف عبارت ہے۔ علامہ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: ابن مندہ نے یہ روایت اور ابو نعیم نے عویم میں نقل کی ہے اور دونوں کا بیان ہے ان کی حدیث الصید ہے۔ پھر دونوں نے عویم میں یہی روایت نقل کر دی اور عورتوں کا واقعہ بھی ان کے حوالے سے ذکر کیا، حالانکہ شخصیت ایک ہے۔

باب العین کے بعد یاء

(۶۱۲۲) عیاذ *

ابن عمرو یا ابن عبد عمرو ازدی یا سلمی حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور سب نے بطریق بشر بن صحرار العبیدی بحوالہ عیاذ بن عمرو روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک یہودی آپ سے بات کر رہا تھا کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر سرک گئی اور نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آپ کی مہر نبوت دیکھے، میں نے آپ کی چادر سیدھی کر دی۔ بعد میں مجھ سے فرمایا: کس نے ایسا کیا تھا؟ میں نے عرض کی: میں نے، فرمایا: ادھر آؤ۔ *

* اسد الغابہ (۴۱۳۵) استیعاب (۲۰۳) تجرید (۴۳۰/۱) خیمے کی لکڑی۔

* المعجم الكبير (۳۵۲/۱۷) اسد الغابہ (۴۳۰/۳) * اسد الغابہ (۴۳۱/۳)

* اسد الغابہ (۱۸/۴) * اسد الغابہ (۴۱۳۷) استیعاب (۲۰۷۶) تجرید (۴۳۰/۱)

* مجمع الزوائد (۲۷۸/۲) حلیۃ الاولیاء (۱۰/۵)

میں آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا آپ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور اسے پھیرتے پھیرتے میرے سینے پر لے آئے۔ اور مہر نبوت آپ کے بائیں کندھے کی جانب تھی جیسے وہ بکری کی گردن ہے۔ یہ ابن مندہ، طبرانی اور ان کے تبعین کی روایت ہے۔ اور خطیب کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے خدمت کے بارے میں گفتگو کی۔ فرماتے ہیں: آپ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوا یہاں تک کہ کمر تک لے آئے۔ اسی میں ہے، جیسے بکری کا گھٹنہ ہوتا ہے۔ اور اس میں یہ حدیث ہے: جب کوئی سواری آئے تو میرے پاس آنا۔ اسی روایت میں ہے: پھر آپ ﷺ نے مجھے دو سالہ یا پانچ سالہ اونٹنی عطا کی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک میرے پاس رہی۔ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ نے یہ نام عین اور باء سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن عبد البرؒ نے عباد بن بشر کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ خطیب نے ان سب کے خلاف یاء سے جیسا یہاں ہے قلمبند کیا ہے۔ ابن ماکولاؒ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

۶۱۲۳ عیاش بن ابی ثورؒ

بقول ابو عمرؒ: صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قدامہ بن مظعون سے پہلے بحرین کا والی مقرر کیا تھا۔

۶۱۲۴ عیاش بن ابی ربیعہؒ

نام عمرو، لقب ذوالرخسین ہے۔ ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی۔ سابقین اولین سے تعلق رکھتے ہیں اور دو ہجرتیں کیں۔ پھر ابو جہل نے انہیں دھوکہ دیا تو یہ لوگ مدینہ سے مکہ آ گئے تو ان لوگوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ نبی ﷺ قنوت میں ان کے لیے دعا مانگا کرتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ عسکری کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے، لیکن مؤرخین نے ان کی غلطی پکڑی ہے۔ ہشام بن عاص سہمی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہوگا۔ ان سے ان کا بیٹا عبد اللہ بنحوالہ نبی ﷺ مکہ کی عظمتؒ والی روایت نقل کرتے ہیں۔ نیز انس بن مالک اور عبد الرحمن بن سابط نے ان سے روایت کی ہے اور عمر بن عبد العزیز، نافع مولیٰ ابن عمران سے مرسل روایت کرتا ہے۔ ابن قانع اور قراب وغیرہ کا کہنا ہے: خلافت فاروقی میں ۱۵ھ شام میں فوت ہوئے، بقول بعض: یمامہ میں اور ایک قول کے مطابق یرموک میں شہید ہوئے۔

۶۱۲۵ (ز) عیاش بن علقمہؒ

بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا باپ فتح مکہ سے پہلے کافر مر گیا تھا۔ یہ عیاش مسلمانان فتح مکہ میں سے لگتے ہیں۔ چنانچہ زبیر نے ابن زبالہ سے ”اخبار مدینہ“ میں نقل کیا ہے کہ ان کے بیٹے عبد اللہ بن عیاش کو مروان نے جب وہ مدینہ کے گورنر تھے ۴۱ھ میں بمقام عقیق قطعہ ارضی دیا تھا۔

استیعاب (۳۱۶/۳) * الاکمال (۱۱۲/۲) * اسد الغابہ (۴۱۳۸) استیعاب (۲۰۳۱) تجرید (۴۳۰/۱)

استیعاب (۳۰۱/۳) * اسد الغابہ (۴۱۳۹) استیعاب (۲۰۳۲) تجرید (۴۳۰/۱)

ابن ماجہ کتاب المناسک باب فضل مکہ (۳۱۱۰)

۶۱۲۶ عیاض بن جمہور

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حرث بن اسعلیٰ کنڈی جو کندہ فروکش ہوتے تھے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بحوالہ عیاض بن جمہور فرماتے سنا کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا۔ ایک شخص کہنے لگا: ایک شخص تلوار لیے میری جان مال کا طالب ہوتا ہے میں اس وقت کیا کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”تم اسے اللہ کا واسطہ دو، اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب کی یاد دلاؤ، پھر بھی وہ باز نہ آئے تو تمہارے لیے

اس کا خون حلال ہے اس سے ہرگز عاجز نہ ہونا۔“

اس کی سند میں علی بن قرین ہے جو بہت کمزور راوی ہے۔

۶۱۲۷ عیاض بن الحارث

بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تھے، محمد بن ابراہیم تمیمی کے چچا۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے احد کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ آئے اور حضرت حمزہ کا مشلہ ہوا تھا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۶۱۲۸ (ز) عیاض بن حارث انصاری

عیاض بن عبد اللہ میں ذکر ہونا ہے۔

۶۱۲۹ عیاض بن حمار

بن ابی حمار بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع تمیمی مجاشعی۔ خلیفہ وغیرہ نے ان کا نسب لکھا ہے۔ صحیح مسلم میں ان کی حدیث ہے اور ابوداؤد و ترمذی میں بحوالہ ان کے ایک اور حدیث ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔ بصرہ کے رہائشی تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مطرف بن عبد اللہ اور ان کے بھائی یزید بن عبد اللہ بن اشعر، علاء بن زیاد اور عقبہ بن صہبان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد کا نام مشہور جانور کے نام پر ہے جسے بعض غالی فقہاء نے غلط لکھ دیا ہے۔ ان کا گمان ہے یہ نام کوئی بھی نہیں رکھتا۔

۶۱۳۰ عیاض بن خویلد الہذلی ثم الضبعی

لقب بڑیق۔ مرزبانی مجسم الشعراء میں لکھتے ہیں: مجازی ہیں اور بنی لیحان کے متعلق ان کے اشعار نقل کیے: ص

اسد الغابہ (۴۱۴۲) تجرید (۴۳۰/۱) * اسد الغابہ (۴۳۵/۳)

اسد الغابہ (۴۱۴۳) استیعاب (۲۰۲۳) تجرید (۴۳۰/۱)

اسد الغابہ (۴۱۴۴) استیعاب (۲۰۳۴) تجرید (۴۳۰/۱)

مسلم کتاب الجنۃ باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا (۶۳، ۶۴)

معجم الشعراء (۱۱۲)

”ہمیں بنی دھان نے اپنے لہو بہانے کا بدلہ دیا جسے ستمار (جس نے خلیفہ کے لئے اعجوبہ روزگار محل تعمیر کیا تھا تو خلیفہ نے اس خطرے سے کہ کسی اور کے لئے نہ بنائے اسی کی چھت سے گرا کر مار دیا تھا) معمار کو اس کے کیے کا بدلہ دیا گیا تھا۔ اگر تم لوگ صبر کرو تو جنگ ہے جس کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے اور اگر تم کوچ کرو گے تو وہ کوچ کرنے والوں کے لیے زیادہ برا ہے۔“

فرماتے ہیں: ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے خلاف استدعا کی اور یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! ہمیں اسلام میں بھوکا نشانہ بنایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی مدد فرمائی۔ قریش کے چند افراد نے ان کے متعلق آپ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ نے انہیں ان کے سپرد کر دیا۔ لکھتے ہیں: ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور ہم نے ابن ابی الدنیا کی کتاب ”مجاہد الدعوة“ میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سماع کیا تھا۔ اور یہی ہے شعب الایمان میں بطریق ابن لہیع عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے بتایا جس نے عکرمہ سے سماع کیا ہے، ایک دفعہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپ لوگوں کی رجسٹریشن کا معائنہ کر رہے تھے۔ اتنے میں ان کے پاس سے ایک نابینا اور لنگڑا شخص گزرا جس کا ہاتھ تھامنے والا تھک چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اسے کون جانتا ہے؟ ایک شخص کہنے لگا: یہ بنی ضعباء اہلہ بن بریق سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: بریق کون ہے؟ اس نے کہا: ایک یمنی شخص ہے جس کا نام عیاض ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ یہاں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا اور بنی ضعباء کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگا: بنی ضعباء بارہ افراد تھے۔ جاہلیت میں وہ میرے بڑوسی تھے۔ وہ کھاتے میرے ساتھ لیکن میری آبروریزی کرتے۔ میں نے انہیں روکا، اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیا لیکن وہ باز نہیں آئے۔ میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ جب حج کا موسم آیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے بددعا کی۔ میں نے کہا: ص

”اے اللہ! میں آپ کو ایسی دعا میں پکارتا ہوں جو بڑی مشقت والی ہے۔ بنی ضعباء کے لوگوں میں سے سوائے ایک کے سب کو مار ڈال پھر اسے ایسی مصیبت میں مبتلا کر کہ وہ اندھا ہو کر بیٹھ جائے اور جب اس کا ہاتھ تھامنے والا چلے تو تھک جائے۔“

ابھی سال بھی نہیں گزرا تو سوائے ایک کے سب ہلاک ہو گئے۔ جیسا کہ آپ کو نظر آ رہا ہے۔ اس کا قائد (ہاتھ تھامنے والا) تھک چکا ہے۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں بڑی عبرت اور تعجب کی بات ہے، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ میں کہتا ہوں: اس میں نابینا آدمی کا نام اہلہ ہے جن کا تذکرہ حرف الف میں گزر چکا ہے۔

(ز) عیاض بن زعب (۶۱۳۱)

بن حبیب الحارثی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے بیٹے مسلم بن عیاض کے حالات میں حرف میم میں ہوگا۔

۶۱۳۲ عیاض بن زہیر

بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ موسیٰ بن عقبہ، اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ اور شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: بقول بعض یہ عیاض بن غنم بن زہیر ہیں جن کا نام فتوحات شام میں معروف و مشہور ہے یعنی اپنے دادا کے نسب سے ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن عساکر کا میلان اسی طرف ہے اور اسے اس بنا پر قوی لکھا ہے کہ زہیر اور ان کے چچا مصعب نے صرف ابن غنم کا ذکر کیا ہے، جسے ابن سعد نے واقدی کے اتباع میں ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عیاض بن زہیر، عیاض بن غنم بن زہیر کے بھتیجے۔ اسی طرح عسکری نے اعتماد سے لکھا ہے کہ عیاض بن غنم عیاض بن زہیر کے علاوہ ہیں۔

۶۱۳۳ عیاض بن زید العبیدی

بخاری نے بحوالہ ابن سعد صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور شیخ الہنائی فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالقیس کے عیاض نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اپنے رب کو ضرور اختیار کرو اور اپنی نماز پہلے وقت پڑھو اللہ تعالیٰ تمہیں دو ہزار اجر دے گا۔“ اسے طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے، سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ اسی میں سلیمان بن داؤد المقری ہے جو شاذ کوئی ہے اور وہ حافظہ اور بہت ضعیف ہونے میں مشہور ہے۔

۶۱۳۴ عیاض بن سعید

بن جبیر بن عوف ازدی ثم الحرجی۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مصر میں شریک تھے۔ ان کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ ابن یونس نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا کہ وہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

۶۱۳۵ عیاض بن سلیمان

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ بحوالہ عیاض بن سلیمان، جو صحابی ہیں، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے بہترین لوگ جیسا کہ مجھے ملا اعلیٰ میں معلوم ہوا ہے وہ ہیں جو لوگوں میں تو ہنستے ہیں لیکن تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت کے خوف سے روتے ہیں۔۔۔۔۔“ (حدیث) اسے ابو موسیٰ نے اسی سند سے نقل کیا ہے لیکن اس میں لکھا ہے عن حماد بن ابی حمید، اور ابو نعیم نے اسی حدیث کا مفہوم ایک اور سند سے بحوالہ بحول نقل کیا ہے لیکن انہوں نے عیاض بن غنم کہا۔

السيرة النبوية (۲/۶۱۱) * اسد الغابہ (۴/۱۶۷) تجرید (۱/۴۳۱)

المعجم الكبير (۱۰/۱۳۱۷) اسد الغابہ (۳/۴۳۷) * اسد الغابہ (۴/۱۶۷) تجرید (۱/۴۳۱)

اسد الغابہ (۴/۱۶۸) تجرید (۱/۴۳۱) * المستدرک (۳/۱۷) جامع المسانید (۱۰/۲۱۳) اسد الغابہ (۳/۴۳۷)

۶۱۳۶ عیاض بن عبداللہ الضمیری *

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور زہری کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لکھا کہ عیاض بن عبداللہ نے انہیں بتایا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس طاعون کا ذکر کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کے نقاب سے نہیں جھانکے گا۔ *

۶۱۳۷ عیاض بن عبداللہ الثقفی *

بقول بعض: عیاض بن حارث انصاری۔ ان کی حدیث ابن ابی عاصم نے ”وحدان“ میں بطریق ابی عاصم نقل کی ہے۔ ہم سے ابوعلی ثقفی (جو عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفی ہیں) نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عیاض نے بحوالہ اپنے والد ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بارہ (۱۲) ہزار کی جمیعت میں ہوازن کی جانب روانہ ہوئے تو اہل طائف میں سے اتنے لوگ قتل ہوئے جتنے بدر کے روز قریش میں سے قتل ہوئے تھے۔ پھر آپ نے مٹی بھر خاک اٹھائی اور ہماری طرف پھینک دی جس سے ہم شکست کھا گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ مطہین ابن مندہ نے بطریق ابو عاصم عبداللہ بن عیاض بحوالہ ان کے والد اسی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کے پاس بزرگ ایک شخص شہد لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا: میری جائیداد کو میرے لیے رکھ (مخصوص جنگی علاقہ) قرار دے دیں۔ چنانچہ آپ نے اسے رکھ قرار دے دیا اور تحریر بھی لکھوا دی۔ * پہلی حدیث حاکم نے بطریق ابوقلابہ الرقاشی عن ابی عاصم نقل کی ہے لیکن ان کے ہاں لکھا ہے مجھے عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے بتایا۔ واللہ اعلم

۶۱۳۸ عیاض بن عبداللہ *

بن سعید بن ابی ذئاب۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ مسجد میں نماز پڑھنے داخل ہوئے۔ تو ایک شخص آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا..... (حدیث) *

۶۱۳۹ عیاض بن عمرو *

بن لیلیٰ بن احمہ بن الجلاح الانصاری الخزرجی۔ بقول عدوی: احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے صحابی ہیں اور ایوب بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عیاض صدیق العمری زاہد و عابد کے دادا ہوتے ہیں۔ ابن الدباغ و ابن فتنون نے اپنے اپنے

* اسد الغابہ (۴۱۵۱) تجرید (۴۳۱/۱)

* مسند احمد (۲۰۷/۵) جامع المسانید (۲۱۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

* اسد الغابہ (۴۱۴۹) استیعاب (۲۰۳۹) تجرید (۴۳۱/۱)

* المعجم الكبير (۱۰۱۱/۱۷) مجمع الزوائد (۱۴۹/۴) جامع المسانید (۲۱۴/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

* اسد الغابہ (۴۱۵۰) تجرید (۴۳۱/۱)

* جامع المسانید (۲۱۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۴۰ عیاض بن عمرو الاشعری

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں شک ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو دیکھا ہے۔ میں کہتا ہوں: نبی ﷺ سے مروی ان کی حدیث ابن ماجہ میں بطریق شعی مروی ہے کہ عیاض انبار میں ایک عقد میں شریک تھے۔ فرمانے لگے: کیا بات ہے؟ تو لوگ اس طرح تلواروں سے خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں کر رہے جیسا رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتا تھا۔ اس میں ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ یہی روایت ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، انہوں نے ان کے والد کا نام عمرو بتایا ہے اس میں شریک سے آگے بحوالہ مغیرہ اختلاف ہے۔ بقول بعض: ان سے عن زیاد بن عیاض بن عوف بن عیاض بن عمرو۔ ان کی ابو موسیٰ اور ابو موسیٰ کی اہلیہ سے مروی روایت مسلم میں ہے۔ ان سے سماک بن حرب اور حصین بن عبد الرحمن نے بھی روایت کی ہے۔

۶۱۳۱ عیاض بن غنم

ابن زہیر بن ابی شداد الفہری عیاض بن زہیر کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں، الطبقة الاولى: عیاض بن زہیر پھر ان کا نسب بیان کیا۔ ابن اسحاق کی روایت میں حبشہ ہجرت ثانیہ کی، بدر، احد، خندق اور باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ ۲۰ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسرے طبقہ میں لکھتے ہیں: عیاض بن غنم بن زہیر، نسب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شریک ہوئے۔ اور شام میں ۲۰ھ ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور شام صحابہ میں سے فروکش ہونے والوں میں باضافہ ان الفاظ کے ان کا ذکر کرتے ہیں: وہ نیک اور خوش اخلاق انسان تھے اور اپنے پھوپھی زاد بھائی ابو عبیدہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت انہیں حمص کا نائب مقرر کیا تھا، بقول بعض: ابو عبیدہ ان کے ماموں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر برقرار رکھا کہ جسے ابو عبیدہ نے گورنر بنایا ہے، میں اسے تبدیل نہیں کروں گا۔

ابوزرہ دمشقی نے حفص بن عمر تک اپنی سند سے عن یونس عن الزہری اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۹ھ کو حضرت سعد کی طرف لکھا: ایک لشکر بھیجو اور اس کا امیر خالد بن عرفط یا ہاشم بن عتبہ یا عیاض بن غنم کو بنا کر بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے عیاض کو بھیجا۔ زیر کا قول ہے: انہوں نے بلاد جزیرہ کو فتح کیا اور وہاں کے لوگوں سے صلح کی اور وہی پہلے شخص ہیں جو پھاٹک سے پار ہوئے۔ ابن ابی عاصم عن الحوطی عن اسماعیل بن عیاض روایت کرتے ہیں کہ ”عیاض“ کو ”زاد الراکب“ کہا جاتا تھا اس واسطے کہ ان کی عادت تھی وہ اپنے رفقاء سفر کو جو کچھ ہوتا کھلا دیتے اور جب زاد راہ ختم ہو جاتا تو اپنے اونٹ ان

اسد الغابہ (۴۱۵۲) استیعاب (۲۰۳۶) تجرید (۴۳۱/۱) الثقات (۳۰۹/۳)

ابن ماجہ کتاب إقامة الصلاة باب ما جاء فی النقیس يوم العيد (۱۳۰۳)

الطبقات الکبریٰ (۲۶۹/۴) المعجم الکبیر (۳۶۶/۱۷) مجمع الزوائد (۱۶۱/۱۷)

کے لیے ذبح کر دیتے۔

۶۱۳۲ (ز) عیاض بن غنم الاشعری

ابن قانع کی روایت ہے کہ جبیر بن نفیر نے بحوالہ عیاض بن غنم نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عیاض! ہرگز کسی بڑھیا اور بانجھ سے شادی نہ کرنا، کیونکہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔“

اس کی سند عمرو بن الولید الاغصف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے ابو نعیم نے الفہری کے حالات میں بطریق تواریری نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں ”اشعری“ نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح حاکم نے بطریق داہر بن نوح عن عمرو بن الولید روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق زہری عن عروہ بحوالہ عیاض بن غنم روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک غیر مسلم کو جزیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دھوپ میں (سزا کے طور پر) کھڑے دیکھا تو ان کے جزیہ لینے والے سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو سزا دیتے ہیں۔“

اس روایت میں بقول بعض سند یوں ہے: عن عروہ عن ہشام بن حکیم۔ ابن مندہ نے اسے عیاض بن غنم الفہری یا الاشعری کے حالات میں نقل کی ہے۔ اور عروہ نے فہری کو نہیں دیکھا۔ البتہ ابن مندہ نے بطریق ابن عائد عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے کہ جب داریا فتح ہوا تو عیاض بن غنم نے اس کے حاکم پر حملہ کر دیا تو ہشام بن حکیم نے انہیں سخت ست کہا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے عیاض نے ہشام سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جو کسی عہدیدار کو نصیحت کرنا چاہے تو برسر عام نہ کرے؟ (بلکہ علیحدہ کرے)۔ حاکم نے المستدرک میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے ان کی کتاب میں عیاض بن غنم الاشعری لکھا ہے، میرے خیال میں ”اشعری“ وہم ہے۔ واللہ اعلم

اس واسطے کہ جب ہشام شام میں تھے تو وہاں کے والی فہری تھے نہ کہ اشعری۔ لیکن اشعری کی ایک اور حدیث ہے جو ابو یعلیٰ نے بطریق ابی زبیر عن شہر بن حوشب بحوالہ عیاض بن غنم نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے شراب پی، چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی....“ (حدیث) یہ وہی اشعری ہیں کیونکہ شہر خود اشعری ہیں انہوں نے فہری کا دور نہیں پایا ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۳۳ عیاض بن یزید

یازید بن عیاض طبرانی نے شک کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت ابو الولید طایسی عن شعبہ عن عاصم بن کلیب نقل کیا ہے کہ میں نے عیاض بن مرثد یا مرثد بن عیاض کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسے عمل کے بارے میں پوچھا جو اسے جنت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ

اسد الغابہ (۱۵۵) استیعاب (۲۰۳۷) تجرید (۴۳۱/۱) المستدرک (۲۹۰/۳) المعجم الكبير (۳۶۸/۱۷)

مسلم کتاب البر والصلۃ باب الصلۃ باب الوعد الشدید لمن عذاب الناس بغير حق (۱۱۹) ابوداؤد کتاب الخراج (۳۰۴۵)

مسند احمد (۴۰۳/۳) مسند ابی یعلیٰ (۵۶۰۷/۹) اسد الغابہ (۴۱۵۷) تجرید (۴۳۲/۱)

نے فرمایا: پانی پلایا کرو (جب تمہارے ساتھی دور ہوں تو ان کے لیے اٹھا کر لے جایا کرو اور جب تمہارے پاس ہوں تو ان کی کفایت کیا کرو)..... (حدیث) اسی روایت کو الجوزی نے شعبہ سے نقل کیا ہے اس میں عیاض کے بعد یہ اضافہ نقل کیا ہے: انہی کے ایک آدمی سے مروی ہے، انہوں نے پوچھا۔

۶۱۳۴ عیاض انصاری

طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث محمد بن القاسم اسدی جو ایک ضعیف راوی ہے کی کتاب میں عن عبیدہ بن ابی رافع الخزاء عن عبد الملک بن عبد الرحمن انصاری بحوالہ عیاض انصاری مروی ہے جو صحابی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ اور میرے دامادوں کے بارے میں میری پاسداری رکھنا..... (حدیث) (پوری حدیث اس طرح ہے جس نے ان کے بارے میں میرا لحاظ رکھا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت کرے گا اور جس نے اس کا خیال نہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہو جائے عنقریب اسے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ پیشی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں اس کی سند میں اگرچہ بہت ضعیف راوی ہیں لیکن انہیں ثقہ بھی کہا گیا ہے)۔ اسے طبرانی اور ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ دونوں نے یہی بطریق یعقوب بن اسحاق البختری عن عبیدہ عن عبد الملک عن عیاض انصاری یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا إله الا الله“ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اعزاز و اکرام حاصل ہے۔“ ابو نعیم فرماتے ہیں: اسے ابو داؤد بن شہیب نے عبیدہ سے نقل کیا تو فرمایا: عن عبد الملک بن عبیدہ جبکہ محفوظ دونوں حدیثوں میں عبد الرحمن ہی ہے۔

۶۱۳۵ (ز) عیاض الکندی

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن صالح بن عیاض الکندی بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی آدمی شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ اور دوبارہ ایسا کرے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کی گردن اڑاؤ۔“

۶۱۳۶ (ز) عیدان بن أشوع الحضرمی

مقاتل اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: انہوں نے امرأ القیس بن عابس کندی کا انہی کی زمین میں محاصرہ کیا تھا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے عوض تھوڑا مول لیتے ہیں۔“

اسد الغابہ (۱۴۰) استیعاب (۲۰۳۸) تجرید (۴۳۰/۱)

المعجم الكبير (۱۰۱۲/۱۷) مجمع الزوائد (۱۶/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۵/۳)

کنز العمال (۲۲۷)

المستدرک (۳۷۳/۴) المعجم الكبير (۳۷۳/۴) المعجم الكبير (۳۶۶/۷) السنن الكبرى (۳۱۳/۸)

سورة العبران (۷۷)

جس کی تفصیل ربیعہ بن عیدان کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اور ماوردی کی تفسیر میں عیدان بن ربیعہ لکھا ہے۔

۶۱۴۷ (ن) عیسیٰ بن عبد اللہ الصباحی

رشاطی بحوالہ ابو عبید بن العشی ذکر کرتے ہیں کہ یہ شیخ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے، لکھتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۶۱۴۸ عیسیٰ بن عقیل الثقفی

ابو عمر لکھتے ہیں: ان سے زیاد بن علاقہ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنے اس بیٹے کو لے کر آئے جسے آسیب کی شکایت تھی اس کا نام حارث تھا تو آپ نے اس کا نام عبد الرحمن رکھا۔
میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ابن اسکن نے بغوی کی اتباع میں نقل کی ہے، لکھتے ہیں: صحابہ میں مشہور نہیں۔ کوفیوں میں شمار ہوتے ہیں پھر بطریق ابی حماد اٹھتی۔ لکھتے ہیں: ان کا نام مفصل بن صدقہ ہے۔ کوفہ کے رہنے والے اور حدیث کے اچھے راوی ہیں۔ زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ان کے علاوہ کسی نے زیاد سے یہ حدیث نہیں نقل کی۔ ایسا ہی ابن مندہ نے بطریق ابی حماد اٹھتی عن زیاد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اگر محفوظ ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: عیسیٰ بن معقل ادھر ابن اسکن کو لفظ عقیل لکھنے میں تردد ہے، آیا تغیر ہے یا بروزن عظیم ہے۔ دوسرا قابل اعتماد ہے جس پر ابن ماکولانے خطیب کی پیروی میں جزم کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور عیسیٰ بن معقل دوسرے ہیں جو تابعی ہیں ان کی حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور وہ اسدی ہیں نہ ثقفی۔

۶۱۴۹ عیسیٰ بن ثقیف العبسی

مسند فوری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر سے دو سو سو تین مجوروں کے دیئے تھے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۱۵۰ عیسیٰ المسیح

ابن مریم علیہ السلام صدیقہ بنت عمران بن ماہان بن الغار، اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ جو انہوں نے مریم کی طرف بھیجا۔ ذہبی نے اپنے سے پہلے لوگوں پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ نے اسراء کی رات نبی ﷺ کو دیکھا، صحابہ میں سے وہ آخری شخص ہیں جن کی وفات ابھی ہوئی ہے۔ اور قاضی تاج الدین سبکی نے اپنے قصیدے کے آخری اشعار میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۴۱۵۶) تجرید (۴۳۱/۱) اسد الغابہ (۴۱۵۸) استیعاب (۲۰۷۷) تجرید (۴۳۲/۱)

استیعاب (۳۱۶/۳) اسد الغابہ (۴۱۵۹) تجرید (۴۳۲/۱) اسد الغابہ (۴۴۰/۳)

تجرید (۴۳۲/۱) تجرید (۱۱۸)

اور وہ شخصیت جو سب کے اتفاق سے بہترین، صحابہ ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے افضل ہے اور وہ امت محمد کا جوان ہے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کا تعلق مضر سے ہے۔ ادھر مغلطائی نے ”خالد بن سنان“ کو صحابہ میں ذکر کرنے والوں پر نکیر کی ہے جیسے ابوموسیٰ وغیرہ۔ لکھتے ہیں: اگر ان کا ذکر صحابہ میں اس لیے کیا جا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہے تو مناسب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا بھی ذکر کیا جائے اور یہ سب کو معلوم ہے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ چند امور ایسے ہیں جن کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ضروری ہے۔

اول: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اٹھائے گئے جو دو میں سے ایک قول ہے۔
دوم: اور ایک قول کے مطابق بیت المقدس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ملاقات ہوئی، آسانی ملاقات کافی نہیں کیونکہ اس کا حکم ظاہر کا ہے۔

سوم: اور جیسا کہ بیان ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر اتریں گے، دجال کو قتل کر کے شریعت محمدی کو نافذ العمل کریں گے۔ ان تین نکات کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابی کی تعریف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی پر ذہبی کا دارودار ہے۔ اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں ان کے مختصر حالات ذکر کروں۔

ابن اسحاق نے ”کتاب البداء“ میں حضرت داؤد علیہ السلام تک مریم علیہا السلام کا نسب بیان کیا ہے۔ ان میں اور حضرت داؤد علیہ السلام میں چھبیس (۲۶) پشتیں ہیں۔ حضرت مریم کی والدہ حنہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے چڑیا کو اپنے بچے کو دانہ دینا دیتے دیکھا تو انہیں بیٹے کی خواہش ہوئی، اتفاق سے ان کے پاؤں بھاری ہو گئے۔ انہوں نے نذر مان لی کہ اگر ان کو حمل مکمل ہو کروادت تک پہنچ گیا تو وہ اسے بیت المقدس کا خادم مقرر کریں گی اور وہ لوگ ایسا کیا کرتے تھے۔

ربیع بن انس عن ابی العالیہ بحوالہ ابی بن کعب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا“ کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کر کے ارواح بنایا پھر انہیں صورتیں دیں پھر انہیں گویائی عطا کی تو وہ گفتگو کرنے لگے تو ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اس کے سوا کوئی اللہ و معبود اور اور عبادت و پکار کے لائق نہیں۔ ان ارواح میں عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف وہی روح بھیجی۔ مقاتل بن حیان سے پوچھا گیا وہ روح کہاں سے داخل ہوئی؟ فرمایا: ابو العالیہ بحوالہ ابی بن کعب نقل کرتے ہیں: ان کے منہ کے راستے۔ اسے ابو جعفر فریابی نے ”کتاب القدر“ اور عبد اللہ بن احمد نے زیادات کتاب الزہد میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند قوی ہے۔ صحیحین میں بطریق زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر نوزائیدہ بچے کو شیطان کچھ کا لگاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے کے۔“

اسے مسلم نے بطریق ابویونس اور امام احمد نے بطریق عثمان، بطریق الاعرج اور بطریق عبد الرحمن بن یعقوب اور طبری نے بطریق ابوسلمہ اور بطریق ابوصالح سب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ سدی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

تک اپنی سندوں سے لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی بہن ان سے کہنے لگی: میں امید سے ہوں۔ تمہیں اس کا پتہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں بھی ماں بننے والی ہوں۔ وہ کہنے لگیں، میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کی تعظیم کرتا ہے۔ اسے امام مالک رحمہ اللہ نے بروایت ابن القاسم بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ اور دونوں کا حمل ایک ساتھ ہوا تھا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ اسے ابن ابی حاتم نے ان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ اسراء کی حدیث سے ثابت ہے عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اور بطریق مجاہد مروی ہے، فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا: میں جب تنہا ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتا اور جب لوگوں کے سامنے ہوتی تو میرے پیٹ میں تسبیح کرتا۔

مذمت حمل میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: گھڑی یا تین گھڑیاں یا نو گھڑیاں ایک قول ہے آٹھ ماہ، بقول بعض: سال اور ایک قول کے مطابق نو ماہ کا عرصہ حمل رہا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: جب ان کا حمل ظاہر ہوا تو کسی گھرانے پر ایسے مصائب نہیں آئے۔ جیسے آل زکریا پر آئے اور یہود نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں الزام تراشیاں کیں تو مریم ان لوگوں سے روپوش ہو گئیں اور ان سے کنارہ کر لیا۔ پھر ان کا جو واقعہ پیش آیا اسے اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وہ اس کے حمل کو ایک دور کی جگہ پر لے آئی پھر اسے زچگی کی تکلیف نے مجبور کیا.... تروتازہ کھجوریں۔“ * حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے، فرمایا: اپنی خواتین خصوصاً حمل والیوں کو تازہ کھجوریں کھلایا کرو اگر تازہ نہ ہوں تو چھوہارے سہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس درخت سے زیادہ کوئی درخت عزت مند نہیں جس کے نیچے حضرت مریم بنت عمران ٹھہری تھیں..... (حدیث) * اسی میں ہے اپنی پھوپھی کھجور (درخت) سے اچھا برتاؤ کیا کرو کیونکہ یہ اسی خاک سے پیدا ہوئی ہے جس سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ * اس کی سند میں ضعف و انقطاع ہے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے آپ کو بیت المقدس کے بیت لحم میں جنم دیا جسے النسائی نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسی سند کے ذریعہ نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، جس کا شاہد بیہقی کے ہاں حدیث شداد بن اوس سے ہے اور وہب بن منبہ سے منقول ہے: آپ کی ولادت مصر میں ہوئی اور اوروں کا اعتماد اس پر ہے کہ بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ جب ان کے بارے یہودیوں سے خدشہ ہوا تو انہیں مصر لے گئیں، جہاں پل بڑھ کر بارہ (۱۲) سال کے ہو گئے۔ بقول بعض: حمل سے پہلے انہیں صرف ایک بار ماہواری آئی۔ وہب کا بیان ہے: جب ان کی ولادت ہوئی تو مشرق و مغرب کے بت ٹوٹ گئے۔ اور جب آپ نے پنکھوڑے میں بات کی تو آپ کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہو گیا۔ اور آپ کے ہاتھ سے کئی معجزات کا ظہور ہوا۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے پنکھوڑے کی بات کے بعد پھر کب بولنا شروع کیا تھا۔ چنانچہ تفسیر مقاتل میں بحوالہ خاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ پھر آپ نے اسی عمر میں بات کی جس میں بچے عموماً بولنا شروع کرتے ہیں، تو حکمت بھری گفتگو کرنے لگے۔

ابو حذیفہ البخاری (جو کمزور ترین راوی ہے) نے ”کتاب المبتداء“ میں بطریق ابی نصرہ عن ابی سعید اور بطریق مکحول بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پنکھوڑے کی گفتگو کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ایسی بزرگی اور تعجید بیان کی کہ اس جیسی کانوں نے کبھی نہیں سنی اور پنکھوڑے میں اس وقت بات کی جب آپ چالیس (۴۰) دن کے تھے۔ سدی نے اپنے مشائخ سے کئی اسانید سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ مر گیا اسے جنازے کی چار پائی پر اٹھا کر لے جایا جا رہا۔

تھا۔ اتنے میں عیسیٰ علیہ السلام آگئے۔ آپ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔

ابوداؤد نے کتاب القدر میں بطریق معمر بن الزہری عن ابن طاؤس انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی اہلیس سے ملاقات ہوئی۔ اہلیس کہنے لگا: کیا تمہیں معلوم نہیں جو چیز تمہاری قسمت میں لکھ دی گئی ہے وہی تمہیں ملے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اہلیس بولا: تو پھر اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے تئیں نیچے گرا دو۔ پھر دیکھو تم زندہ رہتے ہو یا نہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ مجھے نہ آزمائے، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ زہری کی ایک اور روایت میں ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بندہ اپنے رب کو نہیں بلکہ اللہ اپنے بندے کو آزماتا ہے۔ اور بطریق خلید بن زید عن طاؤس نقل کیا ہے ابن ابی الدنیا نے یہی روایت ایک اور سند سے معنا نقل کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا سے بے رغبتی کی زندگی بسر کی نہ گھر بنایا نہ گھر والی۔ آپ زمین میں چلتے اور نبات ارض کھا کر پیٹ پالتے۔ کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہ رکھتے۔ اور آپ کا معجزہ تھا کہ لوگوں کو ان کی کھائی ہوئی اور ذخیرہ کی ہوئی چیزیں بتا دیتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مردوں کو زندہ کرتے، پرندے کی صورت بناتے۔ بقول بعض: وہ چمگا درتھی۔ بقول بعض: وہ ایک دن زندہ رہتی تھی۔ وہب فرماتے ہیں: چمگا در کو اس لیے مخصوص کیا کیونکہ وہ ایک حیثیت سے پرندہ اور ایک حیثیت سے چوپایہ ہے اس کے تھن اور دانت ہوتے ہیں اور اسے ماہواری آتی ہے اور یہ بچے جنتی ہے اور ساتھ ہوا میں اڑتی بھی ہے۔ اتفاق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور نامور اطباء کا زمانہ تھا اور آپ کے معجزات ایسے افعال پر مشتمل تھے جن میں اطباء کو دستگاہ حاصل نہ تھی۔ آپ مادر زاد اندھے کو بینا اور برص والے کو ہاتھ پھیر کر شفا دیتے۔ آپ پر خوان نازل ہوا، آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ کو تو رات سکھائی گئی اور آپ پر انجیل نازل ہوئی۔ آپ دونوں کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو ان کی طرف بلاتے۔ یہودیوں نے آپ کی تکذیب کی اور حواریوں نے آپ کی تصدیق کی، یوں وہ آپ کے انصار و مددگار ٹھہرے۔ آپ نے انہیں ان لوگوں کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تاکہ انہیں توحید کی دعوت دیں۔ پھر یہودیوں نے آپ کے قتل کی سازشیں شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے تبعین میں سے ایک کو آپ کا مشابہ بنادیا اور آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہودیوں نے اسے پکڑ لیا اور قتل کر کے اسے سولی پر لٹکا دیا اور اپنے زعم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر بیٹھے۔ جس کے جھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے ان پر آشکارا کر دیا۔

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ یوں بیان فرمایا ہے: میانہ قد گندی رنگ، (بال ایسے چمکدار) جیسے ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے ایسا گندی رنگ والے جیسے تم نے گندم گوں کوئی سب سے خوبصورت شخص دیکھا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے: سیدھے بالوں والے۔ بخاری میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے، میں نے معراج کی رات دیکھا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ والا اور میانہ قد سیدھے بالوں والا دیکھا۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی الفاظ منقول ہے: مسند احمد میں بطریق عبد الرحمن بن آدم بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر صلیب (جو موجودہ کرسچین پولس کے پیر و کاروں کا شکر شکل کا نشان

ہے اسے) توڑ دیں گے..... (حدیث) اسی میں ہے: تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے، صرف دین اسلام باقی رہ جائے گا اور زمین میں ہر طرف امن و امان ہوگا۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام منصف حاکم بن کر تمہارے درمیان اتریں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر (جسے اہل یورپ بڑے شوق سے پالتے اور اس کا گوشت کھاتے ہیں) قتل کر دیں گے اور جزیہ (نکس) ختم کر دیں گے اور مال کو پانی کی طرح بہائیں گے۔“ (حدیث)

صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے۔“

اسی میں ان سے منقول ہے:

”عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال (جو یہودیوں میں سے ایک فتنہ انگیز شخص ہوگا) کو قتل کر دیں گے۔“

نووی ”تہذیب الاسماء“ میں ان کے حالات کے دوران لکھتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام جب اس امت میں نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ (علی صاحبہ الف الف سلام) کے تابع ہوں گے، اس امت کی طرف رسول بن کر نہیں آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اپنے نبی ﷺ کی وجہ سے جو شرف و فضیلت بخشی ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے، اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

صحیح میں ہے: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے اور تمہارا امام تمہی سے ہوگا؟ لکھتے ہیں:

یہ روایت ہے کہ آپ نزول کے بعد شادی کریں گے آپ کی اولاد ہوگی اور آپ نبی ﷺ کے پاس دفن ہوں گے۔ اس میں اختلاف ہے کہ جب آپ آخری دور میں زمین پر اتریں گے تو کتنا عرصہ قیام کریں گے۔ ایک قول سات سال کا ایک چالیس وغیرہ کا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مرفوع روایت ہے کہ آپ زمین پر چالیس سال کا عرصہ رہیں گے۔ آپ کی ولادت سے رفع آسمانی تک کی مدت میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: تراوی (۸۳) سال۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ ایک قول ہے: چوراسی (۸۴) سال۔ سعید بن المسیب کی مرسل روایت ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال رہے۔ جس کا بروایت علی بن زید بحوالہ ان کے ذکر کیا ہے جو ضعیف ہے اور مستدرک حاکم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بتایا: عیسیٰ علیہ السلام ایک سو میں سال (۱۲۰) رہے۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بطریق غمش، منہال سے بواسطہ سعید بن جبیر بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھانا چاہا، آپ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، وہ لوگ ایک گھر میں تھے جن کی تعداد بارہ (۱۲) تھی (ان میں پولس کا نام نہیں، یہ یہودی تھا جس نے شریعت عیسوی کو بگاڑ کر پولسی بنادیا) آپ نے فرمایا: تم میں کا ایک ایمان لانے کے بعد میرا انکار کرے گا..... پھر فرمایا: تم میں سے کسی کو میرا مشابہ بنادیا جائے اور میری اسی جگہ پر قتل ہو پھر جنت

میں میرا رفیق بنے؟ ایک نوجوان اٹھا جو ان سب میں کم سن تھا، کہنے لگا: میں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: تو دوبارہ وہی کھڑا ہوا۔ سہ بار فرمایا: تو سہ بار بھی وہی کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تم ہی ہو گے۔ چنانچہ اس پر آپ کی مشابہت ڈال دی گئی۔ وہی نوجوان گرفتار ہو کر سولی دیا گیا جبکہ عیسیٰ ﷺ اسی گھر سے آسمان پر اٹھالیے گئے تھے۔ جب یہودی پولیس آئی تو انہوں نے اسی نوجوان کو گرفتار کیا تھا۔ یہ روایت اس سے کہیں زیادہ صحیح ہے جسے فراء نے نقل کیا ہے کہ یہودی سردار جو جالوت کا رئیس تھا، اس نے اس گھر پر حملہ کر دیا جس میں عیسیٰ ﷺ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے عیسیٰ ﷺ کے مشابہ بنا دیا اور عیسیٰ ﷺ اٹھالے گئے۔ وہ باہر یہودی کے پاس آیا، اس کے ہاتھ میں تلوار لہرا رہی تھی، کہنے لگا: عیسیٰ تو مجھے نہیں ملا۔ اسے ان کے مشابہ دیکھ یہودی کہنے لگے: تو ہی عیسیٰ ہے چنانچہ اسے پکڑا اور قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا (یہ حقیقت ہے صلیب کی جس کا جناب عیسیٰ ﷺ سے کوئی واسطہ ہی نہیں)۔

۶۱۵۱) العیص بن ضمیرہ

ضمیرہ بن العیص میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۱۵۲) عیینہ بن حصن

بن حذیفہ بن بدر بن عمرو بن جویہ۔ ابن لوزان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ فزاری ابو مالک۔ بقول بعض: ان کا نام حذیفہ ہے عیینہ لقب۔ اس واسطے کہ انہیں سر میں زخم آیا تھا۔ (ابن قتیبہ نے اس کا سبب لکھا ہے۔ ع ت ن) جس سے ان کی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے ابھر آئے تھے۔ بقول ابن اسکن: صحابی ہیں اور تالیف قلبی والوں میں سے ہیں۔ ان کی روایت صحیح نہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شرکت کی۔ حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں بنی تمیم کی طرف بھیجا تھا تو بنی عنبر کے چند افراد قید کر لائے۔ پھر عہد صدیقی میں مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہو گئے اور طلحہ کی جانب میلان کرنے لگے۔ اس سے معاہدہ کر لیا لیکن پھر اسلام کی جانب لوٹ آئے۔ ان میں دیہات کے بایسوں جیسی سختی پائی جاتی تھی۔

ابراہیم نخعی کا قول ہے: عیینہ بن حصن نبی ﷺ کے پاس آئے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں اور یہ واقعہ حکم حجاب سے پہلے کا ہے۔ کہنے لگے: یہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عائشہ ہے۔ تو وہ بولے: کیا میں آپ کے لیے ام البنین کو نہ چھوڑ دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آ گیا۔ آپ نے کہا: یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا احمق ہے جس کی بات مانی جاتی ہے (یعنی اپنی قوم میں)۔ اسے سعید بن منصور نے عن ابی معاویہ عن الأعمش بحوالہ ان کے نقل کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اور طبرانی نے اسے موصولاً دوسری سند کے ذریعہ جریر سے نقل کیا ہے کہ عیینہ بن حصن نبی ﷺ کے پاس آئے، اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، عیینہ کہنے لگے: یہ آپ کے پاس کون بیٹھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ تو انہوں نے کہا: کیا میں آپ کے لیے اس سے بہتر عورت نہ چھوڑ دوں؟ یعنی اپنی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نکلو یہاں سے۔ پھر

اجازت مانگ کر آئے، اور کہنے لگے: مجھے قسم ہے کہ میں کسی مضری کے پاس اجازت لے کر نہیں جاؤں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے پوچھنے لگیں: یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا..... پھر اس کا ذکر کیا۔ اور بطریق ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن ابوداؤد مروی ہے میں نے عیینہ بن حصن کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا: میں بلند ہستیوں کی اولاد میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: وہ تو یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

ابن السکن نے ان کے حالات میں بطریق عبداللہ بن المبارک عن سعید بن یزید عن الحارث بن یزید بحوالہ عیینہ بن حصن روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پاکدامنی اور شکم سیری کے لیے اپنے آپ کو مزدور بنائے رکھا....“۔ (حدیث) *

قاسم بن ثابت نے ”دلائل“ میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابوہاتم الجستانی * نے ”کتاب الوصایا“ میں ذکر کیا ہے کہ حصن بن حذیفہ نے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی، وہ دس لڑکے تھے، اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ کرز بن عامر عقیلی نے اسے نیزہ مارا تھا جس سے آئے دن مرض بڑھتا گیا۔ تو حصن نے ان سب سے کہا: میں جس حالت میں ہوں مجھے اس سے زیادہ موت میں راحت محسوس ہوتی ہے، تو تم میں سے میری بات کون مانے گا؟ سب نے کہا: سب مانیں گے۔ چنانچہ اس نے سب سے بڑے سے آغاز کیا: بیٹا! میری تلوار لو اور اس کی نوک میرے سینے پر رکھ کر اس پہ جھول جاؤ یہاں تک کہ تلوار میری پیٹھ سے پار آجائے۔ وہ کہنے لگا: ابا جان! بھلا کوئی اپنے باپ کو قتل کرتا ہے؟ پھر اس نے یکے بعد دیگرے سب سے یہی بات کہی تو سب نے اس کام کی بجا آوری سے انکار کر دیا۔ صرف عیینہ نے کہا: ابا جان! کیا جس بات کا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں اس میں آپ کو راحت ہے؟ اور یہ آپ کی خواہش ہے؟ اور میری طرف سے فرمانبرداری نہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ کہنے لگے: تو آپ جیسا چاہتے ہیں مجھے حکم دیجئے۔ اس نے کہا: بیٹا! تلوار رکھ دو۔ میں تم لوگوں کا امتحان لے رہا تھا تا کہ مجھے معلوم ہو جائے تم میں سے میری زندگی میں میرا زیادہ فرمانبردار کون ہے؟ وہ میری موت کے بعد بھی میرا زیادہ فرمانبردار ہوگا۔ جاؤ! میرے بعد میرے بیٹوں کے سردار تنہی ہو اور تمہیں سرداری حاصل ہے۔ پھر بنی بدر کو یکجا کر کے اس سے آگاہ کیا۔ چنانچہ عیینہ اپنے والد کے بعد سردار ہوئے اور کرز کو قتل کر دیا۔ اسی طرح زبیر نے ”الموفقیات“ میں ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری میں ہے عیینہ نے اپنے بھتیجے الحز بن قیس سے کہا: مجھے اس شخص (مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے کی اجازت لے دو، جب وہاں پہنچے تو کہنے لگے: آپ نہ زیادہ دیتے ہو نہ انصاف سے تقسیم کرتے ہو۔ حضرت عمر غضبناک ہو گئے تو ح بن قیس نے کہا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جاہلوں سے اعراض کرو“۔ * چنانچہ آپ نے اس کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔

ابن عبدالبر * لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی، ایک دفعہ یہ آئے اور انہیں ڈانٹنے لگے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میری جگہ اگر عمر ہوتا تو آپ یہ جرأت نہ کر پاتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”التاریخ الصغیر“ میں لکھا ہے محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ محالی نے اپنے امالی میں لکھا ہے ہم سے ہارون بن عبداللہ نے بیان کیا، الفاظ انہی کے ہیں۔ حجاج بن

دینار عن ابی عثمان عن محمد بن سیرین عن عبیدہ بن عمر فرماتے ہیں: اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف ایک سیم والی زمین ہے جس میں گھاس اگتی ہے اور نہ کوئی اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو وہ ہمیں بطور جاگیر دے دیں؟ آپ نے ان کی یہ درخواست مان لی اور تحریر لکھ دی اور اپنے پاس موجود لوگوں کو گواہ بنا لیا۔ حضرت عمرؓ ان میں موجود نہ تھے، یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گواہی لینے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر لے کر اس پر تھوک کر مٹا ڈالی۔ ان دونوں کو بڑا غصہ آیا اور آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ نے ان دونوں سے کہا: اچھی طرح سن لو! رسول اللہ ﷺ تمہاری تالیف قلبی اس لیے کیا کرتے تھے کہ اس وقت اہل اسلام کی تعداد تھوڑی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے، جاؤ میرے خلاف جو کچھ تمہارا بس چلتا ہے چلاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت نہ کرے، اگر تم منتظم بن جاؤ۔

چنانچہ یہ دونوں غصے سے لال پیلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہی ہے اگر وہ چاہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی غصے سے بھرے ہوئے آ پہنچے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے: مجھے یہ بتائیں جو زمین آپ نے انہیں بطور جاگیر دی ہے وہ خصوصاً آپ کی ہے یا تمام مسلمانوں کی مشترکہ؟ آپ نے فرمایا: عام مسلمانوں کی مشترکہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر ان دونوں کو مخصوص کرنے کی وجہ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حاضرین نے مشورہ طلب کرنے کے بعد یہی مشورہ دیا تھا اس لیے، اور عمر میں تو تم سے پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کے کام کے لیے تم مجھ سے زیادہ موزوں ہو، لیکن انکار میں تم ہی مجھ پر غالب رہے۔

میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب ”الام“ میں کتاب الزکاة کے باب میں پڑھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ بن حصن کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ لیکن مجھے کسی اور کے ہاں یہ بات نہیں ملی، اگر یہ بات محفوظ ہے تو عیینہ کو صحابہ میں نہیں ذکر کرنا چاہیے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے کسی کو ان کے قتل کا حکم دیا ہو لیکن وہ اسلام کی طرف جلد لوٹ آئے اس لیے چھوڑ دیئے گئے۔ اور خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ واللہ اعلم

۶۱۵۳ عیینہ بن عانثہ المرقی

ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن معدان ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ غزوہ موتہ اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کعب بن عیینہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ یہاں تک قسم اول کا حرف عین مکمل ہوا۔ جس سے انیس (۱۹) شوال ۸۴۴ھ میں فراغت ہوئی۔

القسم الثانی از حرف عین

ان حضرات کے بارے میں جنہوں نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا ہے اور نہ کم سنی کی وجہ سے آپ سے سماع کیا ہے

باب العین جس کے بعد الف ہے

۶۱۵۳ (ز) عاصم بن عروہ

بن مسعود ثقفی۔ ان کا نسب عروہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور یہ داؤد بن عاصم بن عروہ کے والد ہیں۔ عروہ کی وفات نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ادوار میں نو (۹ھ) میں ان کی قوم کے جس کا تعلق ثقیف سے تھا مسلمان ہونے سے پہلے ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۱۵۵ عاصم بن عمر

بن الخطاب قرشی عدوی ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الارواح انصاریؓ ہیں۔ ابن البرقی کا قول ہے: حیات نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور آپ سے کسی روایت کو نقل نہیں کیا۔ جبکہ ان سے مروی ایک روایت ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو عمرؓ لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی شادی اپنی زندگی میں کی اور مہینہ بھران پر خرچ کیا پھر فرمایا: بس کافی ہے پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ زبیر فرماتے ہیں: سب لوگوں میں سے اچھے اخلاق والے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے: میں اور میرا بھائی عاصم ہم لوگوں کی غیبت نہیں کرتے۔ لوگوں کا کہنا ہے دراز قد، بھاری بھر کم جسامت والے تھے یہاں تک کہ ان کے بازو بالشت بھر زیادہ لمبے تھے اشعار کہتے تھے۔ یہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نانا ہیں۔ حضرت عمر نے ان کی والدہ کو طلاق دے دی تو ان سے یزید بن جاریہ نے شادی کر لی جن سے عبدالرحمن پیدا ہوئے جو عاصم کے ماں شریک بھائی ہوتے ہیں۔ (ان کے بچپن میں) حضرت عمر قباء گئے یہ بچوں کے ساتھ تھیل رہے تھے آپ نے انہیں اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا لیا تو ان کی نانی شمس بنت ابی عامر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بچے کو چھیننا چاہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: بچے کو اس کے حوالے کر دو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ امام مالک نے مؤطا میں اس کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے التاريخؓ میں بطریق عاصم بن عبید اللہ عاصم بن عمر روایت کی ہے: اس وقت وہ آٹھ سال کے تھے اور ابو عمرؓ کی کتاب میں ہے اس وقت وہ چار سال کے تھے۔ سری بن یحییٰ بواسطہ ابن سیرین بحوالہ ایک شخص جس نے ان سے بیان کیا نقل کرتے ہیں۔ میں نے سوائے عاصم بن عمر کے جس شخص کو دیکھا وہ کوئی نہ کوئی لایعنی بات کر جاتا تھا۔ ابن حبانؓ فرماتے ہیں: ربذہ میں فوت ہوئے۔ واقدی اور ان کے قبیعین نے ستر (۷۰ھ) کی تاریخ لکھی ہے مطین لکھتے ہیں: تہتر (۷۳ھ) میں

اسد الغابۃ (۶۲۷۲) استیعاب (۱۳۱۹) تجرید (۲۸۲/۱) جامع المسانید (۱۴/۸)

استیعاب (۳۳۳/۲) التاريخ الكبير (۴۹۰/۳)

استیعاب (۳۳۳/۲) الثقات (۲۳۳/۵)

فوت ہوئے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے بھائی عبداللہ نے متم بن نویرہ کا یہ شعر دہرایا۔

فليت المنايا كنّ خلفن مالكا فِعشنا جميعا او ذهبن بنا معا

”کاش! آرزوئیں مالک کو چھوڑ جاتیں یا تو ہم دونوں اکٹھے زندہ رہتے یا پھر ہم دونوں کو لے جاتیں۔“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: وہ آرزوئیں عاصم کو چھوڑ گئیں۔

۶۱۵۶ (ز) عامر بن عبدالمطلب

ابن کلبی نے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: بے اولاد فوت ہو گئے۔

۶۱۵۷ عامر بن الطفیل

بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف المطلبی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ دو ہجری میں فوت ہوئے۔ اور یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے یہ بلاذری کا بیان ہے۔ البتہ ان کا ذکر اور کوئی روایت نہیں ملتی، شاید بچپن میں فوت ہو گئے ہوں۔

۶۱۵۸ عائذ اللہ بن عبداللہ

بن عمرو بقول بعض: عیذ اللہ الخولانی۔ ابودریس۔ کحول کا قول ہے: حنین کے روز پیدا ہوئے۔ اسے ولید بن مسلم نے سعید بن عبدالعزیز سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابودریس نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب معاذ بن جبل، ابودرداء، عبادہ بن الصامت، بلال، ابوزر، عولی بن مالک، حذیفہ، ثوبان اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے زہری، ربیعہ بن یزید بشر بن عبداللہ، ابوحازم بن دینار اور کحول وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے: ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بعد وہ اہل شام کے عالم تھے۔ ابوزر کا قول ہے: بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام سے ملاقات کرنے والے سب سے اچھے تھے۔ انہی کے قریب قریب جبیر بن نفیر اور کثیر بن مرہ ہیں اس میں اختلاف ہے آیا انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے یا نہیں؟ زہری اور ایک جماعت اس کی منکر ہے جبکہ دوسرے لوگوں نے اسے ثابت کیا ہے جن میں سے علامہ ابن عبدالبر بھی ہیں۔ موطا میں ابوحازم سے بحوالہ ابودریس مروی ہے فرمایا: میں دمشق کی مسجد میں آیا تو وہاں مجھے چمکتے دانٹوں والا ایک نوجوان ملا، میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ معاذ ہیں۔ پھر ان کا یہ واقعہ نقل کیا جس میں ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: عبدالملک نے انہیں بلال بن ابی درداء کے بعد دمشق کا قاضی بنا دیا۔ ابن معین وغیرہ کا قول ہے: اسی ۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

باب العین کے بعد باء

٦١٥٩ عباس بن عباس

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، ازدی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ”جن کا اور ان کے والد کا نام ایک ہے“ لگتا ہے حضرت عباس کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ چنانچہ تمام بن عباس کے حالات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان ہو چکا ہے۔ ص تمام کی وجہ سے پورے ہو کر دس ہو جاؤ

٦١٦٠ (ن) عباس بن عتبہ

بن ابی لہب ان کے والد کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

٦١٦١ عباس بن علقمة

بن عبد اللہ بن ابی قیس قرشی عامری۔ والدہ کا نام زینب بنت عدی بن نوفل ہے ان کے والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے۔ بقول زبیر بن بکاریہ مشہور محدث محمد بن عمرو بن عطاء کے جد اعلیٰ ہیں۔

٦١٦٢ عبد اللہ

بن سید البشر محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب طاہر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے ہشام بن کلبی نے جزم و اعتماد سے لکھا ہے عبد اللہ طیب اور طاہر ایک ہیں۔ نام عبد اللہ ہے طیب اور طاہر دونوں لقب ہیں۔

٦١٦٣ عبد اللہ بن ابی احمد

بن جحش بن رباع الاسدی بقول ابن سعد انہیں دیدار حاصل ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں ان کے والد پیدا کر کے بعد نبی ﷺ کے پاس لائے آپ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ طبرانی نے ان کی ایک حدیث بحوالہ نبی ﷺ نقل کی ہے عسکری فرماتے ہیں: ان کا سماع صحیح ثابت نہیں۔ ابوداؤد نے اور طبرانی نے ”الاوسط“ بطریق سعید بن عبد الرحمن بن رقیش عن عبد اللہ بن ابی بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ حدیث نقل کی ہے۔ ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی“ طبرانی اس روایت کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ہمیں عبد اللہ کی اس کے علاوہ کوئی مسند حدیث معلوم نہیں۔ لگتا ہے ان کا اشارہ اس طرف ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے ابن ابی عاصم نے ”وحدان“ میں بطریق حسین بن ابی الباہہ روایت کی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ نے صلح کے زمانے میں ہجرت کی تو ان کے بھائی عمارہ اور ولید آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے بارے میں بات کرنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے اس عہد و بیان کو توڑ دیا جو صرف

اسد الغابۃ (ت: ٢٧٩٧) الاستیعاب (ت: ١٣٨٦) تجرید اسماء الصحابة (٢٩٥/١) الطبقات (٣٠٧/٥)

ابوداؤد کتاب الوصایا باب ما جاء منی یقطع الیتیم (٢٨٣٣) السنن الکبریٰ (٥٧/٧)

السنن الکبریٰ (الحديث: ٢٢٩/٩) مجمع الزوائد (الحديث: ١٢٣/٧)

عورتوں کے بارے میں تھا اور پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورہ امتحان میں ہے۔

۶۱۶۳) عبداللہ بن ابی امامۃ

بن ثعلبہ انصاری حارثی ان کے والد عہد نبوی میں فوت ہوئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں کئیوں میں بیان ہوگا۔ یہ اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ انصار ولادت کے وقت اپنے بچوں کو گھٹی کے لیے نبی ﷺ کے پاس لاتے تھے اور آپ ان کے لئے دعا فرماتے۔ یہ اپنے والد سے اور نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں ان سے ان کا بیٹا منیب اور پوتا عبداللہ بن منیب، صالح بن کیسان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان * نے ”ثقات التابعین“ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں ان کی کنیت ابورملہ ہے ان کے ایک اور شیخ ہیں جنہیں عبداللہ بن ابی امامہ بلوی کہا جاتا ہے جن میں امام بخاری * نے فرق کیا ہے اور اسماء الرجال کے بعض مصنفین نے انہیں ایک لکھا ہے حالانکہ یہ دو ہیں۔

۶۱۶۵) عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی *

عبداللہ بن ابی اوفی کے بیٹے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابواوفی کا نام علقمہ ہے انہیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ مجھے ان کے والد اوفی کا کہیں تذکرہ نہیں ملا شاید وہ اسلام سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور اپنے اس بیٹے کو چھوڑ مرے ہوں اس سے یہ اس قسم سے ہوئے۔

۶۱۶۶) (ن) عبداللہ بن بقطر

طبری کا بیان ہے حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور آپ دودھ شریک بھائی تھے۔

۶۱۶۷) (ن) عبداللہ بن ثابت *

بن قیس بن شماس انصاری، خلیفہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کے دونوں بھائی محمد اور یحییٰ حرہ کے روز اور ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ان کی اولاد کو روایت حاصل ہے۔

۶۱۶۸) (ن) عبداللہ بن ثابت بن الجذع انصاری

ابن سعد * کا بیان ہے ان کے والد ثابت طائف میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ، حارث اور ام ایاس اولادیں چھوڑیں۔

۶۱۶۹) (ن) عبداللہ بن حرث بن عمرو *

بن المومتل القرشی العدوی بقول ابو عمر * عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے انہیں گھٹی دی۔ میں کہتا ہوں: حرف حاء کے دوران قسم اول میں ان کے والد کا تذکرہ ہوا ہے۔

۶۱۴۰ عبد اللہ بن حارث بن نوفل

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی، ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔ ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو انہوں نے اسے اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، انہوں نے بارگاہ نبوت میں عرض کی! اللہ کے رسول! یہ میرا بھانجا ہے آپ نے انہیں گھٹی دی اور لعاب دہن چٹایا۔ یہی قول ابن سعدؒ کا ہے: ان کا لقب بختہ تھا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی ہے بقول بعض وفات نبی ﷺ کے وقت دو سال کے تھے اپنے والد اور اپنے دادا، چچا عباس، حضرت عمرؓ، ابن مسعود اور ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کی اولاد میں سے عبد اللہ، عبید اللہ اور اسحاق و دیگر تابعین میں سے عبد الملک بن عمیر، ابواسحاق السمعی اور زہری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن عبد البر محمد بن ابی حاتم کے ثقہ ہونے پر متفق ہیں۔

یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: معتبر ہیں ان کا ظاہر نیکی سے مزین تھا اور عوام میں انہیں مقبولیت حاصل تھیں۔ جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا اور کوفہ بصرہ سے اس کا گورنر عبد اللہ بن زیاد بھاگ نکلا تو اہل بصرہ انہیں عبد اللہ بن حارث پر متفق ہو گئے۔ بغوی نے ان کے حالات میں لکھا ہے: وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے گورنر بنے بقول ابن سعد: چوراسی (۸۴ھ) میں عمارہ میں فوت ہوئے۔ ابن حبانؒ الثقات میں لکھتے ہیں۔ ابواء میں فوت ہوئے۔ ستانوے (۹۷ھ) میں انہیں زہر دیا گیا تھا۔ اوروں کا کہنا ہے: زہر سے تو ان کا بیٹا عبد اللہ فوت ہوا تھا۔

۶۱۴۱ عبد اللہ بن حارث

بن ہشام بن المغیرہ المخزومی۔ عبد الرحمن کے بھائی۔ ابو عمرؒ لکھتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ صحابی نہیں ہیں یہی قول امام بخاریؒ اور ابن ابی حاتمؒ کا ہے۔ الفتوح میں ابو حذیفہ بخاری لکھتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو طاعون عمواس میں پھیلا اس سے آل مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم میں سے صرف مہاجرین، خالد بن الولید، عبد اللہ بن حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی عمرو بن ابی حفص بن المغیرہ بچے۔

۶۱۴۲ عبد اللہ بن خالد

بن اسید بن ابی العیسیٰ العیسیٰ عتاب کے بھتیجے۔ ان کے والد صحابی نہیں۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۱۴۳ (ن) عبد اللہ بن زید

بن سہل انصاری حضرت انس کے ماں شریک بھائی۔ یہی عبد اللہ بن ابی طلحہ ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

اسد الغابۃ (۲۸۸۰) استیعاب (۱۵۱۸) تجرید (۳۰۴/۱) الطبیقات (۵۶/۴)

الثقات (۹/۵) اسد الغابۃ (۲۸۸۱) استیعاب (۱۵۱۹) تجرید (۳۰۴/۱)

استیعاب (۲۲/۳) التاریخ الکبیر (۶۵/۳) الجرح والتعذیل (۳۲/۵)

۶۱۴۴ (ز) عبداللہ بن سبرہ الحرشی

صحابی ہیں اور آغاز اسلام کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ ابوعلی القالیؓ اپنی امالی میں لکھتے ہیں: پندرہ (۱۵ھ) میں اربطون رومی سے عبداللہ بن سبرہ نے مبارزت کی تو عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور اربطون نے ان کا ہاتھ کاٹ دیا تو عبداللہ اپنے ہاتھ کا مرثیہ کہتے ہیں۔ ص۔ جنگ کی صبح حارث کی خرابی جب وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ جب وہ کٹ کر الگ ہو گیا تو مجھے بہت ہلکا محسوس ہوا، میرا دایاں ہاتھ مجھ سے جدا ہو گیا۔ میں فطاس کے روز اس کا پیچھا نہ کر سکا۔ بہت سے کہنے والے جو میری حالت سے غائب تھے اور کئی کہنے والیاں ہوں گی۔ تم اس وقت اللہ کے دشمن سے کیوں نہ بچے جب وہ زمین پر گر رہا تھا۔ اس کی ماں کا ناس ہو! کیسا شہسوار تھا؟ جس کا خاندان جلاوطن ہو گیا۔ اس نے حفاظت کی جبکہ انہوں نے حسب کو ضائع کیا جو ختم ہو گیا۔ وہ اپنے ایسے بہادر کی آواز پر چل نکلا۔ یہاں تک کہ جب دونوں کی تلواروں نے مضبوطی اختیار کر لی تو دونوں ٹوٹ گئیں۔ میں نے اسے موت چٹادی یہاں تک کہ اس کی آخری سانس خشک ہو گئی پھر اس میں جس سے ملا اس کی جرأت ہوئی اور نہ اس نے جزع فزع کیا۔ اگر اربطون روم نے اس ہاتھ کو کاٹ دیا ہے تو اللہ کا شکر ہے اس میں فائدہ ہے۔ انہی کے یہ اشعار ہیں۔ ص۔ میں اگر نیزے پلٹ دوں تو طاعون میری گھاس میں ہے۔ نیزوں اور طاعون میں زندگی کی بقاء کہاں ہے؟ اور یزید بن معاویہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ص۔

”اپنی بربادی سے مجھ سے درگزر کرو اور یہی آپ کے لیے بہتر ہے اس کے بعد دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔“

۶۱۴۵ عبداللہ بن منذر الجذامی

قسم اول میں ان کے حالات میں اس پر تنبیہ ہو چکی ہے۔

۶۱۴۶ (ز) عبداللہ بن سہل بن قرضۃ انصاری

بن عمرو بن عوف کے فرد۔ الدارقطنی نے ”المؤتلف والمختلف“ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ معاذہ بنت عبداللہ، عبداللہ بن ابی کی باندی تھی جس سے ان کے والد سہل بن قرضہ نے شادی کر لی تو یہ حیات نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ایسا ہی ابن عبدالبر نے معاذہ کے حالات میں لکھا ہے۔

۶۱۴۷ (ز) عبداللہ بن سہل بن حنیف انصاری

ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ اور ان کی والدہ امیمہ ہیں جو حسان بن حداح کی بیوی ہیں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں“

اسے ابن وہب عن ابن لہیع عن یزید بن حبیب روایت کرتے ہیں: انہیں یہ روایت پہنچی ہے۔ ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان سے عبداللہ بن محمد بن عقیل روایت کرتے ہیں پھر مسند احمد سے مجاہد کی

اعانت کرنے والے کی فضیلت کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی۔
میں کہتا ہوں: ان کی اور ابن مندہ کی بات میں کوئی تضاد نہیں۔

۶۱۷۸ عبد اللہ بن شداد

بن الہادی اللہی۔ ان کے والد کے حالات قسم اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ وہیں نسب بیان ہوا ہے۔ یہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ والدہ سلمی بنت عمیس ہیں۔ یہ حضرت حمزہ کی اولاد کے ماں شریک بھائی اور اولاد جعفر اسی طرح محمد بن ابی بکر اور حضرت علی کے فرزندوں محمد اور یحییٰ الاصغر جن سب کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ہیں خالہ زاد بھائی ہیں۔ عبد اللہ اپنے والدین، خالاؤں حضرت میمونہ ام المؤمنین اور ام الفضل امیہ حضرت عباس بن عبد المطلب، اسماء بنت عمیس سے حضرت عمر، علی، ابن مسعود، معاذ، طلحہ اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اکابر تابعین کی جماعت جیسے ربیع بن حراش اور درمیانے جیسے طاؤس اور اصغر تابعین جیسے سعد بن ابراہیم، ابواسحاق الشیبانی اور حکم بن عتبہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ میمونہ فرماتے ہیں: امام احمد سے کسی نے پوچھا: کیا عبد اللہ بن شداد نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ عجل فرماتے ہیں: اکابر اور ثقہ تابعی ہیں۔ صحیحین وغیرہ کی روایات میں ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے۔ چند مرسل روایتیں بھی کی ہیں جو عبد اللہ بن الہادی العنزاری کے حالات میں آخری قسم میں بیان ہوں گی۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ واقعہٴ حجام میں لاپتہ ہو گئے۔ عجل لکھتے ہیں: ان کا اور عبد الرحمن کا گھوڑا دریائے دجل میں کود پڑے اور پانی دونوں کو بہا لے گیا۔ ابن حبان * نے بھی اسی پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ دریائے دجل میں ڈوب گئے تھے۔ جو اکسی بیاسی (۸۲/۸۱ھ) کا واقعہ ہے۔

۶۱۷۹ عبد اللہ بن صفوان *

بن امیہ بن خلف الجمحی الکلبی۔ سب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ان کی کنیت ابو صفوان تھی والدہ برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی ہیں۔ بقول جعابی: عہد رسول اللہ ﷺ میں پیدا ہوئے عمرو بن عمر، حفصہ، عبد اللہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا پوتا امیہ بن صفوان بن عبد اللہ بن صفوان اور عمرو بن دینار اور محمد بن عباد بن جعفر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکر فرماتے ہیں: قریش کے صاحب شرف لوگوں میں سے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی خلافت میں ان کے خصوصی معاون تھے۔ اور شہادت تک ان کا ساتھ نبھایا۔ مجاہد فرماتے ہیں: صاحب شرافت اور بردبار تھے۔ ابن سعد * نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ پھر ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری نے ان کی دو مسند احادیث نقل کی ہیں۔ ان دونوں میں تامل ہے۔ علامہ ابن عبد البر کا قول ہے: نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ ”اس بیت اللہ پر ضرور ایک لشکر چڑھائی کرے گا جنہیں دھنسا دیا جائے گا“۔ * بعض نے اسے مرسل کہا ہے۔ ان سے پہلے ابن ابی حاتم نے یہ بات بیان کر دی ہے حالانکہ عبد اللہ بن صفوان نے یہ حدیث ام المؤمنین حضرت حفصہ سے نقل کی ہے جیسا

کہ مسلم، نسائی، تاریخ بخاری اور مسانید احمد، ابن ابی عمر اور ابو یعلیٰ وغیرہ میں ہے۔

۶۱۸۰ عبد اللہ بن ابی طلحہ

بن زید بن سہل انصاری۔ حضرت انس بن مالک کے ماں شریک بھائی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ حدیث انس جو صحیح میں ہے اس میں ان کا ذکر ثابت ہے کہ جب حضرت ام سلیم کے ہاں ان کی ولادت ہوئی، تو ام سلیم نے کہا: انس! اے نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ اس بچے کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن پہنچا۔ آپ نے کھجور نرم کر کے اسے چبانے کے لیے دی۔ تو وہ اسے چبانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھجور انصار کی محبوب غذا ہے۔“

ابن سعد لکھتے ہیں: غزوہ حنین کے بعد پیدا ہوئے اور مدینہ میں مقیم رہے۔ بہت کم حدیث بیان کی ہے۔ اپنے والد اور اپنے ماں شریک بھائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان سے ان کے دونوں بیٹے اسحاق اور عبد اللہ، پوتا یحییٰ بن اسحاق اور ابوطوالہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابو نعیم اصبہانی لکھتے ہیں: فارس میں شہید ہوئے اور ان کا کہنا ہے: چوراسی (۸۴ھ) مدینہ میں فوت ہوئے۔

۶۱۸۱ عبد اللہ بن عامر

بن کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عجمی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی۔ اس واسطے کہ حضرت عثمان کی والدہ اروئی بنت کریم ہیں اور ان کی والدہ بیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم ہیں اور عبد اللہ کی والدہ کا نام دجاجہ بنت اسماء بن الصلت السلمیہ ہے۔ عبد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے فرمایا: یہ ہمارے مشابہ ہے آپ پیار سے ان پر تھوکر کرتے (تاکہ نظر نہ لگے) دم کرنے لگے تو وہ نبی ﷺ کا لعاب چوسنے لگے: آپ نے فرمایا: یہ تو سیراب کرنے والا ہے۔ چنانچہ وہ جس زمین میں کام کرتے ان کے لیے پانی نکل آتا تھا۔ ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے میرا گمان نہیں کہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ سے سماع کیا ہو، ابن حبان نے ان کی روایت ثابت کی ہے، اور ہے بھی ایسا ہی۔ ابن مندہ ”الصحابہ“ میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ جو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عمر بن شہب نے ”اخبار البصرۃ“ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عمیر بن قنادہ لیشی کے ہاں پانچ بیویوں کی موجودگی کا سنا تو فرمایا: ان میں سے ایک کو طلاق دے دو، تو انہوں نے دجاجہ بنت (اسماء بن) الصلت کو طلاق دے دی۔ جن سے عامر بن کریم نے شادی کر لی تو ان کے ہاں عبد اللہ کی ولادت ہوئی۔ لہذا وفات نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر دو سال سے کم ہوئی اور

یہی معتبر اور قابل اعتماد ہے۔ اور مذکورہ حدیث ابن قانع اور ابن مندہ بطریق مصعب الزہیری نقل کی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بواسطہ میرے دادا مصعب بن ثابت عن حنظلہ بن قیس عن عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے، سیاق میں ان کے سماع کی وضاحت نہیں۔ یہ حدیث ہے بھی مرسل۔

عبد اللہ بڑے سخی، بہادر اور نیک بخت تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بعد انہیں ستائیں (۲۷۷ھ) میں بصرہ کا گورنر بنا دیا اور عثمان بن ابی عاص کے بعد فارس بھی ان کے زیر نگیں کر دیا تو انہوں نے سارا خراسان، فارس کے گرد و نواح کے علاقے، بختان، کرمان وغیرہ فتح کرتے ہوئے غزہ کے صوبوں تک پہنچ گئے۔ انہی کی گورنری میں فارس کا آخری بادشاہ یزدجرد قتل ہوا۔ تو عبد اللہ بن عامر نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے نیشاپور سے احرام باندھا۔ حضرت عثمان کے پاس آئے تو آپ نے انہیں احرام ضائع کرنے پر ملامت کی، وہ بہت سا مال لے کر آئے تھے جسے قریش و انصار میں تقسیم کیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عرفہ میں حوض بنوائے اور ان تک چشمے جاری کیے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ بصرہ کے والی تھے تو اپنا سارا مال و متاع مکہ لے آئے یہاں ابو طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو انہیں لے کر بصرہ لوٹ گئے اور ان کے ساتھ مل کر جنگ جمل میں شرکت کی۔ صفین میں شریک نہیں ہوئے۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت پر براجمان ہوئے تو انہیں تین سال تک بصرہ کا دوبارہ گورنر بنا دیا۔ اور پھر انہیں معزول کر دیا تو وہ مدینہ منعم ہو گئے۔ ستاون یا اٹھاون (۵۷۷ یا ۵۸۸ھ) میں وفات پائی۔ عبد اللہ بن زبیر کے لیے وصیت کر گئے۔ ان کی سخاوت کے بڑے واقعات ہیں۔ کتب ستہ میں ان کی روایت نہیں۔ البتہ امام بخاری نے ان کے احرام باندھنے والے واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ باب قوله تعالیٰ ”حج کنتی“ کے معلوم مہینے ہیں، از کتاب الحج۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سنت طریقہ یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں باندھے۔ حضرت عثمان اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی شخص خراسان یا کرمان سے احرام باندھے۔ اور میں نے ”تعلیق التعلیق“ میں ذکر کیا ہے کہ سعید بن منصور اور ابو بکر ابن ابی شیبہ دونوں نے بطریق یونس بن عبید، جس سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عامر نے خراسان سے احرام باندھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ایسا کرنے پر ڈانٹ پلائی اور یہ طریقہ ناپسند جانا۔ عبد الرزاق کی روایت میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم نے اپنا احرام (باندھنے کا ثواب) ضائع کر دیا۔ بیہقی کی روایت میں ہے عبد اللہ بن عامر نے فتح خراسان کے بعد نذر مانی کہ میں اپنے اسی مقام سے احرام باندھوں گا چنانچہ وہ نیشاپور سے محرم ہوئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں اس فعل پر ملامت کی۔ بیہقی فرماتے ہیں: یہ روایت عثمان سے مشہور ہے۔

(ن) عبد اللہ بن عبد اللہ بن سراقہؓ

بن امیتر العدوی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ زبیر بن بکار حضرت عمر کی اولاد کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ ان میں زینب بنت عمر، عبد الرحمن بن سلول سے منسوب تھیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو عبد اللہ بن عبد اللہ بن سراقہ نے ان

سے شادی کر لی جن سے ان کی اولاد ہوئی۔ پھر سراقہ کے دونوں بیٹے بھی فوت ہو گئے تو ان دونوں نے ”عبداللہ“ کی پرورش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کی وصیت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی بیٹی زینب کی نگہداشت میں دے دیا جب وہ لڑکا بالغ ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کون پسند ہے جس سے تمہاری شادی کر دوں؟ اس نے کہا: میری ماں زینب۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تمہاری ماں نہیں، تمہاری چچا زاد ہے۔ چنانچہ ان سے اس کا نکاح کر دیا تو ان کے ہاں عثمان کی ولادت ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی ولادت حیات نبی ﷺ میں ہوئی کیونکہ وہ بالغ ہوئے پھر ان کی شادی ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے بچے کی پیدائش ہوئی اور یہ سب کچھ وفات نبویہ سے تیرہ (۱۳) سال بعد ہوا۔

۶۱۸۳ (ز) عبداللہ بن عبداللہ بن عامر

بن ربیعہ العززی۔ آل عمر بن الخطاب کے حلیف، قرشی اور عدوی مولا ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ترمذی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ سے کوئی بات سنی ہے۔ ابو زرہ اور ابن مندہ فرماتے ہیں: دور نبوی ﷺ پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے بھائی عبداللہ بن عامر الاکبر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ طائف میں شہید ہوئے اور یہ ان کے بعد پیدا ہوئے تو ان کے والد نے ان کے نام پر ان کا نام رکھا اس بنا پر انہوں نے نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا بلکہ مذکورہ واقعہ اپنی والدہ سے نقل کر کے مرسل روایت کیا ہے۔ اگرچہ ظاہری قصے سے پتہ چلتا ہے انہوں نے خود سنا ہے۔ اسی بنا پر واقدی فرماتے ہیں: جسے ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے: مجھے وہ حدیث محفوظ نہیں لگتی جس میں ان کے سماع کا واقعہ ہے۔ انہیں اپنے والد، اور حضرت عمر، عثمان، عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغنہم سے روایت حاصل ہے۔ ان سے عاصم بن عبداللہ زہری، یحییٰ بن سعد عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور محمد بن یزید بن المہاجر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یثیم بن عدی فرماتے ہیں: اسی (۸۰ھ) کی دہائی کے بعد فوت ہوئے۔ دیگر حضرات کا کہنا ہے: پچاسی (۸۵ھ) بقول بعض: نواسی (۸۹ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۱۸۴ عبداللہ بن عبدالرحمن

بن العوام الاسدی۔ انہیں روایت حاصل ہے ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز شہید ہوئے۔ (جسے یوم الدار کہا جاتا ہے) ان کا بیٹا خارجہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوا۔

۶۱۸۵ عبداللہ بن عبد القاری

بنی زہرہ کے حلیف یہ عبدالرحمن بن عبد کے بھائی اور یعقوب بن عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ بن عبد کے دادا ہوتے ہیں۔ ابن حبانؒ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بغوی کی روایت ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمن القاری فرماتے ہیں: میرے دادا عبدالرحمن اور عبداللہ صاحبزادگان عبد کو نبی ﷺ کے پاس لائے آپ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اور ان کے سروں پر دست شفقت

پھیرا۔ اور عبد اللہ کے بارے میں فرمایا: یہ عبادت گزار ہوگا۔ یہ دونوں حضرات جب اپنے سرمنڈاتے تو نبی ﷺ کے ہاتھ والی جگہ پر دوسرے مقام سے پہلے بال اُگ آتے۔

۶۱۸۶ (ن) عبد اللہ بن عثمان

بن عفان بن ابی العاص الاموی۔ نواسہ رسول ﷺ، والدہ حضرت رقیہ بنت عثمان ہیں۔ مصعب زبیری کا قول ہے: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ ہجرت کی تو آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ حضرت رقیہ بھی تھیں۔ جہاں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا اور یہی ان کی کنیت تھی۔ جبکہ اس سے پہلے ان کی کنیت ابو عمروؓ تھی۔ ابونعیم نے بطریق حجاج بن ابی یعی عن جدہ عن زہری اس کا مفہوم نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے لکھا ہے کہ ام عباس حضرت رقیہ بنت النبی ﷺ کی باندی تھیں۔ فرماتی ہیں: حضرت رقیہ کے ہاں حضرت عثمان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبد اللہ رکھا اور یہی ان کی کنیت رکھی۔ ”شرف المصطفیٰ“ کے مصنف لکھتے ہیں: عبد اللہ بن عثمان اپنی والدہ سے ایک سال پہلے فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر وہ ہجرت مدینہ کے پہلے سال فوت ہوئے۔

۶۱۸۷ (ن) عبد اللہ بن عدی بن الخیار النوفلی

ان کا نسب ان کے بھائی عبید اللہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ ان کا والد کا فرقت ہوا۔ لہذا یہ اس قسم میں شمار ہوئے۔ جس کی مزید تفصیل ان کے بھائی کے سوانح میں ہوگی۔ ان عبد اللہ کے ہاں عبدالعزیز پیدا ہوئے جن کا ذکر ملتا ہے۔ اور عبدالعزیز کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوا جو صدی کے آغاز میں مسلمہ بن عبد الملک کے ساتھ سرزمین روم میں شہید ہوئے۔

۶۱۸۸ (ن) عبد اللہ بن عمروؓ

بن الاحوص الازدی۔ والدہ کا نام ام جندب ہے وہ اور ان کے خاوند (عبد اللہ کے والد) صحابی ہیں اور عبد اللہ کو روایت حاصل ہے ان کی والدہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انہیں وہ پانی پلایا جس میں برکت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ والا پانی ڈالا تھا۔ مجھے یہ روایت عالی سند سے پہنچی ہے۔

اخبرنا احمد بن ابی بکر المقدسی فی کتابہ اخبرنا عیسیٰ بن معالی و ابوبکر بن احمد بن عبد الدائم قالوا انبانا محمد بن ابراہیم الاربلی انبانا سہدة بنت الابرّی۔

میں نے الزین بن عمر بن محمد البالی کے سامنے پڑھا:

عن زینب بنت احمد بن عبد الرحیم سماعا عن ابراہیم بن محمود قال قرئ علی ام عبد اللہ الرهبانیة و نحن نسمع قالت انبانا طراد بن محمد الزبیدی انبانا ہلال بن محمد بن جعفر، حدثنا الحسن بن عیاش، حدثنا الحسن بن محمد بن الزعفرانی، حدثنا عبیدہ بن

حمید عن یزید بن ابی زیاد عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص۔

وہ اپنی والدہ سے نقل کرتی ہیں فرماتی ہیں: میں نے حجرہ عقبہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کو سوار دیکھا اور آپ کے پیچھے ایک شخص کپڑے کی اوڑھ کے ہوئے تھا مہادا کوئی کنکری آپ کی طرف نہ آجائے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! تم میں سے کوئی کسی کو قتل نہ کرے۔ اور جو کنکری پھینکے وہ ٹھیکری کے ٹکڑے جتنی پھینکے، میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں میں ایک باریک سا کنکر تھا جب آپ نے پھینکا تو لوگوں نے بھی کنکریاں پھینکنا شروع کیں۔ جب آپ واپس پلٹے تو ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جسے آسیب کی شکایت تھی عرض کی: اللہ کے نبی ﷺ! میرے اس بیٹے کے لیے دعا فرمائیے! آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ کسی برتن میں پانی لائے۔ وہ کسی خیمے میں گئی اور پتھر سے بنا ہوا پانی پینے کا ایک برتن لے آئی۔ آپ نے اسے ہاتھ میں تھا اور اس میں کلی کی اور دو بار اس پر دم کیا اور اس عورت سے فرمایا: یہ پانی اسے پلا دو اور اسی پانی سے اسے نہلاؤ۔ فرماتی ہیں: میں اس عورت کے پیچھے ہوئی۔ اور اس سے کہا: مجھے بھی اس پانی میں سے کچھ دے دو! وہ کہنے لگی: لے لو۔ تو میں نے اس میں سے مٹھی بھر پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ پھر وہ جب تک زندہ رہا اس کی صحت جتنی ہونی چاہیے تھی وہ ماشاء اللہ رہی۔ فرماتی ہیں: بعد میں میری اسی عورت سے ملاقات ہو گئی وہ کہنے لگی: اس کا بیٹا شفا یاب ہو گیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی لڑکا بہتر نہیں۔ اسے ابو موسیٰ نے ”الذیل“ میں طویل بطریق طرذ نقل کیا ہے اور ابوداؤد نے اس کا ایک گوشہ عن ابی ثور و وہب بن بیان وہ دونوں عبیدہ بن حمید سے نقل کیا ہے۔ یوں ہمیں یہ حدیث عالی سند سے ملی۔

۶۱۸۹ عبداللہ بن فضالہ اللیثی

حیات نبی ﷺ میں پیدا ہوئے تو ان کے والد نے ان کی طرف سے گھوڑے کا عقیقہ کیا۔ جس کا امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بروایت موسیٰ بن عمران اللیثی بن عاصم بن حدثان اللیثی عن عبداللہ بن فضالہ اللیثی ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: اس کی سند مضطرب اور مشائخ مجہول ہیں، عبداللہ کو اپنے والد سے روایت حاصل ہے جو سنن ابی داؤد میں ہے اور ابن حبان نے بطریق داؤد بن ابی ہند عن ابی حرب بن ابی الاسود عن ابن ابی اسلمہ کہہا ہے۔ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: اس کی اسناد میں اختلاف ہے چنانچہ مسلم بن علقمہ عن داؤد عن ابی حرب عن عبداللہ بن فضالہ نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ جس نے اس میں عن ابن ابی اسلمہ کہادہ زیادہ صحیح ہے۔ ادھر عسکری نے اپنے والد سے روایت کرنے والے اور اس میں جس کی طرف سے اس کے والد نے عقیقہ کیا، فرق کیا ہے۔ جس کا احتمال ہے۔ ابن حبان نے ”نقات التابعین“ میں ان کا ذکر کیا ہے جن سے ابو حرب روایت کرتے ہیں۔

تور: پینے کا برتن۔

ابوداؤد کتاب المناسک ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، مسند احمد (۳۷۵/۶) السنن الکبریٰ (۱۳۰/۵)۔

اسد الغابۃ (۳۱۱۸) استیعاب (۱۶۴۹) تجرید (۳۲۸/۱)۔

التاریخ الکبیر (۱۷۰/۳) الجرح والتعذیل (۱۳۵/۵) ایضاً

النقات (۴۰/۵)

۶۱۹۰ (ز) عبد اللہ بن قیس

بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف۔ عسکری کا بیان ہے انہوں نے بچپن میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ اپنے والد، اور زید بن خالد، ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے محمد المطلب، اسحاق بن یسار مغازی والے محمد بن اسحاق کے والد روایت کرتے ہیں۔ نسائی نے انہیں ثقہ لکھا ہے عبد الملک بن مروان کی طرف سے عراق کے گورنر رہے اور حجاج کے آغاز ولایت میں مدینہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ امام بخاری، ابو حاتمؒ اور ابن حبانؒ نے انہیں ثقات الثابین میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن ابی خثیمہ، بغوی اور ابن شاہین صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ حدیث ہے کہ جس میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے۔ ابن ابی خثیمہ فرماتے ہیں: حدیث ابن ابی اویس: حدیث ابنی عن عبد اللہ بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ فرمایا: میں نے دل میں کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا، چنانچہ آپ نے دو دو کر کے تیرہ رکعتیں پڑھیں.... حدیث۔ اسے بغوی نے بحوالہ ابن ابی خثیمہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کے سماع میں شک کیا جاتا ہے۔ اور یہی روایت ابن شاہین نے بغوی سے نقل کی ہے ابو موسیٰ نے بطریق ابن شاہین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اسے امام مالک نے مؤطا میں عن عبد اللہ بن ابی بکر عن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عبد اللہ بن قیس عن زید بن خالد الجہنی نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔ اسی طرح امام مسلم اور اصحاب السنن نے بطریق امام مالک نقل کیا ہے۔ ابو اویس کو بہت وہم ہوتا تھا جس کی بنا پر ان سے صحابی کا نام چھوٹ گیا ہے اور ابو اویس کا سماع امام مالک کے پاس ہے۔ لہذا امام مالک کی روایت پر اعتماد کیا جائے گا۔ اگر عسکری کا یہ قول نہ ہوتا کہ عبد اللہ بن قیس کو روایت حاصل ہے تو میں ان کا ذکر قسم رابع میں ہی کرتا۔ اور اگر عسکری کا قول واقعی صحیح ہے تو پھر انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایت کا شرف بھی حاصل ہوگا۔ لیکن ایسی کوئی روایت موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

ان کے بارے میں ابن مندہ کو خط ہوا جس کا ذکر میں نے عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ کے حالات میں قسم رابع میں کیا ہے۔

۶۱۹۱ (ح) عبد اللہ بن کعب

بن مالک بن ابی القیس الانصاری المدنی۔ ابو فضالہ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ بغوی بحوالہ واقدی لکھتے ہیں۔ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ عسکری نے نبی ﷺ سے ملنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر، عثمان، علی، ابوامامہ بن ثعلبہ اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے اور اپنے والد کعب جو مشہور شاعر ہو گزرے ہیں

اسد الغابۃ (۳۱۴۱) تجرید (۳۳۰/۱) الجرح والتعديل (۱۳۸/۵)
الثقات (۴۴/۵) مسلم کتاب صلاة المسافرين باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ (۱۸۰)
ابوداؤد (۱۳۶۶) ابن ماجہ (۱۳۶۲) مسند احمد (۱۹۳/۵) مؤطا مالک (۲۷۲) الصحیح ابن حبان (۲۶۰۸)
اسد الغابۃ (۳۱۵۰)

روایت کرتے ہیں۔ ان کے ناپائے پن میں ہی ان کے راہنما تھے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبدالرحمن اور خارجہ، اور ان کے بھائی عبدالرحمن، معبد اور محمد صاحبزادگان کعب رضی اللہ عنہ، اعرج، زہری، سعد بن ابراہیم اور عبداللہ بن ابی یزید وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجل، ابن سعد، ابن حبان * نے انہیں ثقہ کہا ہے لکھتے ہیں: ہجرت کے ستانوے (۹۷ھ) اٹھانوے (۹۸ھ) سال فوت ہوئے۔ ان کے والد کے حالات میں احمد بن ہارون بن اسماعیل کا نقل کردہ بیان آئے گا کہ جاہلیت میں حضرت کعب کی کنیت ابو بشیر تھی تو نبی ﷺ نے ان کی کنیت ابو عبداللہ رکھی۔ لگتا ہے ان کی کنیت اسی بیٹے کے نام پر تھی۔ اس واسطے کہ یہ ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے جیسا کہ صحیح کی طویل حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ امام احمد بھی فرماتے ہیں: حدیث ہارون بن اسماعیل فرمایا: عبداللہ بن کعب اپنے والد کے وحی تھے اور اولاد کعب میں یہ سب سے آخر میں فوت ہوئے ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔

۶۱۹۲ عبداللہ بن مسعود

بن مغتب الشقی والدہ کا نام عمرہ بنت العوام بن عبدالمطلب ہے ابن سعد * نے ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۱۹۳ عبداللہ بن مطیع

بن الاسود بن حارث بن نھلم بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی مدنی۔ یہی ان کا درست نسب ہے۔ ابن حبان * نے اسود تک ان کا نسب بیان تو کیا ہے لیکن لکھا ہے: الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی جو ان کا وہم ہے۔ ابن حبان * اور ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ کی روایت ہے۔ مطیع نے خواب دیکھا کہ کسی نے انہیں کھجوروں کا تھیلہ بطور تحفہ بھیجا جس کا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا: تمہاری کوئی بیوی امید سے ہے؟ عرض کی: ہاں جی۔ جو بنی لیث میں سے ہے آپ نے فرمایا: اس کے ہاں تیرا لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا جسے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اسے کھجور نرم کر کے دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے لیے برکت * کی دعا کی۔ اس کی سند عمدہ ہے۔

ابن مندہ نے ان کے طریق سے نبی ﷺ سے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جسے اچھا مال پیش کیا جائے وہ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے لینے سے انکار نہ کرے، زبیر بن بکار کا قول ہے: واقعہ ۸۷ھ میں قریش وغیرہ اہل مدینہ کا امیر عبداللہ بن مطیع اور انصار کا عبداللہ بن حنظلہ تھے۔

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابن مطیع کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے۔ امام مسلم اور امام بخاری نے الادب المفرد، بطریق شععی بواسطہ ان کے بحوالہ ان کے والد ایک حدیث نقل کی ہے جو ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگی۔ اور بخاری نے بطریق داؤد بن ابی ہند عن محمد بن ابی موسیٰ روایت کی ہے، فرمایا: میں عبداللہ بن مطیع بن الاسود کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا۔ پھر موتوف اثر نقل کیا۔

زبیر بن بکار فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا: عبداللہ بن مطیع بہادر، جرأت مند اور مضبوط قریشیوں میں سے تھے۔ جب حرہ کے لوگوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور عبید اللہ بن طلحہ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن مطیع فرار ہو کر بچے بالآخر ایک ایسی عورت کے گھر روپوش ہو گئے جہاں انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا پھر جب شامی فوج نے اہل مدینہ پر دھاوا بولا اور لوگوں کے گھروں میں لوٹ مار شروع کر دی تو کوئی شامی اسی عورت کے گھر جا گھسا جس میں ابن مطیع روپوش تھے۔ شامی کو عورت بھلی لگی اس پر جھپٹ پڑا اس نے کافی بچاؤ کی کوشش کی بالآخر شامی نے اسے گرا لیا۔ ابن مطیع یکدم برآمد ہوئے اور اس درندے سے عورت کو آزاد کر کے اس وحشی کو قتل کر دیا۔ وہ عورت کہنے لگی: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ پھر ابن مطیع مکہ میں رہنے لگے یزید کی موت کے بعد جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یہ ابن زبیر کے وزیر مملکت بن گئے۔ آپ نے انہیں کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ پھر اس پر مختار بن ابی عبید نے قبضہ جما کر انہیں وہاں سے نکال دیا۔ یہ ابن زبیر کے پاس آ گئے۔ پھر جب حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر کے انہیں شہید کیا تب بھی یہ ان کے ساتھ تھے۔ شامی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ یہ رجز یہ اشعار دہرا رہے تھے۔ جع۔

میں حرہ کے دن بھاگا تھا اور شریف آدمی ایک بار ہی بھاگتا ہے اور یہ جملہ اس دوڑ کے بعد ہے۔

اس دن عبداللہ بن مطیع شہید ہوئے۔ ان کا سر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ یحییٰ بن سعید انصاری فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے میں نے تین سردیکھے۔ ابن زبیر، ابن مطیع اور صفوان کا سر۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور علی بن المدینی نے ابن عیینہ سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ علی فرماتے ہیں: یہ سب حضرات ایک دن ہی شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ چوتھر (۷۷۳ھ) کے آغاز میں پیش آیا۔

۶۱۹۳ (ز) عبداللہ بن معبد

بن حارث ابن زبیر بن حارث بن اسد بن عبد العزی اسدی قرشی۔ بلاذری کا بیان ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں جنگ جمل کے روز چھتیس (۳۶ھ) میں شہید ہوئے اور ان کے والد فتح کے روز فوت ہوئے۔ لہذا ان کا تعلق اس قسم سے ہوا۔

۶۱۹۵ (ز) عبداللہ بن المقداد بن الاسود

والدہ کا نام ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب ہے۔ بقول ابن سعد: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اسی میں شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی نعش کے پاس سے گزرے تو فرمایا تو کیا برا بھانجا ہے۔

۶۱۹۶ (ز) عبداللہ بن ہانی

بن زید الحارثی۔ شریح بن ہانی کے بھائی۔ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ اور ان کے بھائی اولاد ہانی ان کے ساتھ تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت یہ سب چھوٹے تھے۔

۶۱۹۷ (ز) عبداللہ بن ورقاء

بن جنادہ السلولی حبشی بن جنادہ کے بھتیجے ہیں جو صحابی ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ان کا والد ورقاء اسلام لانے سے پہلے مر گیا۔ طبریؒ نے ان کے بیٹے عبداللہ بن ورقاء کا معرکہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ساتھ چینیٹھ (۶۵ھ) میں شریک لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ اس قسم سے ہوئے۔

۶۱۹۸ عبداللہ بن وہبؒ

بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی القرشی الاسدی یہی عبداللہ الاصغر ہیں انہیں روایت حاصل ہے عبداللہ الاکبر ان کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔

۶۱۹۹ عبداللہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے۔ قریب ہی عبداللہ بن ولید کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۲۰۰ (ز) عبدالرحمن بن جاریہ

عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کے حالات میں دیکھیں۔

۶۲۰۱ عبدالرحمن بن الحارثؒ

بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت الولید بن المطیرہ ہے جو حضرت خالد بن الولید کی بہن ہوتی ہیں۔ بقول بعض: حیات النبی ﷺ میں دس (۱۰) سال کے تھے۔ یہ قول مصعب سے منقول ہے۔ جوینی بروہم ہے۔ بلکہ وہ کم سن تھے۔ ان کے والد نبی ﷺ کے بعد شام کے جہاد میں نکلے اور طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ تو ان کی والدہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی یوں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تربیت میں آ گئے اس لیے آپ سے اور دیگر حضرات سے سماع حدیث کیا۔ ان کی شادی حضرت عثمان کی بیٹی (مریم) سے ہوئی۔ پھر یہ ان نوجوان قریشیوں میں سے ہوئے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کی کتابت (لکھائی) کے لیے طلب کیا تھا۔ بقول بعض: ان کے والد نے ان کا نام ابراہیم رکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ یہ بات ابن سعدؒ نے نقل کی ہے۔ بقول ابن حسانؒ: زمانہ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ پھر ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے لیکن میرا گمان نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سماع کیا ہو۔ بغوی اور طبرانی انہیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں جبکہ امام بخاریؒ اور ابوحاتمؒ الرازی تابعین میں ذکر کرتے ہیں۔ یہ بات ان لوگوں میں زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ جنہوں نے ان

تاریخ الطبری (۸۹/۹) اسد الغابۃ (۲۲۳) تجرید (۳۳۸/۱)

اسد الغابۃ (۳۲۷۷) استیعاب (۱۴۰۵) الطبقات الکبریٰ (۱۲/۵)

الثقات (۷۹/۵) التاريخ الكبير (۲۷۲/۲) الجرح والتعديل (۲۲۴/۵)

کا اس حدیث کی وجہ سے ذکر کیا ہے جسے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے عن عبد الملک بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے شوال میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی..... حدیث۔ اصل میں نسب سے ایک آدمی کا نام رہ گیا ہے اس لیے کہ عبد الملک وہی ابن ابی بکر بن عبد الرحمن ہیں اور عبد الرحمن اہل مدینہ کے تابعین میں سے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔ ان کی یہ روایت اصل ہے۔ اور عبد الملک اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ امام مالک نے بطریق عبد الملک یہ روایت کی ہے اور ان کا صحیح نسب بیان کیا۔ فرماتے ہیں: عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر اس کا مرسل ہونا ذکر کیا۔ بعض نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے جو بروایت عبد الملک عن امیہ ابی بکر عن ام سلمہ ہے اور دیگر حضرات عن ابی بکر بن عبد الرحمن ان کی متابعت بھی کی ہے۔

عبد الرحمن اپنے والد اور حضرت عمر، عثمان، علی، ابو ہریرہ، عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے، ابو بکر، عکرمہ اور مغیرہ بن حاطب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن سعد: قریش کے شرفاء میں سے تھے۔ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تینتالیس (۴۳ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۲۰۲) عبد الرحمن بن حاطب رحمہ اللہ

بن ابی بلتعہ الخثعمی سب ان کے والد کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔ ابراہیم بن منذر ابن سعید، حاکم فرماتے ہیں انہیں دیدار نصیب ہوا۔ لیکن ان کے لیے شرف صحابیت صحیح ثابت نہیں۔ جبکہ ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں: صحابی ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ طبرانی اور ابن قانع کی روایت ہے کہ یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید کے دن ایک راستے سے آتے اور واپسی پر دوسرے راستے سے جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ ضعیف سند ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت عمر سے سماع کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں بحوالہ حضرت عمران کی ایک روایت تعلیقاً ذکر کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث اسحاق بن راشد نے زہری سے بواسطہ عروہ بحوالہ ان کے اپنے والد حاطب کے واقعہ میں ذکر کی ہے مرسل ہے، ابن سعد رحمہ اللہ نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔ ثقہ ہیں اور کم حدیث بیان کرنے والے ہیں۔ یثیم بن عدی اپنے والد جریج سے بحوالہ ابن شہاب فقہاء مدینہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: از سٹھ (۶۸ھ) میں فوت ہوئے جبکہ یعقوب بن سفیان سب کی مخالفت میں لکھتے ہیں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔

۶۲۰۳) (ن) عبد الرحمن بن الحباب

بن عمرو انصاری۔ قسم اول کے دوران ان کے والد کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

السيرة النبوية (۲۷۰/۸) الفقات (۷۹/۵)

اسد الغابة (۳۲۹) استيعاب (۱۴۶) تجريد (۲۴۵/۱)

الفقات (۷۶/۵) جامع المسانيد والسفن (۲۹۷/۸)

التاريخ الكبير (۲۷۱/۳) الطبقات الكبرى (۳۸۳/۲)

۶۲۰۳ عبد الرحمن بن حزن

بن ابی وہب مخزومی۔ انہیں روایت حاصل ہے اور یہ اصغر ہیں ان کی والدہ فزاریہ ہیں اور ان کے بھائی عبید الرحمن الاکبر کی والدہ عامریہ ہے جن کا ان کے حالات میں بیان گزر چکا ہے۔

۶۲۰۵ عبد الرحمن بن حسان

بن ثابت بن منذر بن عمرو بن حرام انصاری۔ خزرجی شاعر۔ کنیت ابوسعید اور ابو محمد تھی۔ ان کی والدہ ماریہ قحطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ عسکری اور حجابی کا بیان ہے عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ بقول ابن مندہ: دور نبوی ﷺ کہا گیا ہے۔ ابن رشدین اور ابن مندہ وغیرہ اپنی کتابوں ”الصحابة“ میں روایت نقل کی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے..... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ عبد الرحمن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ ابن سعد کا قول ہے۔ عبد الرحمن شاعر اور کم گو محدث تھے۔ ابن معین نے اہل مدینہ کے تابعین اور محدثین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن حبان کی روایت ہے کہ حسان بن ثابت نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ اور ابن جریر وغیرہ کا قول ہے: ایک سو چار (۱۰۴ھ) میں فوت ہوئے۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت محفوظ نہیں لگتی کیونکہ ایک قول ہے کہ وہ اڑتالیس (۴۸) برس زندہ رہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد کا دور نہیں پایا۔ اس واسطے کہ وہ (۵۰ھ) کے بعد چار یا تقریباً اتنے سالوں میں فوت ہوئے۔ اور یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے دور میں وفات پائی۔ انہی کے والد کا یہ شعر ہے۔

فمن للقوافي بعد حسان و ابنه من للمعافي بعد زيد بن ثابت

حسان اور اس کے بیٹے کے اشعار کی طرح کون ڈالے گا اور زید بن ثابت کے بعد تفسیری نکتے کون سمجھائے گا۔ میں کہتا ہوں: اگر اس کا ثبوت مل جائے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور ایک سو چار (۱۰۴ھ) تک زندہ رہے تو وہ اٹھانوے برس جیتے رہے ہوں گے۔ شاید لفظ اربعین (۹۰) سے بدل گیا ہو۔

۶۲۰۶ عبد الرحمن بن ام الحكم

ابن عبد اللہ بن عثمان میں ذکر ہوا ہے۔

۶۲۰۷ عبد الرحمن بن حميد

بن عمرو بن عبد اللہ بن ابی قیس العاوی قرشی اہل مکہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ اور ان کا بھائی عمرو جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے شریک ہوئے۔ اور دونوں اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ قریش میں ان کے والد کا ذکر ملتا ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے فتح مکہ سے قبل فوت ہو گئے۔ لہذا یہ دونوں اس قسم سے ہوئے۔

اسد الغابۃ (۳۲۸) استیعاب (۱۴۰۷) تجرید (۳۴۵/۱)

تجرید (۳۴۵/۱) ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ما نہی عن زیادۃ النساء القبور (۱۵۷۴)

الثقات (۸۹/۵)

۶۲۰۸ (ن) عبدالرحمن بن حویطب

بن عبدالعزیٰ العامری۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ رہے یہ تو زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۰۹ عبدالرحمن بن خالد

بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی۔ بقول ابن مندہ انہیں روایت حاصل ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں نہ ان کے سماع کا ذکر ہے اور نہ حاضری کا۔ پھر وہ اور طبرانی بطریق عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان بواسطہ اپنے والد عن ابی ہریران عن عبدالرحمن بن خالد بن الولید روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے سر اور شانوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے کسی نے ان سے پوچھا تو فرماتے لگے: رسول اللہ ﷺ ان مقامات پر بیٹھی لگواتے تھے اور فرماتے تھے: جس نے ان جگہوں کا خون نکلوا یا تو اگر کسی بھی چیز سے علاج نہ کرے اس کا کوئی نقصان نہیں، سیف کا گمان ہے یہ اپنے والد کے ساتھ فتوحات شام میں شریک ہوئے تھے ابن سمیع اور ابن سعد نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن المقری نے فوائد حرمہ میں عن ابن وہب بطریق عبید بن یعلیٰ بحوالہ ابویوب روایت کی ہے فرمایا: ہم نے عبدالرحمن بن خالد کی معیت میں ایک مہم میں شرکت کی چار دشمن کا فرلائے گئے تو انہوں نے انہیں باندھ کر تیروں سے قتل کر دیا حضرت ابویوب کو معلوم ہوا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اسے باندھ کر قتل کرتا۔ عبدالرحمن کو معلوم ہوا تو انہوں نے چار غلام آزاد کرائے۔ اسے حاکم المستدرک میں روایت کرتے ہیں۔ حدیث ابی ایوب کی اصل مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں ہے۔ ابن سمیع تابعین اہل شام کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ حاکم فرماتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابن عساکر نے بہت سے طرق سے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ روم کی جنگ کے امیر تھے اور آپ کے ساتھ ہی جنگ صفین میں شرکت کی۔ ان کا بھائی مہاجر بن خالد حضرت علی کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک تھا۔ عبداللہ بن سعدہ کے حالات میں امیر معاویہ کا عبدالرحمن بن خالد کے لیے عہد کا واقعہ بیان ہو چکا ہے پھر آپ نے ان سے وہ عہد واپس لے لیا۔ اور سفیان بن عوف کو دے دیا۔ واقعے کے آخر میں ہے جسے زبیر الموفقیات میں نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمن نے امیر معاویہ سے کہا: میری کسی فروگزاشت کے بغیر آپ نے مجھے عہدہ دینے کے بعد معزول کر دیا اللہ کی قسم! اگر میں مکہ کے درمیان ہوتا تو آپ سے انصاف دلواتا۔ امیر معاویہ نے کہا: ہم اگر مکہ میں ہوتے تو میں معاویہ بن ابی سفیان بن حرب ہوتا اور امیری حویلی بطحاء میں ہوتی جہاں سے وادی شروع ہوتی ہے اور تم عبدالرحمن بن خالد بن ولید ہی ہوتے۔ تمہاری حویلی اجیاد میں ہوتی جس کے نشیب میں پابخانہ اور بالائی حصے میں ڈھیلے ہیں۔ زبیر فرماتے ہیں: عبدالرحمن کی اہل شام میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ اور کعب بن جعیل شاعر ان کی بڑی مدح کیا کرتا تھا۔ جب عبدالرحمن کا انتقال ہوا تو امیر معاویہ نے کعب بن جعیل سے کہا: عبدالرحمن تمہارا دوست تھا جب وہ فوت ہو گیا ہے اسے بھول گئے ہو، اس نے کہا: ایسا ہرگز نہیں

اسد الغابۃ (۳۲۸۷) استیعاب (۱۴۱۰) تجرید (۳۴۶/۱)

ابوداؤد کتب الطب باب فی موضع الحجامة (۳۸۵۹)

ابن ماجہ (۳۴۸۳) السنن الکبریٰ (۳۴۰/۹) مجمع الزوائد (۹۴/۵)

جامع المسانید (۳۰۴/۸) مختصر تاریخ دمشق (۲۴۴/۱۴)

ہو میں نے ان اشعار میں ان کا مرثیہ کہا ہے پھر انہیں ذکر کیا ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔ ص
 کیا تو نہیں روتا اور قریش کا اپنے جوان کے لیے چیخ چیخ کر رونا کوئی ظلم نہیں ہے۔ تو اگر دمشق بعلبک اور حمص
 سے پوچھتے تمہارے لیے اس کی چراگاہ کی اجازت کس نے دی ہے اللہ تعالیٰ کی تلوار سے جسے اس نے موتوں
 میں داخل کر دیا۔ اس کے قلعے گرا دیے اور اس کے گاؤں سمیٹ لیے وہاں معاویہ بن صخر کو اتارا حالانکہ اس کی
 زمین اس زمین کے علاوہ تھی۔ *

زیر نے عبدالرحمن کے مرثیہ میں کعب بن جحیل کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں۔ مہاجر بن خالد کو معلوم ہوا کہ ابن اثال
 طبیب (حکیم) جو نصرانی تھا، نے ان کے بھائی کو دھوکے سے زہر دیا ہے وہ شام گئے۔ ابن اثال کو راہ میں روک کر قتل کر دیا اور پھر
 برابر بنی امیہ کے مخالف رہے مکہ میں ابن زیر رضی اللہ عنہ کی جنگ میں ان کا ساتھ دیا۔ خلیفہ، ابو عبید اور یعقوب بن سفیان وغیرہ فرماتے
 ہیں: چھپا لیس * (۴۶ھ) میں فوت ہوئے۔ ابوسلیمان بن زیر نے یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن اثال نصرانی نے حمص میں انہیں زہر
 دے کر شہید کیا تھا۔

۶۲۱۰ (ز) عبدالرحمن بن خباب *

ابن الارث۔ بغوی نے عباس بن محمد اور ابن معین کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۱۱ عبدالرحمن بن الزجاج *

انہیں روایت حاصل ہے۔ ابن مندہ کی بحوالہ حضرت ام حبیبہ * روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو
 عبدالرحمن بن زجاج میرے سامنے تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک برتن تھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ام حبیبہ یہ (بچہ) کون ہے؟
 میں نے عرض کی: میرا غلام ہے یا رسول اللہ ﷺ! میں اسے آزاد کرنا چاہتی ہوں اجازت دیجیے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے
 انہیں اجازت دے دی۔ امام بخاری تابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ سمویہ نے اپنے فوائد میں مذکورہ عبدالرحمن کے طریق سے
 بحوالہ شیبہ بن عثمان روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں فرماتے سنا: نبی ﷺ نے کعبہ میں دو رکعتیں دونوں ستونوں کے درمیان ادا
 فرمائیں پھر اپنی پشت اور پیٹ کو ان سے لگایا۔

۶۲۱۲ عبدالرحمن بن زمعه *

بن قیس العامری، عبد کے بھائی عبد بنوی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے۔ انہی کے بارے میں عبد بن زمعه اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

* جامع المسانید (۳۰۴/۸) * ایضاً . استیعاب (۲۷۲/۲)

* اسد الغابۃ (۳۶۸۸) استیعاب (۱۴۱۱) تجرید (۳۴۶/۱)

* اسد الغابۃ (۳۳۰۴) تجرید (۳۴۷/۱)

* اسد الغابۃ (۱۱۷/۳) استیعاب (۱۴۲) تجرید (۳۴۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت: ۳۳۰۵) الاستیعاب (ت: ۱۴۲۱) تجرید اسماء الصحابة (۳۴۷/۱)

کا مکہ میں فتح مکہ کے سال جھگڑا ہوا تھا۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زعمہ کی باندی کا ہونے والا بچہ میرا ہے اسے لے لینا۔ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اسے لے لیا۔ عبد بن زعمہ کہنے لگے: میرا بھائی ہے اور میرے والد کی باندی کا بیٹا ہے اور میرے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ دونوں کا مقدمہ بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش ہوا۔ آپ نے عبد بن زعمہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور (شبہ کی وجہ سے) فرمایا: سودہ! اس سے پردہ کیا کرو۔۔۔۔۔ حدیث۔

زیر کتاب النسب میں لکھتے ہیں: زعمہ کا بیٹا عبد یا عبد الرحمن ہے ابن عبد البر کا قول ہے: اہل نسب کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابن ولیدہ کا نام جن کا یہ واقعہ ہے ”عبد الرحمن“ ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کو خطبہ ہوا اور ابو نعیم نے بھی ان کا اتباع کیا کہ انہیں بنی اسد بن عبد العزیٰ سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اور ابن قانع کو وہم ہوا ہے انہوں نے انہیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے جھگڑنے والا شخص قرار دیا۔ لگتا ہے انہیں مغالطہ ہو گیا کیونکہ ان کے متعلق جھگڑا ہوا تھا جھگڑے والے یہ نہیں بلکہ وہ بلا اختلاف ”عبد“ ہیں۔

۶۲۱۳ عبد الرحمن بن زید

ابن الخطاب قرشی عدویٰ ان کے والد کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ انصاریہ ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے پانچ ۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مصعب کا قول ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت چھ برس کے تھے۔ ابن حبان کا قول ہے: ہجرت کے سال پیدا ہوئے، علماء نے ان کی یہ بات غلط ثابت کی ہے۔ زیر فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن زید بن الخطاب پیدا ہوئے تو عام بچوں سے بہت نحیف لگتے تھے ان کے نانا ابولبابہ چیتھڑے میں لپیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے چھوٹا بچہ نہیں دیکھا، پھر نبی ﷺ نے انہیں کھجور چبا کر گھٹی دی ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ فرماتے ہیں جہاں بھی عبد الرحمن لوگوں میں نظر آتے تو ان سے لمبے لگتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی ان سے کر دی تھی جن سے عبد اللہ پیدا ہوئے۔ پھر خلافت فاروقی میں ان کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ”محمد“ رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ کوئی شخص انہیں برا بھلا کہہ رہا تھا کہ: محمد اللہ تمہارا یوں کر ہے۔ تو آپ نے ان کا نام محمد سے بدل کر عبد الحمید رکھ دیا۔ یزید بن معاویہ نے عبد الرحمن بن زید کو مکہ کا گورنر بنادیا اور ان لوگوں کے مولا عبیدہ بن حسین کو جو عظیم اور ذہین تھے قاضی بنادیا۔ عبد الرحمن اپنے والد اور اپنے چچا، اور ابن مسعود وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے اور سالم بن عبد اللہ، عاصم بن عبد اللہ اور ابو جناب کلبی نے روایت لی ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے یعنی عبد اللہ بن زبیر کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا عبد الملک کے

بخاری کتاب المغازی باب و هو ما یلی و مقام النبی ﷺ بمکة (۴۳۰۳)

مسلم کتاب الرضاع باب: الواد للفراس وتوقی الشبهات (۳۵۹۸)

اسد الغابۃ (۳۳۰۷) استیعاب (۱۴۲۳) الثقات (۲۴۹/۳)

التاریخ الكبير (۲۸۴/۳)

ہاں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کے بارے میں ان کے اشعار بھی ذکر کیے ہیں۔

۶۲۱۳ عبد الرحمن بن السائب

بن ابی السائب۔ انہیں روایت حاصل ہے اور بقول ابو عمر: جنگ جمل میں شہید ہوئے۔
میں کہتا ہوں: قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۲۱۵ عبد الرحمن بن سعد

بن زرارہ۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے جس کا بیان عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ احتمال ہے یہ اس قسم سے تعلق رکھتے ہوں یہ مشہور تابعیہ عمرہ بنت عبد الرحمن جو حضرت عائشہ سے بکثرت روایت کرتی ہیں کے والد ہیں۔

۶۲۱۶ (ن) عبد الرحمن بن سہل

بن حنیف النزاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ ان کے والد صحابی ہیں اور ان کے بھائی ابو امامہ اسعد کو روایت حاصل ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن قانع نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے اور ابن مندہ نے بطریق ابی حازم عن عبد الرحمن بن سہل بن حنیف روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”اے نبی! اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں“۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ عسکری فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ روایت مرسل ہے۔
میں کہتا ہوں: بعید نہیں انہیں روایت حاصل ہو اگرچہ یہ صحابی نہیں۔ قریب ہی ان کے بھائی عبد اللہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۲۱۷ (ن) عبد الرحمن بن شداد بن الہادی

ابو عمر نے ان کی والدہ سلویٰ بنت عمیس کے بارہ میں لکھا ہے انہیں روایت حاصل ہے۔

۶۲۱۸ عبد الرحمن بن سرحبیل بن حسنہ

ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ البتہ ان کا ذکر محمد بن الربیع الجیزی نے مصر داخل ہونے والے اور اس کی فتح میں شریک صحابہ میں کیا ہے انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ البتہ ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ ان کا اور ان کے بھائی ربیعہ کا ذکر ابن حبان نے ثقات التابعین میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں اور ان سے اہل مصر روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ولہ صحبۃ کی ضمیر سے مراد ان کے والد ہیں۔

اسد الغابۃ (۳۳۱۴) تجرید (۳۴۸/۱) اسد الغابۃ (۳۳۲۱) استیعاب (۱۴۳۲) تجرید (۳۴۹/۱)

سورۃ الکہف آیت ۲۸ مجمع الزوائد (۲۷۸/۷) جامع المسانید (۳۳۵/۸)

اسد الغابۃ (۳۳۲۵) تجرید (۳۴۹/۱) الثقات (۹۳/۵)

۶۲۱۹ (ز) عبدالرحمن بن سقران

مولانا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ نے انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس یہ تحریر دے کر بھیجا۔ میں نے تمہاری جانب نیک شخص عبدالرحمن بن صالح سقران مولانا رسول اللہ ﷺ کو بھیجا۔ نبی ﷺ کے ہاں ان کے والد کے مقام کا لحاظ کرنا، تو جب ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے مولا تھے اور ان کی ولادت بھی اسی عرصہ میں ہوئی تو یقیناً رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوگا۔

۶۲۲۰ عبدالرحمن بن شیبہ بن عثمان الحجیبی

آخری قسم میں ان کا ذکر ہوگا وہاں میں نے تنبیہ کی ہے کیونکہ ابن منہ نے لکھا ہے انہوں نے دور نبوی ﷺ پایا ہے۔

۶۲۲۱ عبدالرحمن بن صبیحۃ التیمی

نسب ان کے والد کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد * واقدی سے عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث عن ابیہ عن عبدالرحمن بن صبیحہ عن ابیہ روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صبیحہ! کیا تم عمرہ کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں جی، فرمایا: اپنی اونٹنی نزدیک کرو، میں نے اونٹنی نزدیک کی پھر ہم عمرہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ واقدی فرماتے ہیں: بقول بعض: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر عمرہ کرنے والے خود عبدالرحمن ہی ہیں۔ شاید دونوں نے ان کی حدیث کو معلول سمجھا ہو۔ شاید دونوں نے ایک ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہو اور دونوں نے ان سے نقل کیا ہو۔ ابن منہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن قلیل الحدیث ثقہ راوی ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

۶۲۲۲ عبدالرحمن بن صفوان

بن امیہ الحنفی۔ ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی سفیان حضرت ام حبیبہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہے۔ ترمذی، باوردی، ابن البرقی، ابن حبان، * ابن قانع اور ابن عبدالبر * وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن حبان * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: میرے خیال میں ان کا سماع نہیں۔ عسکری کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوزرعہ دمشقی اور ابوحاتم * وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری * نے تاریخ میں اور نسائی نے بطریق اسرائیل عن عبدالعزیز بن رفیع عن ابن ابی ملیکہ عن عبدالرحمن بن صفوان روایت کی ہے فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے چند زہر میں مانگے پر لیں۔ جن میں سے چند ضائع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہیں اس کا عوض دے دیں۔ حدیث۔ *

* اسد الغابۃ (۳۲۲۷) استیعاب (۱۴۳۴) تجرید (۳۴۹/۱) * الطبقات الكبرى (۸/۵)

* الثقات (۵۶/۴) * اسد الغابۃ (۳۳۰) استیعاب (۱۴۳۵) تجرید (۳۴۹/۱)

* الثقات (۹۶/۵) * استیعاب (۲۷۹/۲) * الثقات (۹۶/۴) * الجرح والتعديل (۲۴۵/۵)

* تاریخ الكبير (۲۹۸/۳) * ابوداؤد کتاب البیوع باب من تضمین العاریۃ (۳۵۶۲)

اس روایت میں عبدالعزیز بن رفیع سے آگے ان کی سند میں اختلاف ہے۔ چنانچہ شریک بواسطہ ان کے عن امیہ بن صفوان عن ابیہ اور جریر بواسطہ ان کے عن ایاس از آل صفوان اور ابوالاحوص بواسطہ ان کے عن عطاء عن ایاس عن آل صفوان روایت کرتے ہیں اس میں اس کے علاوہ اور اختلاف بھی ہے۔

۶۲۲۳ عبدالرحمن بن العباس

بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی بھائیوں میں سے ایک۔ مصعب زبیری کا قول ہے: عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور افریقہ میں شہید ہوئے۔ قسم اول میں عبداللہ بن الغنیل کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۲۲۴ عبدالرحمن بن عبداللہ

بن ابی عقیل بن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن حارث بن مالک ثقفی ثم الماکلی۔ ابوہمیر یا ابوسلیمان انہی کو ابن ام الحکم کہا جاتا تھا اپنی والدہ کی طرف نسب میں گئے جاتے ہیں جو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں بغوی لکھتے ہیں: بقول بعض: عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری *، ابن سعد *، خلیفہ ابوزرعہ دمشقی اور ابن حبان * وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی نے ابونصر التمار کے نسخہ عن سعید بن عبدالعزیز عن اسماعیل بن عبید اللہ عن عبدالرحمن بن ام الحکم روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ سورۃ ذکر کی جس کی آپ جہری نماز میں قراءت کیا کرتے تھے اور بغوی نے ان کی بطریق عیزار بن حریش بحوالہ ان کے یہودیوں کا روح کے بارے پوچھنے کی حدیث نقل کی ہے۔ امام بخاری اور ابوہمیر فرماتے ہیں: مرسل ہے۔ خلیفہ کا بیان ہے ان کے ماموں امیر معاویہ نے انہیں ستاد (۵۷ھ) میں زیاد کی وفات کے بعد کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ جہاں انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا تو انہیں معزول کر کے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کے بعد مصر کا والی بنا دیا۔ طبری کی بطریق ہشام بن کلبی روایت ہے کہ ابن ام الحکم نے کوفہ والوں سے بدسلوکی کی تو انہوں نے انہیں نکال باہر کیا تو یہ اپنے ماموں کے پاس آ گئے۔ فرمانے لگے: میں تمہیں اس سے بہتر علاقے مصر کا گورنر بنا دوں گا۔ چنانچہ اس کا پروانہ انہیں دے کر رخصت کیا ابھی مصر سے دو میل کے فاصلے پر ہوں گے کہ معاویہ بن حدنج ان کے پاس پہنچ کر کہنے لگے انہی قدموں پر اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تم ہم سے کونیوں والا بناؤ نہیں کرنے پاؤ گے اور انہیں مصر میں داخل ہونے سے روک دیا چنانچہ یہ اپنا سامنہ لے کر آ گئے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ کا والی بنا دیا۔ جہاں وہ امیر معاویہ کی وفات تک ثابت قدم رہے۔ انہوں نے ترمین (۵۳ھ) میں رومیوں سے جنگ کی تھی۔ پھر جب دمشق سے ضحاک بن قیس وہاں غلبہ پانے کے بعد نکل گئے تاکہ وہ ”مرج رھط“ میں مروان بن الحکم سے لڑائی کریں تو عبدالرحمن وہاں قابض ہو گئے۔ لوگوں کو مروان کی طرف بلایا اس کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر خلافت عبدالملک کے آغاز میں فوت ہو گئے۔ امام شافعی نے اور تاریخ میں امام بخاری * نے بطریق سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ عبدالملک نے ان کی عورتوں کے بارے میں فیصلہ کیا وہ اس طرح کہ انہوں نے مرض الوفا میں پہلی بیوی کے ہوتے تین عورتوں

سے شادی کر لی تو عبدالملک نے اس کی اجازت دے دی۔ مسلم اور نسائی کی بطریق ابی عبیدہ عن عبداللہ بن مسعود عن کعب عجرہ روایت کی ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئے۔ اور عبدالرحمن بن ام الحکم پیٹھ کر خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس خبیث کو دیکھو پیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! وہ تمہیں کھڑے کا کھڑا چھوڑ کر تجارت کی آواز پر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ حدیث۔

ابن مندہ نے ان کے حالات عبدالرحمن بن ابی عقیل ثقفی سے ملا دیئے جس میں ابو نعیم اور حافظ ابن عساکر بھی انہی کے ہمدوش ہیں۔ دونوں میں فرق ظاہر ہے اس واسطے کہ گزشتہ شخصیت کا صحابی ہونا صحیح ثابت ہے محدثین نے صراحت کی ہے وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کے لیے رویت بھی ثابت نہیں وہ بھی محض وہم کی وجہ سے۔ خلط ملط کی وجہ یہ بنی کہ امام بخاری نے بطریق وکیع ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عقیل۔ تو بعد کے لوگوں نے سمجھا عبدالرحمن اپنے دادا کی نسبت سے مذکور ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ان کے دادا کے بارے میں صاف ظاہر ہے کہ ان کی کنیت ابو عقیل تھی اور اس سے بھی فرق کا پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا نسب مختلف ہے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہو چکا ہے اور وہیں میں نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۲۲۵) عبدالرحمن بن عبدالقاری

بنی زہرہ کے حلیف ان کے بھائی عبداللہ کے حالات میں معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں کو بچپن میں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے دونوں کے سروں پر دست شفقت رکھا۔ ان کے متعلق واقدی کے قول میں اختلاف ہے ایک مقام پر فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ کے جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیت المال کے نگران مقرر تھے۔ عبدالرحمن نے حضرت عمر، ابوطمہ، ابویوب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا محمودہ زہری اور یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ نے روایت کی ہے۔ عجل کا قول ہے مدینہ کے معتبر تابعی ہیں۔ خلیفہ ابن سعد اور امام مسلم نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے: خلافت عبدالملک میں (۸۰ھ) میں اٹھتر (۷۸) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اٹھاسی (۸۸ھ) میں فوت ہوئے یہی تاریخ وفات ابن قانع، ابن زبر اور القرات نے بیان کی ہے۔ ان کی عمر پر سب کا اتفاق ہے لہذا ان سب کے قول کے مطابق حضرت نبی کریم ﷺ کی عمر کے آخری حصے میں پیدا ہوئے جس میں ابن سعد کا قول سب سے الگ ہے۔ البتہ ان سب کا قول درست کی زیادہ قریب ہے۔

۶۲۲۶) عبدالرحمن بن عتاب

بن اسید بن ابی العیس بن امیہ الاموی۔ ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ وہ مکہ کے امیر تھے اور ان کے ہاں ان عبدالرحمن کی ولادت حیات نبوی کے آخری دور میں ہوئی۔ کیونکہ ان کی والدہ جویریہ بنت ابی جہل جن سے حضرت علی نے شادی کرنا چاہی تھی

پھر آپ نے (حضور ﷺ کی خوشنودی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے) یہ ارادہ ترک کر دیا تو عتاب نے ان سے شادی کر لی۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔ ان کا اور الاشتراک مقابلہ ہوا تو اشتر نے انہیں قتل کر دیا۔ بقول بعض: جندب بن زہیر نے انہیں قتل کیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مقتول دیکھا تو فرمایا: یہ قریش کا بادشاہ ہے۔ جنگ جمل میں پہلے ان کا ہاتھ کٹا جسے چیل برامہ اچک کر لے گئی۔ لوگوں نے دیکھا اس میں انگلی ہے جس کا نقش تھا۔ ”عبدالرحمن بن عتاب“ تو لوگوں نے پہچان لیا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اسی روز عبدالرحمن شہید ہوئے۔

۶۲۲۷ عبدالرحمن بن عدی

الاصغر ابن الخیار بن عدی بن نوفل قرشی نوفلی۔ ان کا والد فتح مکہ سے پہلے کا فرقت ہو گیا۔ اور ان کا بیٹا عروہ بن عبدالرحمن ساٹھ (۶۰ھ) میں شہید ہوا۔ خوارج نے اسے قتل کیا تھا۔ یہ زبیر بن بکار کا قول ہے۔

۶۲۲۸ عبدالرحمن بن عمر

بن الخطاب بن نفیل قرشی عدوی یہ عبدالرحمن الاوسط ہیں۔ کنیت ابوحمزہ تھی قسم اول میں ان کے بھائی الاکبر کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن عبدالبر نے ان کے بھائی کے حالات میں ابوحمزہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ یہ وہی ہیں جنہیں عمرو بن عاص نے مصر میں شراب نوشی کی بنا پر کوڑے لگائے تھے۔ پھر انہیں ان کے والد کے پاس سوار کر کے مدینہ بھیج دیا۔ تو ان کے والد نے انہیں ادب سکھانے کے لیے کوڑے لگائے۔ تو یہ بیمار پڑ گئے اور ایک ماہ بعد فوت ہو گئے۔ ایسا ہی معمر نے زہری سے عن سالم عن ابیہ نقل کیا ہے۔ البتہ اہل عراق کا کہنا ہے وہ کوڑے کھاتے کھاتے مر گئے تھے جو غلط ہے۔

حضرت عمر نبی کریم ﷺ کے بعد تیرہ (۱۳) برس زندہ رہے اور عبدالرحمن کا انتقال اپنے والد سے ایک مدت پہلے ہوا۔ حدیسی کو لگتی ہے جو بالغ ہو اور مصر کا سفر وہی اختیار کر سکتا ہے جو جوان مرد یا جوانی کے قریب ہوگا۔ لہذا ان کا اس قسم سے ہونا بہت ظاہر ہے۔

۶۲۲۹ عبدالرحمن بن ابی عمرہ

ان کا نام بشیر/ثعلبہ یا کچھ اور ہے انصاری خزرجی۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد لکھتے ہیں عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ہند بنت امیہ بن عبدالطلب، نبی ﷺ کی چچا زاد ہیں۔ ابن مطین وابن اسکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بحوالہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا: جیسے کوئی بہترین قوم صبح کرتی ہے نہ کسی بیمار کی عیادت کی اور نہ ہم روزہ دار ہیں، ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل

اسد الغابۃ (۳۳۵۱) * اسد الغابۃ (۱۳۵۹) استیعاب (۱۴۵۱) تجرید (۳۵۳/۱)

استیعاب (۳۸۵/۲) * اسد الغابۃ (۳۳۸۱) تجرید (۳۵۳/۱)

ابن ماجہ کتاب الادب (۳۷۱۰) جامع المسانید (۳۶۹/۸) اسد الغابۃ (۱۴۰/۳)

الجرح والتعديل (۲۷۳/۵)

کرتے ہیں: یہ صحابی نہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن السکن نے بحوالہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ روایت کی ہے۔ اور ابو عمرہ نبی ﷺ کے رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کے گھر ہند بنت المقوم نبی ﷺ کی چچا زاد تھیں۔ کہ آپ جب بھی دعائیں پڑھتے یوں فرماتے: اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کا تزکیہ فرما بے شک تو سب سے بہترین تزکیہ فرمانے والا ہے تو اس کا نگہبان اور مولا ہے۔ یہ حدیث بھی مرسل ہے۔ عبدالرحمن کی صحیحین وغیرہ میں بعض صحابہ کرام سے مروی روایت ہے اپنے والد اور حضرت عثمان، عبادہ، ابو ہریرہ اور زید بن خالد وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت، مجاہد، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور شریک بن ابی نمر وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں بقول ابن سعد ثقہ اور بکثرت حدیث روایت کرنے والے ہیں۔

۶۲۳۰) عبدالرحمن بن عویم

بن ساعدہ انصاری۔ قسم اول میں ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مسعود اور ابن حبان * لکھتے ہیں: عبدالرحمن عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی "شرح السنہ" میں لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق یہ روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں: جب ہمیں نبی ﷺ کے نکلنے کا علم ہوا..... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ یہ حدیث ابن اسحاق کی کتاب میں اسی اسناد کے ساتھ عبدالرحمن سے مروی ہے۔ میری قوم کے محدثین نے مجھ سے بیان کی ہے اسی پر امام بخاری نے ان کے حالات میں بھروسہ کیا ہے حسن بن سفیان اور ابونعیم نے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے: نبی ﷺ نے اپنے صحابہ * میں بھائی چارہ قائم فرمایا: مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا ایک شعر نقل کیا ہے جس میں کسی گورنر کو مخاطب کرتے ہیں جب اس نے نصیب شاعر کو دوسروں پر فوقیت دی: "کیا اسے معلوم نہیں اللہ اسے برابر دے کہ بلندی رتبہ کا معاملہ حام کی نسل میں ہے۔ اور نصیب سیاہ قام تھا۔"

۶۲۳۱) عبدالرحمن بن عیسیٰ

بن عقیل النخعی۔ ان کا تذکرہ ان کے والد عیسیٰ کے حالات میں ہوا ہے۔

۶۲۳۲) (ن) عبدالرحمن بن کعب

بن مالک انصاری السلمی۔ مشہور شاعر کے صاحبزادے۔ ابو الخطاب کنیت تھی۔ جعابی اور عسکری کا قول ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد * کا قول ذکر کیا۔ عبدالرحمن اپنے والد، اپنے بھائی عبداللہ، جابر بن الاکوع، ابوقادہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوامامہ بن سہل جو ان کے ہم عصر اور عمر میں ان سے بڑے ہیں۔ زہری، سعد بن ابراہیم اور ابو عامر الخزاز روایت لیتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ثقہ ہیں اور اپنے بھائی سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے۔ یثیم بن عدی، خلیفہ اور یقوب بن سفیان کا قول ہے: سلیمان بن عبد الملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔

* مصنف لابن ابی شیبہ (۲۸۶/۱۰) * اسد القابۃ (۳۳۶۶) استیعاب (۱۴۵۶) تجرید (۳۵۳/۱)

* الثقات (۷۵/۵) * المصنف لابن ابی شیبہ (۲۸۶/۱۰) * الطبقات الکبریٰ (۱۹۷/۲)

۶۲۳۳ عبد الرحمن بن محيريز

آخری قسم میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۲۳۴ عبد الرحمن بن معاذ

بن جبل انصاری۔ ابو عمر ان کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: صاحب فضیلت تھے اپنے والد کے ساتھ (طاعون عمواس میں) فوت ہوئے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں: بقول بعض: دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ الفتوح میں ابو حذیفہ البخاری لکھتے ہیں: عبد الرحمن اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ کئی طرق سے امام احمد وغیرہ کی کتب میں ابو نبیب وغیرہ سے مروی ہے کہ جب شام میں طاعون پھیلا تو امیر معاویہ نے خطاب میں فرمایا: یہ تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی (ﷺ) کی دعا ہے اس نے تم سے پہلے نیک لوگوں کو اس جہاں سے اٹھالیا ہے۔ اے اللہ! آل معاویہ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ پھر نیچے اتر آئے۔ تو ان کا بیٹا عبد الرحمن طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا: ”حق تیرے رب کی طرف سے ہے شک کرنے والوں میں نہ ہونا“ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ تم مجھے صابر پاؤ گے۔

ابن الاثیر رحمہ اللہ مرحوم لکھتے ہیں: ابو عمر نے کسی سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاذ کا کوئی بیٹا نہ تھا جبکہ زیر فرماتے ہیں: بنی ادی بن سعد کے یہ آخری چراغ ہیں۔ شاید کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ انہوں نے اپنے پیچھے کوئی زینہ اولاد نہیں چھوڑی۔ اس واسطے کہ عبد الرحمن تو اپنے والد سے پہلے فوت ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں وہ صحابی تھے عہد نبی ﷺ میں وہ جوان تھے اور ہیں بھی اہل مدینہ سے۔

۶۲۳۵ (ن) عبد الرحمن بن الولید

بن عبد شمس بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم انہیں روایت حاصل ہے۔ ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے ان عبد الرحمن بن ولید کو طائف کا گورنر بنایا تھا۔

۶۲۳۶ (ن) عبد الرحمن بن یزید

بن جاریہ ابن عامر انصاری۔ ابو محمد کنیت تھی۔ والدہ کا نام جمیلہ بنت ثابت بن الالاح ہے۔ ابراہیم بن منذر، ابن حبان، عسکری اور کئی ایک کا قول ہے عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ حدیث خضاء بنت خدام ان سے مروی ہے صحیح یہ ہے انہوں نے یہ

اسد الغابۃ (۳۳۹۰) استیعاب (۱۴۶۶) تجرید (۳۵۶/۱)

اسد الغابۃ (۳۹۳/۲) الجرح والتعديل (۲۸۰/۵)

سورة آل عمران ۶۰ سورة الصافات ۱۰۲

مستند احمد (۱۹۶/۱) اسد الغابۃ (۱۵۲/۳)

اسد الغابۃ (۳۴۰۴) استیعاب (۱۴۷۰) تجرید (۳۵۷/۱)

حدیث ان سے روایت کی ہے جو صحیح میں ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں البتہ انہوں نے صدیق اکبر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کا دور پایا ہے اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھی ہیں۔ اور خود اپنی قوم کے امام بھی تھے۔ طبرانی نے ”معجم الکبیر“ میں ان کی دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ایک بطریق زہری عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ثعلبہ عن عبد الرحمن بن یزید بن جاریہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بار انتہائی تاریکی میں اور دوسری بار اچھی بھلی روشنی میں فجر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: (اصل) وقت ان دونوں (وقتوں) کے درمیان میں ہے۔ دوسری حدیث کا ذکر عبد الرحمن بن جاریہ کے حالات میں قسم اول کے دوران ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ جلیلہ بنت ثابت بن ابی اللاح ہیں۔ جن سے ان کے والد نے شادی کی جب انہوں نے ثابت بن قیس بن شماس سے خلع لے لیا جیسا کہ جلیلہ کے حالات میں (ت ۹۸۰) میں بیان ہوگا۔

تنبیہ: یہاں مصنف سے ذہول ہوا یا سو قلم سے یہ عبارت صفحہ قرطاس پر آ گئی کہ ان کی والدہ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خلع لینے کے بعد ان سے شادی کر لی تھی۔ جبکہ جلد چہارم میں خود لکھتے ہیں: جس خاتون نے ثابت بن قیس سے خلع لیا تھا وہ جلیلہ بنت ابی، عبد اللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کی ہم شیرہ تھی۔ خلع لینے والی کا عبد الرحمن نامی کوئی بیٹا نہیں، عبد الرحمن بن یزید بن جاریہ، عاصم بن عمر بن خطاب کے ماں شریک بھائی ہیں اور ان کی والدہ کا نام جلیلہ بنت ثابت بن ابی اللاح ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دی تو یزید بن جاریہ نے ان سے شادی کر لی تو ان سے عبد الرحمن بن یزید پیدا ہوئے۔

عبد الرحمن الانصاری (۶۲۳۷)

عبد نبوی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے۔ صحیح میں ان کا ذکر ثابت ہے حضرت جابر سے مروی ہے ہمارے ہاں ایک شخص کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے القاسم رکھا..... حدیث۔ جس پر انصار نے نکیر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھ لو!.....

عبد الرحمن بن سعید (۶۲۳۸)

بن سوید انصاری۔ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے والد احد میں شہید ہوئے۔ لہذا یہ اس قسم سے ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے گویا وہ مرسل روایت ہے اور ابو اسید، ابو حمید، ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ربیعہ اور یکبر بن الانشح نے روایت کی ہے عجلی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔

(ز) عبد الملک بن نبیطہ (۶۲۳۹)

بن جابر انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ دمیاطی نے ”انساب الخزرج“ میں لکھا ہے: نبی ﷺ نے فارعہ یا فریجہ بنت اسعد بن زرارہ کا ان کے والد کی وفات کے بعد عبیط بن جابر سے نکاح کر دیا تو ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جسے نبی ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی: اس کا نام تجویز فرمائیے اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی

کیا اور اس کا نام عبدالملک رکھا۔ یہ بات میں نے جوں کی توں ابن سعد کی کتاب ”طبقات النساء“ سے نقل کی ہے انہوں نے ایسا ہی فریغہ کے حالات میں تحریر کیا ہے۔

۶۲۴۰ عُبَید اللہ (تضریف) ابن عدی بن الخیار

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی۔ بقول ابن حبان: **❦** انہیں روایت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ بقول بعض: ان کے والد بدر میں قتل ہوئے۔ جسے ابن ماکولانے نقل کیا ہے۔ ابن سعد **❦** لکھتے ہیں: ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ مدائنی نے حضرت عثمان کے ساتھ عدی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ دونوں باتیں یوں درست ہیں کہ یہ دو ہیں۔ عدی الاکبر اور عدی الاصغر جو فتح مکہ میں اسلام لائے وہ ان عبید اللہ کے والد ہیں اور دوسرے بدر میں قتل ہوئے۔ عبید اللہ کو حضرت عمر، عثمان، علی، مقداد، اور وحشی بن حرب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حاصل ہے ان سے عروہ، عطاء بن یزید، حمید بن عبد الرحمن اور عروہ بن عیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: بھتیجے تم نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ ان کی مراد ہے انہیں آپ ﷺ سے سماع حاصل نہیں۔ جس کی دلیل ان کا یہ قول ہے۔ البتہ آپ کا علم مجھ تک پہنچا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے زہری نے عن عطاء بن یزید عن عبید اللہ بن عدی کے حوالہ سے بیان کیا جو قریش کے فقیہ اور عالم تھے۔ ابن سعد **❦** نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ان کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص، عتاب بن اسید کی بہن ہے۔ ان کی وفات مدینہ میں ولید بن عبد الملک کے دور حکومت میں ہوئی۔ علی لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ ان کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے شاید درست عتاب کے بھانجے ہو۔ ابن حبان **❦** فرماتے ہیں: پچانوے (۹۵ھ) میں فوت ہوئے۔

تنبیہ: ابن فتنون نے باوردی کے اتباع میں انہی عبید اللہ بن عدی کے حالات میں حدیث ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عبید اللہ بن عدی درج کی ہے کہ وہ خزورہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھے..... پھر مکہ کی فضیلت والی حدیث ذکر کی۔ جو غلط ہے جس کا سبب لفظی غلطی ہے اس واسطے کہ مذکورہ حدیث عبید اللہ بن عدی الاکبر کے حوالہ سے ہے اور صاحب عنوان اصغر ہیں۔ دوم اس حدیث والے صحابی کے دادا کا نام حمراء اور صاحب سوانح کے دادا کا نام الخیار ہے۔ اور عبید اللہ بن عدی بن حمراء کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔

۶۲۴۱ عبید اللہ بن عمر

بن الخطاب قرشی عدوی، ان کی والدہ ام کلثوم بنت جروہل خزاعیہ ہیں اور یہ حارثہ بن وہب مشہور صحابی (ت ۱۵۳۵) کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان کی پیدائش عہد نبی ﷺ میں ہوئی۔ اور یہ روایت ثابت ہے انہوں نے اپنے والد کی خلافت میں غزوے میں شرکت کی۔

❦ اسد الغابۃ (۳۴۶۶) استیعاب (۱۷۳۶) تجرید (۳۶۳/۱) الثقات (۶۴/۵)

❦ الطبقات الکبریٰ (۵۷۷/۳) الطبقات (۳۵/۵) الثقات (۶۴/۵)

❦ اسد الغابۃ (۳۴۶۷) استیعاب (۱۷۳۷) تجرید (۳۶۳/۱)

موطا میں امام مالک زید بن اسلم سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں: حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ اور عبید اللہ عراق کی طرف لشکر میں روانہ ہوئے۔ واپسی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزر ہوا اس وقت وہ بصرہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو خوش آمدید کہا اور ان دونوں سے کہا: اگر مجھے تمہارے لئے کسی نفع بخش کام کی دسترس ہوتی تو میں وہ کر گزرتا۔ پھر فرمایا: ہاں کیوں نہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کا کچھ مال ہے جسے میں امیر المومنین کی طرف بھیجنا چاہتا ہوں میں وہ تم دونوں کو قرض دیتا ہوں جس سے تم عراق کا کوئی سامان خرید کر مدینہ پہنچ دینا اصل مال امیر المومنین کو ادا کر دینا اور نفع تم دونوں کا ہوگا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور لکھ بھیجا کہ ان سے مال وصول کر لیجئے گا۔ جب وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، فرمایا: کیا انہوں نے سارا لشکر تمہیں قرض دے دیا تھا؟ دونوں نے عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: مال اور نفع دونوں ادا کرو۔ عبداللہ تو خاموش رہے۔ البتہ عبید اللہ کہنے لگے: امیر المومنین! آپ کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں، اگر یہ مال ضائع یا کم ہو جاتا تو ہم اس کے ضامن و ذمہ دار تھے۔ آپ نے فرمایا: مال ادا کرو! پھر بھی عبداللہ مہربل رہے اور عبید اللہ نے جواب دیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! آپ اسے مضاربت بنا لیں تو بہتر ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے مضاربت بنا لیا۔ چنانچہ اصل مال اور آدھا نفع ان سے وصول کیا اور ان دونوں نے اس کا آدھا نفع لے لیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ زبیر بن بکار کی بطریق ربیعہ بن عثمان عن زید بن اسلم بحوالہ اپنے والد روایت ہے کہ عبید اللہ بن عمر کی اہلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگی: امیر المومنین! مجھے ابویسیٰ سے انصاف دلوائیے! آپ نے فرمایا: ابویسیٰ کون ہے؟ اس نے عرض کی: آپ کا بیٹا عبید اللہ، آپ نے فرمایا: اسلم! جاؤ اسے بلاؤ اور اسے کچھ نہ بتانا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ (جس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درہ مارا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی والد نہیں تھا اور تم ابویسیٰ کنیت رکھتے ہو! اعاتن) اس سب سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے والد کے دور میں پورے مرد تھے۔ اس لیے وہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کی والدہ سے جدائی اختیار کر لی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی: ”اور تم بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں مت روکے رکھو۔“

میں کہتا ہوں: یہ آیت حدیبیہ میں ساتویں سال کے آخر میں نازل ہوئی تھی بخاری میں کتاب الاشریہ باب نفع التمر مالم یسکر میں ایک واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے عبید اللہ سے شراب کی بو آتی ہے میں اس کے متعلق پوچھوں گا اگر یہ نشہ آور ہوئی تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا“ اسے امام مالک نے زہری سے عن السائب بن یزید موصولاً ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر لوگوں کے پاس گئے اور پھر یہ ارشاد فرمایا: اور اس روایت کا ذکر کیا۔ لیکن ”عبید اللہ“ نہیں کہا بلکہ کہا: کسی نے، اور سعید بن منصور نے عن ابن عیینہ عن الزہری روایت کی ہے تو اس میں ان کا نام لیا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ ابن عیینہ نے فرمایا: مجھے عمر نے بواسطہ زہری بحوالہ سائب بتایا کہ میں نے دیکھا حضرت عمران لوگوں کو کوڑے لگا رہے تھے۔ ابو عمر نے لکھا ہے: عبید اللہ قریش کے بہادروں اور شہسواروں میں شمار ہوتے تھے۔ جب ابولؤلؤہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ قاتلانہ حملہ کیا (اور آپ شہید ہو گئے) تو عبید اللہ آپ کے بیٹے نے ہرمزان اور فارسی لوگوں کی ایک جماعت کے پاس جا کر انہیں قتل کر دیا۔ جس کا سبب وہ روایت ہے جسے ابن سعد نے بطریق

یعنی بن حکیم نافع سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق نے وہ خنجر دیکھا جس سے حضرت عمر شہید ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: مجھے کل وہ خنجر ہرمزان اور ہفینہ (جو مدینہ میں کتابت سکھاتا تھا) کے پاس نظر آیا ہے۔ میں نے کہا: تم لوگ اس خنجر سے کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اس سے گوشت کاٹتے ہیں۔ کیونکہ ہم گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ عید اللہ بن عمر نے حضرت عبدالرحمن سے پوچھا کیا واقعی تم نے ان کے پاس وہ خنجر دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار (جو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہوا کرتی تھی) لی اور ان دونوں کو یکے بعد دیگرے قتل کر ڈالا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف آدمی بھیجا۔ جب آئے تو پوچھا: تمہیں ان کے قتل کرنے پر کس نے اکسایا تھا؟ پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ (اسی میں ہے کہ ہرمزان کے بیٹے قماذیان نے انہیں معاف کر دیا تھا) ذہبی نے ”زہریات“ میں بطریق معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے اس وقت فرمایا جب حضرت عمر شہید ہوئے تھے۔ ”میں ہرمزان، ہفینہ اور ابولولہ کے پاس گیا تو وہ سرگوشی کر رہے تھے، مجھے دیکھتے ہی یہ لوگ ادھر ادھر ہو گئے۔ اٹھتے وقت ان کے ہاتھوں سے دودھاری خنجر گرا جس کا دستہ درمیان میں تھا۔ دیکھو انہیں کیسے ہتھیار سے شہید کیا گیا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ عید اللہ تلوار لے کر ہرمزان کے پاس پہنچے اور اس سے کہنے لگے: مجھے اپنا گھوڑا دیکھنا ہے میرے ساتھ آؤ۔ ہرمزان، گھوڑوں کے ماہر تھے (اور مسلمان تھے) وہ ان کے آگے آگے چلنے لگے۔ عید اللہ نے موقع پاتے ہی تلوار ہوا میں لہرائی جو نبی ہرمزان نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو لا الہ الا اللہ پڑھا۔ پھر یہ ہفینہ کے پاس آئے وہ نصرانی تھا اسے بھی قتل کر دیا اس کے بعد ابولولہ کی بہن کے پاس آئے جو ان دنوں کم سن بچی تھی اسے بھی قتل کر دیا۔ اس روز اہل مدینہ تین بارتاریکی میں مبتلا ہوئے۔ لوگ ان سے کہنے لگے: عید اللہ تلوار پھینک دودھ کسی کی بات سننے پر تیار نہ تھے (چونکہ وہ دراز قد تھے اس لیے) لوگ خوفزدہ ہو گئے یہاں تک کہ عمرو بن عاص آگئے انہوں نے فرمایا: بھتیجے! تلوار مجھے دے دو! چنانچہ انہوں نے دے دی، پھر حضرت عثمان ان کے پاس آئے اور ان کی پیشانی کے بالوں سے پکڑا یہاں تک کہ لوگ درمیان میں پڑ گئے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا: اس شخص نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں مجھے مشورہ دو! تو پھر اختلاف ہو گیا۔ عمرو بن عاص فرمانے لگے: جب یہ معاملہ پیش آیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کا سربراہ نہیں بنایا، چنانچہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور دوسروں اور لڑکی کی دیت ادا کی۔

حمیدی فرماتے ہیں: ہم سے سفیان نے بحوالہ عمرو بن دینار بیان کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اگر مجھے عید اللہ پر قابو مل گیا تو اسے ہرمزان کے عوض ضرور قتل کروں گا۔ ابن سعد نے بطریق عکرمہ روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر عید اللہ پر دسترس ہو گئی تو وہ اسے ہرمزان کے بدلے (کیونکہ وہ مسلمان تھے) قتل کر دیں گے۔ ان عید اللہ کا ذکر عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی کے حالات میں ہو چکا ہے۔ بقول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ہرمزان کا والی وارث کون ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ، آپ نے فرمایا: تو پھر میں نے عید اللہ کو معاف کر دیا ہے۔ بقول بعض: آپ نے انہیں قماذیان بن ہرمزان کے حوالے کر دیا تو انہوں نے ان سے بدلہ لینا چاہا۔ لوگوں نے ان سے گفتگو کی وہ کہنے لگا: بھلا مجھے کوئی ان کے قتل سے روک سکتا ہے لوگوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: تو میں نے انہیں معاف کیا۔ اس قول کے صحیح ہونے میں تامل ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں ہرمزان کے قصاص میں قتل کرنے کے ارادہ مند تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اس وقت شام بھاگ گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تھے۔ اور

امیر معاویہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ صفین میں شہید ہوئے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ ان کے قاتل کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کی شہادت ربیع الاول چھتیس (۳۶ھ) میں ہوئی۔ (اسد میں ربیع الاول ستیس (۳۷ھ) لکھا ہے شاید کاتب نے صبح کی جگہ ست لکھ دیا ہو۔ ع ت ن)۔

۶۲۴۲ عید اللہ بن معمر

بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب تھیں۔ انہیں روایت حاصل ہے جبکہ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا تذکرہ حرف میم میں ہوگا۔ عید اللہ کو حضرت عمر، عثمان اور طلحہ وغیرہ حضرات صحابہ سے روایت حاصل ہے۔ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں: جس کا یہ گمان ہے کہ ”یہ صحابی ہیں“ اسے وہم ہوا ہے۔ حالانکہ انہیں صرف روایت حاصل ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن تھے، وہی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ کے صحابہ میں سب سے کم سن تھے یہ کسی کا قول ہے جو غلط ہے ان جیسے حضرات پر صحابی ہونے کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا انہوں نے صرف آپ کو دیکھا ہے بغوی نے ”معجم الصحابہ“ میں ان کی ایک حدیث بطریق حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عید اللہ بن معمر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھرانے کو بھی نرمی عطا ہوئی تو انہیں فائدہ ہوا ہے اور جو اس سے محروم رہے ان کا نقصان ہوا ہے۔

ابن ابی عاصم نے اسی سند سے نقل کیا ہے بغوی لکھتے ہیں میرے علم میں ان کی نبی ﷺ سے مروی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں جسے ہشام بن عروہ سے صرف حماد بن سلمہ نے نقل کیا ہے۔ ابو حاتم رازی لکھتے ہیں: کچھ لوگوں نے اس حدیث کی علت جانے بغیر اسے ”مسانید وحدان“ میں شامل کر دیا ہے حالانکہ اسے حماد نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عید اللہ بن عبد الرحمن بن معمر انصاری سے جو ابو طلحہ ہیں نقل کی ہے ان کا نام قلمبند نہیں کیا۔

یہی روایت ابو معاویہ نے ہشام بن عروہ سے درست سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں مجھ سے ولید بن ہشام نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا اور ابوالیقظان و ابوالحسن یعنی مدائنی نے روایت کی ہے ابن عامر اصطخر پہنچے مقدمۃ الجیش کی کمان عید اللہ بن معمر کر رہے تھے انہوں نے دشمنوں کو تہ تیغ کر کے بہت سے قیدی بنائے اور ابن معمر اسی معرکہ میں شہید بھی ہوئے۔ تو ابن عامر نے قسم کھائی کہ: اگر انہیں دشمنوں پر دسترس مل گئی تو خون کی ندیاں بہا دیں گے..... پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بطریق محمد بن اسحاق نقل کیا ہے فرماتے ہیں: پھر غزوہ حور پیش آیا جس کا امیر عبد اللہ بن عامر تھا وہ اصطر گیا وہاں مقدمۃ الجیش کے کمانڈر عید اللہ بن معمر تھے اس جنگ میں عید اللہ کام آگئے اور باقی لوگ واپس آ گئے۔ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں: شہادت کے وقت چالیس (۴۰) برس کے تھے، ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے ان کی یہ بات اس بات سے خلاف ہے جو انہوں نے شروع میں لکھی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت عید اللہ بن معمر کم سن تھے۔ جو صحیح تعاقب ہے اس واسطے کہ ان کی شہادت ستائیس (۲۷ھ) میں ہوئی۔ زبیر بن بکار لکھتے ہیں: مجھے عثمان بن عبد الرحمن نے بتایا کہ عبد اللہ بن عامر اور عید اللہ

اسد الغابۃ (۳۴۷/۴) استیعاب (۱۷۴/۱) تجرید (۳۶۴/۱) استیعاب (۱۳۴/۳)

جامع المسانید (۴۹۷/۸) اسد الغابۃ (۱۷۸/۳) الجرح والتعديل (۳۳۲/۵)

استیعاب (۳۴/۳) اسد الغابۃ (۱۷۸/۳)

بن عمر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قیدی غلام خرید جس کے شن (قیمت) میں اسی ہزار درہم انہیں زائد دینے پڑ گئے۔ جنہیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ادائیگی کے پابند تھے جو ان کی طرف سے طلحہ بن عبید اللہ نے ادا کر دیئے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ عہد فاروقی میں جواں مرد تھے۔ چنانچہ امام بخاری نے تاریخ صغیر میں بطریق ابراہیم بن محمد بن اسحاق جو عبید اللہ بن معمر کی اولاد میں سے ایک ہیں روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن معمر خلافت عثمانی میں اصطر میں شہید ہوئے۔ حافظ ابن عساکر * نے عبید اللہ بن معمر کے سوانح میں ایک حدیث بروایت ابوالنضر۔ عن عبید اللہ بن معمر عن عبد اللہ بن ابی اوفی درج کی ہے جس میں تامل ہے اس واسطے کہ ابوالنضر تو عمر بن عبید اللہ بن معمر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مروی ان کی حدیث صحیح میں ہے اور یہ ان کے کاتب تھے اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے ان کی طرف بنی تمیم میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن معمر ہیں جو صاحب سوانح کے بھتیجے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات اپنے دادا کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ امام بخاری نے بطریق ایوب عن ابن سیرین عن عبید اللہ بن معمر روایت کی ہے اور وہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور بطریق عبد اللہ بن عون عن محمد بن سیرین مروی ہے: سب سے پہلے جس نے جمعہ کے دن ہاتھ بلند کیے وہ عبید اللہ بن معمر ہیں۔ زیر کا بیان ہے عبید اللہ بن معمر امیر معاویہ کے پاس آئے، تو یہ پہلے کے علاوہ ہیں، جنہیں روایت حاصل ہے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ اور خلافت عثمانی میں اصطر کی جنگ میں حصہ لے کر شہید ہوئے وہ صاحب عنوان ہیں۔ انہی کی مرسل روایت ہے۔ رہے ان کے بھتیجے تو وہ امیر معاویہ کے پاس آئے تھے جیسا کہ زیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ جن کا مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں امیر معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب آپ بیہودہ بات پر کرم کرتے ہوئے ہر جانب سے تہبند نہیں لٹکائیں گے۔ تو پھر ہم خون بہانے اور مصائب اٹھانے کے لیے کس سے امید رکھیں گے۔ *

ان الفاظ سے خلیفہ کو ہی مخاطب کیا جاسکتا ہے اور جو خلافت عثمانی میں شہید ہو چکا ہو وہ خلافت معاویہ کا زمانہ نہیں پاسکتا لہذا معلوم ہوا یہ اور ہیں۔ شاید یہی چالیس برس زندہ رہے ہوں اور ابن عبدالبر نے انہیں پہلی شخصیت سمجھ لیا ہو۔

دوسرے شخص کے حالات کے بارے ایک روایت وہ ہے جو ہم نے فوائد دقیقہ میں بطریق طلحہ بن سمان نقل کی ہے فرماتے ہیں۔ عبید اللہ بن معمر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا جب وہ (یعنی عبید اللہ) فارس کے گورنر تھے۔ ہمارے پاؤں جم گئے ہیں ہمیں یہاں عداوت کا خوف بھی نہیں اور ہمیں سات سال ہو گئے ہیں ہمیں ہمارے ہاں اولاد بھی ہوئی ہے تو ہماری نمازوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے انہیں لکھا: تمہاری نمازیں دو رکعتیں ہیں..... حدیث۔ یہ وہ عبید اللہ ہیں جو فارس کے گورنر پھر بصرہ کے والی رہے اور ان کا بیٹا عمر بن عبید اللہ بن معمر بصرہ کا والی رہا۔ کتب تاریخ میں ان کے واقعات مشہور ہیں۔ اب صاحب سوانح اور مذکور عمر کے والد کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

ابن مندہ کو ان کے بارے میں خط ہوا ہے وہ لکھتے ہیں: عبید اللہ بن معمر نے دو ربوہ پایا ہے اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان سے عروہ بن زبیر اور محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں ان کی حدیث سنداً صحیح نہیں۔ مستغفری کا

قول ہے: یحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں؟

۶۲۳۳ عبد ابن رفاعہ بن رافع الزرقی

ان کے والد کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ (ت ۲۶۶۶) عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے ان کا سماع صحیح ثابت نہیں ان کی دو مرسل حدیثیں نقل کی ہیں ایک بطریق سعید بن ابی ہلال عن ابی امیہ انصاری بخوالہ عبید بن رفاعہ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہاں ایک ہنڈیا اُبل رہی تھی مجھے چربی نظر آئی۔ پسند آئی تو میں نے لے لی جلدی سے منہ میں چبانے لگا۔ جس سے مجھے کھانے کی خرابی کی شکایت ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ رہ جانے سے رونما ہوئی ہے۔ یہ روایت تو عبید بن رفاعہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ”میں آیا“ جسے ابو مسعود رازی نے سعید بن ابی ہلال تک کی اپنی سند سے نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے عن ابیہ۔ جس طرف ابن ابی حاتم نے اشارہ کیا ہے۔ ابوداؤد نے ان کی بطریق اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن امہ بنت عبید بن رفاعہ بواسطہ اپنے والد بخوالہ نبی ﷺ یہ حدیث نقل کی ہے۔ تین چھینکوں تک چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہا جائے گا (اس کے بعد) تمہاری مرضی اسے یہ کلمات کہو یا رک جاؤ“ یہ روایت مرسل ہے۔

عبید کو اپنے والد، رافع بن خدیج اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت حاصل ہے ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، اسماعیل، حمید، عبیدہ، عمرہ بنت عبد الرحمن اور عروہ بن عامر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: مدینہ کے ثقہ تابعی ہیں امام مسلم نے طبقہ تابعین کے پہلے درجہ میں ان کا ذکر ہے (امام) طحاوی نے بخوالہ ان کے جو روایت نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے دور نبوی پایا ہے کہ خلافت فاروقی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ پانی سے پانی (واجب) ہے۔ (یعنی اگر انزال ہو جائے تو غسل واجب ہوگا)۔

۶۲۳۴ عبید بن عمیر

بن قتادہ الشی ابو عاصم کنیت تھی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ اپنی جگہ میں ان کا ذکر ہوگا۔ امام بخاری کا بیان ہے۔ عبید بن عمیر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ امام مسلم لکھتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں: انہیں حضرت عمر، علی، ابوذر، ابی بن کعب، ابوموسیٰ، عائشہ، ابن عمر وغیرہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے۔ اور ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ، عطاء، مجاہد، عبد العزیز بن رفیع، عمرو بن دینار، ابوالزبیر اور معاویہ بن قرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: مکہ کے ثقہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ابن جریر کا قول ہے: عبید بن عمیر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے فوت ہوئے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: اڑسٹھ (۶۸ھ) میں فوت ہوئے۔

الجرح والتعديل (۶/۶) ابوداؤد کتاب الادب باب: کم مرة يشمت العاطس (۵۰۳۶) كنز العمال (۲۵۴۷)

نسائي. كتاب الطهارة باب الذي لا يحتلم ولا يرى الماء (۱۹۹) ابن ماجه (۶۰۷)

اسد الغابة (۳۵۰۶) استيعاب (۱۷۵۵) تجريد (۳۶۷/۱)

التاريخ الكبير (۴۵۵/۵) الفقا (۱۳۲/۵)

باب عین کے بعد ثاء

۶۲۳۵ عتبہ بن ابی سفیان

بن حرب بن امیہ اموی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی۔ بقول ابن مندہ: عہد رسول اللہ ﷺ میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں طائف کا گورنر بنایا۔

میں کہتا ہوں: مجھے بہت زیادہ تتبع و تلاش کے بعد بھی واقعہ شہادت عثمان سے پہلے کہیں ان کا ذکر نہیں ملا۔ حافظ ابن عساکر نے ان کے حالات میں جو کچھ لکھا ہے اس سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے ہوں۔ اس کا احتمال ہے۔ طائف کا گورنر تو انہیں ان کے بھائی امیر معاویہ نے بنایا تھا اور اکتالیس (۳۱ھ) کے بعد انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر مصری فوج کے عبداللہ بن عمرو بن عاص کی معزولی کے بعد سربراہ مقرر ہوئے۔ اور اسکندریہ میں وفات پائی۔

باب عین کے بعد ثاء

۶۲۳۶ (ز) عثمان بن بدیل

بن ورقاء خزاعی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن مندہ ان کے والد کے حالات میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن الحکم سے بدیل بن ورقاء کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: خزاعی ہیں۔ نبی ﷺ سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمن اور عثمان۔ ابن مندہ ان کے متعلق لکھتے ہیں: نبی ﷺ سے پہلے فوت ہو گئے ان کے بیٹوں نے آپ ﷺ کا دور پایا ہے فرماتے ہیں: بقول بعض: بدیل صفین میں قتل ہوئے۔ صفین میں قتل ہونے والے عبداللہ بن بدیل ہیں۔

۶۲۳۷ عثمان بن عاص

بن وابصہ بن خالد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ان کا والد عہد نبی ﷺ میں کافر مارا گیا۔ لہذا عثمان اس قسم میں سے ہوئے یہ مشہور مدنی محدث عطف بن خالد بن عبداللہ بن عثمان کے پردادا ہوتے ہیں۔

۶۲۳۸ (ن) عثمان بن ابی العاص

بن نوفل بن عبد شمس بن عبد مناف۔ بلاذری نے ”انساب“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا باپ بدر میں کافر مارا گیا۔

۶۲۳۹ عثمان بن عبدالرحمن

بن عثمان التیمی ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ رہے یہ تو انہیں روایت حاصل ہے۔ جبکہ حسن بن عثمان نے صحابہ میں ان کا

ذکر کیا ہے کہ چوتھر (۷۷۴ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۲۵۰ عثمان بن عبید اللہ

بن الہدی بن عبد العزیٰ بن عامر بن حارث بن حارث بن سعد بن تیم بن قرہ قرشی تمیمی۔ ابن مندہ کا بیان ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔

باب عین کے بعد دال

۶۲۵۱ (ز) عدی بن الحُمیر

بن عدی، ان کا تذکرہ ان کی والدہ معاذہ کے حالات میں ہوگا۔ (ت: ۱۱۷۵۲)۔

۶۲۵۲ (ز) عدی بن کعب

العدوی ابو شہہ سلیمان کے والد۔ کنیت سے مشہور ہیں ازدی نے ان کا نام نقل کیا ہے کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

باب عین کے بعد راء

۶۲۵۳ (ز) عزام بن المنذر

بن زید بن قیس بن حارث بن لأم الطائی۔ لمبی عمر والے شاعر جنہوں نے دور جاہلیت اور زمانہ اسلام پایا ہے اور ہجرت کے سو سال تک زندہ رہے۔ بعض عوام نام بتاتے ہیں۔ ابو حاتمؒ جستانی کتاب المعمرین میں لکھتے ہیں: انہیں عمر بن عبد العزیزؒ کے پاس لایا گیا تاکہ ان کا نام اپنا ج لوگوں میں لکھیں۔ لوگوں کا کہنا ہے: انہوں نے دور جاہلیت میں ایک زمانہ پایا ہے حضرت عمر بن عبد العزیز ان سے فرمانے لگے: آپ کی یہ پرانی بیماری کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔
 اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں آیا میں نے ذوالقرنین کے دور کی ایک قوم دیکھی تھی یا میں اس سے بھی پرانا ہوں۔
 جب میری قمیض اتاری جائے گی تو صاف معلوم ہوگا کہ میرے بازوؤں کا یہ حال ہے کہ نہ ان پر گوشت ہے اور نہ ان میں خون ہے۔ ابن کلبی نے بنی قیس بن حارث کے ایک کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد طاء

۶۲۵۳ عطاء بن یعقوب المدنی

مولا ابن سباع۔ مشہور تابعی ہیں جن کی حدیث مسلم میں بروایت ان کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما مروی ہے ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں بطریق اللیث بن سعد روایت کی ہے کہ عطاء مولا ابن سباع آسمان کی طرف سر نہ اٹھاتے تھے۔ نبی ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

باب عین کے بعد قاف

۶۲۵۵ (ز) عقرب بن ابی عقرب

نام خویلد بن خالد بن بحیر بن عمرو بن حماس بن یحییٰ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ ہے۔ بقول طبری: ان کے والد مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔ ان کا یہ بیٹا نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوا۔

۶۲۵۶ (ز) عقبہ بن اہبان

بن عمرو بن الاکوع۔ بقول بعض: عقبہ بن اہبان بن اوس۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔ طبری ذکر کرتے ہیں: حضرت عمر نے انہیں کلب وغیرہ کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے ہوں گے اور ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ابن کلبی نے ان کے بارے میں کسی شاعر کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے: ”میں بھیڑیے سے گفتگو کرنے والے ابن اوس کے بیٹے کی طرف ٹھوکر نہ کھانے والے مضبوط اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔“

۶۲۵۷ (ز) عقبہ بن نافع

بن عبد القیس بن لقیط بن عامر۔ بن امیہ بن الظرب بن امیہ بن حارث بن فہر قرشی۔ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ان کا لوگوں میں نام تھا جنہوں نے حضرت زینب کی سواری کو بدکایا تھا جب وہ مدینہ کی جانب روانہ ہوئی تھیں۔ ان کا والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گیا۔ یہ بات زبیر بن بکار نے لکھی ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عقبہ کے ماموں تھے اور فتح مصر میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہیں انہوں نے حویلی بنائی پھر یزید بن معاویہ نے انہیں مغرب کا گورنر بنا دیا۔ انہی نے قیروان آباد کیا۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں جو صحیح نہیں۔ ان کا والد ہبار بن اسود کے ساتھ جب اس نے حضرت زینب کی سواری کو چھیڑا تھا جیسا کہ روایات میں آتا

اسد الغابۃ (۳۶۷۷) تجرید (۳۸۲/۱) مسلم کتاب الحج باب: استحباب اداۃ الحاج التلبیۃ (۳۰۷۶)

جامع المسانید (۱۴۶/۹) اسد الغابۃ (۲۵۳/۳) اسد الغابۃ (۳۷۱۶) استیعاب (۱۸۴۹) تجرید (۳۸۵/۱)

ہے۔ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہی دونوں کے بارے میں فرمایا: جب تم لوگ ان دونوں سے ملنا تو انہیں آگ میں جلا دینا۔
 واقدی نے بطریق ابو الخیر الیزنی روایت کی ہے: جب مصر فتح ہوا تو عقبہ بن عامر کو گاؤں کی جانب بھیجا گیا۔ ان کے گھوڑے نو بہ تک پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مغرب پر حملے کی اجازت چاہی کہ اس کا نگران عقبہ بن نافع کو بنایا ہے آپ نے اجازت نہ دی پھر حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد کو اجازت دے دی تو انہوں نے عقبہ کو جنگ کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے افریقہ فتح کر کے قیروان کا نقشہ کھینچا۔ خلیفہ نے سند حسن سے نقل کیا ہے۔ جب عقبہ نے افریقہ فتح کیا تو قیروان کے پہاڑوں پر تین بار کھڑے ہو کر کہا: اے اس وادی کے باشندو! ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ اس میں اترنے والے ہیں۔ لہذا تم لوگ کوچ کرو۔ ہم نے دیکھا کہ ہر درخت اور پتھر کے نیچے سے کوئی جانور نکل پڑا اور وادی کے میدان میں اتر گئے۔ پھر فوج سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر اترو۔ یعقوب بن سفیان بطریق ابن وہب عن ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں: کہ عقبہ بن نافع حضرت عثمان کے پاس افریقہ کی فتح کی خوشخبری لے کر آئے جنہیں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھیجا تھا۔ اور بطریق بحیر بن ذاکر مروی ہے فرماتے ہیں: میں عبداللہ بن عمرو کے پاس تھا اتنے میں ان کے پاس عقبہ بن نافع آئے۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ میں نے سنا ہے کہ تم گورنر بننا چاہتے ہو؟ کہا: یزید بن معاویہ نے مجھے افریقہ کے لشکر کا پرچم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: خبردار! اہل مصر کے لیے کھلونہ بننا۔ اس لئے کہ میں سنسار ہا ہوں کہ اس جانب قریش کا ایک شخص ظاہر ہو کر ہلاک ہوگا۔ راوی کا بیان ہے پھر وہ آئے، تو وہ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ برابرۃ (بربری وحشی قوم جس نے اپنے نبی کو قتل کر کے اس کی ہڈیوں کو پکا کر کھالیا تھا۔ کنز العمال) نے انہیں شہید کیا۔ مصر شام اور افریقہ میں ان کی اولاد موجود ہے۔ بقول ابن یونس: ابن مندہ نے بطریق خالد بن یزید عن عمارہ بن سعد عن عقبہ بن نافع الفہری روایت کی ہے اور وہ افریقہ میں شہید ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو وصیت کی: رسول اللہ ﷺ کی حدیث صرف معتبر شخص سے قبول کرنا، اگرچہ تم عباہ پہنچو اور ایسی نہ لکھنا جو تمہیں قرآن سے غافل کر دے۔

باب عین کے بعد لام

(۶۲۵۸) العلاء بن عدی

بن ربیعہ بن عبد العزی بن عبد شمس العجمی۔ علی کے بھائی۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے بھائی علی کا تذکرہ ہونا ہے۔ (ت ۶۲۶۳)

(۶۲۵۹) العلاء بن یزید

بن انیس بن عبد اللہ بن عمر الفہری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: بقول بعض: نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور فتح کے بعد مصر آئے۔ یہ احمد بن سعید بن عمرو بن حارث بن العلاء الفہری کے سکزداد ہیں۔ وہیں ان

کی اولاد ہے۔

۶۲۶۰ علقمہ بن وقاص اللیثی۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۲۶۱ (ز) علقمہ بن سعد

بن معاذ انصاری، اوس کے سردار کے بیٹے۔ ابن فتحون نے اس دلیل کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد حیات نبوی ﷺ میں فوت ہو گئے لہذا ان کے اس بیٹے کو روایت حاصل ہے ابراہیم بن حبان بن حکیم بن علقمہ بن سعد بن معاذ انہی کی نسل سے ہیں۔ جن کے کامل ابن عدیؒ میں مکمل حالات ہیں۔

۶۲۶۲ (ز) علقمہ بن وقاصؒ

بن حصن بن کلدہ بن عبد یلیل بن طریف..... اللیثی۔ بقول واقدی عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ابن مندہ خیمہ سے عن یحییٰ بن جعفر عن یزید بن ہارون عن محمد بن عمرو بن علقمہ انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ میں غزوہ خندق میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو یہ صحابی ہیں۔ لیکن ائمہ فن نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: جو بات ابن مندہ نے نقل کی ہے وہ ہم ہے پھر ابن سعد اور ابن حبانؒ فرما رہے ہیں ان کا انتقال خلافت عبد الملک بن مروان میں مدینہ میں ہوا۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حضرت عمر، عائشہ وغیرہ حضرات سے صحیح میں ہے۔

۶۲۶۳ علی بن عدیؒ بن ربیعہ

قریب ہی ان کے بھائی (علاء) کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں میں نے اس شرط پر ان کا ذکر کیا کہ مکہ یا مدینہ مسلمان والدین کے ہاں عہد نبوی میں پیدا ہونے والوں میں سے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آغاز خلافت میں ان علی کو مکہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ تو ان میں سے ایک عورت کہنے لگی۔

”اے ہمارے رب! علی کے اونٹ کو چلنے سے روک اور اس اونٹ میں برکت نہ دے جو اس نے سواری کے لیے دیا ہے صرف علی بن عدی، اس کا نہیں۔“

۶۲۶۴ علی بن ابی رافعؒ مولا النبی ﷺ

عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام علی رکھا محاطی اپنی امالی میں لکھتے ہیں احمد بن محمد بن سعید، زید بن حباب سے بواسطہ فائدہ ہم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے مولا عبید اللہ بن علی بن ابی رافع مولا رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام علی رکھا تھا۔ کہ مجھ سے میرے دادا ابو رافع نے بیان کیا..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

باب عین کے بعد میم

۶۲۶۵) **عمار بن سعد القرظی** *

از اولاد صحابہ۔ ابن منہ لکھتے ہیں: انہیں روایت حاصل ہے پھر ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی۔ اور دوسرے حضرات نے بروایت ان کے بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے۔ انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے روایت حاصل ہے۔ ابو نعیم نے ان کی روایت کا انکار کیا ہے۔

۶۲۶۶) **عمرو بن خزابه** *

ابن نعیم۔ ابو معروف ابن منہ نے بطریق اسحاق بن سوید رلی۔ بحوالہ عمرو بن خزابه بن نعیم روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے جب نبی ﷺ تبوک سے تشریف لائے تو اس وقت وہ دودھ پیتے تھے۔

۶۲۶۷) **(ز) عمرو بن حمزہ**

بن عبد المطلب۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ کوئی اولاد یا دغا چھوڑے بغیر فوت ہو گئے۔

۶۲۶۸) **عمرو بن سعد بن معاذ انصاری**

قسم اول میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ محمد بن عمرو بن علقمہ کو ان کے متعلق وہم ہو جاتا تھا وہ ”عمر بن سعد“ کہتے تھے۔ جبکہ درست عمرو ہے۔

۶۲۶۹) **(ز) عمرو بن سہل**

بن عمرو العامری۔ سہیل بن عمرو کے بھتیجے۔ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ صفیہ بنت عمرو بن عبدود ہیں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ (ت ۱۱۴۰۸)

۶۲۷۰) **(ز) عمرو بن ابی طلحہ انصاری**

عہد نبی ﷺ میں کسب کے عالم میں فوت ہوئے آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا حاکم کی روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے رسول اللہ ﷺ کو تشریف آوری کی دعوت دی جب ان کا صاحبزادہ عمرو بن ابی طلحہ فوت ہوا۔ چنانچہ آپ نے انہی کے گھر میں جنازہ پڑھا۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۲۷۱) **عمرو بن عتبہ** *

بن نوفل القرشی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھانجے۔ ابن منہ کی روایت ہے کہ حضرت عاتکہ بنت ابی وقاص حضرت

سعد بن ابی وقاص کی ہمیشہ فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو میں آٹھ خواتین کے ساتھ آپ کے پاس آئی۔ میرے ساتھ میرے دو بیٹے تھے۔ میں نے عرض کی یہ دونوں آپ کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی ہیں۔ (باب کی طرف سے چچیرا اور ماں کی طرف سے خالہ زاد کی کارشتہ) آپ نے ان میں سے ایک عمرو بن عتبہ بن نوفل کو جو دونوں میں سے زیادہ چھوٹا تھا لے کر اپنی گود میں رکھ لیا.... حدیث۔

۶۲۷۲ عمرو بن ہشام

بن عمرو بن ربیعہ قرشی عامری ان کے والد ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس تحریر کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی جسے قریش نے بنی ہاشم کے خلاف لکھا تھا پھر فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آئے ان کا بیٹا عمرو بنی ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوا۔ ان کی اولاد سے زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۳ (ن) عمران بن طلحہ

بن عبید اللہ التیمی۔ ان کی والدہ حمہ بنت جحش ام المومنین حضرت زینب کی بہن ہیں۔ ابن مندہ نے جو طلحہ کے متعلق لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران حیات نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے سند ضعیف موسیٰ بن طلحہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں بیٹوں کے نام موسیٰ اور عمران رکھے۔ ابن سعد * نے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۴ (ن) عمیر بن ابی عزیز

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار قرشی عبدی۔ ان کا والد احد میں کافر مارا گیا۔ اس کے بیٹے ان عمیر نے ایک بیٹا مصعب یادگار چھوڑا جو حرہ میں شہید ہوا۔ بلاذری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد نون

۶۲۷۵ (ن) عنبہ بن ابی سفیان *

بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں بلکہ انہیں روایت بھی حاصل نہیں۔

میں کہتا ہوں: جب انہوں نے دور نبوی ﷺ پایا ہے تو یقیناً روایت بھی حاصل ہوگی اگرچہ ایک جانب سے ہو۔ خصوصاً جبکہ نبی ﷺ کے سرسالی رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کی ہمیشہ حضرت ام حبیبہ ام المومنین ہیں۔ اور یہ سب لوگ مکہ میں حجتہ الوداع کے موقع پر اکٹھے ہوئے تھے۔ عنبہ کو بعض صحابہ سے روایت حاصل ہے جو صحیح مسلم اور سنن میں ہے۔ اپنی بہن ام حبیبہ اور شداد بن اوس سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابوامامہ باہلی، یعلیٰ بن عبید جو اگرچہ عمر میں ان سے بڑے ہیں، روایت کرتے ہیں۔ اور یہ اضافہ نقل

کیا ہے: عمرو بن اوس الثقفی، قاسم ابو عبد الرحمن، کھول عطاء، حسان بن عطیہ وغیرہ۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ہمارے متقدمین ائمہ اس پر متفق ہیں کہ یہ تابعی ہیں۔ اپنے بھائی امیر معاویہ کی طرف سے مکہ کے والی بنے اور چھیا لیس یا سینتالیس (۳۶ یا ۴۷ھ) میں لوگوں کو حج کرایا۔ خلیفہ کا بیان ہے۔ امیر معاویہ نے انہیں مکہ کا والی بنایا جب وہ کہیں جاتے تو طارق بن المرقع کو اپنا نائب بنا جاتے۔ نسائی کی بطریق عطاء بن یعلیٰ بن امیہ روایت ہے کہ میں طائف آیا تو عنبسہ بن ابی سفیان کے پاس آیا اس وقت وہ جان کنی کے عالم میں تھے۔ فرمانے لگے: مجھ سے ام حبیبہ نے بیان کیا پھر یہ حدیث ذکر کی۔ جو شخص دن میں بارہ رکعتیں پڑھے گا، ہم نے اسے ”کنجہ و دیات“ میں عمرو بن اوس نقل کیا ہے کہ میں عنبسہ کے پاس اس وقت گیا جب وہ موت کی کنکاش میں مبتلا تھے۔ پھر مجھ سے بحوالہ اپنی بہن ام حبیبہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ”جو دن میں بارہ رکعتیں (سنت مؤکدہ) پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا“ فرماتے ہیں: جب سے میں نے ام حبیبہ سے سنا انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ (علامہ نووی رحمہ اللہ ریاض الصالحین میں اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں۔ جو شخص ان کی پابندی کرے گا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا جس کی دلیل خود حدیث میں موجود ہے کیونکہ جنت میں ایماندار ہی داخل ہوگا۔ ع ن)

باب عین کے بعد واؤ

۶۲۷۶ عون بن العباس

بن عبد المطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے عم زاد اور بھائیوں میں کے ایک۔ ابن عبد البر نے ان کے بھائی تمام کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۷ عون بن عبیدہ

بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی ان کے والد غزوہ بدر کے بعد فوت ہوئے اور غزوہ بدر رمضان دو (۲ھ) میں پیش آیا۔ لگتا ہے یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے کیونکہ بلاذری نے لکھا ہے: عبیدہ بن حارث کی نسل ختم ہو گئی۔

باب عین کے بعد یاء

۶۲۷۸ عیاض بن عدی بن النخیار

قرشی نوفلی عبید اللہ کے بھائی۔ ان کے والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہوئے لہذا یہ اس قسم میں سے ہوئے۔ ان کا عدی نامی ایک بیٹا تھا جس کا ذکر ملتا ہے جس کا حور یہ نے ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد ایک بیٹا قتل کر دیا تھا زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

القسم الثالث جن لوگوں نے دور نبوی ﷺ پایا ہے لیکن آپ ﷺ کو دیکھا نہیں

باب عین کے بعد الف

۶۲۷۹ عارض الجشمی

زبیر بن بکار نے موفقیات میں ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ان کا تعلق اس قسم سے ہے۔ چنانچہ وہ بطریق علقمہ بن حنیس السلمی روایت کرتے ہیں فرمایا: میں امیر معاویہ کے پاس آیا تو ان کے ہاں ابن وحمید النضری اور ابن عارض الجشمی کو دیکھا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں ہے: ابن عارض نے کہا: اپنے والد کی وفات سے پہلے میں ان کے ساتھ تھا مجھے راستے میں ایک ہرن کا نوزائیدہ بچہ نظر آیا تو میں نے اسے اپنی بہن کے لیے پکڑ لیا جس سے میرے والد بڑی محبت کرتے تھے۔ میں نے اسے گود میں اٹھایا ہوا تھا تو ہم لوگ درید بن الصمہ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت اس کی عقل جواب دے چکی تھی وہ نگاہ بیٹھا ناگس پھیلائے مٹی کے ڈھیر بنا رہا تھا۔ اس نے سراٹھا کر ہرن کے بچے کو دیکھا تو کہا۔ صر گویا یہ ڈھیر گود کی چوٹی ہے جو تاریکی اور بادل کے دن میں ہے جیسے گود میں اٹھایا یہ ہرن کا بچہ جو کسی خوبصورت شے سے بڑھ کر ہے۔

پھر اٹھا اور لڑکھڑا کر گر گیا۔ پھر یہ اشعار کہے۔ صر

میں اپنے پہلے دور کی طرح نہیں کھڑا ہو سکتا ہوں میری پنڈلی ٹیڑھی اور نیچے سے سخت ہو گئی ہیں۔ ہائے واہ پہلا زمانہ، ہائے میرا پہلا دور، ہائے میرا پہلا وقت۔

میں کہتا ہوں: درید جنس میں قتل ہوا۔ بقول بعض: بلکہ اس سے پہلے قتل ہوا۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ عارض اور ان کی اولاد اس قسم سے ہوئے۔

۶۲۸۰ (ز) عاصم بن حمید السکونی الحمصی

دور جاہلیت پایا ہے اور خلافت صدیقی میں آئے۔ معاذ بن جبل کے ساتھ رہے جو ابن سعد اور دارقطنی کا قول ہے۔ بزار لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم آیا ان سے سماع کیا ہے یا نہیں؟ امام احمد نے سند میں بطریق راشد بن سعد بن عاصم بن حمید، جو حضرت معاذ کے شاگردوں میں سے ہیں بحوالہ معاذ روایت کی ہے۔ ابو زرہ دمشقی نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جابیہ* میں ان کا خطبہ سنا ہے۔ اسی طرح عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عمرو بن قیس السکونی، ازہر بن سعید الحمازی اور راشد بن سعد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن قطان فرماتے ہیں: ان کا حال معلوم نہیں۔ جبکہ الدارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے لگتا ہے اس کا ابن القطان کو علم نہ تھا۔

(۶۲۸۱) (ز) عاصم بن خلیفہ

بن معقل بن صباح بن طریف بن زید بن عمرو بن عامر بن کعب بن سعد بن ضبۃ الغصی۔ جاہلیت کے مشہور شہسوار۔ مرزبان بنی اشراء میں لکھتے ہیں: مخضرمی اور بصرہ کے رہائشی ہیں۔ مبرد "الکامل" میں لکھتے ہیں۔ یہ بسطام بن قیس بن خالد بن سفیان کے سردار کے قاتل ہیں۔ بسطام بکر بن وائل کا بہادر تھا۔ اس نے بنی ضبہ پر حملہ کر کے ان کے اونٹ آگے لگا لیے انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا سب اس کے پیچھے لگ گئے۔ عاصم کی ماں نے دیکھا کہ وہ کوئی ہتھیار تیز کر رہا ہے کہنے لگی: اس کا کیا کردے؟ کہنے لگا: بسطام بن قیس کو قتل کروں گا۔ اس نے اسے ڈانٹا۔ اسی اثناء میں اسے اپنے چچا کا گھوڑا درخت کے ساتھ بندھا ہوا نظر آیا۔ اچھل کر اس کی تنگی پشت پہ (زین کے بغیر) سوار ہو گیا۔ بسطام نے جب اپنے پیچھے بنی ضبہ کا لشکر آتے دیکھا تو اس نے اونٹوں کو سرینوں پر نیزے مارنے شروع کر دیے۔ اتنے میں عاصم بن خلیفہ اس پر ٹوٹ پڑا اور نیزہ اس کے گھونپ دیا۔ اور اس کی لاش ایک چھوٹے سے درخت پہ ڈال دی۔ جسے اللہ لاء کہا جاتا ہے (یہ درخت ہمیشہ سرسبز رہتا ہے اور اس کا پھل کڑوا ہوتا ہے جیسے سرو ہوتا ہے) جس وقت بسطام کا قتل ہوا اس وقت نبی ﷺ مکہ میں تھے۔ بسطام نصرانی تھا۔ اس کے بھائی نے چاہا کہ وہ بنی ضبہ کی طرف لوٹ جائے تو وہ اس سے کہنے لگا: ابوحنیف! اگر تم لوٹ جاؤ۔ بسطام اسی زخم سے مر گیا۔ جس کے متعلق اس کی قوم کے کسی شخص نے مرثیہ کہا ہے۔

وہ اللہ لاء درخت پر ایسے گرا کہ اسے تکیہ بھی نہ بنایا لگتا ہے اس کی پیشانی تیز تلوار ہے۔

جب بسطام قتل ہو گیا تو بنی بکر بن وائل کا ہر گھر سوگ میں گرا دیا گیا۔ عاصم بن خلیفہ بصرہ رہنے لگے۔ حضرت عثمان کے پاس آتے اجازت چاہتے تو کہتے: عاصم بن خلیفہ بسطام کا قاتل دروازے پر ہے۔

(۶۲۸۲) (ز) عاصم بن عبد اللہ

بن رافع بن مالک بن جہلمہ بن یربوع بن سعد بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن حدان بن غنم بن یحییٰ ابن المصمر الغنوی ابو عبید معمر بن الحشی نے ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: دور جاہلیت کے ہیں نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔ پھر ان کی روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے شام بن زہیر کی جنگ کا زمانہ پایا ہے پھر وہ واقعہ نقل کیا۔

(۶۲۸۳) (ز) عاصیہ السملی

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ خلافت فاروقی میں جواں مرد تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو۔ اخبار مدینہ میں زبیر بن بکار نے ایک حدیث نقل کی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت سعد نے عاصیہ السملی کی باندی کو چراگاہ سے لکڑیاں کاٹنے دیکھا تو اسے مارا اور اس کے کپڑے چھین لیے۔ عاصیہ سملی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حضرت سعد کے خلاف استدعا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اس کا کلہاڑا اور کپڑے اسے واپس کر دو۔ البتہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو غنیمت رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا کی ہے میں اسے واپس نہیں کر سکتا۔ صحیح مسلم میں حضرت سعد کا واقعہ اس واقعے سے ملتا جلتا ہے لیکن اس میں عاصیہ کا ذکر ہے نہ حضرت عمر کا۔ بلکہ اتنا ہے انہوں نے ایک غلام کو لکڑیاں کاٹنے دیکھا اور سنن ابوداؤد میں حضرت سعد کا ایک اور واقعہ ہے۔ اس میں نہ انہوں نے ایک شخص کو شکار کرتے دیکھا۔ (صحیح یہی ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہونے والا

انسان مرد تھا۔ ع ت ن۔

۶۲۸۳ (ن) عامر بن الاضبط

میں نے قسم اول میں اس سے خبردار کیا ہے۔ محکم کے حالات میں ان کا واقعہ ذکر ہوگا۔

۶۲۸۵ عامر بن جحدم الحضرمی

ابن درید نے اپنی امالی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق ہشام بن الکسبی یہ روایت کی ہے کہ ان کے والد محمد بن السائب الکسبی نے فرمایا: مجھ سے مکہ میں حضرموت کے ایک شیخ نے اپنے والد سے۔ جن کا نام عامر بن جحدم ہے۔ بحوالہ اپنے دادا بیان کیا جن کا دور جاہلیت سے تعلق تھا کہ حضرموت میں ایک شیخ تھا..... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اور اس میں شیخ کے بیٹے کا یہ شعر نقل کیا۔ جو مر جاتا ہے تو قبیلہ جلدی سے اسے دور کر دیتا ہے کیا یہی برا تو شہ لینے والا ہے۔ کھیتی کو کاٹنے والے کی کٹائی کے وقت کے لیے جھکا یا جاتا ہے۔ کتنے بیٹے ہیں جو والد کی موت کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔ احتمال ہے کہ عامر کے والد جحدم نے دور نبوی ﷺ پایا ہو جس سے میں نے حرف جیم میں خبردار کیا ہے۔

۶۲۸۶ (ن) عامر بن عبد قیس

بن قیس۔ بقول بعض: عامر بن عبد قیس بن ناشب بن اسامہ بن حذیفہ بن معاویہ التمیمی العنبري ابو عبد اللہ ابو عمرو الحضرمي مشہور تارک الدنیا۔ بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے۔ ابو موسیٰ نے ”الذیل“ میں یہ بات نقل کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں جعفر بن ابی کعب نقل کیا ہے کہ حسن بصری اور ابن سیرین: عامر بن عبد قیس کہنا ناپسند کرتے تھے وہ کہتے تھے: عامر بن عبد اللہ سیف نے الفتوح میں بطریق ابو عبیدہ العصفری نقل کیا ہے کہ یہ فتح مدائن میں شریک تھے۔ عجلی لکھتے ہیں: عبادت گزار اکابر تابعین میں سے ثقہ ہیں۔ کعب الاحبار کا کہنا ہے: اس امت کے راہب ہیں۔ ابن سعدؒ نے بحوالہ مالک بن دینار نقل کیا ہے کہ جب کعب الاحبار نے شام میں عامر کو دیکھا..... پھر ان کا ذکر کیا۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ انہوں نے روزانہ اپنے اوپر ہزار رکعتیں لازم کی ہوئی تھیں۔ ابو نعیم ”الحلیۃ“ میں بطریق مالک بن دینار روایت کرتے ہیں۔ عامر بن عبد قیس کا گزر ایک قافلے کے پاس سے ہوا جنہیں شیر نے روک رکھا تھا۔ یہ ادھر پہنچے۔ پوچھا کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا: شیر ہے تو یہ گئے یہاں تک کہ ان کا کپڑا شیر کے منہ کے ساتھ لگا۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں بطریق بلال بن سعد روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عامر بن عبد قیس کی چغلی کھائی آپ نے انہیں شام کی طرف اونٹ پر بٹھا کر جلا وطن کر دیا۔ امیر معاویہ نے انہیں سرسبز جگہ پر اتارا اور ان کی طرف ایک لڑکی بھیجی جسے کہلا بھیجا کہ ان کی کیفیت سے خبردار کرتی رہے۔ وہ ساری رات قیام کرتے اور سحری کے وقت نکلتے اور عشاء کے بعد واپس آتے امیر معاویہ کے بھیجے ہوئے کھانے سے کچھ بھی نہ کھاتے البتہ اس کھانے کے ساتھ جو ریزے آتے وہ انہیں پانی میں بھگو کر کھاتے اور پانی پی لیتے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کی تو یہ حالت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے انہیں حکم دیا ان سے مدارات رکھیں اور انہیں اپنے قریب رکھیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بلال بن سعد فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے انہیں رومی زمین میں اپنے اسی فخر پر سوار دیکھا ہے جس پر اب ان کی اولاد سوار ہوتی ہے اور اپنی اولاد کو سوار کرتی ہے۔ ابن ابی الدنیا کی کتاب میں ہے کہ عامر بن عبد اللہ (یعنی عامر بن عبد قیس) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی سردیوں میں ان کے لئے وضو کرنا آسان کر دے تو ان کے لئے بخارات کی شکل میں پانی آتا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعا کی تھی ان کے دل سے عورتوں کی محبت نکال دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر انہیں اس کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ملنے والا مرد ہے یا عورت۔ اور جب جہاد میں شرکت کرتے تو فرماتے: مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں بطریق العلاء بن الشحر عامر بن عبد قیس سے روایت کی ہے کہ وہ اپنا وظیفہ لے کر اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیتے۔ راستے میں جو مسکین ملتا اسے دے دیتے۔ اور جب اپنے گھر آتے تو ان کی طرف پھینک دیتے وہ لوگ گنتے تو اسے جوں کا توں پاتے۔ اور ضررہ، ابن عطاء سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ عامر بن عبد اللہ کی قبر بیت المقدس میں ہے۔ اور وہیں کا کہنا ہے: یہ خلافت معاویہ کا واقعہ ہے۔

۶۲۸۷ (ز) عامر بن عبد الاسد

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ان کی طرف پیام بھیجتے ہیں کہ مردوں سے جنگ میں بھرپور جدوجہد سے کام لو اور ان کے حال سے پوری واقفیت حاصل کرو۔ ابن فقیون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کا نسب نہیں لکھا۔ اگر یہ سلمہ بن عبد الاسد مخزومی حضرت ام سلمہ کے سابقہ شوہر کے بھائی ہیں تو پھر صحابی ہیں۔

۶۲۸۸ (ز) عامر بن عقبہ

بن حصن بن ربیعہ بن بدر الخزازی ان کے چچا عیینہ بن حصن صحابی ہیں اور انہیں دور نبوی حاصل ہے ان کا بیٹا نصر بن عقبہ دور بنی امیہ میں شاعر تھا۔ عویف القوانی کی جگو کی تھی۔ اسے نصر بن طوعہ جو اس کی بہن تھی۔ کہا جاتا تھا مرزبان نے اپنی محرم میں اس کا شعر نقل کیا ہے۔

اگر لوگ موت سے بچ جائیں تو بچ کی آزمائش اور پرانا نسی نقاخر آگھیرتا ہے۔ مرادی بچ نکلے یہ قلعہ ہے۔ اور شکار میں نے انہیں نہیں شکار کیا۔

۶۲۸۹ (ز) عامر بن مالک

بن الاسلم بن شکل بن کعب بن الحریش بن کعب العامری ثم الحریش۔ بقول ابن کلی: اپنے دور میں بنی عامر کے سردار تھے۔ ان کا زفر بن حارث کے ساتھ عبد الملک بن مردان کے ہاں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ عامر کو ”ذوالغصۃ“ کہا جاتا تھا۔

۶۲۹۰ (ز) عامر حمل

مولامراد۔ دور نبوی پایا ہے۔ ابو عمر الکندی نے مصری ”اشراف الموالی“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن نفیر سنداً نقل کیا ہے کہ وہ یمن سے اپنے موالی کے ساتھ آئے اور شام کی فتح میں شریک ہوئے۔ ایک قول ہے اہل ”ارسیفہ“ سے ہیں۔ دمشق

شراب کی مشکیں بیچے آئے اور اسلام کی رغبت ہوئی تو مسلمان ہو گئے۔ عبد اللہ بن زید الحملی کے موالی ہونے کی وجہ سے انہیں عامر حمل کہا جاتا ہے پھر عمرو بن عاص کے ساتھ گئے اور فتح مصر میں شرکت کی۔

۶۲۹۱) عانذ بن قیس الجرُمَزِي

عبد اللہ بن خلیفہ البولانی میں ان کا ذکر ہوگا۔

۶۲۹۲) (ن) عانذ بن التَّهْبَةِ

نام مالک بن عوف بن قریع بن بکر بن ثعلبہ ہے دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے ان کا بیٹا عبد اللہ بن عانذ امیر معاویہ کے ساتھ تھا۔

۶۲۹۳) (ن) عائش بن الصامت

بن درید بن صبح بن عبید بن قیس بن سلامہ بن رُؤی بن مالک بن نضد النضدی۔ انہیں ”ناسک“ کہا جاتا ہے ان کا بھی ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد باء

۶۲۹۴) عبّاد بن الجُلَنْدِي عبد میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۲۹۵) عبّاد بن رفاعہ العَنَزِي

انہیں دور نبوی ملا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے جس کا ابو الفرج اصہبانی نے ابو العتّاب شاعر کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ ابو العتّاب کا دادا کیسان عین التمر سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید کے حملے میں جہاں اور لوگ قید ہوئے یہ بھی قید ہو گئے۔ وہ یتیم تھے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوئے آپ نے ایک ایک سے ان کا نسب پوچھا تو ہر ایک اپنی معلومات کے مطابق بتاتا جاتا یہاں تک کہ کیسان سے پوچھا: انہوں نے بتایا عتّارہ سے ہوں اس وقت آپ کے پاس عبّاد بن رفاعہ بنی ہدم بن عتّارہ بن اسد بن ربیعہ بن فزار موجود تھے انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے انہیں مانگا۔ وہ انہی کے مخلص ہو رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے انہیں دے دیا تو انہوں نے انہیں آزاد کر دیا۔

۶۲۹۶) (ن) عبّاد بن زُرْعہ بن النعمان الثعلبی

دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ تاریخ بخاری میں سفاح بن مطر کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۲۹۷ (ز) عباد القصری

دور نبوی پایا ہے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفات میں کچھ خیموں کے پاس سے گزرے پوچھا: یہ کس کے ہیں ہم نے عرض کی عبدالقیس کے ہیں۔ آپ انہیں دعائیں دینے لگے۔

۶۲۹۸ (ز) عباد الناجی

دور نبوی میسر ہوا۔ سیف کا بیان ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی فتح میں شریک تھے۔

۶۲۹۹ (ز) عبداللہ بن ارطاة

بن شراحیل بن شیطان بن حارث بن الاصہب الجعفر۔ دور نبوی پایا ہے۔ قسم اوّل میں ان کے چچازاد سلمان بن ثمامہ بن شراحیل کا تذکرہ ہوا ہے کہ انہیں بارگاہ نبوت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے دوسرے چچازاد قیس بن سلمہ بن شراحیل کا تذکرہ ہوتا ہے۔ انہیں بھی آنے کی سعادت حاصل ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان عبداللہ کے لئے آنے کا لکھا ہو۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ یہ اپنے چچازاد سلمان اور اپنی قوم کے ساتھ رقبہ میں تھے جب یہ لوگ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا ساتھ دینے سے کنارہ کش رہے۔ راوی کا بیان ہے یہ اسی مرد تھے۔ ان کا واقعہ بھی ذکر کیا جو بشر بن مروان کے ساتھ پیش آیا۔ جب وہ کوفہ کا گورنر تھا کہ ایک دن اس نے خطبہ میں کسی چیز کا ذکر کیا تو یہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اللہ سے ڈرو تم نے مرنا ہے اور حساب دینا ہے تو اس نے انہیں کوڑے لگوانے کا حکم دیا تو کوڑوں کی تاب نہ لا سکے اور فوت ہو گئے۔

۶۳۰۰ عبداللہ بن اسید الخولانی

ثم الجدادی بقول ابن یونس: دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمرو کے ساتھ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۶۳۰۱ (ز) عبداللہ بن اصحمہ الحبشی

نجاشی کے بیٹے زبیر بن بکار کا بیان ہے حضرت اسماء بنت عمیس نے انہیں اپنے بیٹے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ دودھ چھوڑنے کی مدت تک دودھ پلایا تھا جب یہ لوگ حبشہ میں تھے۔

۶۳۰۲ عبداللہ بن بکر

بن حذلم الاسدی۔ بقول حافظ ابن عساکر: دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق آئے۔ جابیہ میں فروکش ہوئے۔ دمشق کے قاضیوں بنی حذلم کے دادا ہیں۔ ابوالحسن رازی تمام کے والد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے والد صحابی ہیں۔

۶۳۰۳ عبد اللہ بن برید

بن عبد اللہ بن اصرم الہلالی۔ ابویلی ذہبی نے تجرید* میں عبد اللہ بن براء کے بعد ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن الاثیر نے ان کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: مجھے اسد الغابہ کے کسی نسخہ میں ان کا نام نہیں ملا۔ البتہ کسی نے ابن الاثیر سے نقل کیا ہے کہ یہ حضری ہیں یہ میں نے کسی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے اور مرزبانی کی مجمع الشعراء میں ان کا ذکر دیکھا ہے کہ یہ لبابہ بنت الحارث الہلالیہ اہلیہ عباس بن عبد المطلب کے متعلق کہتے ہیں۔ ع

کسی شریف عورت نے اپنے خاوند سے ام الفضل کی نسل جیسی اولاد نہیں جنی۔ جو بڑھاپے میں بوزھوں سے افضل ہیں فضیلت والے مصطفیٰ نبی ﷺ کے چچا ہیں۔ رضی شاطبی نے ان کے والد کا نام با اور اسے تصغیر کی صورت میں برید لکھا ہے۔

۶۳۰۴ عبد اللہ بن ثوب ابو سلمہ الخولانی کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۶۳۰۵ عبد اللہ بن جبیر الخزاعی*

ساک بن حرب کے شیخ ابو علی بن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی نہیں۔

۶۳۰۶ عبد اللہ بن حارث

بن ورقاء الاسدی۔ عبد اللہ بن ورقاء کے حالات میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۳۰۷ (ز) عبد اللہ بن حارث

بن عبد العزی بن رفاعہ بن السعدی نبی ﷺ کے (رضاعی) بھائی۔ واقدی نے ان کا نام بتایا ہے۔ ابن سعد* لکھتے ہیں۔ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا ایک رضاعی بھائی تھا وہ کہنے لگا: آپ کی کیا رائے ہے کہ انسان مرنے کے بعد جی انھیں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن میں ضرور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہارے بتاؤں گا۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب ایمان لے آئے تو یہ کہہ کر روتے تھے: مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ تھا میں گے اور میں نجات پا جاؤں گا۔ یہ مرسل روایت ہے اس کی سند صحیح ہے۔

۶۳۰۸ (ز) عبد اللہ بن حذق

وہمید نے کتاب الردۃ میں اسلام پر قائم رہنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں ان کا یہ قصیدہ بھی نقل کیا ہے۔ ع ابو بکر اور مدینہ کے تمام نوجوانوں کو قاصد یہ پیام پہنچا دو! کیا تم لوگوں کو اس عزت مند قوم کا احساس ہے جو بخلائی

میں نرغے میں گھری بیٹھی ہے۔ ہمارا رحمن تعالیٰ پر بھروسہ ہے کیونکہ ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے مدد کو دیکھا ہے۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ ہم اللہ کو رب اور اسلام کو دین ماننے پر راضی ہیں۔

طبری نے کئی جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام وہ ہے کہ انہوں نے العلاء بن الحضرمی کو اپنی قوم تک پہنچنے کا خفیہ رستہ بتایا جس سے وہ ان پر دسترس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کی وجہ یہ بنی کہ جارد کو بکر بن وائل کی ایک جماعت نے قید کر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو لکھا: کہ میں جن لوگوں کی قید میں ہوں یہ رات کو روشن اور دن میں تاریک ہوتے ہیں۔ العلاء کہنے لگے: ہمیں ان تک پہنچنے کا رستہ کون بتائے گا؟ تو عبد اللہ بن حذق نے کہا: میں، یہ جب ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ان کی والدہ عجلیہ تھیں چیخ کر کہنے لگیں: اجرا، تو ابجر نے کہا: تو کون ہے؟ کہا: میں تمہاری باندی کا بیٹا عبد اللہ بن حذق ہوں۔ اس نے کہا: اسے چھوڑ دو۔ پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے: میں بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ! انہوں نے انہیں کوئی چیز دی۔ اس نے کہا: مجھے لگتا ہے آج کی رات تم اپنے ماموں کے لیے برے بھانجے ثابت ہو گے۔ پھر یہ لوگ شراب نوشی میں لگ کر ان سے غافل ہو گئے تو یہ بھاگ کر العلاء کے پاس آ پہنچے۔ العلاء نے شب خون مارا، یوں انہیں شکست ہوئی۔ ابن کلبی نے نسب بنی عامر میں عبد اللہ بن حذق بن عبد اللہ بن عوف بن شداد بن ربیعہ بن عبد اللہ بن ابی بکر کلاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ شاعر تھے شاید یہی ہیں۔

۶۳۰۹ عبد اللہ بن الحر العنسی

ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ مغازی میں ابن عائد نے بطریق ابن لہیعہ یزید بن ابی حبیب کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن الحر عنسی نے شام میں کوئی زمین کاشت کی ہے ان کی کھیتی کو کسی نے لوٹ لیا۔ انہوں نے کہا: میں ذلت و رسوائی کی طرف بڑوں کی گردنوں میں ڈال کے چلا اب اسے آپ کی گردن میں ڈال دیا۔ ابن عساکر لکھتے ہیں: زیاب کيسان میں ان کا قطعہ ارض تھا۔

۶۳۱۰ (ن) عبد اللہ بن حزن

انہوں نے حضرت عمر کا زمانہ پایا ہے ان سے ابوعلی الکاکلی۔ ابو موسیٰ اشعری کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ جسے امام احمد نے بروایت عبد الملک العرمی بحوالہ ابوعلی۔ جو کابل کے ایک فرد ہیں۔ نقل کیا ہے کہ ابو موسیٰ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے کسی چیز کا ذکر کیا۔ تو عبد اللہ بن حزن اور قیس بن مضارب ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے: جو بات آپ نے کی ہے یا تو اس کے خلاف کریں گے یا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے۔ پھر یہ حدیث ذکر کی: اے اللہ! ہم جان بوجھ کر کسی چیز کو آپ کا شریک بنانے سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور جو نہیں جانتے اس کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ دونوں شخص مخضری ہیں۔ کیونکہ دور فاروقی میں جو شخص اتنی عمر کا ہو کہ اپنے گورنر کو اپنے ماموں کے بغیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرائے یقیناً اس نے عہد نبوی ﷺ پایا ہوگا۔

۶۳۱۱ عبد اللہ بن الخریث البکری

ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیحہ عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر بحوالہ عبد اللہ بن الخریث روایت

کرتے ہیں۔ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے کہ قریش کے ہر فخذ (عرب کے ہاں نسب کے چھ درجات ہوتے ہیں۔ شعب، قبیلہ، عمارہ بطن، فخذ، فسیلہ۔ گویا فخذ نسب کی پانچویں شاخ ہوئی۔ تقی عامرندی) کی مسجد حرام میں معلوم مجلس ہوتی تھی۔ جس میں وہ بیٹھے تھے بنی بکر کی بھی ایک مجلس لگتی تھی ایک دفعہ ہم لوگ مجلس لگائے مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک نو عمر لڑکا آ گیا۔ پھر جاہلیت میں حرمت کعبہ کا واقعہ نقل کیا۔

۶۳۱۲) عبد اللہ بن خلف الخزاعی

طلحہ الطلحات کے والد۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بصرہ میں آری رجسٹریشن کے منشی کاتب تھے۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔
میں کہتا ہوں: ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیوان بصرہ کے کاتب تھے۔ جس کا ذکر ابن درید نے اپنی امالی میں مجالد بن سعید تک اپنی سند سے کیا ہے۔

۶۳۱۳) عبد اللہ بن خلیفہ البولانی الطائنی

دور نبوی ﷺ پایا ہے اور جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ جب عائذ بن قیس جرمری نے عدی بن حاتم سے جھنڈا لینا چاہا تو عبد اللہ بن خلیفہ نے کھڑے ہو کر کہا: کیا عدی رسول اللہ ﷺ کی طرف تمہارے نمائندے اور قادیسہ میں تمہارے سردار نہ تھے۔

۶۳۱۴) عبد اللہ بن خنیس العامری

وہیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بحوالہ ابن اسحاق اسلام کا دامن تھا منے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ان سے خطاب میں یہ اشعار کہے۔
مجھے اپنی زندگی کی قسم! اگر بنی عامر اسلام لانے کے بعد اپنے کفر پر یکجا ہو گئے ہیں اور باطل پرست قرہ نے انہیں آرزوئیں دلائیں۔ یقیناً ان کی بڑی عقل ماری گئی۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔ اس شعر میں قرہ سے مراد ابن صیرہ یشکری ہے جو فتنہ ارتداد میں ان لوگوں کا رئیس تھا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا فتنہ ارتداد سے برسر پیکار رہنے کا ذکر نہیں کیا۔

۶۳۱۵) عبد اللہ بن دارہ

مولا عثمان۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور نبوی پایا ہے۔
میں کہتا ہوں: ان کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضو کرنے کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے جسے الدارقطنی نے نام لیے بغیر روایت کیا ہے۔ ان سے محمد بن کعب وغیرہ نے روایت کی ہے کسی نے ان کا نام زید بتایا ہے۔

اسد الغابۃ (۲۹۱۸) استیعاب (۱۵۴۰) تجرید (۳۰۸/۱) استیعاب (۳۰/۳)

اسد الغابۃ (۲۹۲۰) استیعاب (۱۵۴۱) تجرید (۳۰۸۸/۱)

اسد الغابۃ (۲۹۲۴) تجرید (۳۰۸/۱) کنز العمال (۱۸۹۹۰)

۶۳۱۶ عبد بن ذباب

بن حارث بن عمرو بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشرہ المذحجی۔ دور نبوی پایا ہے اور جنگ صفین میں حیدر کرار کا ساتھ دیا۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ان کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن ثابت بن عبداللہ بن ذباب ہے جس کا ذکر ملتا ہے۔

۶۳۱۷ عبداللہ بن ابی رھم

بن فراس الیمانی۔ حضری ہیں سیف بن عمر نے فتوحات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے فتنہ ارتداد کے بارے میں کہے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ شعر ہے۔
میرا رب پاک ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت و پکار کے لائق نہیں۔ جو تمام بندوں اور مردوں کا بھی رب ہے۔
اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالعزیٰ تھا۔

۶۳۱۸ عبداللہ بن رؤبہ

بن لبید بن صخر بن کلیف بن عمرو بن حیی بن ربیعہ بن سعد بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی السعدی۔ کنیت ابو الشعثاء اور عجاج رجزیہ شاعر سے مشہور ہیں۔ انہیں عبداللہ لبو (الطویل) کہا جاتا ہے۔ مشہور رجزیہ شاعر رؤبہ العجاج کے والد ہیں۔ مرزبانی نے بقم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ دور جاہلیت میں پیدا ہوئے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: جاہلیت میں رجزیہ (جنگی) اشعار کہتے تھے۔ خلافت ولید بن عبدالملک تک زندہ رہے۔ جس کا ابن شبہ نے انکار کیا ہے۔ عجاج کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت حاصل ہے۔ مرزبانی فرماتے ہیں: یہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے رجز کو بلند کیا اور اس کے لئے اوائل مقرر کر کے اسے قصیدے کا مشابہ بنایا۔ ان کا ایک بہترین شعر ہے جس میں اونٹنی کے بھرے تھنوں کا نقشہ کھینچتے ہیں۔
دودھ دودھ لینے کے بعد
گویا اس کے دونوں تھن کاٹے ہوئے کتے کے دوپٹے ہیں جب انہیں بھڑکایا جائے۔ بھڑک جاتے ہیں۔“

۶۳۱۹ عبداللہ بن ابی رومان

کاتب حافظ ابن عساکر کا قول ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ فتح بعلبک میں شریک ہوئے اور وہاں کے باسیوں کے لیے صلح لکھی۔ ابن عائد نے مغازی میں ولید بن مسلم سے بحوالہ اسماعیل بن عیاش ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۲۰ عبداللہ بن ابی زھیر

بن کیسان الدوسی ثم الحاربی از بنی محارب بن دھمان بن مٹھب بن دوس الغسانی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں تھے۔

۶۳۲۱ عبداللہ بن زید الکندی الدریکی

دریکہ بن وائل کی ایک عورت ہے اس کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا بیٹا اسی کی نسبت سے مشہور ہے اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۳۲۲ عبد اللہ بن زید الکندی

خضرمی ہیں۔ وثیمہ نے کتاب الردۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ جب کندہ نے مرتد ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ کے عامل زید بن لبید جو یمن پر مقرر تھے سے ایک اونٹنی چھین لی جس پر انہوں نے زکوٰۃ کی نشانی لگائی تھی۔ ولید بن حصن نے کھڑے ہو کر انہیں وعظ و نصیحت کی تو انہوں نے انہیں اپنے دو بیٹوں سے نکال دیا۔ تو عبد اللہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا: بھلا جو بھی حق بات کہے گا تم لوگ اسے اپنے خلاف سمجھو گے؟ اللہ کی قسم! میری رائے بھی میرے ساتھی جیسی ہے تو تم لوگ ہم سب کو نکال دو اور ان کے بارے میں سخت باتیں کہیں انہوں نے انہیں دھکے دیئے اور اس موقع پر انہوں نے یہ اشعار کہے: قوم ثمود وادی حج میں اپنی اونٹنی کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ اور آئندہ کا ایک قبیلہ بھی اونٹنی کی وجہ سے گھیرے میں ہے۔ کندہ کا قبیلہ اپنی اونٹنی کی وجہ سے ان لوگوں کی طرح ہو گیا جو اونٹنی کے بارے میں منحوس ہونے میں گزر چکا ہے۔ یہ دین جس کی نصرت اللہ نے لی ہے اس برے دین سے کتنا دور ہے جو پوشیدہ طور پر کمزور اور مٹ جانے والا ہے اس طرح کے اشعار عبد اللہ بن یزید السکونی کے بھی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔

۶۳۲۳ عبد اللہ بن ساعدہ الہذلی

ابو محمد۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا نام درج کیا ہے لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور سو (۱۰۰) احادیث میں فوت ہوئے۔

۶۳۲۴ عبد اللہ بن سبرہ الحرشی

شاعر و شہسوار ابو علی الجہری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتوحات عراق میں سے غزوہ جسر میں شریک ہوئے۔ جس میں ان کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں شہید ہو گئی تھیں تو انہوں نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے۔ * مرزبانی نے ان کے حالات میں لکھا ہے: ان کا اس سے زیادہ حال معلوم نہیں کہ انہوں نے ایک سورما کو پچھا لیا اور اس کا کام تمام کرنے کے لئے اس پر لپکے ہی تھے کہ اس نے بڑھ کر ان پر تلوار کا وار کیا جس سے ان کی چند انگلیاں کٹ گئیں۔ جن کا مرثیہ انہوں نے چند اشعار میں کہا۔ میرا دایاں ہاتھ کٹ کر مجھ سے جدا ہو گیا۔ (اشعار کا ترجمہ عنوان (۴۷۶) میں گزر چکا ہے) اس واقعہ کو دعبیل بن علی نے طبقات الشعراء میں طویل درج کیا ہے اور ان کا ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی جسے فیروز نامی عطار تنگ کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اسے بڑا غصہ دلایا وہ عورت کہنے لگی: اگر عبد اللہ بن سبرہ میرے پاس ہوتا تو تمہیں کبھی میری طمع نہ ہونے پاتی۔ کسی طریقہ سے عبد اللہ تک اس کی بات پہنچ گئی اس وقت وہ ارمینا کی جنگ میں تھے انہوں نے اس کا مرکز چھوڑا اور شام آ گئے اس عورت کے پاس گئے اس سے ساری بات پوچھی تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ کہا اس کی طرف پیام بھیج دو اس نے پیام بھیج دیا وہ اتنی جلدی آیا گویا اس کے گھر کے پاس ہی تھا۔ جب وہ اندر آیا اور اس عورت کے نزدیک ہوا عبد اللہ نے اچھل کر حملہ کر دیا اور یوں وہ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنی

جنگ میں واپس آ گئے اس کا کسی کو پتہ نہ چلا۔

۶۳۲۵ عبد اللہ بن سراقہ الازدی

جابیہ میں حضرت سے ان کا خطبہ نقل کرتے ہیں اور ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن شقیق نے روایت کی ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ ابو عبیدہ سے ان کا سماع مشہور نہیں۔ یعنی ان کے سماع کی صراحت نہیں۔ مفضل غلابی کا قولی ہے: دمشق میں جنہیں شرافت اور روایت حاصل ہے اور ان کا ذکر مشہور ہے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات عبد اللہ بن سراقہ بن المستمر العدوی جس کا ذکر قسم اول میں ہو چکا ہے سے رلاما دیا ہے۔ راجح ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔

۶۳۲۶ عبد اللہ بن سعد

بن ربیعہ بن خدّاش بن سعد بن عصبہ بن جشم بن نمیر..... انماری۔ دور نبوی پایا ہے۔ جب مسلمانوں کو کوفہ میں خلافت فاروقی میں جگہیں ملیں تو ان میں یہ بھی تھے۔ ان کی اولاد بصرہ منتقل ہو گئی اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ (ابن کلبی)۔

۶۳۲۷ عبد اللہ بن سلمہ

بن ابی الخیر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ دور نبوی نصیب ہوا ہے ابن کلبی فرماتے ہیں: بصرہ کے معزز لوگوں میں سے تھے حضرت علی نے انہیں سواد کا والی مقرر کیا تھا۔ ان بیس افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے ربیعہ اور یمن کے معاہدہ کی تجدید کی تھی ان کے بھائی سعد ان کو آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۶۳۲۸ عبد اللہ بن سلمہ المرادی

کوفہ کے تابعی ہیں۔ ایک قول کے مطابق دور جاہلیت پایا ہے ابو موسیٰ نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ بن سلمہ حضرت عمر، علی، ابن مسعود وغیرہ صحابہ کرام سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے عمرو بن مرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن نمیر اور ایک جماعت کے لوگ فرماتے ہیں: عمرو بن مرہ کے علاوہ ان سے کسی نے روایت نہیں کی۔ امام احمد کا قول ہے: ان سے ابواسحاق بھی روایت کرتے ہیں۔ جس کی حاکم نے تردید کی ہے وہ یہاں طویل بحث کرتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جن سے ابواسحاق روایت کرتے ہیں وہ اور ہیں وہ ہمدانی ہیں۔ رہے مرادی تو ان سے صرف عمرو بن مرہ نے ہی روایت کی ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین وغیرہ نے فرمایا ہے۔

۶۳۲۹ عبد اللہ بن سلمہ الہمدانی

دیمہ نے کتاب الرّدۃ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ہمدان کے لوگوں کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کا وفد خلیفہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے جماعت قریش! باقی عربوں کے مقابلہ میں صرف تمہیں

نبی ﷺ کی وفات کا صدمہ نہیں پہنچا کیونکہ آپ کی ذات کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ البتہ ہم مہاجرین کی ہجرت اور انصار کی نصرت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور یہ اشعار سنائے۔

ان فقد النبی جزعنا الیوم
فدته الاسماع والابصار
آج نبی ﷺ کی عدم موجودگی نے ہمیں بے صبر کر دیا۔ آپ پر کان و آنکھیں قربان۔
ما اصبیت به الغداة قریش
لا ولا افردت به الانصار
اس دن کی صبح صرف قریش ہی اس غم سے دوچار نہیں ہوئے۔ اور نہ انصار ہی اس غم میں تنہا ہیں۔
فعلیہ السلام ما هبت الريح
ومدت جنح الظلام نوار
جب تک ہوا کے جھونکے چلیں ان پر سلام ہو اور تاریکی کے پروں پر نور پھیلتا رہے گا۔
ہم نے سابقہ شخصیت میں انہیں رلانے ملائے والے کا قول نقل کیا ہے راجح دونوں میں فرق ہے۔

۶۳۳۰ عبد اللہ بن سنان

بن عمرو بن وہب بن الاقصر بن مالک بن قحافة الخثعمی۔ ان کا مکمل نسب عون بن عمیس کے حالات میں قسم اول کے دوران بیان ہو چکا ہے۔ دور نبوی پایا ہے۔ بعید نہیں کہ صحابی ہوں۔ ان کا مالک نامی بیٹا امیر معاویہ کی طرف سے صوائف کے گورنر پچاس (۵۰) سے زائد سال وفات تک رہے وفات سلیمان بن عبد الملک کی خلافت چالیس (۴۰ھ) میں ہوئی۔ بقول بعض: ان کی قبر پر چالیس جھنڈے ٹوٹے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۳۱ عبد اللہ بن سوار

بحرین میں نبی ﷺ کے عامل۔ دہیمہ نے کتاب الردۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ایان بن سعید بن عاص کو پورا مال زکوٰۃ دیا۔

۶۳۳۲ عبد اللہ بن سويد

بقول بعض: ابن شداد النخعی ثم الشقری، مخضرمی۔ غزوہ سند کے متعلق کہتے ہیں۔
سنو! کیا سندھ کے نوجوانوں تک ایک بہادر کے پاس میرے آنے کی خبر پہنچی ہے جسے قوم نے حرکت دے کر آگے کیا ہے۔ میں نے اس کے لیے اپنا سب کچھ باندھ لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر میں بہرانیوں تو درے کے پاس ہوں۔

۶۳۳۳ عبد اللہ بن شهاب الغولانی

دور نبوی پایا ہے ابن سعدؒ نے تابعین اہل کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے خیمہؒ بن عبد الرحمن نے بحوالہ ان

کے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے اسی میں ان (عبداللہ بن شہاب) سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔ جسے سعید بن منصور نے بطریق خثیمہ عن عبداللہ بن شہاب عن عمر ایک واقعہ کی صورت میں اور ابن ابی شیبہ نے بطریق خثیمہ موصولاً نقل کیا ہے کہ بشر بن ودان کے پاس خلع کے بارے میں مسئلہ آیا تو آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ تو عبداللہ بن شہاب کہنے لگے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کے سامنے خلع کا مسئلہ آیا جو ایک مرد اور عورت کے درمیان تھا تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔ امام بخاری نے اسے کتاب الطلاق میں تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلع کو طلاق سے کم جائز قرار دیا ہے۔

۶۳۳۲ عبداللہ بن الطفیل

بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البرکاء العامری ثم البرکائی۔ دور نبوی پایا ہے۔ جنگ جمل کے شرکاء میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں شرکت کی یہ زیاد بن عبداللہ ابن اسحاق سے مغازی کے راوی کے دادا ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے چچا عبداللہ بن ثور کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور ان کے دوسرے چچا معاویہ بن ثور کا ذکر ہونا ہے۔

۶۳۳۵ عبداللہ بن عبدالعزیٰ

عمر بن عبدالعزیٰ میں ذکر ہونا ہے۔

۶۳۳۶ عبداللہ بن عتبہ

بنی نضیل کے فرد ہیں۔ وہیمہ نے الرذۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: جب ان کی قوم کو سانحہ ارتحال نبوی کی خبر ملی تو یہ لوگ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ ان میں کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگے انہیں نعمت اسلام یاد دلائی۔ وہ اپنی قوم کے معزز شخص تھے۔ ان کو رباطوں نے نہیں برا بھلا کہا اور ان کی مخالفت کی۔ ان کی عمر بھی بہت ہو گئی تھی۔ فتنہ ارتداد کی داغ بیل ڈالنے والا قرہ بن ہبیرہ تھا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن عتبہ کے یہ اشعار ہیں۔

بنی عامر! تم لوگوں میں غطفان سے زیادہ کانٹے اور انگارے سے ڈرنے والے نہیں ورنہ تمہارے لیے بحرین میں طاقت روکنے والا کوئی ہے اور نہ تمہارے پاس مسلمانوں کے مقابلے کے لئے دو ہاتھ ہیں۔

۶۳۳۷ عبداللہ بن حکیم الجہنی

قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۳۸ عبداللہ بن عمرو یسکری

ابن الکواء حضرت علی کا ساتھ دینے میں مشہور ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۶۳۳۹ عبداللہ بن عمیرہ

بن حصن بن قیس بن ثعلبہ القیس الکوفی۔ ابوالمہاجر کنیت تھی از بنی قیس بن ثعلبہ۔ دور جاہلیت پایا ہے۔ سماک بن حرب کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمیرہ کو فرماتے سنا: اور جاہلیت میں وہ آشی کا ہاتھ تھام کر چلا کرتے تھے پھر وہ حدیث ذکر کی جسے ابن مندہ نے بروایت روح بن عبادہ بواسطہ شعبہ بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ اور ہم نے اسے فوائد ابن اسماک میں دوسری سند سے عن سماک بن ابی المہاجر عبید اللہ بن عمیرہ نقل کیا ہے کہ صنعاء کا ایک شخص حاجیوں سے آگے نکل جاتا تھا پھر حضرت عمر کا ایک آدمی کے بدلے جماعت کو قتل

کرنے کا واقعہ نقل کیا۔

۶۳۳۰) عبداللہ بن عنمۃ الضبی

قسم اول میں ان کے بارے میں تبیہ ہو چکی ہے۔ قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے بعم الشراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ضبہ تک ان کا نسب بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان اشعار میں بسطام بن قیس شیبانی کا مرثیہ کہا۔ ع کیا بنوزید بن عمرو فتنہ میں مبتلا ہیں۔ کوئی مقتول بسطام کے برابر نہیں۔ وہ الالاء درخت پر گرگا جو اس کا ٹکڑہ نہ تھا گویا اس کی پیشانی تیز تلوار ہے۔ اگر اس کے بھائیوں کو اس کا صدمہ ہے تو یقیناً یہ صدمہ انہیں ملا ہے کہ ان کا دوست کھو گیا۔

۶۳۳۱) عبداللہ بن قیس

حلیف بنی فزارہ الحارثی۔ انہیں دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ امیر معاویہ انہیں بحری جنگ کے لیے روانہ کرتے تھے انہوں نے گرمی سردی کے زمانہ کی جگہوں میں پچاس (۵۰) حملے کیے جس میں نہ پسائی ہوئی اور نہ ان کا کوئی ساتھی ڈوبا۔ بالآخر یہ شہباز (۵۴/۵۳ھ) میں شہید ہوا۔ طبری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے پہلا حملہ ستائیس (۲۷ھ) میں کیا۔

۶۳۳۲) عبداللہ بن قیس الہمدانی

انحصی۔ سیف نے ”الفتوح“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یرموک میں گھڑسواروں کے امیر تھے اور ابن سمیع نے صحابہ کے قریب والے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو زرعد مشقی نے شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ عجل فرماتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ حافظ ابن عساکر ؒ کے کلام کا تقاضا ہے یہ عبداللہ بن ابی قیس ہیں جن کی حدیث مسلم اور سنن اربعہ میں ہے۔ جبکہ درست یہ ہے کہ اور ہیں۔

۶۳۳۳) عبداللہ بن قیس الکندی

ابو بحرہ۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ الترغمی۔ بقول ابن سمیع: دور جاہلیت پایا ہے اور حضرت معاذ سے کسب فیض کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان سے، ابو عبیدہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے ان سے یزید بن قطیب، ضمہ بن یحییٰ، خالد بن معدان اور ابو بکر بن ابی مریم روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خثیمہ بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں: شامی ثقہ ہیں یہی قول عجل کا ہے۔ خلافت ولید میں فوت ہوئے۔ کنیتوں میں پھر تذکرہ ہونا ہے۔

۶۳۳۴) عبداللہ بن کامل

بن حبیب بن عمرہ بن ثابت..... السلمی۔ مخضرمی ہیں جنگ مرج الصفر میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے اپنے بعم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے۔ ع مالک کے قبال تو موجود تھے لیکن مرج الصفر کے روز عمیرہ میرے سامنے نہ آئی۔ ابو عبیدہ

نے کتاب النسب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعید نہیں کہ یہ صحابی ہوں کیونکہ فتح مکہ میں بنی سلیم کے بہت سے شہسوار شریک تھے۔

(۶۳۳۵) عبد اللہ بن کعب

بن حذیفہ بن شداد بن معاویہ بن کعب بن معاویہ..... لیلیٰ اخیلیہ بنی امیہ کی مشہور شاعرہ کے والد۔ مرزبانی کعب بن حذیفہ دور جاہلیت کے شاعر کے حالات میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا ایک شعر بھی ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے عبد اللہ بن کعب کو دور نبوی نصیب ہوا ہوگا اس لیے وہ اس قسم میں سے ہوئے۔ عبد اللہ سے لیلیٰ اخیلیہ کی حضرت عثمان کے دور خلافت میں اولاد ہوئی۔

(۶۳۳۶) عبد اللہ بن کلیب ذؤیب بن کلیب میں ذکر ہوا ہے۔

(۶۳۳۷) عبد اللہ ابن کیسبۃ النہدی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: کیسبہ ان کی والدہ ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں جب انہوں نے آپ سے سواری کا جانور مانگا تو آپ نے انہیں سواری نہیں دی۔
قسم باللہ ابو حفص عمر ما مسہا من نقب ولا ذبر
فاغفر لہ اللہم ان کان فجر
ابو حفص عمر نے قسم کھا کر کہا: اس اونٹنی کو کوئی دکھ تکلیف نہیں پہنچی۔ اے اللہ! اگر (حقیقت حال سے ناواقفیت کی بنا پر) ان سے غلطی ہوئی ہے تو انہیں معاف فرما!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری کی طرف دیکھا تھا جب انہوں نے کہا: یہ بیمار ہے، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اسے کوئی دل کی بیماری نہیں اور اسے واپس کر دی۔ آپ درہ لے کر ان کے پیچھے پڑے تو وہ یہ اشعار کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آخری فقرہ سنا، تو سواری دینے کے ساتھ مزید عطا کیا۔ فتح تستر میں حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ بھی ان کا ایک واقعہ ہے بقول بعض: ان کی کنیت ابو کعبہ ہے۔ حضرت عمر نے انہیں یہ اشعار کہتے سنا اور ان سے قسم لی کہ انہیں اس کی جگہ کا کچھ پتہ نہیں تو انہوں نے قسم کھالی تو آپ نے انہیں سواری کا جانور دے دیا۔

(۶۳۳۸) عبد اللہ بن لحو

ابو عامر الہوزنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ بقول بعض: انہوں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا ہے..... ایک قول ہے: ابن سمیع نے حص کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے۔ ابو زرعہ دمشقی نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابو عبیدہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت بلال سے سماع کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: معاذ بن جبل، مقدم بن معدیکرب، عبد اللہ بن قرط، اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور جابیہ میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں شریک تھے۔ ان سے ان کا بیٹا ابوالیمان عامر، ازہر بن عبداللہ الحرازی۔ ابوسلام الاسود وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوزہرہ رازی اور الدارقطنی کا کہنا ہے: ابوعامر الہوزنی سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن حبان **الثقات** التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں عجل لکھتے ہیں شام کے ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۶۳۴۹) عبداللہ بن مجیب المصرحی

ازہنی ابی بکر بن کلاب ابوالمسیب شاعر قتال کلابی سے مشہور ہیں۔ ابوزید انصاری فرماتے ہیں: جاہلیت کے شعراء میں سے ہیں۔ ابوصبیدہ کا بیان ہے: مروان بن الحکم نے انہیں قید کر دیا تھا۔ ابوصبیدہ البکری شرح امالی القالی میں رقمطراز ہیں: اس بنا پر یہ مخضرمی ہوئے ان کا اپنی قوم کے متعلق یہ شعر ہے۔
”کیا تمہارے علاوہ کوئی اور لوگ ہیں جنہیں میں بلاؤں آل کلاب اب میں بلانے سے اکتا گیا ہوں۔“

۶۳۵۰) (ن) عبداللہ بن مجمع

بن مالک بن ایاس بن عبدمنہ بن سعد، دو ربیوی پایا ہے ان کا بیٹا مجمع حضرت حسین کے ساتھ طف میں تھا جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۵۱) عبداللہ بن مخمر آخری قسم میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔

۶۳۵۲) (ن) عبداللہ بن مرہ العامری

دیمہ نے کتاب الرؤۃ میں لکھا ہے: انہوں نے اس وقت اپنی قوم کو جمع کر کے سمجھایا جب قرہ بن مہیرہ نے انہیں بہکایا۔ اور ان کے اشعار بھی نقل کیے۔

۶۳۵۳) عبداللہ بن المنذر

بن الجلاب التیمی۔ مرزبانی نے لکھا ہے جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید کی معیت میں شہید ہوئے تو نافع بن الاسود نے ان کا مرثیہ کہا۔

”جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ہرگز دور نہ کرے جو جنگوں کو بڑھکانے والا، معاف کرنے والوں اور مجلس کے لئے تھا۔ لوگوں میں کوئی بھی اس کے پلے کا نہ تھا اور نہ کوئی نعت اور گھات گری میں اس کے مساوی تھا۔ (اے مرحوم!) تو نے بنی عمرو اور اس کے بھائیوں کو اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ آنے جانے والے کو تیرا نام لے کر بلاتے ہیں۔“

۶۳۵۴) عبداللہ بن المنذر بن کعب

امام بخاری وغیرہ ائمہ حدیث کے شیخ احمد بن سعید بن صحر کے دادا ہیں۔ ابوعلی البجائی نے ابوداؤد کے شیوخ کے بارے میں

لکھا ہے: المہذ ر بن کعب نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کا بیٹا عبداللہ بن المہذ رسیدنا ابو بکر الصدیق کے پاس آیا تھا۔

۶۳۵۵ (ن) عبداللہ بن نزار العبسیؓ

بقول حافظ ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے جب ابو عبیدہ جابیہ کے قریب پہنچے تو ان کی طرف ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے قاصد بھی تھے۔ ابو حذیفہ نے ”الفتوح“ میں عن ابی اسحاق عن من ابخر عن عطاء بحوالہ ابن عباس روایت کی ہے۔ ابو عبیدہ روانہ ہو کر جب جابیہ کے قریب پہنچے تو کسی نے انہیں بتایا کہ ہرقل انطاکیہ میں ہے آپ نے حضرت ابو بکر کی طرف لکھا تو آپ نے انہیں جواباً لکھا کہ میں تمہاری کمک کے لئے فوج پر فوج بھیج رہا ہوں۔ اور اپنا خط عبداللہ بن نزار العبسی کے ہاتھ دے کر روانہ کیا۔

۶۳۵۶ عبداللہ النجاشی ابن اصحمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۳۵۷ عبداللہ بن نضله علقمہ بن نضله کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۵۸ عبداللہ بن ہانی

الخولانی۔ شرح کے بھائی۔ شرح کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳۵۹ (ن) عبداللہ بن ہداج الحنفیؓ

ہداج میں ذکر ہوتا ہے۔ ابراہیم بن المہذ بواسطہ ہاشم بن غطفان بحوالہ عبداللہ بن ہداج۔ اور انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا پھر ایک روایت نقل کی جس کا ابو نعیم نے حوالہ دیا ہے۔ اسی روایت کو ابو بکر بن ابی شیبہ عن ہاشم بن غطفان نقل کیا ہے جس میں یہ اضافہ ہے عن ابن عبداللہ بن ہداج عن ابیہ۔ فرمایا: ایک شخص آیا پھر اس روایت کا ذکر کیا۔ امام بخاریؒ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن ہداج بنی عدی بن حنیف سے تعلق رکھتے ہیں ان سے ابوعمار ہاشم بن غطفان المزنی روایت کرتے ہیں۔

۶۳۶۰ عبداللہ بن ورقاء الاسدی

طبری کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عسان کی طرف خط بھیجا جب انہیں اصہبان روانہ کیا تھا: کہ لشکر کے اگلے حصہ پر عبداللہ بن ورقاء الاسدی کو مقرر کریں اور دوسرے مقام پر ہے عبداللہ بن الحارث بن ورقاء الاسدی۔

۶۳۶۱ (ن) عبداللہ بن وہب الراسبی

ازبنی راسب بن مالک بن میدعان بن مالک بن نصر بن الازد۔ دور نبوی ﷺ پایا ہے اور فتوحات عراق میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ شریک ہوئے۔ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے: حضرت سعد نے انہیں مضارب العلجی اور ایک جماعت کے ساتھ

جن کا امیر ضرار بن الخطاب کو مقرر کیا تھا۔ بحکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرف بھیجا تھا جو یکجا ہو کر ان سے جنگ کر رہے تھے۔ اس کے بعد یہ حضرت علی کی جنگوں میں آپ کے ساتھ رہے اور جب مسئلہ تحکیم سامنے آیا، جس کا خوارج نے انکار کر دیا تھا اور سارے نہروان میں جمع ہو گئے تھے تو عبداللہ بن وہب الراسی کو اپنا امیر چن لیا یہ صاحب اپنی عبادت میں زیادہ مشغولی کی وجہ سے سب کے پسندیدہ تھے بلکہ ان کا لقب ہی ”ذوالشفات“ جو بکثرت ان کے سجدہ ریز ہونے کی وجہ سے پڑ گیا تھا یوں ان کے ہاتھوں اور گھٹنوں پر اونٹ کی گرہ جیسے نشان بن گئے تھے۔ مذکورہ راہی نہروان میں قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہوئے ان کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) عبداللہ بن یزید (۶۳۶۲)

بن قیس الغاضری السکونی۔ وحمہ نے ”الردۃ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب ان کی قوم نے ارتداد کا پختہ ارادہ کر لیا اور زیاد بن لبید نے وہ اونٹنی چھین لی جس پر زکوٰۃ کا نشان لگا تھا تو عبداللہ بن یزید نے ان میں کھڑے ہو کر کہا: اے بادشاہوں کی جماعت! نہ تو کہنے سے میرا رتبہ گھٹے گا اور نہ تم میں سے کسی کی شان سننے کی وجہ سے بڑھ جائے گی میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ کہیں تمہاری داستان بھی اس اونٹنی کی طرح نہ ہو جائے جو کسی حق میں پکڑ لی گئی تھی اور اس کی واپسی باطل ہے۔ اور یہ اشعار نقل کیے: اس اونٹنی کی وجہ سے کیا ہوا جس سے تمہاری عقل جاتی رہی۔ کب تک تم لوگ اللہ تعالیٰ اور ذمہ داریوں سے خیانت کرتے رہو گے۔ زیاد نے اس پر اس کے نشان کے حق کو زبان ہتھیلی اور قدم کے بعد ڈالا تھا بکر اور ان کے بھائیوں پر حل و حرم کے رب کی قسم کوئی تشویش کی بات نہیں۔

راوی کا بیان ہے۔ اشعث بن قیس نے ان کی طرف پیام بھیجا۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کی بات سے ہمارے اور آپ کے حالات میں کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے جس کی ہم میں برداشت نہیں۔ چنانچہ وہ انہیں چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ اور پھر مسلمانوں کے ساتھ ان لوگوں سے جنگ کے لئے واپس آئے: زیادہ بن لبید کے ساتھ شہید ہوئے۔ مر باع الکندی نے ان الفاظ میں ان کا مرثیہ کہا:
عبداللہ تم نے ہم میں عذر کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی لیکن ہم خود ہی خیر خواہ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بلندی اور صحیح کام کی طرف بلانے والے کی پکار سنائی۔

(ن) عبداللہ التیمی (۶۳۶۳)

انہوں نے دو ربوئی پایا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بحوالہ عبداللہ التیمی روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف گورنر بنا کر بھیجا جب ہم مدائن میں تھے۔

(ن) عبدالجَد بن عبدالعزیز (۶۳۶۴)

الازدی۔ الجندی کے نام سے مشہور ہیں حرف جیم میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۳۶۵ (ز) عبد الحजर بن سراقہ

الاحوص بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی کے بھائی۔ مرزبانی نے مجسم الشجراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تو ان کی اونٹنی کی ٹانگیں کٹ گئیں۔ جس پر انہوں نے کہا: صر سلجین (مقام پر) اور جسر (پل والی جنگ) میں میری سواری کی ٹانگیں اس لیے کٹی گئیں کہ کہیں مجھے عار نہ دلائی جائے۔
میں کہتا ہوں: میرا گمان نہیں کہ ان کا یہ نام اسلام میں اسی طرح رہنے دیا گیا ہو۔ (بلکہ تبدیل کر دیا گیا ہوگا۔)

۶۳۶۶ عبد خیر بن یزید

بقول بعض: ابن محمد بن خولی بن عبد عمرو بن عبد یغوث بن الصائد الہمدانی۔ ابوعمارہ الکوفی۔ دور جاہلیت دیکھا ہے بقول خطیب: بقول بعض: ان کا نام عبد الرحمن ہے۔
میں کہتا ہوں: شاید اسلام میں تبدیل ہو گیا ہو۔ ابو عمر لکھتے ہیں: نبی ﷺ کا زمانہ مبارک پایا ہے لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: ان کے اسلام لانے کا واقعہ جو نبی ﷺ کے دور میں پیش آیا ان کے والد یزید کے حالات میں بیان ہوگا جیسے ابویعلیٰ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عبد خیر حضرت ابوبکر الصدیق، ابن مسعود، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکابر شاگردوں میں سے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا المسیب شعمی، ابواسحاق السبعمی، عبد الملک بن سلع، علقمہ بن مرشد، حکم، اور عطاء بن السائب وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ کوفہ فروکش ہوئے۔ عبد الملک بن سلع کہتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہو گئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سو بیس سال۔ دولاہی نے ابوعمارہ "کنیت والے حضرات میں" الکنی میں ان کا ذکر کیا ہے اور انام احمد نے حضرت علی سے روایت کرنے والے معتبر راویوں میں ان کا ذکر کیا ہے ابن معین، نسائی اور عجلی نے انہیں ثقہ لکھا ہے امام مسلم نے طبقہ تابعین کے پہلے درجہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۶۷ (عبد الرحمن بن ارید الاسدی

وہیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق بنی اسد کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو طلحہ بن خویلد اسدی سے اس وقت الگ ہو گئے تھے جب اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۶۸ عبد الرحمن بن الازور

الاسدی۔ وہیمہ نے بحوالہ اسحاق لکھا ہے۔ ضرار بن الازور صحابی کے بھائی۔ جب طلحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت اپنی قوم کے علاقہ میں تھے تو اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے بھائی ضرار کو مخاطب کر کے بطحاء میں مقیم انصار کو مرتدوں سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں۔ مطلع یہ ہے۔ ص

قد قلت للمرء الشفيق ضرار
میں نے شفیق آدمی ضرار سے کہا انصار کی جدائی میں آنسو نہیں تھمتے۔

۶۳۶۹ (ز) عبدالرحمن بن تیم

بن مالک بن الصحران الازدی سان بن کعب بن مالک بن الصحران جن کا ذکر ہو چکا ہے کے چچا زاد ہیں۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا مجاہد میں مہلب کے دور میں صاحب شرف انسان تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۷۰ (ز) عبدالرحمن بن حبیش الاسدی

دھیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق۔ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں اور طلحہ سے الگ ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کا تذکرہ حبیش میں ہو چکا ہے جبکہ ان کے بھائی غسان کا تذکرہ غین میں ہونا ہے۔

۶۳۷۱ (ز) عبدالرحمن بن ذی الجرة الحمیری

مدائنی کا بیان ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ قسم ثالث میں حرف باء میں ”باب“ کے تحت (ت ۷۵) بیان ہو چکا ہے یہ ان کا پہلا نام تھا فتح کسری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں نے ان کا ایک واقعہ بھی خطیب کی کتاب الموتلف سے ان کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۶۳۷۲ (ز) عبدالرحمن بن سلمہ

ابو داؤد شقیق کے بھائی۔ ان سے شقیق روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمن ان سے بڑے ہیں۔ اس قسم میں شقیق کا ذکر ہو چکا ہے تو عبدالرحمن اس کے زیادہ حق دار بنتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے ان کا بھائی روایت کرتا ہے۔

۶۳۷۳ (ز) عبدالرحمن بن عائذ الحمصی

بنغوی لکھتے ہیں: بقول بعض: دور نبوی پایا ہے جس کی ابو حاتم وغیرہ نے نفی کی ہے قسم چہارم میں، میں ان کا پھر تذکرہ کروں گا۔ (ت ۶۶۹۵)

۶۳۷۴ (ز) عبدالرحمن بن عبداللہ

بقول ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے اور بطریق خرائطی جعفر بن برقان عن ابی سیکنہ الحمصی بن عبدالرحمن بن عبداللہ تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب جابیہ آئے اور پھر ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا..... پھر اس خطبے کا ذکر کیا۔

۶۳۴۵ عبد الرحمن بن عسيلة

ابن عسل ابن عسال المرادی ابو عبید اللہ الصناجی الیمانی۔ شام فروکش ہونے والے۔ نبی ﷺ سے ملاقات کے ارادے سے چلے۔ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ وفات پا چکے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔ ان سے حضرت عمر، علی، بلال، سعد بن عبادہ معاذ بن جبل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسلم مولا عمر، عطاء بن یسار، عبد اللہ بن محیرز، ابو الحیر الیزنی اور یونس بن میسرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد ؒ لکھتے ہیں: ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔ ابن یونس نے لکھا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عجل نے تابعی ثقہ اور اسی طرح ابن حبان ؒ نے لکھا ہے۔ ابن معین رقمطراز ہیں: عبد الملک کے دور حکومت تک زندہ رہے۔ امام بخاری نے ستر اور اسی کے درمیان فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: صنابجی جن سے روایت کی جاتی ہے یہ لوگ تعداد میں چھ ہیں۔ حالانکہ ہیں صرف دو۔ الصناجی الاحمسی بقول بعض: الصناجی الاحمسی یہ تو ایک ہیں۔ اور جس نے نسب کی صورت میں ان کا ذکر کیا اس سے غلطی ہوئی۔ یہ وہی ہیں جن سے اہل کوفہ روایت کرتے ہیں۔ دوسرے عبد الرحمن بن عسيلة ہیں جن کی کنیت ابو عبید اللہ ؒ ہے۔ نبی ﷺ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ حضرت ابو بکر الصدیق اور دیگر حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ جس نے انہیں عبد الرحمن الصناجی کہا اس نے ان کا نام صحیح لکھا اور جس نے یونس لکھا ”عن ابی عبد اللہ الصناجی“ تو اس نے ان کی کنیت درست لکھی اور جس نے عن ابی عبد الرحمن الصناجی کہا تو اس سے غلطی ہوئی۔ کیونکہ اس نے کنیت پلٹ کر نام بنا دیا۔ یہ علی بن المدائنی اور ان کے پیروکاروں کا قول ہے۔ یعقوب فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم اول میں عبد اللہ الصناجی کے حالات میں عبادلہ (جن لوگوں کا نام عبد اللہ ہے) کے دوران اختلاف کی وضاحت ہو چکی ہے۔ جس نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ عبد الرحمن بن عسيلة کے علاوہ ہیں۔ اور جس نے نسبت کی تو وہ ہم کی وجہ سے یہ کہا۔ واللہ الحمد۔

۶۳۴۶ عبد الرحمن بن ابی عوف الجرشى الحمصی

حمص کے قاضی۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو نعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شام کے مشہور تابعی ؒ ہیں۔ آدم بن ایاس نے کتاب الثواب میں بحوالہ عبد الرحمن بن ابی عوف۔ جنہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ روایت کی ہے پھر ایک حدیث ذکر کی۔ جن حضرات نے اسماء الرجال پر کتابیں لکھی ہیں ان کی اکثریت نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ عجل کا قول ہے شام کے ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان ؒ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۴۷ (ن) عبد الرحمن بن غنم

بن کریم بقول بعض: ہانی بن ربیعہ بن عامر بن عدی بن وائل الاشعری۔ ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ قسم اول میں ان کے

اسد الغابۃ (ت: ۳۳۵۴) الاستیعاب (ت: ۱۴۴۷) تجرید اسماء الصحابة (۳۵۲/۱)

مختصر تاریخ دمشق (۳۰۷/۱۴) الطبقات الکبریٰ (۱۹۹/۷) الثقات (۷۴/۵)

جامع المسانید (۲۴۵/۸) اسد الغابۃ (۳۳۶۵) تجرید (۳۵۳/۱) جامع المسانید (۴۳۳/۸)

الثقات (۱۰۵/۵) اسد الغابۃ (۳۳۷۰) استیعاب (۱۴۵۷) تجرید (۳۵۴/۱)

بیٹے کا نام بیان ہوا ہے رہے یہ تو مشہور تابعی ہیں۔ دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی۔ بقول بغوی: قدیم ہیں یہ مجھے معلوم نہیں آیا انہوں نے دور نبوی پایا ہے یا نہیں بقول بعض: نبی ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے۔ حرب بحوالہ امام احمد نقل کرتے ہیں۔ دور نبوی تو پایا لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ ترمذی لکھتے ہیں: بقول بعض: انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں: دور جاہلیت کے ہیں۔ صحابی نہیں، ان کی روایت مرسل ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں مسلمان ہو گئے تھے لیکن آپ کو دیکھا نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل سے سماع کیا ہے۔ یعقوب بن شبہ لکھتے ہیں: حضرت عمر کا دور پایا ہے اور آپ سے سماع کیا ہے۔ ابن ابی خثیمہ فرماتے ہیں: ابو مسہر کا قول ہے: تابعین کے سردار ہیں۔ عبدالرحمن بن غنم حضرت عمر، عثمان، معاذ، ابو عبیدہ، ابوذر، ابوالدرداء، ابوما لک الاشعری، شداد بن اوس، ثوبان اور عبادہ وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا محمد، اور عطیہ بن قیس البوسلام، الاسود، شمر بن حوشب، مکحول اور رجا بن حیوہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوذر عدی شقی بحوالہ جیم فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن غنم میرے نزدیک ضابطی سے مقدم ہیں یہ شام کے رہنے والے ہیں۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: ائہتر (۸۷ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۳۷۸) عبدالرحمن بن قیس

بن سواہ۔ ابو عطیہ المذبح کثیت سے مشہور ہیں۔ دور نبوی پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ابن المبارک کتاب الزہد میں فرماتے ہیں: ابوبکر بن ابی مریم نے ہمیں بحوالہ حماد بن سعید بن ابی عطیہ بیان کیا ہے جب ابو عطیہ کی وفات کا وقت ہوا تو وہ بے صبری کا اظہار کرنے لگے، لوگوں نے کہا: آپ بھی بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: بے صبری نہ کروں تو کیا کروں، یہ تو ایسی گھڑی ہے مجھے معلوم نہیں مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبدالعزیز بن محمد بن ابی عطیہ المذبح سے ان کے جد امجد کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا: عبدالرحمن بن قیس انہیں ”مذبح“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو ان کے ایک تیر لگا جس سے ان کی جلد چھل گئی لیکن رگیں نہ کٹیں آپ جب پانی پیتے تو وہ گلے سے گزرتے ہوئے نظر آتا۔ اس کے بعد بھی کافی عرصہ زندہ رہے اس لیے انہیں ”مذبح“ کہا جاتا ہے۔

۶۳۷۹) (ن) عبدالرحمن بن مسلمہ شامی

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ولید بن ابی مالک روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث (سنداً) صحیح نہیں۔ جبکہ ابو حاتم لکھتے ہیں: صالح الحدیث ہیں۔

۶۳۸۰) عبدالرحمن بن مطر الحنفی

دور جاہلیت پایا ہے۔ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو انہوں نے میلہ اور اپنی قوم کی مخالفت کی اور حضرت ابو بکر کو خط میں ان کے خفیہ ٹھکانے بتائے۔ ویمہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدح کرتے ہیں:

لسنا نعزک من حنیفة انہم والراقصات الی منی کفار

ہم بنی حنیفہ کے ان لوگوں میں سے نہیں کہ آپ کو دھوکا دیں منی تک جانے والے رقص کرتے جانوروں کی قسم وہ تو کافر ہیں۔

۶۳۸۱) (ن) عبدالرحمن بن مل

ابن عمرو بن عدی بن وہب بن ربیعہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن رفاعہ بن مالک بن نہد۔ ابو عثمان النہدی کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی ہے ابو عمر کے حوالہ سے کچھ رہ گیا جس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بطریق عاصم ان کا ذکر کیا ہے کہ ابو عثمان سے کسی نے پوچھا اور میں سن رہا تھا: کیا آپ نے دور نبوی پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں آپ کے دور میں مسلمان ہوا تھا اور آپ کی طرف تین بار زکوٰۃ بھیجی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی جنگوں میں شرکت کی۔ ابن ابی حنیفہ نے بطریق حمید بن ابی عثمان روایت کی ہے فرمایا: جاہلیت میں جب ہم سفر کرتے تو اونٹ پر ایک پتھر (پوجا کے لئے) رکھ لیتے راہ میں اگر اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو اسے پھینک کر اُسے اٹھا لیتے اور اگر وہ پڑے پڑے اونٹ سے گر جاتا تو ہم کہتے: تمہارا معبود گر گیا چنانچہ وہ اور تلاش کرنے لگتے۔ ابن مدینی کا قول ہے: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدینہ آئے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو آپ سے سماع کیا۔ اس کے بعد کوفہ فرسٹ ہوئے۔ جب سانحہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پیش آیا تو بصرہ منتقل ہو گئے۔ ابو عثمان نے اکابر صحابہ سے سماع کیا ہے چنانچہ حضرت عمر، علی، سعد، سعید، طلحہ، ابن مسعود، حذیفہ، بلال، ابو ہریرہ، ابو موسیٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغنم وغیرہ سے روایت کی ہے ان سے قتادہ، سلیمان التیمی، ثابت، عاصم الاحول، عوف خالد الخدء، ایوب اور حمید وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عبدالقاہر بن السری بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ ابو عثمان نے ساٹھ (۶۰) حج اور عمرے کیے وہ کہا کرتے تھے۔ میری عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال ہو گئی ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں ۹۵ھ میں ابن معین کہتے ہیں ۱۰۰ھ میں اور خلیفہ کا قول ہے ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۶۳۸۲) عبدالرحمن بن ملجم المرادی

(اس امت کا بد بخت ترین شخص)۔ دور رحمہ اللہ جاہلیت دیکھا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی، حضرت معاذ بن جبل سے قرآن پڑھا بعد میں خوارج کے سرغنوں میں شامل ہو گیا یہ ابو سعید بن یونس کا قول ہے۔ حضور ﷺ سے ثابت نص کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی وجہ سے یہ اس امت کا بد بخت ترین شخص ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے اسے قتل کر دیا جو

رمضان چوالیس (۳۴ھ) کا واقعہ ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی شرط کے مطابق ہے لیکن یہ اس کا اہل نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے۔ ”لسان المیزان“ میں میں نے تفصیل سے اس کے حالات قلمبند کیے ہیں۔

۶۳۸۳ عبد الرحمن بن النعمان

بن برزخ واقدی نے عہد نبی ﷺ میں اہل سبا کے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی سیف نے الفتوح میں لکھا ہے ان کے بھائی عبداللہ کا تذکرہ ہو چکا اور ان کے والد نعمان کے حالات میں ان کے اسلام لانے کا واقعہ بیان ہوگا۔ (ت ۸۸۷۱)

۶۳۸۴ (ز) عبد الرحمن بن یزید اللخمی

ولاء کی وجہ سے موسیٰ بن نصیر فاتح مغرب اقصیٰ کے دادا، رشا طی لکھتے ہیں: میں نے الحکم المستنصر کے قلم سے لکھا دیکھا: موسیٰ کے والد نصیر بڑے بہادر تھے وہ اس سے پہلے اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور اسی میں پندرہ (۱۵ھ) کو شہادت پائی۔

۶۳۸۵ عبد عمرو بن مُفَرِّغ عبد الرحمن میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۳۸۶ عبد عمرو بن یزید

بن عامر الجرشى الفتوح میں سیف لکھتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ مرج الصفر میں تھے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔

۶۳۸۷ عبد المنان بن المتلمس

جریر بن عبد المسیح۔ ان کے والد جاہلیت کے مشہور شاعر تھے عبد المنان نے اسلام کا زمانہ پایا ہے ابوعبیدہ الکبریٰ نے شرح الامالیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۸۸ عبد بن الجُندی ان کا تذکرہ ان کے بھائی جفر کے حالات میں ہو چکا ہے۔

۶۳۸۹ (ز) عبد بن عبد

بن عبد اللہ بن ابی بکر بن حبیب بن عائد بن مالک..... الجدی۔ ابو عبد اللہ۔ کنیت سے مشہور ہیں بقول بعض: ان کا نام عبد الرحمن ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہ پرانے ہیں۔ پھر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے کوئی روایت مرسل نقل کی ہے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد نے اہل کوفہ کے تابعین میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی، علی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے شعبی، ابواسحاق السبئی، سعید بن خالد الجدی وغیرہ روایت کرتے ہیں امام احمد، ابن معین اور عجمی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

۶۳۹۰ عبد بن غوث الحمیری

سیف کا بیان ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عیاض بن غنم کے پاس اس وقت بھیجا جب انہوں نے عراق سے مکہ طلب کی اور اپنے ساتھیوں کی کمی کی شکایت کی۔

۶۳۹۱ عبد بن قیس بن بجرہ

بقول بعض: قیس بن بجرہ فزاری قیس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات بیان ہوں گے۔

۶۳۹۲ (ن) عبیدہ بن الطیب

طیب کا نام یزید بن عمرو بن وعلہ بن انس بن عبد اللہ بن عبد نهم بن جسم بن عبد شمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم ہے مشہور شاعر ہیں۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے یہ امشی بن حارثہ کے ساتھ ہرمز سے جنگ میں شریک ہوئے۔ جس میں انہوں نے شاندار کارنامے دکھائے۔ اور مدائن میں نعمان بن مقرن کے لشکر میں تھے جنہوں نے فارسیوں سے جنگ کی تھی۔ ابو الفرج لکھتے ہیں: مخضرمی، عمدہ شاعر ہیں بیہودہ گوئیں۔ فارس سے جنگ کے دوران کہتے ہیں: ص
کیا فراق کے بعد غولہ کی (تعلق والی) رسی جڑ سکتی ہے یا تو اس سے بہت دور اپنے کام میں مشغول ہے۔

اسی میں کہتے ہیں: ص

دوپہر کے وقت وہ اہل فارس کے سروں کو تلواروں سے بجا رہے تھے ان میں ایسے شہسوار ہیں نہ تنہائی پسند ہیں اور نہ میلان رکھتے ہیں۔

ابن درید نے "الاخبار المبحوۃ" میں اور ابو الفرج * الاصبہانی نے "الاعانی" میں ان سے بواسطہ اصمعی کے بھتیجے انہوں نے بحوالہ اپنے چچا روایت کی ہے کہ زبرقان بن بدر، خبیل سعدی، عبیدہ بن الطیب، عمرو بن الاہتم اور علقمہ بن عبدہ اسلام لانے سے پہلے، جس وقت نبی ﷺ مبعوث ہونے سے قبل مکہ میں مقیم تھے۔ سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ کئی اونٹ ذبح کیے، ایک اونٹ کے بدلے شراب خریدی اور پھر گوشت بھون بھون کر کھانے اور شراب پینے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا: اگر کوئی جماعت اپنے عمدہ اشعار سے اڑ سکتی تو تم لوگ اڑنے لگتے۔ انہوں نے باہمی طے کیا جو سب سے پہلے ان کی طرف آئے گا اس سے فیصلہ لیں گے۔ چنانچہ وہاں ربیعہ بن حذریر بوعی آ گیا جس سے یہ سب لوگ خوش ہوئے اور اسے اپنا حاکم مان لیا۔ وہ کہنے لگا: میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ تم لوگ ناراض ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اسے اطمینان دلایا تو وہ ان سے کہنے لگا: رہا عمرو تو اس کے اشعار گویا یمنی چادریں ہیں جو پھیلا کر پلیٹ دی جاتی ہیں اور رہا زبرقان تو اس کی مثال ایسے آدمی کی سی ہے جو اونٹوں کے پاس آئے اور ان میں سے عمدہ چھانت کر پھر انہیں رلا ملا دے۔ اور خبیل تو اس کے اشعار گویا آگ کے اڑتے انگارے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔ رہا علقمہ تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مشک مضبوطی سے سی دی جائے جس میں سے کچھ بھی نہ گرے۔

مرزبانی لکھتے ہیں: عبیدہ سیاہ فام اور رباب کے چوروں میں سے تھے۔ مخضرمی ہیں انہوں نے ہی قیس بن عاصم مرقری کی

وفات پر ان الفاظ میں مرثیہ کہا: ۛ

عليك سلام الله قيس بن عاصم ورحمته ما شاء ان يترحمها
قيس بن عاصم تم پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو جب تک رحمت کا سوال کیا جائے۔ ایسے شخص کا سلام جسے تم نے
نعمت سے نوازا جو تمہارے شہروں سے ہٹ کر کنارے کنارے گزرتے ہوئے سلام کرے۔

اسی قصیدہ میں کہتے ہیں: ۛ

قيس کی موت ایک آدمی کی موت نہیں، بلکہ پوری قوم کی بنیاد منہدم ہو کر رہ گئی ہے۔
ابو عمرو بن العلاء فرماتے ہیں: مرثیہ میں یہ سب سے عمدہ شعر ہے۔ ابن الاعرابی کا قول ہے: عہدہ کی شخصیت ایسی ہے کہ
جاہلیت و اسلام میں اس کی نظیر نہیں۔ لکھتے ہیں: جب عہدہ کی عمر زیادہ ہو گئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور اپنا قصیدہ سنانا شروع کیا جس
میں انہیں وصیت کرتے ہیں۔ اور یہ بہترین قصائد میں شمار ہوتا ہے۔

”مجھے خوب معلوم ہے کہ میری انتہا ایک قبر کا گڑھا ہے۔ جو گرد آلود ہوگا اور مجھے وہاں تک چار پائی پر اٹھا کر لے
جایا جائے گا تو اس وقت میری بیٹیاں اور میری بیوی اور رشتہ دار میرے پاس آ کر رو رو کر پھر جدا ہو جائیں
گے۔ پھر مجھے ایسے غبار آلود گڑھے میں چھوڑ دیا جائے گا جس میں جانا ناپسند سمجھا جاتا ہے اور جب مجھے اللوداع
کہا جائے گا تو ہوائیں مجھ پر مٹی اڑا رہی ہوں گی۔“

روایات میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عہدہ کے اشعار پسند تھے، خالد بن صفوان سے کسی نے کہا: عہدہ کسی کی ہجو اچھے انداز سے نہیں کر
پاتے، اس نے کہا: کیوں نہیں۔ لیکن ہجو سے ان کی شان بلند ہے۔

ۛ ۛۛۛۛ (ن) عبید اللہ بن الحرّ

بن عمرو بن خالد بن الحجاج بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن عویم بن یحییٰ بن سعد العشرۃ المبحضی۔ دور نبوی پایا ہے۔
بقول ابن کلبی: بہادر شاعر تھے اور مرثد بن قیس کے حالات میں بیان ہوگا کہ عبد اللہ بن الحر قادیسیہ میں شریک ہوئے۔

ۛ ۛۛۛۛ (ن) عبید اللہ بن صبرہ

بقول بعض: ضمیرہ بن ہوزہ۔ ایک قول ہے: ہوزہ الحنفی الیمامی۔ نبی ﷺ کا زمانہ مبارک تو پایا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہیں
ہوئی۔ قسم اول میں اقصیا الیمامی کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

ۛ ۛۛۛۛ (ن) عبید ابن سراقہ حجازی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ۛ

فانك مسترعى وانا رعية و انك مدعو بسيمالك يا عمر

آپ سے نگہبانی کی عرض کی جاتی ہے جبکہ ہم زیر نگین ہیں اور آپ کو اپنے نشان کے ساتھ اے عمر بلایا جاتا ہے۔

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۳۹۶ (ن) عبید بن جحش

قادیسیہ میں شریک ہوئے اور کوفہ فرودکش ہوئے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۹۷ عبید بن شریہ *

لبی عمر پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ ابوموسیٰ بخوالہ محمد بن سائب کلبی روایت کرتے ہیں کہ عبید بن شریہ البحر ہی دوسو چالیس (۲۴۰) سال بقول تین سو (۳۰۰) سال زندہ * رہے اور اسلام قبول کیا۔ امیر معاویہ کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے دور کی عجیب ترین بات سناؤ! انہوں نے کہا: میں کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو ایک میت کو دفن کر رہے تھے۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ اس میں مشہور شعر ہے:

یبکی الغریب علیہ لیس یعرفہ و ذو قرابته فی الحی مسرور

مرنے والے پر اجنبی روتا ہے جو اسے نہیں جانتا اور قبیلہ میں اس کے رشتہ دار خوش ہوتے ہیں۔

یہی واقعہ ابوموسیٰ نے بطریق عمران بن سعید قرشی انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ امیر معاویہ کے پاس عمیر بن شریہ کو لایا گیا۔ جن کی عمر دوسو بیس (۲۲۰) سال ہو گئی تھی..... پھر اسی کا مفہوم نقل کیا۔ اس میں شعر بھی ہے۔ شاید ان کا اس روایت میں عمیر کہنا سمعی غلطی ہے کیونکہ مشہور عبید ہے۔ رشاطی نے بخوالہ ہمدانی بیان کیا ہے۔ امیر معاویہ حمیر کے حالات سننے کے بڑے خواہشمند رہتے تو عمرو بن عاص نے ان سے کہا: عبید بن شریہ سے آپ نے ابھی تک ملاقات نہیں کی۔ انہیں ان کے باقیماندہ لوگوں کے حالات اور ان کے نسب کا زیادہ علم ہے۔ آپ نے ان کی طرف خط بھیجا کہ ان سے یہ حالات سن کر کتاب کی صورت میں قلمبند کر لیے جائیں۔ پھر اس کتاب میں کمی زیادتی ہوئی اس کے دو نسخے بھی باہمی درست نہیں ملتے۔ محمد بن اسحاق الندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے: انہوں نے زید بن الکیس اور ان کے والد الکیس سے روایت کی ہے۔ عبید عبد الملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہے۔

۶۳۹۸ (ن) عبید بن غاضرہ

بن سمرہ بن عمرو بن قرطاسمعی ثم العنبری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں زکوٰۃ وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ اور ان کے بیٹے عبید نے دور نبوی ﷺ پایا ہے ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ والی یمامہ ابراہیم بن عربی اور جریر بن الخطمی شاعر کے ساتھ خلافت عبد الملک بن مروان میں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔

۶۳۹۹ (ن) عبید ابن ام کلاب

دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کسی آدمی کی چکنی چڑی باتیں تعجب میں نہ ڈال دیں بلکہ جو امانت کو ادا کرے اور لوگوں کی ہتک و بے عزتی سے بچے

اصل میں مرد وہی ہے۔

۶۳۰۰ (ن) عبید بن مُقَدِّد

حیرہ میں اہل فارس کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جب روز بہ نہرین کے پل پر اتر آیا تو عبید بن مقصد اس کے مقابلے کے لئے نکلے پھر وہ واقعہ نقل کیا۔

۶۳۰۱ عبید بن نضلہ الخزاعی

مشہور تابعی ہیں کنیت ابو معاویہ ہے۔ حضرت ابن مسعود، مغیرہ بن شعبہ، سلیمان بن صرد صحابہ کرام سے اور تابعین میں سے علقمہ، مسروق اور سلمانی سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابراہیم نخعی، اشعث بن سلیم، حمران بن اعین نے روایت کی ہے عجلی لکھتے ہیں: کوفہ کے ثقہ تابعی ہیں۔ اہل کوفہ کو قرآن پڑھاتے تھے۔ ابن حزم کا بیان ہے انہوں نے دور نبی ﷺ پایا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہیں کی۔ ابن شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق قاسم خیمہ بحوالہ عبید اللہ بن نضلہ روایت کی ہے کہ لوگوں نے قحط کے سال رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ہمارے لئے نزع مقرر کر دیں..... حدیث۔ عسکری لکھتے ہیں۔ ان کا سماع صحیح ثابت نہیں۔ میرا زیادہ گمان یہی ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے قطع نظر اس کے کہ حدیث مرسل ہے۔ رہا ان کا دور نبوی میں ہونا تو یہ صحیح ہے ابن مدینی نے انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فقہاء شاگردوں میں شمار کیا ہے۔

۶۳۰۲ (ن) عبید

مولا انصار۔ دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ حضرت خالد بن الولید کے قیدیوں میں سے ہیں یسار صاحب مغازی محمد بن اسحاق کے دادا کے حالات میں ان کی حدیث آئے گی۔

۶۳۰۳ (ن) عبید انصاری

قسم اول میں ان کے ہمنام کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری اور ابن حبان نے تابعین میں انہیں شمار کیا ہے۔

۶۳۰۴ (ن) عبید الثقفی

جن کی طرف زیادہ بن سمیہ کی نسبت امیر معاویہ کے انہیں خلیفہ بنانے سے پہلے کی جاتی تھی۔ ابن الاعرابی کا بیان ہے: ان کا والد یونس بن عبید اس بارے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جھگڑا پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ مذکورہ عبید حارث بن کلدہ کے مولا تھے تو ان کے مولا نے ان سے سمیہ کی شادی کی تو ان کے ہاں زیادہ وغیرہ کی ولادت ہوئی۔ غلابی نے ”اخبار زیاد“ نامی کتاب میں اپنی اسناد سے

اسد الغابۃ (۳۵۷۷) تجرید (۳۶۸/۱) جامع المسانید (۵۲۸/۸)

ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب فی الشعیر (۳۴۵۱) ترمذی (۱۳۱۴) ابن ماجہ (۲۲۰۰) جامع المسانید (۵۲۸/۸)

الجرح والتعديل (۳/۶) التاريخ الكبير (۴۴۲/۳) الثقات (۱۳۴/۵)

ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیاد کو کسی مہم پر روانہ کیا تو وہ ان کے پاس اپنا مشن مکمل کر کے آئے، پھر ایک مبلغ تقریر کی اور ابو موسیٰ کا دفاع کرتے۔ ابو موسیٰ جب حضرت عمر کی طرف سے بصرہ کے گورنر مقرر ہوئے تو انہیں اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ یہ ابو موسیٰ کی طرف سے لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے پہل جب تمہیں مرتبہ ملا تو تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد عبیدہ کو غلامی میں مبتلا پایا تو انہیں ہزار میں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہی بہترین ہزار تھے۔

۶۳۰۵ عبیدہ المحاربی

بنی طریف کے فرد۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں مزرد بن ضرار اسدی کو مخاطب کرتے ہیں۔ وہ شام کے بھائی ہیں حرف میم میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔ اشعار یہ ہیں: ص
میں نے کہا: عبیدہ نے انہیں جلدی چالیا۔ کیونکہ میں اشعار کو کئی سال چبانے والا ہوں۔
اس بنا پر انہیں مرزہ کہا جانے لگا۔ عبیدہ انہیں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ص
میں نے دو پہر میں ضرار کو کنز وراوٹ کی طرح چھوڑا تو ضرار ابو یزید مزرد کیوں نہ ہوا۔

۶۳۰۶ (ن) عبیدہ

ابو حرہ کے والد۔ ان کی حدیث وہب بن خالد کے حالات میں بیان ہوگی۔

۶۳۰۷ عبیدہ

ابن عمرو بقول بعض ابن قیس بن عمرو السلمانی بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے مسلمان ہوئے۔ لیکن آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہی قول عجل کا ہے کہ ثقہ تابعی ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن سے ہجرت کی اور کوفہ فروکش ہوئے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان سے محمد بن سیرین، ابواسحاق سمیعی، ابراہیم خثعمی، شععی، ابوصحان الاعرج وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سیرین سب لوگوں سے زیادہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن المدینی اور الفلاس نے ذکر کیا ہے کہ سب سے صحیح سند ابن سیرین عن عبیدہ عن علی ہے۔ ابن نمیر کا قول ہے کہ: قاضی شریح کو جب کوئی اشکال ہوتا تو عبیدہ کو لکھتے۔ بہتر (۷۷۲ھ) میں فوت ہوئے۔ ترمذی نے بہتر (۷۷۳ھ) جبکہ ابن ابی شیبہ نے چوہتر (۷۷۴ھ) کی تاریخ وفات قلمبند کی ہے ان سب میں تامل ہے جس کی توجیہ میں نے ”مختصر التہذیب“ میں بیان کی ہے۔

۶۳۰۸ عبیس مولا ابی بکر الصدیق۔ آخری قسم میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔

باب عین کے بعد تاء

۶۲۰۹ (ن) عتاب بن سلمہ

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ کیونکہ جب قدامہ بن مظعون پر شراب نوشی کا الزام عائد ہوا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قدامہ کے خلاف گواہی قبول کی تھی۔ اسے ابن ابی شیبہ نے دوسندوں سے نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی والدہ کے حالات میں واقعہ تفصیل سے بیان ہوگا۔

۶۲۱۰ عتبہ بن ربیعہ

بن بھر حلیف بنی عاصمہ یرموک میں امیر کی حیثیت سے شرکت کی یہ سیف کا الفتوح میں قول ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے انہیں چند گھڑ سواروں کا امیر بنایا تھا۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: دور نبی ﷺ پایا ہے۔ لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۱۱ عتبہ بن الوغل التغلبی

دور نبوی ﷺ نصیب ہوا ہے۔ ان کا حضرت عثمان کے ساتھ سعید بن عاص کو معزول اور اشعری کو مقرر کرنے کے بارے میں ایک واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کے کئی واقعات پیش آئے ہیں۔ بقول بعض: جنگ صفین میں انہوں نے ہی کہا تھا۔

یہ سیاہ جھنڈا کس کا ہے جس کا سایہ پھڑ پھڑا رہا ہے جب کہا جاتا ہے: حصین! اے آگے کر تو وہ آگے قدم بھر لیتا ہے۔

۶۲۱۲ (ز) عتیس بن عرقوب

بقول ابن مندہ: دور نبوی ﷺ پانے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان سے طارق بن شہاب نے روایت کی ہے ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں ہے۔

۶۲۱۳ عتبہ ابن عتبہ بن مرداس التیمی

بن حارث بن مدرک الدھانی۔ ابو القاسم الحسن بن بشر لآمدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا۔ اور ان کا وہ شعر بھی نقل کیا ہے جس میں، اس جنگ میں قوم کے سردار مالک بن عوف کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ دوران اشعار یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس کے بعد اسلام لے آئے تھے۔ مجھے کوئی صحیح روایت معلوم نہ ہو سکی کہ یہ صحابی ہیں۔ اس لیے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور قسم اول میں اس سے خبردار کر دیا ہے ان کا مذکورہ قصیدہ میں حافظ ابو بکر الخطیب کے قلم سے نقل کر رہا ہوں۔

ط: وہ وقت یاد کرو جب لوگوں کے لیے یہ چلے جب وہ جمع ہوئے تھے اور مالک کے آس پاس جھنڈے پھڑ

پھڑا رہے تھے۔ مالک ایسا بادشاہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ جب وہ جنین پہنچا تو اس کا تاج چمک دکھ رہا تھا۔ ہر سرخ سیاہی مائل رنگ میں کئی نشان زدہ گھوڑے ہیں شام کے وقت جب گھوڑے چلتے ہیں تو ایک آنکھ میں ہوتے ہیں۔ سارے قیس عیمان اس کے جھنڈوں تلے ہیں۔ جب وہ چلتا ہے تو وہ چلتے ہیں اور جب وہ میدان کارزار میں اترے گا تو یہ بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھائیں گے۔

پھر انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ کوئی بھی نبی ﷺ کے پاس دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ وہاں جبرائیل ان کی مدد کے لیے اترے پھر شکست خوردہ کو جو ہم میں سے تھے سختی سے گلے سے پکڑا گیا۔ اگر جبرائیل کے علاوہ کوئی ہم سے لڑتا تو ہماری تلواریں جو تیز ہیں ہمیں پچا لیتیں۔ عمر فاروق جب ان لوگوں کو شکست ہوئی ہم سے بچ گئے۔ ایسا نیزہ لگتا جس سے ان کے گھوڑے کا زین خون سے تر ہوتا جاتا۔

ابو الفرج اصہبانی لکھتے ہیں: کم گوشا عرضی ہیں دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ جو بڑی کرتے تھے ان کا وہ شعر نقل کیا جس میں اپنی قوم کا مرثیہ کہتے ہیں۔

(۶۳۱۳) (ز) عتیبہ بن النہاس العجلی

النہاس کا نام عبد بن حنظلہ بن یام ابن الحارث ہے قبیلہ عجل کے بڑے لوگوں میں سے ہیں۔ دور نبوی پایا ہے اور خلافت صدیقی کے معرکوں میں شریک ہوئے ہیں۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں: صاحب شرافت ہیں۔ پیامہ میں حضرت خالد بن الولید کے ساتھ تھے آپ جب فاطمہ کی طرف روانہ ہوئے تو الہازم پر انہیں امیر مقرر کیا۔ ایسا ہی سیف نے الفتوح میں لکھا ہے لکھتے ہیں۔ بہادر فوجیوں میں سے تھے۔ طبری بھی ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ العلاء بن حضرمی نے فتنہ ارتداد کے بارے میں ان کی طرف پیام بھیجا۔ ان کے بھائی عتاب بھی شریف انسان تھے ان کا بیٹا مغیرہ بن عتبہ کوفہ کا قاضی تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن انہیں تردید ہے کہ آیا یہ نام اسی طرح ہے یا اور نون سے ہے بہر کیف پہلا قول زیادہ درست ہے۔

(۶۳۱۵) عثث بن عمرو الکندی

فتنہ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں جن میں اشعث کو مخاطب کرتے ہیں: ص
اگر کندہ نے اپنے عہد و پیمان توڑ دیے ہیں تو اللہ جانتا ہے میں نے کوئی عہد نہیں توڑا، صرف ایک دین کو تلاش کر، یہ بات مان لے اور عثث کی نصیحت نہ ٹھکرا۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

باب عین کے بعد جیم

(ز) عجاج رجزیہ شاعر

بقول بعض: دور نبوی پایا ہے۔ عبداللہ نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب عین کے بعد دال

(۶۳۱۷) عدی بن عمرو

بن سوید بن زبان..... الطائی المعنی شاعر۔ اعرج سے مشہور ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ وہی کہتے ہیں۔

ترکت الشعر و استبدلت منه اذا داعی صلاة الصبح قاما
كتاب الله ليس له شريك وودعت المدامة والندامي

جب سے صبح کی نماز کا مؤذن کھڑا ہوا ہے میں نے شعر گوئی ترک کر دی ہے۔ اس کے بدلے اللہ کی کتاب کو اختیار کر لیا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شراب نوشی اور رندوں کی محفلوں کو میں نے خیر باد کہہ دیا ہے۔ سوید بن عدی بن عمرو کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ مرزبان نے دونوں قول نقل کیے ہیں۔ اور یہ دونوں شعردونوں سوانح میں درج کیے ہیں۔ ابن کلبی نے صرف اسی پر اکتفا کیا ہے۔ واللہ اعلم

(ز) عدی بن کعب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شاہِ روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

باب عین کے بعد راء

(۶۳۱۹) عزام بن المنذر

بن حارث بن لام الطائی۔ عمر رسیدہ شاعروں میں سے ایک ہیں۔ انہی کا قول ہے:

والله ما ادرى ا ادركت امة على عهد ذى القرنين ام كنت اقدا

اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں آیا میں نے ذوالقرنین کے دور کی ایک قوم کا زمانہ پایا ہے یا میں اس سے بھی پہلے کا ہوں۔

متى تنزعنا عن القميص تبينا جآجي لم يكسين لحما ولا دما

جب تم میرے بدن سے قمیص ہٹاؤ گے تو پسلیاں گوشت اور خون کے بغیر ہوں گی۔

عسکری نے "التصحیف" میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ نام عین، را سے قلمبند کیا ہے ابو حاتم مجتہبیؒ "المعمرین" میں لکھتے ہیں: عوام یا عرام، اتنا عرصہ زندہ رہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے کہ ان کا نام معذوروں میں لکھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا آپ کی اتنے عرصے سے کیا بیماری ہے؟ تو انہوں نے یہ دو اشعار سنائے۔ انہوں نے یہ روایت ابن کلبی سے بواسطہ بنی قیس بن حارث کے ایک شخص بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ اپنی روایت میں کہتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا: میاں آپ نے کن لوگوں کا زمانہ پایا ہے؟ جس پر انہوں نے اشعار سنائے۔ مرزبان نے ان کا عرام نام لے کر ذکر کیا ہے جیسا کہ عسکری نے لکھا ہے کہ مخضری ہیں اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ابو مخنف نے جزم سے لکھا ہے کہ یہ نام واو سے عوام ہے پھر پہلے جیسا واقعہ نقل کیا۔

۶۳۲۰ (ن) عَرْفَجَةُ السَّلْمَى

ابو عون ثقفی بواسطہ عرفجہ السلمی بحوالہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ شاید یہ عرفجہ بن شریح الکندی ہوں۔ بظاہر یہ اور لگتے ہیں۔

۶۳۲۱ عرفجه بن خزيمة قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۳۲۲ (ز) عروه بن افاف

بن شریح بن سعد بن حارث بن لأم الطائی۔ دور نبوی پایا ہے اور خوارج کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے ایک بھی بچنے نہ پائے اور ہمارے دس افراد بھی شہید نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عروہ ان دس میں سے تھے جو شہید ہوئے۔

۶۳۲۳ (ز) عروه بن زيد الخيل الطائي قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۲۴ عروه بن عياضؒ

بن ابی الجعد البارقی۔ ابن عبدالبرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو مقرر کرنے سے پہلے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا اور ان کے ساتھ سلیمان بن ربیعہ کو شریک کار کر دیا۔ میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ عروہ بن ابی الجعد کے بھتیجے ہوئے جن کا قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔ بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ وہی ہیں۔ پھر اختلاف ہے ایک قول ہے: عروہ بن ابی الجعد کے بارے میں درست ہے کہ وہ عروہ بن عیاض ہیں اپنے دادا کے نسب سے ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ رشاطر کا قول ہے۔ بعض کا کہنا ہے نہیں بلکہ یہ عیاض ابوالجعد کا نام ہے۔ لہذا عیاض کو عروہ کے اعراب میں پڑھا جائے گا۔

۶۳۲۵ (ن) عروہ بن نمران

بن عمرو بن قعاس بن عبد یغوث..... المرادی ثم الغطفی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا ہانی بن عروہ کوفہ کے سرداروں سے تھا۔ مسلم بن عقیل کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں سے بیعت لینے کے لیے بھیجا تھا تو آپ انہی کے گھر ٹھہرے تھے۔ عبید اللہ بن زیاد نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے: ص

فان كنت لا تدري ما الموت فانظري الى هاني في السوق وابن عقیل
تو اگر موت سے ناواقف ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عقیل کو جا کر دیکھ لے۔

۶۳۲۵ عروس بن المقتدر

بن مقاتل الاسدی القصبی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مختصری ہیں یہی کہتے ہیں: ص
ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب لوگوں سے مال غصب کیا بالآخر فرمانبردار ہدایت یافتہ ہوئے اور دوسروں سے ٹکس لیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دین کا نیزہ کھڑا کر دیا اور سیدھے ہو گئے۔ سوتلو اور غلام ہے اور قوم دلوں پر تلوار سونتی گئی ہے۔

۶۳۲۷ عریب بن عبد کلال

بن عریب بن یشر الحمری ابن کلبی کا بیان ہے: نبی ﷺ نے ان کی اور ان کے بھائی حارث کی طرف خط بھیجا یہ دونوں حمیر کے سردار تھے۔ ان کے بھائی حارث اور شرییل دونوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خط ان کے بھائی کی طرف * تھا۔ ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

باب عین کے بعد زاء

۶۳۲۸ عزرة بن قیس

بن غزیه الاحمسی البجلي۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حلوان رہتے تھے ان سے ابو وائل نے روایت کی ہے۔ اعش فرماتے ہیں: عن ابی وائل عن عزرة بن قیس، خالد بن ولید نے ہم سے خطاب میں فرمایا: مجھے حضرت عمر نے شام کی جانب بھیجا ہے.... حدیث۔ جو قنن کے بارے میں ہے اسی میں حضرت خالد کا یہ قول ہے: کہ عمر کے جیتے جی وہ نہیں ہو سکتی، علی بن المدینی کا قول ہے: ابو وائل کے علاوہ ان سے کسی نے نہیں روایت کی۔ اور ابن ابی شیمہ بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہوا یہ امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ ابن سعد * نے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد سین

(۶۴۲۹) (ن) عسکلان بن عواکن الحمیری

عمر رسیدہ لوگوں میں سے ایک۔ انہوں نے بھی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے رسالت کی خوشخبری دی تھی۔ پھر بعثت کا زمانہ پایا اور آپ کی طرف مدحیدار اشعار بھیجے جن میں اپنے اسلام لانے کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے ہجرت کی تھی۔ ان کی حدیث البلوئی نے عن عمارہ بن زید عن عبد اللہ بن العلاء عن عبد الرحمن بن حمید بن عبد الرحمن کی سند سے روایت کی ہے۔ حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں نے بعثت سے ایک سال پہلے یمن کا سفر کیا اور عسکلان بن عواکن حمیری کے ہاں فروکش ہوا وہ بوڑھے کھوسٹ شخص تھے انہیں بڑی لمبی عمر ملی تھی یہاں تک کہ وہ سوکھ کر چوڑے کی طرح ہو گئے تھے۔ وہی کہتے ہیں۔

بوڑھا شخص جب بہرا ہو جائے اور بات نہ کر سکتا ہو اور سوائے ہاتھوں کے اس کے کان مصیبت زدہ ہو جائیں تو یہ ایسی بیماری ہے جس کا سوائے موت کے جو مصیبتوں سے لبریز ہو کوئی علاج نہیں۔ میں اپنے بادشاہوں کے ساتھ حاضر ہوا اور دور کے مقامات کو دیکھا۔ وہ سب تو چل بے میں ٹاٹ بن کر رہ گیا جو گرا دیا گیا ہو تنہائی کے مقامات کی طرف نہیں جاتا۔

عبد الرحمن فرماتے ہیں: میں جب بھی آتا ان کے پاس فروکش ہوتا تو وہ مجھ سے مکہ اور اس کے حالات کے بارے میں پوچھتے رہتے، کیا ان میں کوئی ایسا شخص نمودار ہوا ہے جو ان کے مذہب کا مخالف ہو؟ یہاں تک کہ میرا وہ چکر لگا جس میں نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور میں مکہ سے باہر تھا۔ حسب دستور میں ان کے پاس ٹھہرا وہ اٹھ بیٹھے، انہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ مجھ سے کہنے لگے: اپنا نسب بیان کرو! اے قریشی جوان! میں نے کہا: میں عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ ہوں۔ انہوں نے کہا: بس فرمانے لگے: کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں جو تمہارے لئے تجارت سے زیادہ بہترین ہے الا ابشرك بشارة و هي خير لك من التجارة، میں نے کہا ضرور! فرمایا: میں تمہیں عجیب بات بتاتا ہوں اور رغبت کی چیز کی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مہینے تمہاری قوم سے ایک نبی جن کو مبعوث کیا ہے اور اس پر پوری کتاب نازل کی ہے (یعنی صاحب شریعت رسول ہو کر نبی ہوگا) وہ بتوں کی پرستش سے روکے گا اور اسلام کی دعوت دے گا۔ حق کا حکم دے کر خود اس پر عمل پیرا ہوگا۔ باطل سے منع کر کے خود اسے باطل کر کے دکھائے گا۔ بنی ہاشم سے ہوگا۔ عبد الرحمن تمہاری قوم اس کے (نصیبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے) ماموں ہوں گے جاؤ اس سے ملاقات کر کے اس کی تصدیق کرو اور میرے یہ اشعار اس کی خدمت میں پیش کرنا۔

اللہ تعالیٰ جو عظمت و شان والا، رات اور صبح کو نکالنے والا ہے میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اصلی قریشی اور ذبیحہ میں فدیہ دیے گئے شخص (عبد اللہ) کے بیٹے ہو آپ یقین کی طرف بلانے کے لیے مبعوث ہوئے، حق اور فلاح کی رہنمائی کرتے ہو۔ سالوں کی آمد و رفت نے میری بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ جس کی وجہ سے میں آنے جانے

سے قاصر ہوں۔ میں موسیٰ کے رب اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بطحا میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہو بادشاہ برحق کی جناب میں میرے شفیع بنے گا۔ جو مخلوقات کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمن فرماتے ہیں: میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ چونکہ وہ میرے تجارتی شریک تھے اس لئے سارا واقعہ انہیں کہہ سنایا وہ کہنے لگے: یہ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تم ان سے ملو، چنانچہ میں آپ کے پاس آیا۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ میں نے آپ کو یہ بات سنائی تو آپ نے فرمایا: حمیر کا بھائی خاص مومنین میں سے ہے۔ کتنے لوگ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور کتنے لوگ میرے پاس حاضر ہوئے بغیر میری تصدیق کرتے ہیں۔ یہ یقیناً میرے بھائی ہیں۔ یہ روایت حافظ ابن عساکر نے اپنی ”تاریخ کبیر“ میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ بلوی ضعیف ہے اور ان سے روایت کرنے والے عمر بن مدرک کو یحییٰ بن معین نے مہتمم بالکذب کیا ہے۔

باب عین کے بعد طاء

۶۴۳۰ عطاء بن ابی جلید الخزاعی

ثم الحمیری۔ آغاز اسلام کے ایک واقعہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ خلافت عثمانی تک حیات رہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبد اللہ بن عطاء روایت کرتا ہے۔ عمر بن شبہ ”کتاب مکہ“ میں لکھتے ہیں: عطاء بن ابی جلید سے مروی ہے کہ بنی عرابہ جو بھیڑ میں سے بنی سلیم کا ملن ہیں، نے ایک انوکھا کام کیا کہ ایک شخص کو قتل کر کے نکل گئے ابن ابی جلید کے پاس ٹھہرے اور ان کے حلیف بن گئے۔ وہ (مکہ سے دو لکھ نامی وادی میں) ستارہ (نامی گاؤں) میں ٹھہرا کرتے تھے۔ ان کی قوم نے ان سے ان لوگوں کو طلب کیا انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے حلیف ہیں۔ میں ان کی طرف سے دیت دیتا ہوں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور ہوا تو انہوں نے پھر ان سے جھگڑا کیا اور کہنے لگے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی مکہ موجودگی کے زمانہ میں معاہدہ کیا ہے لہذا یہ اسلامی معاہدہ ہوا۔ حضرت عثمان نے یہ فیصلہ کیا کہ جو معاہدہ حلف نبی ﷺ کی مکہ موجودگی میں ہوا وہ دور جاہلیت کا معاہدہ شمار کیا جائے گا اور جو ہجرت کے بعد ہوا وہ اسلامی ہے اس واسطے کہ اسلام میں معاہدہ حلف کی کوئی گنجائش نہیں۔ (اس واسطے کہ ہر مسلمان دوسرے کے خون و مال کا محافظ ہے)۔

۶۴۳۱ (ز) عطار بن برز العطار دی

عطار بن عوف بن کعب بن سعد کی اولاد سے ہیں۔ میں نے ”التاریخ المظفری“ میں لکھا دیکھا ہے یہ ابورجاء العطار دی کا نام ہے اور یہ بات ابن قتیبہ کے حوالہ سے لکھی مشہور ہے ان کا نام عمران ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔

۶۴۳۲ عطار العقیلی

دور نبی ﷺ کا ہے۔ مردوں سے جنگ میں ان کا ذکر ملتا ہے ان کے بھائی سلیم کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۴۳۳ (ز) عطار بن برز

بقول بعض: ابورجاء عطار دی کا نام ہے تاریخ مظفری میں بحوالہ ابن قتیبہ ان کا ذکر ملتا ہے ان کے نام میں کتیبوں کے دوران

باب عین کے بعد ظاء

۶۴۳۳ عظیم بن علائہ بن وہب الغنوی ان کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوگا۔

باب عین کے بعد فاء

۶۴۳۵ (ز) عقیف بن سعد

بن ذی یزن الحمری مخضرمی ہیں۔ اس واسطے کہ ان کے والد بعثت سے پہلے فوت ہو گئے اور انہوں نے خلافت فاروقی میں ہجرت کی۔ اور صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ ان کا ان کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا جو ولید بن جابر کے حالات میں بیان ہوگا۔ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان کا ذکر نہیں کیا باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

۶۴۳۶ (ز) عقیف بن عبد اللہ

بن کعب بن غزیہ بن مالک..... نخعی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا کریم ان لوگوں میں سے ایک ہے جو مرج عذراء میں حجر بن عدی کے ساتھ قتل ہوئے۔

۶۴۳۷ عقیف بن المنذر التیمی

بنی عمرو بن حمیم کے فرد۔ سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ العلاء بن الحضرمی کے ساتھ حطیم کی جنگ میں شریک ہوئے اور اس میں اچھے جوہر دکھائے۔ وہی سمندر میں علاء کے ساتھ اپنے داخل ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ ص
کیا تو نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا سمندر رام کر دیا اور کفار پر ایک بڑی مصیبت نازل کی۔ ہم نے اس ذات کو پکارا جس نے سمندروں کو شق کر دیا تو ہمارے سامنے سمندروں کے چرنے سے بھی بڑی فال لے کر آیا۔

۶۴۳۸ (ز) عقال بن خویلد

بن عامر بن عقیل..... العامری العقلی مخضرمی شاعر ہیں۔ تابعہ الجعدی سے بھوکا مقابلہ کرتے۔ بنی عقیل کے سردار تھے مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا اس بارے میں شعر نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد قاف

۶۴۳۹ (ز) عقبہ بن بجرہ الکندی

ثم التجبی المصری، یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب و جعفر بن ربیعہ روایت

کی ہے کہ انہیں صدیق اکبر ؑ سے کسب فیض کا موقع ملا ہے اور جنگ یرموک میں کندہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ تھا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: نبی ؐ کی حیات میں اسلام لائے۔ حضرت ابو بکر ؓ کا ساتھ نصیب ہوا اور فتح مصر میں شرکت کی۔ یہ مقسم بن بجرہ کے بھائی ہیں۔ پھر بطریق معاویہ بن خدیج روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے دور صدیقی میں ہجرت کی۔ ایک دفعہ ہم ان کے پاس تھے آپ منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: ہمارے پاس رومی جرنیل بکری کا سر لے کر آیا ہے، جس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ تو عجم کا طریقہ ہے۔ پھر فرمایا: عقبہ! تو ہمارا عقبہ بن بجرہ نامی شخص اٹھ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا: میری مراد آپ نہیں، میں عقبہ بن عامر سے کہہ رہا ہوں۔ اس کی اسناد میں بھی ابن ابیہ ہے۔

۶۳۲۰ (ن) عقبہ بن عامر

بن سعد بن ذہل بن الاخض الرعینی۔ دور نبوی ؐ پایا ہے۔ بقول ابن یونس فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۶۳۲۱ (ن) عقبہ بن عمرو

بن سعید بن سلمہ الخیر بن جبیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن حصصہ۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا زرارہ بن عقبہ خراسان کا گورنر تھا۔ اور یہی عہدہ ان کے پوتے عمرو بن زرارہ کے پاس تھا اور وہ وہیں قتل ہوا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ نیشاپور کے سرداروں میں سے تھے وہاں انہیں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔

۶۳۲۲ عقبہ بن النعمان العتکی

ابو النعمان۔ از اہل عمان۔ * * * وشمہ نے کتاب الرذۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص کو الوداع کہا یہاں تک کہ یہ لوگ حضرت صدیق اکبر ؓ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ وہی کہتے ہیں۔

ہم وفا کر آئے اور وفاء کا دھارا ہم میں بہتا ہے اور ہم میں ہی وفا پھلتی پھولتی ہے۔ وفا لوگوں کو ایسے آراستہ کرتی ہے جیسے سچائی اپنی چوٹی کو مزین کرتی ہے ہم نے عمرو سے وفا کی اور اس سے کہا: رائے نے خوب پھونک دیا ہے۔ انہی کے یہ اشعار ہیں۔

ہم نے عمرو سے اس دن وفا کی جب عمرو گویا دھکیلا ہوا تھانج اور سکا سک نے اسے ملک بدر کر دیا رسول اللہ ؐ کا قصدا اپنے حق کی وجہ سے ہم سے زیادہ حق رکھتا ہے اور جو حق کا لحاظ نہ کرے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان پڑوس مطمئن رہتا ہے جب سورج گرہن کا سیاہ دن ہو۔

۶۳۲۳ (ن) عُقْفَان بن قیس

بن عامر التمیمی المنقری۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ رہے یہ تو مرزبانی نے معجم الشعراء میں

ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: دور جاہلیت میں مکہ آئے تو اروئی بنت کریم والدہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ جب چلنے لگے تو ان کی مدح کی۔

اروی کے لیے سلام کا نذرانہ چھوڑا کیونکہ مہمان کا بدلہ یہ ہے کہ وہ پاکدامن اور قابل تعریف ہو ایسا سلام جو محبت کرنے والے کی طرف سے ہو نہ کہ عاشق کی طرف سے جو کوچ کا ارادہ رکھتا کس قدر وہ باعفت اور باعزت تھا۔

۶۴۴۴ عقیل بن مالک الحمیری

بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ بنی حنیفہ کے پڑوسی تھے۔ فتنہ ارتداد میں انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کو کہا تو انہوں نے ان کی مخالفت کی۔ تو چونکہ وہ صاحب زبان اور بیان تھے اس لئے ان کے بارے میں اشعار کہے انہیں وعظ کیا اور مرتد ہونے سے روکا۔ جس کے بارے میں وہ اشعار کہتے ہیں: ص

کچھ لوگوں نے کہا جب کہ قوم اپنے مرتبے سے تجاوز کر گئی عقیل میں آ کر انصاف سے کام لیتا تو اپنے مرتبے سے آگے نہ بڑھتا تو تم الصدیق سے مامون نہ رہو اللہ تعالیٰ تو غالب ہے آزاد ابوبکر ہی ہے۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور ان کی جنگی مہمات میں شرکت کی۔

۶۴۴۵ (ز) عقیل بن ابی عقیل

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابو جعفر نحاس نے محمد بن عبدالرحمن القرشی۔ جو ایک متروک راوی ہے۔ عن عمرو بن سعید المؤدب عن العباس بن الفضل عن ابی کرز الموصلی عن عقیل روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کی والدہ آمنہ بی بی نے خواب میں دیکھا کوئی ان سے کہتا ہے: کہ تمہارے پیٹ میں مخلوق کا سردار ہے اس کا نام محمد رکھنا اور یہ تحریر ہے جو لوہے کی ڈبیا میں ہے جس کی عبارت یوں ہے: میں تمہیں تمہارے رب کی حفاظت میں سونپی ہوں..... پھر لمبی عبارت ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: جس کے پاس یہ تحریر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی جس زمین (کے حصے) پر رات بسر کرے گا اسے کسی کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں۔

۶۴۴۶ (ز) عقیق بن زیاد

بن ذہل بن عوف بن الجرم..... دور نبوی ﷺ کا پایا ہے۔ زیر کا بیان ہے جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔

باب عین کے بعد کاف

۶۴۴۷ (ز) عکرمہ بن سباع

بن خالد بن حارث بن زید بن ابی نصر بن عائدہ..... الفصح۔ مرزبانی کا بیان ہے مخضرمی ہیں۔

(ز) عکرمہ بن سباع بن خالد بن حارث..... سابقہ شخصیت ہے مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ (۶۳۴۸)

باب عین کے بعد لام

(ز) علاثہ بن وہب (۶۳۴۹)

بن خلیفہ الغنوی۔ ابو عمرو الشیبانی نے انسب غنی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جاہلیت میں انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا چاہا تو ان کے بیٹے ربیع نے ان سے کہا: آپ اگر زندہ دفن کرنے کی رسم چھوڑ دیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ان دونوں لڑکیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ پھر علاشہ اور ان کی اولاد مسلمان ہو گئی۔ ان میں سے ایک بیٹی کا نام ورہ تھا پھر علاشہ نے پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو انہیں بتایا گیا: جہاد، چنانچہ یہ جزیرہ آئے ساتھ میں ان کے گھرانے کے لوگ بھی تھے۔ جہاد میں شرکت کی یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوئے اور ان کے بیٹے ربیع، عبداللہ، ابی اور عظیم بھی شہید ہو گئے۔ علاشہ اپنے جہاد کے بارے کہتے ہیں: ع

اے عیسیٰ کے رب دعا ہے کہ محمد اور عیسیٰ میں سے جو میرے جیتے جی ہو اس سے میری ملاقات کرادے۔ اور یہ دعا قبول فرما..... چند اشعار ہیں۔

(ز) علاق بن وہبیل النخعی ابن یزید نخعی کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ (۶۳۵۰)

(ز) علباء ابن الہیثم بن جریر (۶۳۵۱)

ان کے والد ان سرداروں میں سے تھے جو واقعہ ذی قار میں کسریٰ سے نبرد آزما ہوئے تھے۔ علباء نے دور جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ اور دور فاروقی کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ پھر جنگ جمل میں شریک ہوئے اور اسی میں شہادت پائی۔ عمرو بن معدیکرب کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن قتیبہ نے ”غریب“ نامی اپنی کتاب میں بطریق اصمعی روایت کی ہے کہ مجھ سے ابو عمرو بن العلاء کی مجلس میں ایک شیخ نے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے علباء بن الہیثم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خستہ حالی دیکھی اور جب انہوں نے اپنی ضرورت کی بات کی تو احسن انداز میں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام لوگوں کے لیے ان کے اونٹوں کے بارے میں ایک خبر ہے۔

(ز) علقمہ بن الارت العبسی (۶۳۵۲)

مضمری ہیں۔ فتح شام کے سب سے پہلے معرکے جنگ فیل میں شریک ہوئے۔ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قد امی نے ”الفتوح“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت بسند عمرو بن مالک عن ادہم بن محرز بن اسد الباہلی عن ابیہ روایت کی ہے کہ رومیوں کو معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ ان کی جانب بڑھ رہے ہیں تو وہ لوگ فیل منتقل ہو کر وہاں آترے۔ جو اردن کی سرزمین ہے۔ علقمہ بن الارت نکلے اور بلقین سے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے کہا۔ ع

ہم روم کے معروف التجار راستے نہ ساتے ہوئے پکا باندھے ہوئے لوٹے۔ ہم نے تیروں سے ان کی عورتوں کو دھریا اور جب اپنی عورتوں کے پاس واپس پہنچے تو انہیں طلاقیں نہیں دیں۔ ابوحنیفہ لوط بن یحییٰ ازدی نے ”کتاب الاخبار“ میں یہ دونوں شعر علقمہ کے حوالے سے اضافہ الفاظ کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ کتنے مقتولوں کو ہماری تلواروں نے سر کر دیا اور کتنی ہتھیلیاں اور پنڈلیاں جدا کیں۔ خطابی نے یہ مذکورہ شعر اپنی کتاب ”غریب الحدیث“ میں مذکورہ علقمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۶۳۵۳ (ز) علقمہ بن اسلم

بن مرثد بن زید بن اعلس بن علقمہ بن ذی جلدن الاکبر۔ انہیں مطموس کہا جاتا ہے اور ان کا لقب ”النواحہ“ ہے اس واسطے کہ ان کے زیادہ تر اشعار حمیر کے مرثیوں پر مشتمل ہیں۔ انہیں ”ذو جلدن“ کہا جاتا ہے۔ جو ان کے نابینا پن کے باوجود اچھی تنبیہ زمانے کے عجائبات میں سے ہے۔ ہمدانی نے الانساب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں۔ رشاطی نے بحوالہ اُن کے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۵۴ علقمہ بن حکیم الفراسی

دور نبوی پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ اور ابو عبیدہ کو مرج الصفر سے اسلحہ دے کر دمشق اور فلسطین کے درمیانی راستے سے تیار کیا۔ یہ بات سیف نے اپنی سند سے لکھی ہے لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رملہ پر مقرر کیا تھا۔ اور عمرو بن العاص نے انہیں ایلیا کی جنگ پر برقرار رکھا تھا۔ ابن فہون اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۳۵۵ (ز) علقمہ بن زید

دور نبوی پایا ہے جس کی طرف ابن حبان نے ”ثقات“ میں اشارہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط بھیجا تھا۔ ان سے زید بن ربیع روایت کرتے ہیں۔

۶۳۵۶ علقمہ بن قیس

بن عبد اللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان النخعی۔ ابو شبل الکوفی۔ فقیہ، مخضرمی۔ حضرات شیخین اور ان کے بعد والے حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابن مسعود سے زیادہ فیض اٹھایا۔ ہارون بن حاتم بحوالہ عبد الرحمن بن ہانی روایت کرتے ہیں۔ علقمہ بہتر (۷۷۲ھ) میں نوے (۹۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یوں انہوں نے دور نبوی کے تیس (۳۰) برس پائے۔ مشہور یہ ہے کہ باسٹھ (۶۲ھ) میں ان کا انتقال ہوا۔ ابن معین لکھتے ہیں: علقمہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ عالم تھے یعنی عبیدہ السلمانی سے۔

اعمش فرماتے ہیں: عمارہ بن عمیر بحوالہ ابو عمر روایت کرتے ہیں: وہ سب سے زیادہ حضرت عبد اللہ کے طور طریقے اور وضع قطع کے مشابہ تھے۔ ابو موسیٰ، مرہ الحمدانی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ علقمہ رباعین میں سے تھے۔ ابو اسحاق یزید سے بحوالہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جو آیت میں پڑھتا اور جانتا ہوں۔ علقمہ بھی اسے پڑھتے جانتے ہیں۔ قابوس

بن ابی ظہیر بن حوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: میں نے چند صحابہ کو دیکھا وہ علقمہ سے مسائل پوچھتے اور ان سے فتویٰ لیتے تھے۔ مغیرہ بن ابراہیم کا قول ہے: علقمہ بے اولاد تھے۔

۶۳۵۷ (ز) علقمہ بن ہوذہ

بن شماس بن بابا التیمی الیربوعی۔ حضرمی ہیں۔ حلیہ کے حالات میں ان کا ذکر آیا ہے اسی طرح سنان بن الحبل السعدی، بغض بن عامر بن شماس بن ظہیر اور زیاد بن ہوذہ ان کے بھائی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۶۳۵۸ علقمہ بن یزید العقبی

دور نبوی دیکھا ہے اور غزوہ ذات الصواری میں شریک ہوئے۔ امیر مصر ابن ابی سرح کی کشتی دشمنوں کے ہتھے لگنے والی تھی کہ علقمہ بن یزید نے اپنی تلوار سے زنجیر کاٹ ڈالی جو دشمن کی شکست کا باعث بنا۔ قسم اول میں علقمہ بن یزید القطعی کا ذکر ہوا ہے وہ اگر یہی ہیں تو فیماورنہ یہ اس قسم میں سے ہوئے۔

۶۳۵۹ (ز) علیم بن سلمہ الفہمی

دور نبوی پایا ہے۔ ابو عمر الکندی اپنی اسناد سے ”کتاب الخندق“ میں لکھتے ہیں: علیم ان لوگوں میں سے تھے جو مصر سے نکل کر حضرت علی کے پاس گئے اور ان کی جنگوں میں شرکت کی۔ پھر معاویہ بن خدیج نے ان کے بارے سفارش کی تو امیر معاویہ نے انہیں اپنی خلافت میں معاف کر دیا۔ جب خندق کا واقعہ ہوا تو یہ اس لشکر کے افسر تھے جنہوں نے مردان سے جنگ کی تو اس کا خون ہر قرار دے دیا۔ اور جب مصریوں نے مروان سے صلح کر لی تو علیم برقعہ بھاگ گئے۔ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اڑسٹھ (۶۸ھ) میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: انہیں عہد نبوی کے بیس (۲۰) سے زائد سال میسر ہوئے تھے۔

۶۳۶۰ علی بن علقمہ بن عبدہ التیمی

مشہور شاعر علقمہ کے بیٹے۔ جنہیں ”علقمہ الفحل“ کہا جاتا ہے وہ دور جاہلیت کے شاعر امری القیس کے معاصر تھے۔ ان علی کا عبد الرحمن نامی ایک بیٹا تھا۔ جس کا مرزبانی نے ذکر کیا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ اس کا والد اس قسم سے ہے کیونکہ عبد الرحمن نے دور نبوی نہیں پایا ہے۔ عبد الرحمن کا یہ شعر ہے۔

میری مصیبت پر خوش ہونے والے بہت سے لوگوں کی عداوت پوشیدہ نہیں۔ جب میری موت کو تقدیریں ہانک لائیں گی۔ نقاب اوڑھے کپڑے کے گھینٹے سے دھوکانہ کھانا۔ میں ایسا شخص ہوں کہ کوشش کے وقت آستینیں چڑھالیتا ہوں۔

۶۳۶۱ علی ابن ماجدہ السہمی

ابو ماجدہ۔ دور نبوی پایا ہے حضرات شیخین سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی بحوالہ علی بن ماجدہ روایت ہے کہ میری ایک لڑکے سے لڑائی ہو گئی جس کی میں نے ناک کاٹ دی اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ دیکھا کہ نابالغ ہوں تو آپ نے میرے عاقلہ پر دیت لازم کر دی۔ سنن ابی داؤد میں بطریق العلاء بن عبد الرحمن عن ابن ماجدہ عن عمر بن النبی رضی اللہ عنہ روایت ہے: میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام بطور ہبہ دیا.... حدیث۔ امام بخاری نے اسے اپنی تاریخ میں اور ابو العلاء نے عن رجل من بنی سہم عن علی بن ماجدہ جس نے عمرہ سے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ابو حاتم کے قول ”ابن ماجدہ حضرت عمر سے مرسل روایت کرتے ہیں“ کی تردید ہوتی ہے۔

باب عین کے بعد میم

۶۳۶۲ (ن) عمار بن سعد التجیبی

فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عمرو بن عاص اور ابو ذر داء وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ایک سو پانچ (۱۰۵ھ) میں بقول ابن یونس فوت ہوئے اور عن الحسن بن علی العداس مروی ہے فرمایا: ان سے ضحاک بن شریحیل روایت کرتے ہیں۔

۶۳۶۳ (ن) عمار بن ابی سلامہ

بن عبد اللہ بن عمران بن راس بن دالان الحمدانی ثم الدالانی۔ دور نبوی پایا ہے حضرت علی کی جنگوں میں ان کا ساتھ دیا اور بقول ابن کلبی حضرت حسین بن علی کا ساتھ دیتے ہوئے الطف میں شہید ہوئے۔

۶۳۶۴ عمارہ بن الصوق

بن کعب۔ سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے اور اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ نے انہیں جنگ یرموک کے بعد مرج الصفر سے جنگ فحل کی طرف روانہ کیا۔

۶۳۶۵ (ن) عمارہ بن عوف العدوانی

ابو حاتم مجتانی نے ”معمرین“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ کاہن تھے اور ڈھائی سو (۲۵۰) سال خلافت فاروقی تک زندہ رہے ان کا تکیہ کلام تھا: اپنے مہمان کی ضیافت کرو۔ انہی کا شعر ہے۔
مجھے ایک عرصہ دراز پھر ایک عرصہ دراز عمر ملی۔ اب میں اکتا گیا ہوں کہ میرا زمانہ پھر مجھے ملے۔ اب جبکہ میں اپنی عمر کی دوصدیاں بٹا چکا ہوں اس کے بعد پچاس سال اور مکمل کر بیٹھا ہوں۔

(ن) عمرو بن جرهم عمرو بن جرهم میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) عمرو بن قریط العامری

بقول بعض: عمرو۔ ویمہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کو ایک مبلغ خطاب کے ذریعہ ڈرایا۔ اس میں ہے: رہی نماز تو یہ تمہارا نور ہے اور جہاں تک زکوٰۃ کی بات ہے تو یہ تمہاری پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ لیکن وہ سب ان کی نافرمانی پر متفق ہو گئے۔ تو انہوں نے دلبرداشتہ ہو کر کہا۔

تم پر مسلمانوں جیسی نماز گراں ہے بنی عامر! حق بہت گراں ہوتا ہے اس کے بعد تم نے زکوٰۃ کے بارے کہا کہ ان دونوں کے ادا کرنے سے مقتول کے بدل بھاگ نکلو۔ سو اللہ جو غالب ہے تمہارے علاوہ لوگوں کو دور نہ کرے تمہاری راہ سب سے بری راہ ہے۔

(ن) عمرو بن الاحمر

بن العرد بن نسیم بن رعبہ بن حرام الباہلی۔ ابو الخطاب بقول مرزبانی مخضری ہیں۔ دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے مسلمان ہوئے۔ اور رومیوں سے جنگ میں شرکت کی۔ وہیں ان کی ایک آنکھ شہید ہوئی۔ شام فروکش ہوئے۔ اور خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ عمر بہت ہو گئی تھی لیکن پھر بھی صحیح گفتگو کرتے اکثر غریب (عام استعمال سے ہٹ کر) الفاظ استعمال کرتے۔ انہی کا کہنا ہے: متى تطلب المعروف في غير اهله تجد مطلب المعروف غير يسير جب تم نااہل سے نیکی تلاش کرو گے تو تمہیں مشکل سے نیکی ملے گی۔

وان انت لم تجعل لعرضك جنة من الذم سار الذم كل مسير

جب تم نے مذمت سے اپنی عزت کی کوئی ڈھال نہ بنائی، مذمت ہر راستے سے آجائے گی۔

ابو الفرج کا قول ہے: دور جاہلیت کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ مسلمان ہو گئے تو اپنے دور کے خلفاء کی مدح سرائی کی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدح کی۔ شام انہی کے لشکر میں تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر عبد الملک بن مروان تک کے خلفاء کی مدح بیان کی، جس سے مرزبانی کے قول کی مخالفت ہوتی ہے کہ وہ عہد عثمانی میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

(ن) عمرو بن الاسود العبسی عمیر میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) عمرو بن الاسود

بن عامر الطائی۔ ویمہ نے کتاب الرّوۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے ساتھ خوب حوصلہ مندی سے جوہر دکھانے کے بعد شہید ہوئے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۷۱ (ز) عمرو بن براقہ

ابن منہ بھی ہیں۔ عمرو بن حارث میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ براقہ ان کی والدہ کا نام اور منہ ان کے پردادا ہیں۔

۶۳۷۲ (ز) عمرو بن الہداح القیسی

مشترخ بن خالد السعدی کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۳۷۳ (ز) عمرو بن ثبی

بروزن سہمی۔ ابن عبدالمہر سیف کی الفتوح سے بحوالہ اپنے رجال روایت کرتے ہیں: کہ سب سے پہلے نعمان بن مقرن کو جس نے اہل نہاد کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا وہ عمرو بن ثبی تھے۔ وہ اس وقت سب سے زیادہ عمر والے تھے۔ میں کہتا ہوں: سیف کی کتاب میں اس طرح کے بہت سے افراد ہیں جس کا ابو عمر نے نہیں ذکر کیا۔ ابن فحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ لگتا ہے ابو عمر نے سیف کی کتاب نہیں دیکھی۔

۶۳۷۴ عمرو بن ثعلبہ الخشنی

ابو ثعلبہ کے بھائی۔ بقول ابن کلبی: عہد نبی ﷺ میں اسلام لائے۔ ایسا ہی ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں لکھا ہے۔ اور ابن کلبی کی کتاب میں ہے۔ جب انہوں نے ابو ثعلبہ کا ذکر کیا اور ان کا نام الامیر بن جرہم لیا۔ لکھا ہے: ان کا بھائی عمرو بن جرہم اور ایک معتبر نسخہ میں ہے عمر۔ عہد نبی ﷺ میں مسلمان ہوا۔

۶۳۷۵ عمرو بن جرہم

سابقہ شخصیت کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۳۷۶ عمرو بن جندب

بن عمرو الغمری۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ فحل کی جانب روانہ کیا۔ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: خلافت صدیقی کے آغاز میں عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ یمن کی جانب مرتدوں سے جنگ کرنے گئے۔ میں کہتا ہوں: ابن فحون نے ان کے والد کا نام جم نون دال سے لکھا ہے جبکہ ابن ماکولانے جنیدب تصغیر کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں بھی ایسا ہے اور یہی درست ہے۔

۶۳۷۷ (ز) عمرو بن حارث بن عمرو

ابن منہ بن زید بن عمرو بن منہ بن سہم بن نہم النہمی از ہمدان عمرو بن براقہ۔ جوان کی والدہ ہیں۔ سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ رشاطی نے بحوالہ ہمدانی ان کا ذکر کیا ہے کہ ہمدان کے شاعر تھے۔ جاہلیت میں ان کے کئی واقعات ہیں۔ اتنی عمر پائی کہ حضرت

حسن بن علی کا زمانہ پایا تو ان سے سوال کیا۔ مرزبانی نے مجھ الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عمرو بن معبہ جنہیں ابن براقہ کہا جاتا ہے مخضریٰ ہیں۔ جاہلیت میں اتنا تیز دوڑتے تھے کہ کوئی انہیں نہ مل سکتا۔ انتہائی عمر رسیدہ اور کمزور ہو چکے کے بعد حضرت عمر کے پاس آئے اور انہیں اشعار سنائے جس میں کہتے ہیں: **ص**

آپ سے مگرانی کی درخواست کی جاتی ہے اور ہم رعیت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نوازا۔ زبیر ”موفقیات میں لکھتے ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آنے کی اجازت دی تو عمرو بن براقہ آپ کے پاس آئے۔ وہ بوڑھے کھوسٹ تھے اور لنگڑا کر چلتے تھے۔ انہوں نے چند اشعار سنائے۔ جس میں کہتے ہیں: **ص**

ما رايت مثلك الخطابي ابر بالدين و بالكتاب بعد النبی صاحب الكتاب

میں نے صاحب کتاب نبی ﷺ کے بعد تم جیسا خطابی (خطاب کی نسل سے) دین اور کتاب اللہ سے اچھا برتاؤ کرنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے سے کچوکا لگاتے ہوئے فرمایا: تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے ان کا علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں ان کے بارے میں علم ہوتا (اور پھر تم ایسی بات کرتے) تو میں تمہاری پیٹھ کھکا دیتا۔

۶۴۷۸ (ن) عمرو بن الاشرف العتکی

بقول ابن کلبی: دور نبوی پایا ہے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔ اور حارث بن زہیر حضرت علی کے ساتھ تھے جب دونوں کا آمناسا منا ہوا تو دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔

۶۴۷۹ عمرو بن الجسر

بن عمرو بن شرحبیل الکندی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضریٰ ہیں اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے جس میں کسی گورز کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: **ص**
تو مجھے ایسے ڈانٹا ہے جیسے تو کوئی خوش عیش بے وقوف ہے یا ذلّوا اس ہے۔ تم جیسے کتنے صاحب نعمت اور تم جیسے کتنے قوم کے سردار ہو گزرے ہیں۔

لکھتے ہیں: بقول بعض: یہ عمرو بن معدیکرب کے اشعار ہیں:

۶۴۸۰ عمرو بن الحجاج الزبیدی

میمہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ عہد نبی ﷺ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جب زبید قبیلے نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا جس کی دعوت انہیں عمرو بن معدیکرب نے دی تو اس موقع پر ان کا اچھا اقدام ہے انہوں نے ان لوگوں کو روکا اور اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی ترغیب دی۔ جس کی وضاحت عمرو بن عقیل الزبیدی کے حالات میں ہو چکی ہے۔ ابن الدباغ وابن فحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۸۱ (ز) عمرو بن حسان

بن معاویہ ابن وہب بن قیس بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ دوری نبوی پایا ہے۔ بقول ابن کلبی: جنگ قادسیہ اور سباط میں شریک ہوئے۔

۶۳۸۲ عمرو بن الحضرمی

ان کے والد کا نام مذکور نہیں۔ ابوبکر احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ”تاریخ حمص“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمرو احمد بن نصر بن سفیان بن حرب بن عمرو الحضرمی سے روایت کی ہے کہ ان کے دادا حرب کی کنیت ابو مالک تھی۔ اور ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تھے۔ خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ یہ امیر معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے صفین میں شہید ہوئے۔

۶۳۸۳ (ز) عمرو بن ابی حمزہ الہذلی

بنی غریم کے بھائی۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرمی ہیں۔

۶۳۸۴ (ز) عمرو بن خفاجی العامری

سیف کا بیان ہے۔ نبی ﷺ نے انہیں اور عمرو بن الحجاب العامری کی طرف خط بھیجا جس میں مسیلہ کے خلاف ان دونوں سے مدد کرنے کو کہا تھا۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۸۵ (ز) عمرو بن ابی الخیر

بن عمرو بن شریحیل الکندی مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرمی ہیں۔

۶۳۸۶ عمرو بن ربیعہ

بن کعب بن سعد بن زید مفاہ بن تمیم۔ لمبی عمر والے۔ یہی المستور ہیں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۳۸۷ (ز) عمرو بن سلمہ

بن کعب بن وائل بن کعب بن جمل المرادی الجملی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کے والد کا لقب الاسلح تھا حجر عدی کے ساتھیوں میں سے جن کے ساتھ خلافت امیر معاویہ میں مرج عذراء میں قتل ہوئے۔

۶۳۸۸ (ز) عمرو بن ابی سلمیٰ الہجیمی

بقول سیف: عراق میں تیرہ (۱۳ھ) کوثنی بن حارثہ کے ساتھ تھے انہوں نے انہیں صفین میں مقیم تغلب و نمر کے قبیلوں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

۶۳۸۹ (ن) عمرو بن شاس

بن ابی علی۔ ان کا نام عبیدہ بن ثعلبہ ہے بقول بعض ابن رویہ بن مالک بن حارث بن سعد بن ثعلبہ اسدی۔ ابو عرار۔ عمرو بن شاس اسلمی کے حالات میں قسم اول کے دوران ان کا ذکر ہوا ہے بقول مرزبانی یہ انہی کے اشعار ہیں۔

اذا نحن اذلجنا وانت امامنا كفى لمطايانا برؤياك هاديا

جب ہم رات کے وقت چلے اور تو ہمارے آگے تھا۔ ہماری سوار یوں کے لیے تیرا نظر آنا ہی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

اليس تزيد العيس خفة اذرع وان كن حسرى ان تكون اماميا

کیا بھورے اونٹ کئی گز تک ہلکے نہیں ہو جاتے۔ اگر چہ وہ تھکے ماندے ہوں۔ جب تو ان کے آگے ہو۔

۶۳۹۰ (ن) عمرو بن شرحبیل الهمدانی

الکوفی ابو میسرہ ابو موسیٰ کا بیان ہے۔ دورِ جاہلیت دیکھا ہے۔ ابو وائل انہیں مسروق پر فوقیت دیتے ہیں۔ حضرت عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ، سلمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابو وائل، ابو اسحاق سنہبی، محمد بن المنستر اور قاسم سے بخیرہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے اور ابن معین اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابو نعیم بحوالہ اسرائیل روایت کرتے ہیں کہ ابو میسرہ جب اپنا وظیفہ لیتے تو اسے صدقہ کر دیتے اور جب اپنے گھروالوں کے پاس آتے وہ لوگ شمار کرتے تو وہ جوں کا توں ہوتا۔ عمرو بن مرہ بحوالہ ابو وائل روایت کرتے ہیں۔ ابو میسرہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے افضل شاگردوں میں سے تھے محمد بن سعد کا قول ہے: ابن زیاد کے دو گورنری میں فوت ہوئے۔ ابن حبان الثقات میں لکھتے ہیں: عبادت گزاروں میں سے تھے طاعون کی وجہ سے ان کا گھٹنا بکری کے گھٹنے جیسا ہو گیا تھا۔ تریسٹھ (۶۳۳ھ) ابو حنیفہ کی وفات سے پہلے فوت ہوئے۔

۶۳۹۱ (ن) عمرو بن شمر بن غزیہ الیمانی

سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک جو خلافت صدیقی کے آغاز میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ الدارقطنی کا قول ہے: دمشق میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے قائدین میں سے ایک یہ رہ گئے تھے۔ ابن ماکولا رحمہ اللہ نے ان کے دادا کا نام غزیرہ قلمبند کیا ہے۔

۶۳۹۲ (ن) عمرو بن طریف

بن عمرو ابن ثمامہ بن مالک بن جدعاء الطائی۔ دورِ نبوی نصیب ہوا ہے بقول ابن کلبی: عبید اللہ بن الحر کے ساتھیوں میں

جامع المسانید والسنن (۵۹۳/۹) استیعاب (۳۹۵۶) اسد الغابۃ (۱۹۴۸) تجرید (۴۱۰/۱)

التاریخ الكبير (۳۴۱/۳) تجرید (۴۱/۱) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۵/۱۹)

الاکمال (۱۷۰/۲)

سے ہیں۔ ان کا لقب سخاوت کی وجہ سے ”سخیر“ پڑ گیا تھا۔ ان کا اور عامر بن جوین الطائی کا مقابلہ فخر ہوا تو بحیر اس سے جیت گئے۔ یہ لوگ امرطی کے خاندان سے ہیں۔ کبھی ان عمرو بن طریف کا، اوس بن حارث بن لام بن عمرو بن طریف کے دادا سے التباس ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ ابن عمرو بن طریف، لام کے والد ہیں جو عمرہ بن ثمامہ کے چچا زاد ہیں اور وہ عمرو بن طریف صاحب سوانح کے دادا ہیں۔ اس سے خبردار ہونا چاہیے کہیں یہ گمان نہ ہو کہ غلط ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ بلکہ یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں جن کا اور ان کے والد کا نام الگ الگ ہے۔ واللہ اعلم

۶۴۹۳ (ز) عمرو بن ظالم

بن سفیان بقول بعض: ابو الاسود الدکلی کا نام ہے مشہور یہ ہے کہ ظالم بن عمرو ہے پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۶۴۹۴ عمرو بن عامر السلمی

حیات نبوی کے تقریباً تیس (۳۰) سال پائے اور اتنی لمبی عمر پائی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حافظ ابن عساکر نے بطریق شاذ ان روایت کی ہے کہ عمرو بن عامر السلمی امیر معاویہ کے پاس آئے۔ جب آپ کے پاس پہنچے تو بڑھاپے کی وجہ سے کانپ رہے تھے امیر معاویہ نے ان سے پوچھا: کیسی کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے عورتوں سے اجتناب کیا حالانکہ وہ شفاء تھیں میں نے کھانے کی چیزیں کم کیں حالانکہ وہ نعمتیں تھیں اب زمین مجھ پر گراں ہے اور میرا عضو قریب ہے اب میری نیند تھکان دور کرنے کا باعث، میری سمجھ، فہمیت ناک اور میری سماعت جو شبلی ہے اور یہ اشعار سنائے۔

اذا ذهب القرن الذي انت فيهم و خلقت في قرن فانت غريب

و ما للعظام الباليات من البلى شفاء و لا للرکتين طيب

وان امرأ عاش ستاً وتسعين حجة الى منهل من ورده لقریب

جب وہ صدی گزر جائے جس میں تو تھا اور تجھے دوسری صدی میں چھوڑ دیا جائے تو، تو مسافر ہے۔ بوسیدہ ہڈیوں

کا بوسیدگی سے کوئی علاج نہیں اور نہ گھٹنوں کا کوئی طبیب و معالج ہے۔ اگر کوئی شخص چھیانوے (۹۶) برس جیتا

رہے تو (موت کے) گھاٹ پر اس کا اتنا قریب ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا: دس ہزار جس سے میں اپنا قرض چکاؤں اور دن جسے اپنے

اہل و عیال میں خرچ کر کے تقسیم کروں اور دس ہزار جنہیں اپنی بقیہ عمر میں کام میں لاسکوں، چنانچہ آپ نے انہیں یہ رقم دی اور وہ رخصت ہو گئے۔

۶۴۹۵ (ز) عمرو بن عبدود

بن حارث بن کعب بن الذکاء کلبی۔ ”ابن شعاس“ کے نام سے مشہور ہیں جو ان کی والدہ ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مختصری

ہیں خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔ وہی سعید بن عاص بن امیہ کی مدح اور عبداللہ بن خالد بن اسید کی مذمت میں کہتے ہیں: ص

ابو عبد اللہ تونے بلندی سے کوتاہی کی۔ جو کوتاہی تم نے کی سعید اس میں تمہارے لیے کافی ہے۔ وہ ایسا نوجوان ہے جس کی والدہ آلِ حمل سے عزت والی ہے۔ اور تمہاری والدہ وہ ہے کہ وادیِ وچ میں عبید (غلام) اس سے نسبت رکھتے ہیں۔

سعید کی والدہ عامریہ قریشیہ تھی جبکہ عبد اللہ کی والدہ ثقیفہ تھی اور یہ اس عمرو بن عدوڈ شاہسوار کے علاوہ ہیں جسے حضرت علیؑ نے غزوہٴ خندق میں قتل کیا تھا۔ یہ شاہسوار قرشی ہو کر بنی عامر بن لؤی سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۳۹۶ (ن) عمرو بن عبد اللہ

بن الاصم تابعی ہیں بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۶۳۹۷ (ن) عمرو بن عبد اللہ

بن تھار بن سعد بن مر بن حمل الحِمْلی۔ دور نبوت پایا ہے۔ فتح نہاد میں شریک ہوئے۔ جنگ میں ان کی ناک کٹ گئی۔ جس کی بنا پر انہیں ”اجدع“ (کٹا) کہا جاتا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی سمیر کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳۹۸ (ن) عمرو بن عدی

بن محارب بن صنیم بن ملیح ابن شریطان ابن معن بن اسلم بن مالک بن فہر الازدی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کے والد مسعود بصرہ میں ازدیوں کے سردار تھے۔ ان کا قصہ یزید بن معاویہ کی وفات کے وقت عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ جو پیش آیا وہ تاریخ طبری وغیرہ میں مذکور ہے مسعود اسی میں قتل ہوئے۔

۶۳۹۹ (ن) عمرو بن عریب

بن حظلہ بن دارم بن عبد اللہ..... ہمدانی۔ ثم الصائد۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے زیاد کی کنیت ابو عامر تھی جو حضرت حسینؑ کی معیت میں الطف میں شہید ہوا۔

۶۵۰۰ (ن) عمرو بن عطیہ

عاصم الاحول کے شیخ۔ مسدّد نے اپنی سند میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ سے بیعت کی تھی۔

۶۵۰۱ (ن) عمرو بن ابی عقرب

بڑے تابعی ہیں۔ والی مکہ عتاب بن اسید سے سماع کیا۔ اور عتاب نبی ﷺ کی وفات کے دو سال بعد فوت ہوئے لہذا عمرو نے دور نبوی پایا ہے۔ ایک موبوم روایت آتی ہے جس کا تقاضا ہے کہ عمرو صحابی ہیں۔ چنانچہ سعید طالقانی اور جعفر المستغری بطریق شائبہ

عن خالد بن ابی عثمان عن سلیط وایوب صاحبزادگان عبداللہ بن یسار اور عمرو بن ابی عقرب روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ نے جس کام کے لیے بھیجا اس میں سے مجھے صرف دو گروہ دار کپڑے ملے۔ حدیث۔
 شبابہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: ان سے غلطی ہوئی اور ایک شخص کو سند سے ساقط کر دیا ہے۔ یہی روایت ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے مجالد سے عمرو کے بعد باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے ”میں نے عتاب بن اسید کو فرماتے سنا“ اور یہی درست ہے۔

۶۵۰۲ (ز) عمرو بن علقمہ

بن علاشہ العامری ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اور عمرو کو دور نبوی نصیب ہوا ہے خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔

۶۵۰۳ (ز) عمرو بن قبیصہ

بن علقمہ الداری ابن الطیفانہ عرف تھا۔ اور الطیفانہ کے بھتیجے سے بھی شہرت رکھتے تھے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضری ہیں بنی عبداللہ بن دارم بن حظلہ بن تمیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی کا شعر ہے۔
 میں ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس میں سے زرارہ، عمرو بن قعقاع اور غطارف ہے اور ہمارے حاجب گھوڑے والے کو تم جانتے ہو سرخ مضر کے لیے اتنا ہی کافی ہے جب وہ کھڑا ہو۔

۶۵۰۴ (ز) عمرو بن قریط

عمر میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۰۵ (ز) عمرو بن کریب

بن اعلیٰ بن تمیم بن ثعلبہ بن جدعاء الطائی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا مشہور شاعر ہے جس نے قافلوں پر حملہ کیا تھا یہ ایسے اونٹ تھے جن پر تجارتی سامان، عہر، پارہ وغیرہ حجاج کے دور میں کوفہ لایا جاتا تھا۔ ابن کلبی نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۰۶ (ز) عمرو بن کلاب

دور نبوت نصیب ہوا ہے۔ انہی نے اشعار کے ذریعہ حضرت عمرؓ کو ان کے گورنر کے بارے پر اچھنٹہ کیا تھا۔
 اذا التاجر النهدي جاء بفارة من المسلك راحت في مفارقهم تجرى
 جب ہندوستانی تاجر نافہ مشک لے کر آتے ہیں تو ان گورنروں کی ماگوں میں سے بہہ رہی ہوتی ہے۔
 ابراہیم حربی نے ”غریب“ میں بطریق ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ عن الکویر بن زفران کا ذکر کیا ہے کہ مجھ سے ابو الخثار نے بحوالہ عمرو اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۰۷ عمرو بن کلیب یحصبی

بقول حافظ ابن عساکر * یرموک میں شریک ہوئے۔

۶۵۰۸ (ن) عمرو بن کیسبہ النهدی

بقول بعض: ان کا نام عبد اللہ ہے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے عبادلہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۵۰۹ (ن) عمرو بن مالک

بن عمیرہ بن لوسی بن سلمان بن عمیرہ بن سلطان الاکبر الارجی۔ دور نبوی پایا ہے یہ وہی ہیں جن کے بارے میں قیس بن عظمیٰ نے نبی ﷺ کو بتایا تھا میں نے قبیلہ میں ایسا شہسوار اپنا نائب چھوڑا ہے جس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کی کنیت ابو یزید ہے۔

۶۵۱۰ (ن) عمرو بن مالک الجہنی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ اور ان کا شعر ہے۔

۶۵۱۱ (ن) عمرو بن مخزوم الغاضری

ابن مندہ نے اور ابو نعیم نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے دونوں فرماتے ہیں: ان کا ذکر ملتا ہے لیکن کوئی روایت نہیں۔ دور نبوی پایا ہے اور خلافت فاروقی میں اصہبان اور ارکان گئے۔ بقول بعض: مارت کی گڑھی پار کرنے کے لئے انہوں نے رہبر لیا جس پر چڑھنا گراں ثابت ہوا تو یہ اپنے رہبر سے کہنے لگے: تمہارا کیا ارادہ ہے۔ یوں اس جگہ کا نام ”عقبہ مارت“ پڑ گیا۔ میں کہتا ہوں: اگر ابن مندہ ان کی طرح کے اور تمام افراد کا ذکر کرتے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جوان مرد تھے تو ان کی کتاب کافی بڑھ جاتی۔ جبکہ ان سے اس طرح کے کئی حضرات کا تذکرہ رہ گیا ہے جس کا ہم نے جہاں تک اطلاع ملی استدراک کیا ہے۔ غالب گمان ہے ایسے افراد صحابی ہوں گے۔ عین ممکن ہے انہوں نے حجة الوداع والا حج کیا ہو۔ اس حیثیت سے جن کا استیعاب و احاطہ ممکن ہو کر لینا چاہیے۔

۶۵۱۲ (ن) عمرو بن مرداس

بلال رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ان سے ابو الورد بن ثمامہ روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری * نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد نے مسند بلال میں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ اسماعیل بن علیہ نے ہم سے بواسطہ الجری ابی الوقت عن ابی عروبہ روایت کی ہے۔ مسند کا ایک نسخہ جو مجھے ملا ہے اس میں لکھا ہے عن عمرو بن مرہ۔ ابن عساکر * نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ غلط ہے پھر اسے بطریق علی بن المدینی اور خلف بن سالم عن ابن علیہ نقل کیا ہے۔ دونوں نے کہا: عمرو بن مروان۔

* تجرید (۴۱۶/۱) * مختصر تاریخ دمشق (۲۸۱/۱۹)

* اسد الغابہ (۴۰۱۷) * تجرید (۴۱۷/۱) * التاریخ الکبیر (۳۷۰/۳)

* مختصر تاریخ دمشق (۲۸۸/۱۹)

۶۵۱۳ (ز) عمرو بن مَرّه

بن عبد یغوث بن مالک بن حارث بن بھجنہ..... انھدی۔ دور نبوی پایا ہے بقول ابن کلبی: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت روانہ کیا جب البیاض کلبی نے بکر بن وائل پر حملہ کر کے انہیں قیدی بنا لیا تھا۔ یہ اس کے پاس آئے۔ اس سے قیدی لے کر انہیں واپس دیے۔ جس کے بارے میں کہتے ہیں۔ ص
مجھے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں سارے خزانہ کا خوف تھا پھر میں ان میں قابل تعریف ہو کر بغیر کسی بات کے واپس ہوا۔

مرزبان نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے۔

۶۵۱۴ عمرو بن معاویہ

بن الشقیق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری ثم العقیلی۔ دور نبوی پایا ہے۔ بقول ابن کلبی: حکومت بنی امیہ میں صواف والے۔ امیر معاویہ نے انہیں ارمینیا، آذربائیجان پھر اھواز کا والی مقرر کیا تھا۔ ان کی والدہ امامہ یا امیمہ بنت یزید بن عبد المدان ہے۔ یزید نے ان کے والد کو گرفتار کیا تھا پھر چھوڑ دیا اور اپنی بیٹی کی ان سے شادی کر دی۔ انہوں نے ہی اسلام میں گھوڑوں کو دوسری غلیحوں پر فوقیت دی۔ اس کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ ص

انی امرؤ للخیل عندی مزیة علی فارس البرذون او فارس البغل

میں ایسا شخص ہوں جس کے نزدیک گھوڑوں کو ترکی گھوڑوں اور خیر سواروں پر فضیلت حاصل ہے۔

ان کا بیٹا زیاد بن عمرو جو صاحب شرافت تھا چونکہ (۶۳ھ) میں مزج راہط میں شہید ہوا۔ منذر بن ابی ثمیمہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی گھوڑے کو ترکی گھوڑے پر ترجیح دی۔ ابن قتیبہ نے ”المعارف“ میں لکھا ہے: سب سے پہلے یہ ترجیح گھوڑوں کو سلار بن ربیعہ نے دی۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ دونوں نے اپنے اپنے شہر کے اعتبار سے پہلے ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم کیونکہ دونوں کا زمانہ نزدیک ہے۔

۶۵۱۵ (ز) عمرو بن منبہ عمرو بن حارث میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۱۶ (ز) عمرو بن المنذر

بن عمرو بن اصح السامی از بنی سامہ بن لوی۔ دور نبوت پایا ہے۔ ان کا بیٹا خلاص بن عمرو فقیہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہے۔ ان کا زیاد حوارین نامی ایک بیٹا ہے جس نے بحرین کا حوارین نامی گاؤں فتح کیا تھا۔ فریاد بن عمرو کے دس لڑکے تھے اور ایک دوسرا بھائی تھا جس کا نام نافع تھا۔

۶۵۱۷ عمرو بن میمون الاودی

ابو عبد اللہ یا ابو یحییٰ کنیت تھی دور نبوی پایا ہے۔ نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان کے ساتھ رہے پھر مدینہ آئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان کے ساتھ رہے پھر مدینہ آئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کیا۔ ان دونوں سے اور حضرت عمر، ابوذر، سعد، ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے سعید بن جبیر، عبد الملک بن عمیر، شعبی، عمرو بن مرہ اور حصین بن عبد الرحمن وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجل لکھتے ہیں: کوفہ کے دور جاہلیت کے ثقہ تابعی ہیں۔ ابو بکر بن عیاش، بحوالہ ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ صحابہ انہیں وصیت کر جاتے تھے۔ عبد الملک بن سابط بحوالہ ان کے نقل کرتے ہیں ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل سحر سے بلند آواز میں تکبیر کہتے ہوئے آئے۔ مجھے ان سے قلبی لگاؤ ہو گیا تو میں ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ امام بخاری نے بطریق حصین عن عمرو بن میمون روایت کی ہے فرمایا: میں نے جاہلیت میں بندریا کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا اس کے پاس بہت سے بندر جمع ہیں پھر انہوں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اس پر پتھر پھینکے۔ اسی طرح انہوں نے یہ روایت باب القسامہ فی الجاہلیۃ کے آخر میں نقل کی ہے اور اس کے قریب باب مبعث النبی ﷺ ہے۔ اور اسماعیلی نے دوسری سند کے ذریعہ عن عیسیٰ بن حطان عن عمرو طویل نقل کی ہے اس کی ابتداء میں ہے۔ میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرا دہا تھا اتنے میں ایک بندر آیا جس کے ساتھ ایک بندریا تھی اور اس کے ہاتھ پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اتنے میں ایک چھوٹا بندر آیا اس نے بندریا کو آنکھ ماری بندریا نے ساتھ سوئے بندر کے سر کے نیچے سے آہستگی سے اپنا ہاتھ سر کا یا اور اس کے پیچھے چل پڑی تو یہ اس کے اوپر لیٹ گیا پھر وہ واپس آ گئی۔ اتنے میں پہلے والا بندر بیدار ہو چکا تھا اس نے اسے سونگھا تو چیخنا شروع کر دیا۔ تو سارے بندر جمع ہونے لگے۔ وہ چیخ چیخ کر اس بندریا کی طرف اشارہ کرتا اور وہ بندریا کبھی دائیں بھاگتی تو کبھی بائیں۔ پھر یہ اس بندر کو لائے جسے میں جانتا تھا اس کے بعد اس کے لئے گڑھا کھود کر اسے سنگسار کر دیا تو یوں میں نے انسانوں کے علاوہ جانوروں میں سنگساری دیکھی۔ مختصر ابن عبد البر نے اس واقعہ کو عجیب سمجھا ہے وہ لکھتے ہیں اگر ثابت بھی ہو جائے تو شاید وہ جنات تھے۔ ادھر حمیدی نے اپنی کتاب ”الجمع بین الصحیحین“ میں بخاری میں اس کے وجود سے انکار کیا ہے جو تعجب کی بات ہے کیونکہ یہ روایت تمام نسخوں میں بروایت العزیزی موجود ہے صرف سنی کی روایت سے رہ گیا ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی حیات میں آپ کی خدمت میں زکوٰۃ بھیجی۔ ابن معین اور نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: چوتھر (۷۷۴ھ) میں فوت ہوئے یہی تاریخ کئی اور حضرات نے لکھی ہے۔ بقول بعض: پچتر (۷۷۵ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۵۱۸ (ن) عمرو بن النعمان

بن البراء بن اسعد بن عبد اللہ بن سعد از بنی ذہل بن شیبان، مرزبانی لکھتے ہیں: مخضری ہیں اور ”رغال“ سے مشہور تھے پھر

اسد الغابۃ (۴۰۲۷) استیعاب (۱۹۸۲) تجرید (۴۱۸/۱)

بخاری کتاب مناقب الانصار باب القسامۃ فی الجاہلیۃ (۳۸۴۹)

التاریخ الکبیر (۳۶۷/۶) جامع المسانید و السنن (۸۴/۱۰) اسد الغابۃ (۴۰۵/۳)

اسد الغابۃ (۴۰۲۹) تجرید (۴۰۹/۱)

ان کا شعر نقل کیا جس میں سے ایک یہ ہے۔ ع
ان کے نیزہ مارنے سے سیدھے نیزے گردنوں میں تیروں کی دونوں شرقی جانب خون سے بہہ پڑے۔ میں
نے ان لوگوں میں سے اڑتے غبار میں بھوکے درندوں اور بوڑھے گدھوں کے لیے اونٹوں جیسے لوگ چھوڑے۔

۶۵۱۹ (ز) عمرو بن الہذیل العبدی الربعی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضریٰ ہیں۔ وہی مالک بن سبیح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں جب وہ ”ایام القضیہ“ یعنی
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھاگ کر بنی سعد کے ایک چشمے پر جا ٹھہرے جسے تاج کہا جاتا تھا۔ ع
ہم بکر بن وائل نے یہیں قیام کیا جبکہ تم کڑوا میٹھا چکے بغیر تاج میں مقیم ہو۔ کسی قوم کے وہ حسب جن کی وہ پہلے
زمانے سے وارث ہوں۔ ان احساب کے برابر نہیں ہو سکتے جو سبزیوں کے ساتھ پیدا ہوئے ہوں۔
وہی کہتے ہیں: ع

مجھے بچپن کا صرف ایک قصیدہ بھولا ہے۔ اور نہ میں نے انابت اور سجدہ ریزی کو ترک کیا ہے۔

۶۵۲۰ (ز) عمرو بن وبرہ

سیف اور طبری کا بیان ہے کہ چودہ ۱۴ھ کے آغاز میں قضاعہ کے سردار تھے۔

۶۵۲۱ (ز) عمرو بن یثربی

بن یثرب بن زہف بن امیہ بن عبد غنم..... الضعی۔ ضہ کے شہسوار۔ حضرت عثمان نے اس سے پہلے انہیں بصرہ کا قاضی مقرر
کیا تھا مرزبانی لکھتے ہیں: جاہلیت میں سرداران ضہ سے تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ ابو رجاء العطاردی کی روایت ہے انہوں نے جنگ
جمل میں انہیں یہ اشعار کہتے سنا: ع

ہم بنی ضہ اونٹ والے ہیں (جس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار ہیں)۔

جس کے چند اشعار ہیں وہی کہتے ہیں: ع

اگر تو میرا انکار کرتا ہے تو سن میں ابن یثربی ہوں۔ جس نے علماء، ہنداء الجملی اور ابن صوحان کو قتل کیا جو حضرت

علی کے دین (رائے) پر تھا۔ پھر عمرو بھی اسی روز شہید ہو گئے۔

قسم اول میں عمرو بن یثربی ضمری کا تذکرہ ہوا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ دعبیل نے طبقات اشعراء میں لکھا ہے جب انہوں نے ان
تین افراد کو قتل کر دیا جو حضرت علی کے لشکر سے تعلق رکھتے تھے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مبارز طلب کیا تو ان کے مقابلہ
میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود تشریف لے آئے۔ (حیدر کرار کی آمد سے دونوں صف آرا لشکر ایسے دم بخود تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا تھا)
اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ آپ نے کہا: میں علی بن ابی طالب ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا، اور نہ
یہ چاہتا ہوں کہ آپ جیسی شخصیت کے ہاتھوں قتل ہوں۔ تو آپ ان پر حملہ کیے بغیر لوٹ آئے۔ حضرت عمار نے آپ رضی اللہ عنہ سے واپسی کا

سب پوچھا تو آپ نے انہیں اس سے آگاہ کیا۔ حضرت عمار کہنے لگے: میں اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں تو حضرت علی نے ان سے فرمایا: (سر پر) میرا خود رکھ لو۔ اپنے سر پر وار کرا کے قابو پالینے دینا جب وہ ایسا کر چکے تو تم فوراً اس کی ٹانگ کی طرف بڑھنا اس لئے کہ مجھے وہ زرہ سے کھلی ہوئی نظر آئی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب وہ گرے تو حضرت عمار نے انہیں ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ عرض کرنے لگے: امیر المومنین! مجھے اپنے دشمن کے لئے باقی رہنے دیجئے، آپ نے فرمایا: اگر تم نے ان تینوں کو قتل نہ کیا ہوتا تو میں ایسا کرنے پر راضی ہو جاتا، عمار اس کی گردن کو اڑا دو تو آپ نے حکم کی تعمیل کی۔

۶۵۲۲ عمرو بن یزید بن حارث الذہلی

اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے کہ کندہ کے مرتد ہونے کے عرصہ میں اسلام پر ثابت رہے۔ حضرت عکرمہ نے جب تلحہ فتح کیا تو انہیں اور وہاں مقیم تمام مسلمانوں کو آزاد کرا دیا۔ اور انہیں اختیار دیا تو عمرو نے اپنی بیوی کو اختیار کیا اور والدہ کو چھوڑ دیا۔ جس پر کسی نے انہیں ملامت کی وہ کہنے لگے۔ میری بیوی خوبصورت ہے جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور میری ماں بوڑھی ہے جسے کل پانچ اونٹنیوں کے بدلے خرید کر آزاد کرالوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۶۵۲۳ عمرو بن یزید

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے سماع کیا اور ان سے ربیعہ بن مرداس نے روایت کی۔ لہذا تاریخ خطیب میں دیکھ لیا جائے۔

۶۵۲۴ (ن) عمرو بن فلان

بن طریف الدوسی۔ الطفیل بن عمرو بن کا تذکرہ ہو چکا ہے ان کے چچا زاد بھائی ابن کلبی نے ”الجمہرہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ وہ طفیل کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان کا چچا عمرو جنگ یرموک میں شہید ہوا۔

۶۵۲۵ (ز) عمران بن تیم

بقول بعض: ابن ملحان کا ایک قول ہے: ابن عبد اللہ۔ البور جاء العطاردی، کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۵۲۶ عمران بن سوادہ

دور نبوی پایا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق عبدالرحمن بن یزید بحوالہ ان کے بیان کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت عمر کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی تو آپ نے سبحان والی سورۃ (سورۃ بنی اسرائیل) پڑھی۔

۶۵۲۷ (ز) عمران بن مرہ الشیبانی

اشی ہمدان مشہور شاعر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور جاہلیت اور اسلام میں سردار رہے جسے میں نے ایک قصبے سے نقل کیا جس کا ابن سعد بن السمعی نے کتاب الانساب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ مضارب الحبحی کا قول ہے بکر بن وائل کے دو آدمی آپس میں

طے جن میں سے ایک بنی شیبان سے اور دوسرا بنی ذہل بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میں تم سے افضل ہوں۔ یہ دونوں ہمدان کے ایک آدمی سے فیصلہ کرانے چلے گئے۔ وہ کہنے لگا: میں تم میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتا۔ البتہ دونوں میری بات سنو! تم دونوں میں سے عمران بن مرہ کس کے خاندان سے ہیں جو جاہلیت اور اسلام میں سردار رہے؟ شیبانی کہنے لگا: ہمارے خاندان سے۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے اس نے عوف بن النعمان اشجی بن حارثہ، معقلہ بن ہبیرہ، یزید بن روم کے بارے میں پوچھا۔ جن سب کا تعلق بنی شیبان سے ہے اور اس نے بشیر بن الخصاصیہ، عبد اللہ بن الاسود، یزید بن ظہیان، قطبہ بن قنادہ، مجرأة بن ثور، علباء بن الہیثم، حسان بن محمد، خالد بن معمر، حصین بن المزد رابو سامان، شقیق بن ثور، سوید بن منوف کے بارے میں پوچھا جن سب کا تعلق بنی ذہل سے تھا۔ اس کے بعد یہ روایت دوسری سند سے بیان کی۔ اس میں فیصلہ طلب کرنے والے دو آدمیوں نے اس کا نام بتایا ہے۔ جس سے فیصلہ کرایا گیا۔ اور وہ اشجی ہمدان تھا۔ پھر اس مفہوم کا واقعہ نقل کیا دوسرے سوال میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: القعقاع بن ثوران سب حضرات کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوا ہے۔ ان میں سے میں نے ہر آدمی کے بارے میں اس کے حالات میں وہ بات ذکر کی ہے جس سے اشی کی توصیف کی ہے۔

۶۵۲۸ (ن) عمیر بن الاسود العنسی

بقول بعض: الحمد انی۔ ایک قول کے مطابق عمرو۔ تفسیر زیادہ مشہور ہے۔ یہ حکیم بن عمیر کے والد ہیں۔ کنیت ابو عیاض اور ابو عبد الرحمن تھی۔ دمشق کے شہر داریا اور اسی طرح حمص کے رہائشی تھے امام احمد ؒ نے ایک کمزور سند سے جو حضرت عمر سے مروی ہے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص نبی ﷺ کے انداز کو دیکھنا چاہے وہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔ یہ روایت ابن عاصم نے وحدان میں نقل کی ہے لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابی تھے۔ البتہ ان کا دور نبوی میں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ طبرانی نے مسند شاہین میں دوسری سند سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن الاسود مدینہ آئے تو عبد اللہ بن عمر ؓ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا: جو رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔ ؒ انہیں حضرت عمر، معاذ، ابن مسعود، عبادہ بن الصامت، ام حرام بنت ملحان، ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے روایات حاصل ہیں۔ امام بخاری نے عن اسحاق بن یزید عن یحییٰ بن حمزہ عن یزید بن یزید بن جابر عن خالد بن معدان عن عمیر بن الاسود عن ام حرام بنت ملحان، ان کے سمندری سفر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ طبرانی نے بطریق ہشام بن عمار عن یحییٰ بن حمزہ اسی سند سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن الاسود۔ ابن حبان لکھتے ہیں: عمیر بن الاسود۔ شام کے عبادت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھتے۔ محمد بن عوف فرماتے ہیں: عمرو بن الاسود کی کنیت ”ابو عیاض“ ہے۔ یہ حکیم بن عمیر کے والد ہیں جن سے زیادہ بن عیاض روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض وہ ابو عیاض اور ہیں۔

ابو حاتم الرازی ؒ لکھتے ہیں: ان کا نام مسلم بن یزید ہے، نسائی نے ”الکلی“ میں لکھا ہے: ابو عیاض کا نام قیس بن ثعلبہ ہے۔ یہی حاکم کا قول ہے اور بطریق مجاہد مسند بیان کیا ہے کہ ہم سے خلافت معاویہ میں ابو عیاض نے حدیث بیان کی۔ ابن ابی خثیمہ نے

اپنی تاریخ میں اور حسن بن علی الجحلی نے ”المعرفة“ میں دونوں فرماتے ہیں: مجاہد کے طریق سے مروی ہے۔ فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد ابوعیاض سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اس میں کیا ممانعت ہے کہ عمرو بن الاسود کی کنیت ابوعیاض ہو۔ علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں: اس پر محدثین کا اجماع ہے کہ عمرو بن الاسود معتبر علماء میں سے تھے، اور ان کا انتقال خلافت معاویہ میں ہوا۔

۶۵۲۹ عمیر بن الحصین النجرائی

وہم نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے: جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگ یکا یک فتنہ ارتداد کی زد میں آنے لگے، جن میں اہل نجران بھی تھے۔ یہ کھڑے ہو کر ان سے کہنے لگے:

”اس فتنے میں تمہیں بڑھنے کی بجائے گھٹنا چاہیے کیونکہ انکار میں یقین کے بعد شک ہوتا ہے۔ آج تمہارا دین وہی ہے جو کل تھا لہذا اسی پر کاربند رہو، یہاں تک کہ اسے لے کر رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس کے نور اور اس کی رضامندی تک پہنچو۔ اہل نجران! اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو مضبوطی سے تھام لو، اور کفار کے خلاف طاقت بن جاؤ۔ اور یقین کے بعد شک کی جانب نہ جاؤ اور رضا کے بعد انکار کی طرف مت آؤ۔ اور سیدھے طریقے پر ایسی ہیئت سے رہو کہ انصار کی طرح بن جاؤ۔“

۵۶۳۰ (ن) عمیر بن بنان

بن عرفطہ بن وہب بن انمار بن مازن بن مالک بن عمرو بن حمیم التیمی المازنی۔ ابن عفرأ سے مشہور ہیں۔ دور نبوی پایا ہے، شہسوار شاعر ہیں۔ بعض صحابہ کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوئے۔ اس بارے میں ان کے اشعار بھی ہیں۔

۶۵۳۱ عمیر بن شبرمہ

عبید بن شبرمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۳۲ (ن) عمیر بن ابی شمر

بن نمران بن قیس بن الاسود بن عبد اللہ بن حارث کندی، دور نبوی پایا ہے۔ ان کا محمد نامی ایک بیٹا تھا جو عبد الملک بن مروان کی حکومت میں شاعر تھا۔

۶۵۳۳ عمیر بن ضابطہ الیشکری (دوسرے ہیں)

وہم نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یمامہ کے سرداروں میں سے تھے۔ جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تو انہوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا اور یہ رجال بن عقیقہ کے دوست تھے۔ اور ان لوگوں کو معلوم ہوا تھا کہ اس نے ان کی مذمت کی ہے جو

کچھ انہوں نے کیا: ع

”اے بنت اٹال دل کی محبوبہ! رجال کے فتنے کی وجہ سے میری رات لمبی ہو گئی۔ قوم کی شہادت کی وجہ سے آزمائش میں پڑنا پڑا۔ اور اللہ غالب، طاقت و قوت والا ہے۔ میرا دین نبی ﷺ والا دین ہے اور قوم میں میری طرح چند لوگ ہدایت پر قائم ہیں۔ اگر میری موت اللہ تعالیٰ کی فطرت پر یکسو ہو کر آ جائے تو مجھے کوئی پروا نہیں۔“

راوی کا بیان ہے: ان لوگوں نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تو وہ مدینہ نکل گئے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حملہ آور ہو کر آئے۔ وہ بڑے مرتبوں والے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے: اگر تم قریشی ہوتے تو تمہیں خلافت کی طمع ہونے لگتی۔

۶۵۳۳ عمیر ذومرّان

بن الح بن شراحیل بن ربیعہ یہ ناعط بن مرثد الہمدانی الناعطی۔ مشہور محدث مجالد بن سعید کے دادا عہد نبی ﷺ میں اسلام کی دولت سے مشرف تھے۔ اور آپ ﷺ کی طرف خط بھیجا۔ چنانچہ طبرانی نے بطریق مجالد بن سعید بن عمیر ذی مرّان بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے عمیر ذی مرّان اور ہمدان کے مسلمانوں کی جانب۔
اما بعد! سلام علیکم۔ میں تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دعا و عبادت کے لائق نہیں۔
صورت حال یہ ہے کہ ہمیں رومی زمین سے آنے کے بعد تمہارے اسلام لانے کی اطلاع ملی ہے، تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت سے نوازا ہے..... (حدیث)
اس کی تفصیل مالک بن فزarah الرحاوی کے حالات میں بیان ہوگی۔

۶۵۳۵ (ن) عمیرہ ابن بجرہ

مرزبانی نے اپنی تحفہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضریٰ ہیں، کوفہ فروکش ہوئے اور مرتدوں سے جنگ میں ان کے اشعار نقل کیے: ع

”تم نے دیکھا نہیں! اللہ تعالیٰ نے بڑا اح کے روز کفار پہ اپنا عذاب والا کوڑا ڈال دیا؟ کاش ابو بکر ہماری تلواروں اور جو بازو اور گردنیں ہم کاٹ رہے ہیں دیکھتے۔“

باب العین کے بعد نون

۶۵۳۶ عبیرہ بن الاحرش

بن ثعلبہ بن صبح بن عدی بن افلت الطائی۔ ابن کلبی نے ”الجمہرہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ ابو بکر بن درید نے ”الاحبار المنثورہ“ میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو یاسر الطائی نے عبیرہ بن الاحرش کے حوالہ سے بتایا۔ ان کے والد احرش کے دس بیٹے ہوئے اور سارے شاعر تھے۔ عبیرہ طے کے دین کے بارے میں جانتے تھے۔ پھر ان کے بت کا واقعہ ذکر کیا۔ اسی کی وجہ سے عدی بن حاتم نصرانی ہوئے تھے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی، بکثرت شعر کہنے والے جزری ہیں۔ انہی کا یہ شعر ہے: ط
”جب تو مجھے دیکھ لے گا تو مجھ سے اعراض کر کے منہ پھیر لے گا جیسے کہ میرے ارد گرد سورج گھومتا ہے۔ تیرے ہاتھ کوئی ایسا نفع نہیں جس کی میں امید رکھوں۔ اور تیرے رکنے کے پاس بڑے مصائب ہیں۔ تو نے دیکھا نہیں کہ میرے اشعار مشہور ہوئے اور تیرے اشعار کا شہرہ تیرے گھر کے آس پاس بھی نہیں۔“

وہی کہتے ہیں: ط

”میرا رب وہ ہے جس نے اپنی فوج کی صفوں کو چٹا، محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ اس کے بعد کسی کی چاہت نہیں رہتی اور اس کے فیصلے پر کسی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔“

۶۵۳۷ عنیس بن ثعلبہ البلوی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ سعید بن یونس نے کہا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

باب العین کے بعد واو

۶۵۳۸ (ز) عوام بن المنذر

عرام میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۳۹ (ز) عوف بن حاجر الازدی

دور نبوی پایا ہے اور فتح شام میں شریک ہوئے۔ ابن وہب نے بطریق شمیم بن بیتان اللہبانی نے ازد کے ایک عوف نامی شیخ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہمارے پاس شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور ہم لوگ اپنی مسجد میں تھے۔ آپ نے فرمایا: کسی گورنر اور حد لگانے والے کے لئے حد لگاتے اس کی اجازت نہیں کہ وہ اتنا ہاتھ بلند کرے جس سے اس کی بظلوں کی سفیدی ظاہر ہو۔

۶۵۴۰ (ز) عوف بن الحصین

بن المشفق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری ثم العقیلی۔ دور نبوی پایا ہے اور ان کے چچا زاد لقیط بن عامر بن المشفق صحابی ہیں، جن کا ذکر ہوتا ہے ان کا جہم بن عوف نامی ایک بیٹا تھا جو بنی امیہ کے دور میں صائفہ کی جنگ کرتا تھا، جہاں کافی عرصہ بیت گیا تو اس نے اشعار کہے:

”کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میں اللہ کے نام سے اور برکات سے دور کوئی رات بسر کر سکوں گا، اس کی مراد

ہے کہ جب یہ لوگ حملہ کرتے تو کہتے: یا خیل اللہ ار کبھی علی اسم اللہ والبرکۃ۔

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۴۱ عوف بن ابی حیہ البجلی

شمیل کے والد۔ بقول ابن مندہ: دور نبویؐ پایا ہے اور ان سے ان کا بیٹا شمیل روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: شمیل کا اس قسم میں تذکرہ ہو چکا ہے جبکہ عوف فارس سے جنگ میں نہادند میں شہید ہوئے۔ ابن ابی شیبہ * نے ”المصنف“ میں صحیح سند کے ذریعہ قیس بن ابی حازم سے بحوالہ مدرک بن عوف الاحمسی روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جہاں نعمان بن مقرن کا قاصد آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے متعلق پوچھا، تو اس نے شہید ہونے والے مسلمانوں کا ذکر کیا کہ فلاں فلاں شہید ہوا ہے اور چند دوسرے افراد بھی شہید ہوئے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تو انہیں جانتا ہے۔ لوگ کہنے لگے: ایک شخص نے اپنے آپ کو خرید لیا تھا یعنی عوف ابن ابی حیہ الاحمسی اباشمیل۔ مدرک بن عوف کہنے لگے: امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! لوگوں کا میرے ماموں کے بارے میں گمان ہے کہ انہوں نے خود کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ غلط کہتے ہیں، البتہ انہوں نے دنیا کے بدلے آخرت خریدی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی شہادت روزے کی حالت میں ہوئی۔ انہیں اٹھا کر لایا گیا اور ابھی جان باقی تھی، انہوں نے فوت ہونے تک پانی پینے سے انکار کر دیا۔

۶۵۴۲ (ز) عوف بن عبد اللہ الاسدی

ان لوگوں میں سے ہیں جو بزازہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ وہی کہتے ہیں: جس دن ہم نے یزیدوں سے کنواری عورتیں اچھکیں، جن کے چہرے سفید تھے اور وہ ننگے سر نیل گایوں کے گلے کی طرح تھیں۔ طلحہ، غبار کے درمیان میں سے جو گرم اور ختم ہونے والا تھا۔ اپنی بیوی کو اپنے پیچھے سوار کر کے بچ کھلا۔

دویمہ نے ”کتاب الرذۃ“ میں اور مرزبانی * نے ”معجم الشعراء“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۴۳ عوف بن عبد اللہ

بن الاحمر الازدی۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وہ مرثیہ کہا جس میں میں ان کے خون کا بدلہ لینے والوں کو جوش دلاتے ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں جن کا ویمہ نے سین کے سکون سے ذکر کیا ہے احتمال ہے کہ وہی ہیں ورنہ وہ اور ہیں۔

۶۵۴۴ (ن) عوف بن مالک الخثعمی

بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے حدیث عوف کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے پوچھا گیا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو حرام قرار دے دے گا۔“ تو آپ نے فرمایا: عوف بن مالک صحابی نہیں۔ اس حدیث کو ابویعلیٰ وغیرہ نے بطریق ابی الصح عن مالک بن عبد اللہ شعمی نقل کیا ہے جیسا کہ حرف میم میں بیان ہوگی۔

۶۵۴۵ عوف بن مرارہ السکونی

ویمہ نے کتاب الرذۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے کندہ رہ کر ان لوگوں کو نصیحت کی، انہیں ڈرایا اور ان سے پہلے لوگوں پر آئے عذابوں سے ان میں خوف پیدا کیا۔ جن میں سے چند قویں مسخ بھی ہوئی ہیں۔ تو یہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کرنا چاہا۔ تو اشعث بن قیس نے انہیں ان کے ہاتھ سے چھڑایا۔

۶۵۴۶ عوف بن نجوہ

ابن الاثیر رحمہ اللہ نے یہ نام قلمبند کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا ذکر ملتا ہے۔ بقول ابوسعید بن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں، جبکہ ابن یونس نے ان کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ شاید ابن مندہ نے ان کے دور نبوی پانے پہ اکتفا کیا ہے۔

۶۵۴۷ عوف بن نعمان الشیبانی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عوام بن حوشب عن لہب بن الخندق روایت کی ہے کہ عوف بن نعمان شیبانی (جو جاہلیت میں تھے) نے فرمایا: ”مجھے وعدہ خلائی کرنے سے پیاسا مر جانا زیادہ پسند ہے۔“ اُشی ہمدان نے اپنے فیصلے میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو شیبانی اور ذہلی کے دفر کرنے والوں کے درمیان تھا۔ ان کے متعلق بتایا ہے کہ ان کا وظیفہ اسلام میں دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) ہو گیا تھا۔ میں نے اُشی کے قصے کی سند عمران بن مرہ کے حالات میں ذکر کی ہے۔

باب عین کے بعدیا

(ن) عیاذ (۶۵۴۸)

ابن الجندی۔ بقول بعض: ان کا نام عبید اللہ، جیفر حرف جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن فحون نے ان کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے ہی اسے قلمبند کیا ہے۔

(۶۵۴۹) عیاض بن سفیان

بن جبیر بن عوف ازدی حمیری۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

(۶۵۵۰) عیاض بن غطفان السکونی

انہیں دو ربوئی نصیب ہوا اور ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد غطفان بن حارث صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہوتا ہے۔

(ن) عیاض الثمالی (۶۵۵۱)

میرے خیال میں مشہور تابعی سعد بن عیاض کے والد ہیں۔ وُعیل نے ”طبقات الشعراء“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور شریک بن السمط کے ساتھ ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جب انہوں نے صفین میں امیر معاویہ کا ساتھ دیا اور چند اشعار بھی اس بارے میں ہیں، جن میں وہ کہتے ہیں: ص

”انہیں کیا تکلیف ہے ہم ان کے آگے گندم گوں سیدھے نیزے علی بن ابی طالب کی طرف پھینک رہے ہیں۔ لؤی بن

غالب کی اونچی اولاد کے سامنے بنی قحطان کے خون جو ان کے ملک میں بہہ رہے ہیں بے قیمت ہیں۔“

علامہ ابن عبد البر نے ان کے بیٹے سعد بن عیاض کا صحابہ رضی اللہ عنہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس بات سے خبردار کیا ہے کہ ان کی

حدیث مرسل ہے۔ ان کی ابن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ان کے والد کو دو ربوئی نصیب ہوا، لہذا توقف و تردد کی بات

نہیں۔ واللہ اعلم

قسم الرابع جن حضرات کا غلطی سے صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت

باب عین کے بعد الف

۶۵۵۲) العاصی بن هشام

بن خالد مخزومی۔ عکرمہ بن خالد کے دادا۔ طبرانی ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مکہ کے رہائشی ہیں اور ان کی یہ مرفوع روایت۔ سند عکرمہ بن خالد بواسطہ ان کے والد یا چچا بحوالہ ان کے دادا نقلی کی ہے: ”جس زمین میں تم ہو اور وہاں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے نہ نکلنا اور اگر تم کسی اور جگہ ہو تو طاعون زدہ زمین میں نہ آنا“۔

ابو نعیم و ابو موسیٰ نے ان کی پیروی کی ہے جبکہ ان سے پہلے بغوی لکھ چکے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ عکرمہ بن خالد کے دادا کا نام عاص بن هشام ہے جو اس حدیث میں آئے گا جیسا کہ وہ ایک اور سند کے ذریعہ عن حماد عن عکرمہ عن عمہ عن جدہ بیان ہو چکی ہے، اس میں عن ابیہ او عمہ کے الفاظ نہیں۔ بلکہ انہوں نے عن عمہ کے الفاظ یقین سے کہے ہیں۔ جس میں ان سے اور ان کے تبعین سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عاص بن هشام بدر میں کافر مارا گیا، جس کا موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ذکر کیا ہے اور جس میں تمام اہل سیران سے مشتق ہیں۔ ابو الحسن بن قانع نے مذکورہ حدیث حارث بن هشام کے حالات میں درج کی ہے، شاید ان کا گمان ہے کہ حارث عکرمہ کے نانا ہیں۔ یہ ساری بحث اس بنیاد پر ہے کہ عکرمہ بن خالد ہی عاص بن هشام مذکورہ کے بیٹے ہیں۔ لیکن اس روایت میں عکرمہ بن خالد دوسرے ہیں۔ ان کے دادا کا نام سلمہ بن هشام اور یہ سابقہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ مذکورہ حدیث امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بطریق حماد بن سلمہ نقل کی ہے۔ ذہبی نے بغوی اور ان کے پیروکاروں کی تقلید کر کے عاص بن هشام پر تجرید میں سند کی علامت درج کی ہے جو غلطی پر غلطی ہے۔

اور طبرانی نے عجیب کام کیا کہ مذکورہ حدیث بیعہ خالد بن عاص بن هشام کے حالات میں نقل کر دی۔ لگتا ہے انہوں نے اس بات کو مد نظر رکھ کر ایسا کیا ہے کہ عکرمہ بن خالد اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں ان کے والد یا چچا کا نام رہ گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا ان کا خیال ہے۔ ابن ابی حاتم نے جہاں عکرمہ بن خالد کے سوانح لکھتے ہیں وہاں ان کے دادا کا نام سعید بن عاص بن هشام لکھا ہے جو صحیح بات کے زیادہ قریب ہے، اس حدیث کے صحابی سعید بن عاص ہوئے۔ جس کا باپ بدر میں کافر مارا گیا ہو بعد نہیں اسی کا بیٹا صحابی ہو۔ اس بارے میں وہ روایات کافی ہیں جو ان سب نے ذکر کی ہیں جن میں عکرمہ کے دادا کے نام کا ذکر نہیں۔ مجھے پہلی کی ”شعب الایمان“ میں بطریق عمر بن یونس بن القاسم الیمامی عن ابیہ عن عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص المخزومی ایک روایت مل گئی ہے جس سے ابن ابی حاتم کی بات کو تقویت ملتی ہے کہ ان کے عبد اللہ بن عمر سے ملاقات ہوئی تو جلا وطنی کی مذمت میں ایک حدیث ذکر کی۔ اس سب سے یہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث مسند سعید بن عاص بن هشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم سے تعلق

اسد الغابہ (۲۶۶۱) تجرید (۲۸۱/۱) مسند احمد (۱۷۷/۴) المعجم الكبير (۲۱/۱۸)

التجرید (۷۹) الجرح والتعديل (۴۲/۷)

رکھتی ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ عاص بن ہشام کا ذکر ایک دوسری مرسل حدیث میں بھی آتا ہے جو غلط ہے جس پر تنبیہ وہاں بیان ہوگی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے "المصنف" میں لکھا ہے ہم سے یثیم بن یحییٰ بن سعید نے عن محمد بن یحییٰ بن حیان روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے چالیس روز صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھا۔ آپ اپنے قنوت میں پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ! ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ اور عاص بن ہشام کو نجات عطا کر..... (حدیث) * "عاص بن ہشام" کہنا کسی راوی کی غلطی ہے، اس واسطے کہ یہ حدیث صحیحین میں موصول سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے۔ اس میں ہے سلمہ بن ہشام بن عاص بن ہشام۔ واللہ اعلم

۶۵۵۳ عاصم بن عاصم * ابوبشر

ان کی حدیث وحدان میں ابن طرخان نے نقل کی ہے اور ذہبی نے بھی تجرید * میں اسی طرح لکھا ہے، جو ایک نام رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے اصل یوں ہے: عاصم بن ابی عاصم اور ابوعاصم کا نام سفیان ہے ان سے ان کا بیٹا ابوبشر روایت کرتا ہے۔ پہلے درست نام گزر چکا ہے (ابیہ) ان کے والد سے حرف کنیت رہ گیا تھا اس لیے وہم پیدا ہوا۔ واللہ اعلم

۶۵۵۴ عاصم بن عدی *

بغوی نے ان میں اور ابوالہذاح کے والد کے درمیان میں فرق کیا ہے جس پر میں نے قسم اوّل میں تنبیہ کی ہے۔

۶۵۵۵ (ن) عاصم المازنی

مسند ابی عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الدارمی میں (جو ابواب پر مشتمل مشہور سند ہے) ان کا ذکر ہے کہ عاصم مازنی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مجھ میں وضو کرتے دیکھا، آپ نے کئی کی اور استمشاق کیا (ناک میں پانی ڈالا) پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا..... (حدیث) * میں نے دونوں نسخوں میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے اس میں مجھے وہم کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ اسی روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے درست نقل کیا ہے۔ حدیث موسیٰ بن داؤد حدیث ابن لہیعہ عبد اللہ بن زید بن عاصم تک اسی سند سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن زید ابن عاصم المازنی فرمایا: میں نے دیکھا.... اسی طرح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے یہ روایت بطریق حبان بن واسع نقل کی ہے۔ عبد اللہ بن زید کا عاصم نامی کوئی چچا نہیں۔ بلکہ عاصم تو ان کے دادا کا نام ہے جو صحابی نہیں ہیں۔

۶۵۵۶ عامر بن جعفر * بن کلاب

الدارقطنی نے ان کا اسی طرح اور ذہبی * نے تجرید میں اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے

* بخاری کتاب الاذان باب یعوی بالتکبیر حین یسجد (۸۰۴) مسلم (۲۹۵) ابوداؤد (۱۴۴۲)

نسائی (۱۰۷۳) ابن ماجہ (۱۲۴۴) مسند احمد (۲۳۴/۲)

* تجرید (۲۸۲/۱) * تجرید (۷۹) * اسد الغابہ (۲۶۷۰) استیعاب (۱۳۱۷) تجرید (۲۸۲/۱)

* مسلم کتاب الطہارۃ باب صفۃ الوضوء وکمالہ (۵۳۷) ابوداؤد کتاب الشہارۃ باب صفۃ وضوء النبی ﷺ (۱۱۹، ۱۲۰)

ترمذی (۳۵) مسند احمد (۳۶/۴)

* تجرید (۲۸۳/۱) * تجرید (۷۹)

حالانکہ یہ نام دارقطنی کی کتاب میں عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب ہے اور یہ ”ملاعب الاسنہ“ سے مشہور ہیں۔ قسم اول میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۵۵۷ عامر بن حذیدہ انصاری

ابن عبدالبر نے ابو یزید کنیت والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو تھوڑی فکر نہ کرنے کی وجہ سے غلطی بن گئی۔ وہ اس طرح کہ ابواحمد کی کتاب ”الکنی“ میں جو شخصیت ہے وہ ابو یزید قطبہ بن عمرو یا عامر بن حذیدہ ہے لہذا صحابی قطبہ ہیں اور ان کے والد کے نام میں تردّد ہے، آیا وہ عمرو ہے یا عامر؟ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف قاف میں بیان ہوگا۔

۶۵۵۸ عامر بن الطفیل

بن مالک بن جعفر بن کلاب العامری، مشہور شہسوار۔ جعفر المستغفری نے صحابہ میں اس کا ذکر کر دیا ہے جو غلط ہے۔ مذکورہ شخص کی موت کفر پر ہونا اہل سیر کے ہاں بلا کسی تردّد کے مشہور ہے۔ جعفر کو تو اس روایت سے دھوکا ہو گیا ہے جو بغوی نے عامر بن الطفیل تک اپنی سند سے نقل کی ہے کہ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھوڑا ہدیہ بھیجا اور یہ خط بھی لکھا کہ مجھے خشکی لب کی بیماری ہو گئی ہے جس کی کوئی دوا بھیجئے۔ آپ نے اس کا ہدیہ مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے ردّ کر دیا اور شہد کی ایک کپی روانہ کر دی۔ یہ غلطی، تبدیلی سے پیدا ہوئی حالانکہ وہ عامر بن مالک ملاعب الاسنہ ہیں۔ ان کے حالات میں بغوی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس بارے میں کئی روایات ہیں، جیسا کہ میں ان کے حالات میں ذکر کر چکا ہوں۔ اسی طرح جعفر نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جو میں نے قسم اول میں عامر بن الطفیل کے حالات میں درج کی ہے اور میں نے وضاحت کر دی ہے کہ یہ عامری کے علاوہ ہیں۔ طبرانی نے عامر بن الطفیل کی موت کفر پر ہونے کا واقعہ حدیث سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔

۶۵۵۹ عامر بن عبداللہ

ابو عبداللہ۔ ابن شاہین نے ایک سماعی غلطی کی بنا پر صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، چنانچہ انہوں نے بطریق ابوامیہ الطرسوسی عن ابی داؤد طیالسی انہوں نے ابوصحیح تک اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ہم گرمی کی لڑائی میں رومی زمین پر چل رہے تھے اور ہمارے امیر مالک بن عبداللہ خنمی تھے کہ ان کا گزر عامر بن عبداللہ کے پاس سے ہوا جو اپنے فخر کی رسی پکڑے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ابو عبداللہ! آپ اس پر سوار کیوں نہیں ہو جاتے؟.... پھر یہ حدیث ذکر کی:

”جس کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو حرام قرار دے دیتا ہے۔“

ابوداؤد طیالسی نے یہی حدیث اپنی مسند میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: اچانک عامر بن عبداللہ کا گزر ہوا۔ اسی طرح ابن مالک نے کتاب الجہاد میں عن عتبہ بن حکیم (جو اس روایت میں طیالسی کے شیخ ہیں) روایت کی ہے اور یہی حدیث

اسد الغابہ (۲۷۰۳) استیعاب (۱۳۳۹) تجرید (۲۸۵/۱)

اسد الغابہ (۲۷۰۹) استیعاب (۱۳۴۰) تجرید (۲۸۶/۱)

مسند احمد (۲۲۵/۵) المعجم الکبیر (۶۶۱/۱۹) مجمع الزوائد (۲۸۷/۵)

مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں بطریق ابن المبارک ہے۔

۶۵۶۰ عامر بن عبد اللہ

بن ابی ربیعہ۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بشر بن عمر بن اسماعیل بن ابراہیم بن عامر بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ عن ابیہ عن جدہ مرفوع روایت کی ہے: "سلف (قرض) کا بدلہ پوری ادائیگی اور تعریف ہے۔" یہ غلطی نسب میں اضافے کی وجہ سے نمایاں ہوئی۔ یہی روایت اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں عن بشر بن عمر بن اسماعیل نقل کی ہے۔ ان کے نسب میں عامر نہیں۔ اسی طرح اسے اسحاق، ابن ابی شیبہ، اور امام احمد سب نے کتب سے اور نسائی نے بطریق سفیان ثوری اور طبرانی نے بطریق حاتم بن اسماعیل سارے کے سارے اسماعیل بن ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کرتے ہیں۔ اور مسانید کے مصنفین نے یہ روایت مسند عبد اللہ بن ابی ربیعہ میں درج کی ہے۔

۶۵۶۱ عامر بن عبدہ

نبی ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں:

"شیطان کچھ لوگوں کے پاس ایسے شخص کی شکل و صورت میں آتا ہے جس کا چہرہ تو یہ لوگ پہچانتے ہیں لیکن اس کے نسب سے ناواقف ہوتے ہیں، پھر ان سے حدیث بیان کرتا ہے تو وہ لوگ کہتے پھرتے ہیں: ہم سے فلاں نے حدیث بیان کی۔"

ان کی حدیث اعمش کی کتاب میں عن المسیب بن رافع بحوالہ ان کے مروی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن عبد البر نے نقل کی ہے جبکہ یہ حدیث عن عامر بن عبدہ عن عبد اللہ بن مسعود موقوفاً منقول ہے۔ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں۔ اسی طرح یہ روایت امام مسلم نے مقدمہ مسلم میں بطریق اعمش نقل کی ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے ان عامر بن عبد اللہ کا تذکرہ "کتاب الکفی" میں کرتے ہوئے لکھا ہے: ابویاس عامر بن عبدہ ثقہ تابعی ہیں۔ ابن معین نے بھی انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابن ماکولا کا بیان ہے: انہوں نے اُن سے مسیب بن رافع اور ابواسحاق سمیعی کے ساتھ روایت کی ہے۔ "عبدہ" میں اختلاف ہے آیا سکون سے ہے یا حرکت سے۔

۶۵۶۲ عامر بن لُذَیْن الاشعری

ابوہل۔ بقول بعض: ابوہش۔ ایک قول ہے: ان کا نام عمرو ہے۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا نام ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اہل شام کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ متاخرین میں سے کسی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: میں نے ابن مندہ کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ لگتا ہے ان کی مراد بعض متاخرین سے ان کے علاوہ

اسد الغابہ (۲۶۹۲) تجرید (۲۸۶/۱)

نسائی کتاب البیوع باب الاستقراض (۶۹۷) ابن ماجہ (۲۴۲۴) مسند احمد (۳۶/۴)

اسد الغابہ (۲۷۱۴) استیعاب (۱۳۴۳) تجرید (۲۸۶/۱) مسلم المقدمة (۳)

استیعاب (۳۴۴/۲) الاحکام (۱۰۶/۲) تجرید (۲۸۷/۱)

ہے۔ ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس بن موسیٰ نے عن معاویہ بن صالح عن ابی بشر مؤذن مسجد دمشق عن عامر بن لدین الاشعری روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جمعہ (ایک قسم) تمہاری عید کا دن ہے، لہذا تم اپنے عید والے دن روزہ (نفل) نہ رکھو..... (حدیث) ❊

یہ روایت ابن شاپین نے اور ان کے تابعین نے ان کے طریق سے نقل کی ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ یہ روایت تو معاویہ بن صالح نے اسی سند کے ذریعہ عن عامر بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے، فرمایا: میں نے سنا۔ اور اسی طرح یہ روایت ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بطریق عبد الرحمن بن مہدی اور بطریق زید بن الحباب نقل کی ہے اور ہم بھی حرمہ کے نسخہ میں اور زیادات نیشاپوری میں بطریق یونس بن عبد الاعلیٰ وہ دونوں ابن وہب سے پھر تینوں معاویہ بن صالح سے یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اور اسے عبد اللہ بن صالح (جو لیث کے کاتب تھے) عن معاویہ بن صالح عن ابی بشر عن عامر بن لدین روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: تم خبردار کے پاس پہنچ گئے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عامر بن لدین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور معاویہ بن صالح عن ابی بشر بحوالہ ان کے روایت کی ہے۔ یہی ابن ابی حاتم کا قول ہے جو وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابن مسیح فرماتے ہیں: عامر بن لدین الاشعری عبد الملک کے قاضی تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ عجل لکھتے ہیں: شام کے ثقہ تابعی ہیں اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: عبد الملک کی طرف سے قاضی مقرر ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ اور ابولیلی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو بشر المؤذن، عروہ بن رویم اور حارث بن معاویہ روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابولیلی سے مروی ان کی روایت ان کے حالات میں بیان ہوگی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی روایت کو دولا بی نے ”الکتی“ میں نقل کیا ہے۔ اور کا کہنا ہے: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

❊ ۶۵۶۳ عامر بن مالک الکعبی ❊

یہ القشیری ہیں: ابو موسیٰ نے اس گمان سے کہ یہ اور ہیں، اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔

❊ ۶۵۶۵ عامر بن مالک ❊

بن صفوان۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: طاعون اور غرقابی کی موت شہادت (کا درجہ رکھتی) ہے۔ ❊ یہ غلطی، لفظی غلطی سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ اس طرح کہ حدیث تو اسی سند سے مشہور ہے۔ لیکن عن عامر بن مالک عن صفوان (جو ابن امیہ الجمحی ہیں)، تو لفظ ”عن“ بدل ”ابن“ بن گیا۔ یہی روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں صحیح نقل کی ہے۔ اسی طرح امام احمد اور نسائی کی کتاب میں ہے۔ ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لہذا ان سے یہ علت مخفی رہی

۳۹۹
۶۵۶۵ عامر المزنی ابوہلال
یہ عامر بن عمرو ہیں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے وہم کی بنا پر دونوں میں فرق کیا ہے اور حدیث بھی ایک ہے جو روایت ہلال بن عامر بحوالہ ان کے والد مروی ہے اس میں ہلال سے آگے اختلاف ہے جس کی وضاحت میں رافع بن عمرو کے حالات میں کر چکا ہوں۔

۶۵۶۶ عامر بن امیہ بن سعد بن ہشام جن کا تذکرہ گزر چکا ہے ان کے دادا ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان بھی ابن مندہ نے فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ اور حدیث ایک ہے جو بروایت سعد بن ہشام عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: سعد بن ہشام! اللہ ہشام پر رحم کرے وہ احد میں شہید ہوئے۔

باب عین کے بعد باء

۶۵۶۷ عباد بن عمرو
قسم اول عائذ بن قرط کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۵۶۸ (ن) عباد بن احمر العازنی
ابو محمد بن قتیبہ نے ”غریب الحدیث“ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اسی سے عباد بن احمر المازنی کا قول ہے کہ میں اپنے اونٹ پر اہا تھا کہ ہم پر رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے حملہ کر دیا، میں ایک نرا اونٹ پر سوار ہو کر تبوک کی صبح آ گیا۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: اس میں ابن قتیبہ کو وہم ہو گیا ہے۔ درست عمارہ بن احمر ہے جیسا کہ تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۶۹ عباد بن الحساس
ابو عمر نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے جو ان کی لفظی غلطی ہے، درست عبادہ ہے۔

۶۵۷۰ عباد بن المطلب
مہاجرین میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ کوئی روایت مشہور نہیں، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور بطریق یونس بن کثیر عن ابن اسحاق مہاجرین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عبیدہ بن حارث اور عباد بن المطلب اور ایک جماعت کا نام لیا کہ یہ فروع

ہوئے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: یہ بہت برا وہم اور انتہائی قبیح غلطی ہے۔ یہ تو مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہیں پھر مہاجرین کی مدینہ آمد والی روایت بطریق ابراہیم عن سعد بن اسحاق نقل کی کہ عبیدہ بن حارث اور ان کے دونوں بھائی طفیل اور حصین اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب سو بیٹ بن سعد بن حرمہ، طلیب بن عمرو، علی بن عبد اللہ بن سلمہ الحجازی (مدینہ) فروکش ہوئے۔ بات ایسی ہے جیسی ابو نعیم نے کہی۔ وہم کا سبب یہ ہوا کہ لفظ ابن بدل کروا دیا گیا۔ یوں ایک شخص سے دو آدمی بن گئے۔ مسطح بن اثاثہ اور عباد بن المطلب۔ عباد تو مسطح کے دادا ہیں۔ ابن مندہ کی روایت کے علاوہ والی روایت میں ایسا ہی لکھا ہے جیسا ان کے پاس ہے۔ ان کی طرف سے لفظی غلطی نہیں۔ البتہ ان کے وسیع الحفظ اور زیادہ معرفت کا تقاضا تھا کہ وہ اس پر نہ چلتے۔ اس سے تعجب انگیز بات وہ ہے جو ذہبیؒ نے تجرید میں لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں: عباد نے ہجرت کی، اور روایت کرتے ہیں: البتہ ہیں نامعلوم۔ یوں وہ وہم پر چل پڑے۔ اور اس سے اور زیادہ وہم میں اضافہ ہوا کہ ان کے والد کا نام چھوڑ دیا۔

۶۵۷۱) عباد بن تمیمؒ

شارح بخاری کرمانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بخاری کے کسی نسخہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد کی آواز سنی وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عباد پر رحم کرے“۔ لکھتے ہیں: بعض نسخوں میں عباد بن تمیم ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ وہ عباد بن بشر ہیں، جیسا کہ مسند ابی یعلیٰ میں ہے۔

۶۵۷۲) عباده بن سلیمان

مولا العباس۔ بقول ابن سعد: نکاح کے بارے میں ان کی حدیث ہے، جبکہ درست عباد ہے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہوا۔

۶۵۷۳) عباس بن جہمان

یا جہمان۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ان سے اسماعیل بن رافع نقل کرتے ہیں۔ ایسا ہی امام بخاریؒ نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

۶۵۷۴) عبد الاعلیٰ بن عدی البہرانیؒ

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی بنا پر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابو نعیم یہ بات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہونے پر امام بخاری اور ابوداؤد نے یقین کیا ہے۔ انہوں نے ثوبان، عتبہ بن عبد السملی، عبد اللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے حریر بن عثمان، احوص بن حکیم، صفوان بن عمرو وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کی حدیث مرسل ابی داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے۔ ابن حبانؒ ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ یزید بن عبد ربہ کا قول ہے: ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

تجرید (۸۲) ✽ تجرید (۲۹۱/۱)

✽ بخاری کتاب الشهادات باب شهادة الاعمی و امره و نکاحه ... (۲۶۵۵) مسند ابی یعلیٰ (۱۱/۶۵۳۹)

✽ اسد الغابہ (۲۸۰۴) تجرید (۲۹۶/۱) ✽ الثقات (۱۲۹/۵) ✽ الثقات (۱۲۹/۵)

(۶۵۷۵) (ز) عبدالله بن ابراهيم الانصاری

کوئی مرسل روایت نقل کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نامعلوم شخص ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ فضالہ بن حصن عن الخطاب بن سعید عن سلیمان بن محمد بن ابراہیم بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔ ابن فتحون نے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی نسبت سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۶۵۷۶) عبدالله بن ابی الاسد

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر اس حدیث کی وجہ سے کر دیا ہے جو خطیب نے بطریق محمد بن العباس "صاحب السامہ" عن محمد بن بشر عن عید اللہ العمری عن الزہری عن عبید اللہ بن ابی الاسد نقل کی ہے، فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نے اس کے اطراف مخالف سمت اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔" یہ غلطی کچھ رہ جانے اور تحریف کی بنا پر ہوئی ہے درست روایت وہ ہے جو ابواسامہ نے عن العمری عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد نقل کی ہے۔ عمر بن ابی الاسد کے حالات میں اس میں دوسری غلطی کا بیان بھی ہوگا۔

(۶۵۷۷) (ز) عبدالله بن الاسود المزنی

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے ز جوان کا وہم ہے اس واسطے کہ یہ سدوی ہیں اور جس روایت میں ان کا نسب مزنی بیان کیا گیا وہ ضعیف ہے جس کی وضاحت میں حجاج کے حالات میں بیان کر چکا ہوں۔

(۶۵۷۸) عبدالله بن انیسہ الاسلمی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں حدیث جابر بحوالہ ان کے قصاص کے بارے میں نقل کی ہے۔ ان کی روایت میں ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ اس میں تو بس عبد اللہ بن انیس ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ان میں اور الجھنی میں فرق کیا ہے، میں دونوں کو ایک سمجھتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: حدیث جھنی کے حوالہ سے مشہور ہے، جس کی طرف میں نے ان کے حالات میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابونعیم نے ان کے حالات میں دونوں کو یکجا کر کے ابن مندہ پر کیچڑ اچھالی ہے کہ انہوں نے انہیں الگ الگ قرار دیا ہے۔ اس میں ابن مندہ کا کوئی تصور نہیں۔ تم اول میں عبد اللہ بن انس یا ابن انیس الاسلمی کا ذکر ہوا ہے، وہاں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ کسی نے ان کے جھنی ہونے کا جواز پیش کیا ہے۔

الجرح والتعديل (۲/۵) ایضاً

مسلم کتاب الصلاة (۱۹۰۹) ابوداؤد (۶۲۸) نسائی (۷۶۳) ابن ماجہ (۱۰۴۹) مسند احمد (۳۶/۴)

اسد الغابہ (۲۸۱۴) استيعاب (۱۴۷۸) تجريد (۲۹۷/۱)

الجرح والتعديل (۸/۵)

۶۵۷۹ عبد اللہ بن ابی انیسہ

الحیری نے مصفر و کث ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ جابر یہ روایت کی ہے کہ میں نے قصاص کے متعلق ایک حدیث سنی جو صرف مصر کے ایک شخص کو یاد تھی۔ جس کا نام عبد اللہ بن ابی انیسہ تھا۔ پھر ان کی طرف اپنے سفر کا ذکر کیا۔ وہ روایت خطیب نے ”کتاب الرحلة“ میں نقل کی ہے۔ یہ عبد اللہ بن انیس البخنی ہیں، میں نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ کس نے اسے نقل کیا ہے اس کا مدار عبد اللہ بن محمد بن عقیل پر ہے جو جابر سے روایت کرتے ہیں۔ ذہبی نے تجرید* میں اپنے سے پہلے لوگوں پر اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے جس کا سبب ان کے والد کے نام میں غلطی ہے۔

۶۵۸۰ عبد اللہ بن بشر الجمصی

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۵۸۱ عبد اللہ بن بُعَیل

تفسیر ہے، عبد اللہ بن نفیل میں ان کے بارے میں تنبیہ ہو چکی ہے۔

۶۵۸۲ عبد اللہ بن جبر

بن عتیک الانصاری۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے ابو موسیٰ نے ”ذیل الصحابة“ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ وہ حدیث نسائی میں بروایت جعفر بن عون عن ابی العمیس عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر بن عتیک عن ابیہ کی سند سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جبر بن عتیک کی عیادت کی..... (حدیث)* اسے ابن ماجہ نے بطریق و کج عن ابی العمیس عن ابیہ کے بعد باضافہ عن جدہ کے الفاظ سے نقل کیا ہے جو درست ہے۔ عبد اللہ بن عبد اللہ امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں۔ ان کے حوالے سے الموطا میں یہ حدیث نقل کی ہے، لیکن فرمایا: عن عبد بن جابر ابن عتیک عن عتیک بن الحارث کہ جابر بن عتیک نے ان سے بیان کیا۔ جابر بن عتیک کے حالات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ مذکورہ عبد اللہ بن جابر کے حالات میں نے کسی کی کتاب میں نہیں دیکھے، جنہوں نے اسماء الرجال پر کتابیں لکھی ہیں۔

۶۵۸۳ عبد اللہ بن جبیر الخزاعی

تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی بنا پر ابو نعیم اور ابو عمر نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو عمر* کا قول ہے، بقول بعض: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابو حاتم* الرازی لکھتے

* تجرید (۲۹۸/۱) * تجرید (۸۳) * اسد الغابہ (۲۸۵۳) تجرید (۳۰۱/۱)

* ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون (۳۱۱) نسائی (۱۸۴۵) ابن ماجہ (۲۸۰۳) موطا مالک (۵۵۲)

* اسد الغابہ (۲۸۵۲) استیعاب (۱۵۰۰) تجرید (۳۰۱/۱) * استیعاب (۱۳/۳)

* الجرح والتعديل (۲۷/۵)

ہیں: مجہول شیخ ہیں ابو انیسل سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رحم کیا۔ ابن حبان * نے ”ثقات التابعین“ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان سے صرف سماک بن حرب نے روایت کی ہے۔

۶۵۸۳ (ز) عبد اللہ بن جزء الزبیدی *

ابن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں یہ عبد اللہ بن حارث بن جزء ہیں اپنے دادا کے نسب سے لکھے جاتے ہیں لہذا استدراک کی ضرورت نہیں۔

۶۵۸۵ عبد اللہ بن الحارث ابواسحاق *

ان سے قتادہ نے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ عبد اللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب ہیں۔ لقب ”بیۃ“ ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم ثانی میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۵۸۶ عبد اللہ بن حارث بن اوس الثقفی *

ابن شہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عارم عن ابن المبارک عن الحجاج بن ارطاة عن عبد الملک بن المغیرہ عن عبد الرحمن السلمانی عن اوس بحوالہ ان کے طواف الوداع کی روایت نقل کی ہے۔

اس سند میں کئی جگہ خط واقع ہوا ہے۔ اوروں نے یہ روایت عن ابن المبارک عن حجاج عن ابن السلمانی عن عمرو بن اوس عن الحارث بن عبد اللہ بن اوس نقل کی ہے، جو درست ہے۔ اسی طرح ترمذی میں بطریق عبد الرحمن الحارثی عن حجاج بن ارطاة مروی ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے دوسری سند کے ذریعے عن الحارث بن عبد اللہ بن اوس نقل کی ہے۔ پہلے صحیح سند بیان ہو چکی ہے۔

۶۵۸۷ عبد اللہ بن الحارث بن ابی ربیعہ المخزومی *

ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن خدیج نے عن عبد اللہ بن ابی امیہ عن عبد اللہ بن حارث بن ابی ربیعہ عن النبی ﷺ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بارے میں روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ عبد اللہ بن حارث بن عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ہیں جو عبد الرحمن بن حارث کے بھائی ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کی حدیث بلاشبہ مرسل ہے۔ رہے عبد الرحمن بن حارث تو ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ یہ اپنے بھائی عبد اللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں۔ عبد الرحمن کی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب الادب المفرد اور السنن الاربعہ میں ہے۔ عجلی ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ خلافت منصور میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: ان کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی۔ البتہ ان کے بھائی عبد اللہ ان سے بڑے ہیں۔ نسائی لکھتے

* جامع المسانید (۳۷۰/۷) * الثقات (۲۱/۵) * اسد الغابہ (۲۸۶۱)

* اسد الغابہ (۲۸۶۶) تجرید (۳۰۲/۱) * اسد الغابہ (۲۸۶۹) تجرید (۳۰۳/۱)

* اسد الغابہ (۲۸۷۲) استیعاب (۱۵۱۰) تجرید (۳۰۳/۱)

* استیعاب (۱۹/۳)

ہیں: قوی نہیں۔

۶۵۸۸) عبد اللہ بن حارث بن زید

بن صفوان الضحیٰ۔ قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے جہاں عبد اللہ بن زید بن صفوان کے حالات ہیں۔ ابو عمرؒ نے ان کا ذکر کیا تو ان کے نسب میں حارث کا اضافہ کیا اور حوالہ ابن کلبی اور ابن حبیب کا دیا ہے جبکہ ان کی کتابوں میں حارث نہیں ہے۔

۶۵۸۹) عبد اللہ بن حارث

بن زید بن صفوان الضحیٰ۔ ابو عمرؒ نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔ قسم اول میں بیان ہوا ہے وہم ہے یہ کہ حارث، عبد اللہ اور زید کے درمیان زائد نام ہے۔ اس کا سبب وہ ہے جو عبد اللہ بن زید کے حالات میں بیان ہوا کہ ان کا نام حارث بن زید تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ تو ابو عمر انہیں عبد الحارث بن زید دیکھ کر عبد اللہ بن حارث بن زید سمجھ بیٹھے۔

۶۵۹۰) عبد اللہ بن الحارث العبدي

قسم اول میں ان کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

۶۵۹۱) عبد اللہ بن الحجاج الثمالي

ذہبیؒ نے ان کا نام درج کیا ہے کہ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ کے بعد فرماتے ہیں: ابو الحجاج۔ میں کہتا ہوں: اسد الغابہ میں مجھے اس قسم کی کوئی بات نہیں ملی بلکہ انہوں نے کہا ہے: عبد اللہ ابو الحجاج الثمالي۔ بقول بعض: ان کا نام عبد اللہ بن عبد ہے، تینوں نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ہاں ”ذیل ابی موسیٰ“ میں مجھے ان کا نام نظر آیا ہے جیسا کہ ذہبیؒ نے کہا ہے۔ ابن مندہ نے تین مقامات پر ان کا نام عبد اللہ ثمالی لیا ہے۔

۶۵۹۲) عبد اللہ بن حرام

ابو موسیٰ اور ابو بکر بن علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن ابی عبیدہ روایت کی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن حرام کے سر پر ایک چادر دیکھی انہوں نے فرمایا: میں نے دونوں قبیلوں کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا صحیح تذکرہ عبد اللہ بن ام حرام میں کیا ہے۔ ان کے والد کا نام عمرو بن قیس ہے۔

اسد الغابہ (۲۸۷۴) استیعاب (۱۵۱۲) تجرید (۳۰۳/۱) استیعاب (۲۰/۳)

اسد الغابہ (۲۸۷۴) استیعاب (۱۵۱۲) تجرید (۳۰۳/۱) استیعاب (۲۰/۳)

اسد الغابہ (۲۸۸۷) تجرید (۳۰۴/۱) تجرید (۸۵) ایضاً

اسد الغابہ (۲۸۹۰) استیعاب (۱۵۲۷) تجرید (۳۰۵/۱)

جامع المسانید (۴۴۳/۷) میزان الاعتدال (۶۵۸/۲) کنز العمال (۴۰۷۷۷) اسد الغابہ (۵۷۸/۲)

۶۵۹۳ (ز) عبد اللہ بن ابی حرام

بقول ابن الاثیر: میں نے اپنے قلم سے ان کے نام پر تینوں کی لکھی علامت دیکھی ہے لیکن مجھے ان کی کتابوں میں ان کا نام نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے والے عبد اللہ بن ام حرام ہیں۔ حرف کثیت ”ام“ سے ”ابو“ میں تبدیل ہو گیا۔

۶۵۹۴ عبد اللہ بن حزابہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: عبد اللہ بن حزابہ اور عبد اللہ بن حکل دونوں کا صحابہ میں ذکر ملتا ہے جبکہ دونوں شام کے تابعی ہیں۔ ان سے خالد بن معدان نے روایت لی ہے۔

۶۵۹۵ عبد اللہ بن الحسن

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے انہی کے طریق سے اپنے استدراک میں پھر بروایت داؤد بن عبد الرحمن العطار روایت کی ہے کہ ہم سے عبد اللہ بن الحسن نے مرفوع حدیث بیان کی: ”اگر میرے گھر تیسری بیٹی ہوتی تو اس کا نکاح بھی میں عثمان سے کر دیتا۔“ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: مرسل ہے۔ یا معطل اور یہ عبد اللہ بن الحسن بن علی چھوٹے تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اپنے والد اور اپنی والدہ فاطمہ بنت الحسین اور اپنے دادا کے چچا زاد بھائی عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب اور اپنی والدہ کے چچا ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور اعرج اور عکرمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے موسیٰ و یحییٰ اور امام مالک، ثوری، ابن ابی الموالیٰ اور ابن علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور دونوں رازی، نسائی، عجلی وغیرہ ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے لگتا ہے ان کے نزدیک ان کی عبد اللہ بن جعفر سے مروی روایت صحیح نہیں۔ وہ اپنے زمانے میں اولاد حسن کے ترجمان تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے، میں نے اپنے علماء کو ان سے زیادہ کسی کا اکرام کرتے نہیں دیکھا۔ عمر بن عبد العزیز کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا۔ منصور کی قید میں ایک ۱۴۵ھ میں پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

۶۵۹۶ عبد اللہ بن حکل الازدی

بقول ابو عمر: شامی ہیں۔ نبی ﷺ سے یہ حدیث ”شام دار الاسلام کی ریڑھ کی ہڈی ہے“۔ روایت کرتے ہیں، ان سے خالد بن معدان نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے یہ مرسل حدیث ہے۔ اس کے متعلق ابن مندہ کی گفتگو بیان ہو چکی ہے۔ جو عبد بن حرام میں ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: عبد اللہ بن حکل کسی صحابی رسول

اسد الغابہ (۲۸۹۱) * اسد الغابہ (۵۷۸/۲) * اسد الغابہ (۲۸۹۴) تجرید (۵۷۸/۱)

اسد الغابہ (۲۸۹۵) تجرید (۵۷۸/۱) * کنز العمال (۳۲۸۲۸)

اسد الغابہ (۲۸۹۷) استیعاب (۱۵۲۹) تجرید (۳۰۵/۱) * استیعاب (۲۷/۳)

مسند احمد (۱۰۴/۴) * الثقات (۶۲/۵)

سے روایت کرتے ہیں اور ان سے خالد بن معاذ روایت کرتے ہیں۔

۶۵۹۷ عبد اللہ بن حکیم الجہنی

بقول ابن الاثیر: امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور نبوی پایا ہے۔ ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: یہ ابن عظیم ہیں۔ بات بھی یہی ہے۔

۶۵۹۸ عبد اللہ بن حکیم

ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے سنا: ”اے اللہ! اسے ایسا حج بنا جس میں ریا کاری اور نمود و نمائش نہ ہو۔“ یہ وہم کچھ رہ جانے سے پیدا ہوا کیونکہ اس سے صحابی کا نام چھوٹ گیا۔ جو بشر بن قدامہ ہیں جیسا کہ حرف باء کی قسم اوّل میں صحیح بیان ہوا ہے۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی روایت میں سعید بن بشر عن عبد اللہ بن حکیم عن بشر نقل کرنے میں اکیلے ہیں۔ اور سعید سے صرف محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے نقل کی ہے۔ عبد اللہ بن حکیم اور ان کے شیخ کا حال صرف اسی حدیث کی سند میں معلوم ہوا۔

۶۵۹۹ (ن) عبد اللہ بن خلیفہ

ذیل میں ابن فتحون کہتے ہیں: طبری نے ان کا ذکر کیا اور عرش کی کیفیت کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی۔ میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ مذکورہ حدیث تو بطریق عبد اللہ بن خلیفہ روایت کی جاتی ہے جیسا کہ ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں، ابویعلیٰ، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے کتاب السنۃ میں نقل کی ہے۔ سب بطریق ابواسحاق السیمی روایت کرتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۶۰۰ عبد اللہ بن رباب

نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ میرے نزدیک ان کی حدیث مرسل ہے جسے معمر نے کثیر بن یزید سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابی ابن عبد البر کا قول ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: عبد اللہ بن رباب بحوالہ نبی ﷺ مرسل روایت کرتے ہیں۔ انہیں ابن زبیب بھی کہا جاتا ہے۔ کثیر بن یزید سے بحوالہ ان کے روایت کی جاتی ہے۔ ابو عمر نے ان کی بات لی اور مرسل ہونے کا حکم اپنی طرف منسوب کر دیا اور اس فائدے کو حذف کر دیا جو ان کے والد کے نام کے بارے اختلاف میں ہے۔ جو بعد والی شخصیت میں بیان ہوگا۔

اسد الغابہ (۲۸۹۸) تجرید (۳۰۶/۱) اسد الغابہ (۵۷۹/۳)

الجرح والتعديل (۳۸/۵) اسد الغابہ (۲۹۰۱) استيعاب (۱۵۳۱)

السنن الكبرى (۳۳۳/۴) كنز العمال (۱۲۵۵۹)

اسد الغابہ (۲۹۴۲) استيعاب (۱۵۴۹) تجرید (۳۱۰/۱) استيعاب (۳۶/۳)

الجرح والتعديل (۵۵/۵)

۶۶۰۱ عبد اللہ بن زبیب الجندی

بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث عبد اللہ بن المبارک نے بحوالہ کثیر بن عطاء الجندی نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن زبیب الجندی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبادہ بن الصامت، ابوالولید! جب تم دیکھو کہ زکوٰۃ کو چھپایا جا رہا ہے اور جہاد کرائے پر کیا جا رہا ہے۔ اور دیکھو کہ آدمی امانت کو ایسے استعمال کر رہا ہے جیسے اونٹ درخت کو چباتا ہے۔ آباد جگہیں ویران اور ویران مقامات آباد ہونے لگیں تو پھر تم میں اور قیامت میں ان دونوں جہنمی نزدیک رہ گئی۔ اور آپ نے اپنی انگلیاں پکڑ کر اشارہ فرمایا، ابو نعیم! ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے پھر یہ حدیث دوسری سند سے بواسطہ عبد الرزاق نقل کی۔

میں کہتا ہوں: اگر ابن ابی حاتم پورے اعتماد سے یہ نہ کہتے کہ یہ اور سابقہ شخصیت ایک ہے اور حدیث مرسل ہے تو میں ان کا تذکرہ قسم اول میں کرتا۔

۶۶۰۲ عبد اللہ بن زہیر

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ابوموسیٰ نے ان کا اتباع کیا ہے اور ان کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن زہیر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔“ اس غلطی کی وجہ کچھ رہ جانا، تبدیلی اور لفظی غلطی ہے۔ درست سند یوں ہے۔ عن عطاء بن ابی زہیر الصبعی عن عبد اللہ بن بریدہ عن ایبہ۔ اسی طرح منصور نے ابوالاسود سے اور ابو عوانہ نے عطاء بن السائب سے نقل کیا ہے۔ اور علی بن عاصم نے عطاء سے روایت کر کے اس میں خط کیا وہ کہتے ہیں: عن عطاء بن السائب عن زہیر بن عبد اللہ عن ایبہ۔ ابن مندہ نے یہ روایت نقل کر کے تنبیہ کی ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ یہی بات ہے، البتہ انہوں نے وہم کی وجہ بیان نہیں کی جو میں نے واضح کر دی ہے۔ الحمد للہ

۶۶۰۳ عبد اللہ بن زید الجہنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ان کی حدیث کی اسناد میں تامل ہے پھر بطریق محمد بن یحییٰ الماربی عن حرام بن عثمان، جو ایک متروک راوی ہے۔ عن معاذ عن عبد اللہ بن زید الجہنی عن النبی ﷺ روایت کی ہے آپ نے فرمایا: جب یہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔۔۔۔۔ (حدیث) اس کے آخر میں ہے: ”اب کی بار اگر یہ چوری کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔“ ابن مندہ فرماتے ہیں: حرام نے ایسا ہی کہا ہے جبکہ اوروں نے ان کے خلاف کہا ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: درست روایت یوں ہے: عن معاذ بن عبد اللہ بن حبیب عن عبد اللہ بن زید الجہنی۔ اور اسے عبد اللہ بن بدر کے حالات میں بطریق حفص بن میسرہ عن حرام بن عثمان

اسد الغابہ (۲۹۴۵) تجرید (۳۱۱/۱) جامع المسانید (۴۹۳/۷)

اسد الغابہ (۲۹۵۱) تجرید (۳۱۱/۱) مسند احمد (۳۵۴/۵) مجمع الزوائد (۲۰۸/۳) جامع المسانید (۵۴۳/۷)

اسد الغابہ (۲۹۵۴) استیعاب (۱۵۵۸) تجرید (۳۱۲/۱) الدارقطنی فی سننہ (۱۸۱/۳)

عن معاذ نقل کیا ہے..... جس سے ظاہر ہوا کہ حرام سے روایت کرنے والے راوی کو وہم ہوا ہے بخلاف ابن مندہ کی گفتگو سے جو بات سمجھ آتی ہے۔

۶۶۰۴ عبد اللہ بن زید

بن عمرو بن مازن الانصاری۔ بغوی اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ البتہ بغوی لکھتے ہیں: مدینہ کے رہائشی تھے نبی ﷺ سے اذان کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو آسمان سے اتر اس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں..... (حدیث) یہ وہی عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں جن کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔ ان کے نسب میں غلطی کی وجہ سے انہیں دو آدمی بنا دیا۔ حدیث اذان بطریق اعمش اسی سند سے ابن خزیمہ وغیرہ مسند عبد اللہ بن عبد ربہ نقل کی ہے اور ترمذی نے اسی سند سے اس کا ایک حصہ روایت کیا ہے اسی طرح بروایت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن عمرو بن مرہ مروی ہے۔

رہے ابن مندہ تو وہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر کے روز وہ غیموں پر مقرر تھے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ یہ بھی غلط ہے۔ ابن اسحاق کی کتاب میں جو شخص ہے وہ تو عبد اللہ بن کعب بن زید ہے جن کا تعلق بنی عمرو بن مازن بن الحجار سے ہے۔ عمرو بن مازن ان کے جد امجد ہیں۔ ان کے دادا انہیں عبد اللہ اور زید کے بیچ سے کعب کا نام رہ گیا، جس کے سبب یہ وہم پیدا ہوا۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے انہیں وہم ہوا ہے اور ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ وہم تو کعب کا نام چھوڑنے پر اور تعقیف لفظی غلطی لفظ نقل کو انہوں نے نقل بنا دیا جس کا معنی سامان ہے۔ آپ نے بدر سے مدینہ واپسی پر انہیں غنائم کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابن مندہ نے عبد اللہ بن کعب کے حالات میں ان کا صحیح تذکرہ کیا ہے۔

۶۶۰۵ عبد اللہ بن ابی سدید

بن عبد اللہ بن ربیعہ ثقفی۔ بیری کاٹنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے جسے ابن قانع نے نقل کیا ہے۔ ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا۔ حرف شین میں نسبوں میں صحیح نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۰۶ عبد اللہ بن سعد الازدی السامی

ابن عبد البر نے ان میں اور عبد اللہ بن سعد جو حرام بن حکیم کے چچا ہیں، میں فرق کیا ہے جبکہ دونوں ایک ہیں۔ ان کی حدیث کئی طرق سے مروی ہے کسی میں ان کا نسب ازدی نہیں بیان ہوا۔ واللہ اعلم

www.KitaboSunnat.com

۶۶۰۷ عبد اللہ بن سعد بن مری

قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ذہبی نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے شاید انہیں وہم ہوا ہے۔

(ز) عبد اللہ بن سعد بن الاطول (۶۶۰۸)

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ بصرہ کے رہائشی تھے پھر ان کی وہ حدیث نقل کی جو ان کے والد کے سوانح میں درج کی ہے۔ اس میں ان کے صحابی ہونے کی بالکل کوئی دلیل نہیں۔ لہذا اس میں ہے کہ ستر میں مقیم اپنے دوستوں سے ملنے جاتے جس دن جاتے دوسرے دن قیام کرتے اور تیسرے دن رخصت ہو جاتے۔ لوگ جب ان سے اس کے بارے میں پوچھتے تو وہ کہتے: ”میں نے اپنے والد کو نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے، جس نے خراجی زمین (وہ زمین جس کا غیر مسلم، مسلم حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں) میں قیام کیا تو اس نے کھیتی باڑی کر لی۔“

(ز) عبد اللہ بن ابی سلمہ (۶۶۰۹)

ان کی حدیث عبد الحمید بن سلیمان نے ابن شہاب سے بحوالہ ان کے کپڑا پہننے کے بارے میں نقل کی ہے۔ عبد اللہ بن ابی الاسد کے حالات میں درستی کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(ز) عبد اللہ بن سہیل (۶۶۱۰)

بن عمرو، ابو جندل کے بھائی۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: عبد اللہ بن سہیل مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ اسی طرح ان کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابو جندل وہ ابن سہیل بن عمرو بن عبد شمس ہیں، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ بات ان پر کیسے مخفی رہ گئی ہے؟ ابو نعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انہوں نے ان کے دو سوانح بنا دیئے جبکہ شخصیت ایک ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: نہیں بلکہ انہوں نے تین سوانح بنائے ہیں جبکہ سب ایک ہی شخصیت ہے، بات بھی یہی ہے۔ میں کہتا ہوں: لیکن ابن مندہ تیسرے سوانح میں لکھتے ہیں، بقول بعض: یہ پہلے کے علاوہ ہیں، جس کا احتمال ہے، اور ابو نعیم تو معذور ہیں (کہ لٹھ لیے ابن مندہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں)۔

(ز) عبد اللہ بن صائد (۶۶۱۱)

یہ وہی ابن صیاد ہے۔ ابن شاپین، باوردی، ابن السکن اور ابو موسیٰ نے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاپین کا قول ہے: اس کا باپ یہودی تھا، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس قبیلے سے تھا۔ اسی کو دجال کہا جاتا تھا۔ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوا۔ پیدائشی طور پر مخنون (ختہ ہوئے) اور کانا تھا۔ عمارہ بن عبد اللہ بن صیاد اس کا بیٹا ہے جو بہترین مسلمانوں میں سے اور سعید بن المسیب کا شاگرد تھا۔ ان سے امام مالک وغیرہ نے روایت کی ہے ابو موسیٰ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ابن السکن عبادلہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ”دجال کا ذکر“ میں نے اپنے ساتھیوں (ہم مسلک) میں سے کسی یعنی باوردی کی کتاب میں دیکھا ہے۔ لگتا ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہونے والوں میں اس کا نام ہے۔ ان میں عبد اللہ بن صیاد ہے۔

ابن الاثیر نے اس کے حالات میں وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کی ہے جو صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابن صیاد کے پاس سے گزرے وہ بنی مغالہ کے ٹیلوں پر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، وہ اس وقت نابالغ تھا..... (حدیث) اسی میں آپ کا اس سے دھویں کے بارے میں سوال ہے۔ اور حدیث ابن عمر ہی ہے جس میں نبی ﷺ کا اس نخلستان میں جانا ثابت ہے جس میں ابن صیاد سویا ہوا تھا۔ اس کی ماں اسے کہتی ہے: صاف! یہ محمد آئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تو اسے ایسے ہی چھوڑے رکھتی تو وہ خود بیان کر دیتا۔ اس میں آپ کا یہ ارشاد ہے: ”کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں“۔ تو اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ امین (ان پر دھویں) کے رسول ہیں..... (حدیث) اسی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو سکتے اور اگر یہ کوئی اور ہے تو تمہیں اس کے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ بقول بعض علماء: کیونکہ وہ ذمی تھا۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ اور یہ ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قسم کھا کر کہتے تھے یہ دجال ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرمایا: مکہ جاتے ہوئے مجھے ابن صیاد مل گیا، کہنے لگا: لوگوں کی باتیں سن کر میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں ایک رسی کسی چیز سے باندھ کر پھانسی پر جھول جاؤں، کیا آپ نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا علم نہ ہو۔ تو جماعت انصارتم سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی اولاد نہیں ہوگی جبکہ میری اولاد ہے۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ مکہ و مدینہ نہیں جاسکے گا۔ اب آپ ہی بتائیں! میں مدینے کا رہنے والا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔ فرماتے ہیں: پھر وہ اپنی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ کہیں ادھر ادھر ہو گیا۔

میں کہتا ہوں: شاید وہ اپنی بات میں جھوٹا ہو۔ پھر اس نے کہا: ابوسعید! میں تمہیں سچی بات بتاؤں گا۔ مجھے دجال کا، اس کے باپ کا اور اس وقت وہ زمین میں کہاں ہے سب پتہ ہے۔ میں نے کہا: بقیہ دن تیرے لیے تباہی ہو۔ پھر مجھے حدیث ابی سعید کا کچھ اضافہ مل گیا، چنانچہ ہم نے امالی الحاطی کے جزء ثانی میں ان سے اصحابیوں کی روایت نقل کی ہے کہ ابوسعید نے فرمایا: میں ایک لشکر کے ساتھ مدینہ سے مشرق کی جانب روانہ ہوا۔ اس لشکر میں عبداللہ بن صائد بھی تھا (اس بے چارے سے) نہ کوئی بولتا، نہ ساتھ چلتا نہ کوئی کھاتا اور نہ کوئی راز کی بات کرتا۔ ان لوگوں نے اس کا نام دجال رکھا تھا۔ فرماتے ہیں: ایک دن میں کسی جگہ فروکش ہوا تو اتنے میں عبداللہ بن صیاد آ گیا، اور میرے پاس بیٹھ کر کہنے لگا: ابوسعید! یہ لوگ جو میرے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ نہ میرے ساتھ چلتے ہیں..... پھر سابقہ بات ذکر کی۔ اور کہنے لگا: ”ابوسعید! آپ کو تو پتہ ہے دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا جبکہ میں تو مدینہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اب تبدیل ہو گیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: دجال کی اولاد نہیں ہوگی۔ جبکہ میں صاحب اولاد ہوں۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں کا برتاؤ دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے کہ کسی رسی سے گھاگھونٹ کر چین حاصل کر لوں۔ اللہ کی قسم! میں دجال نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اگر چاہتا تو آپ کو اس کا نام، اس کے ماں باپ اور اس بستی کا نام بتا

بخاری کتاب الجہاد باب کیف يعرض الاسلام على الصبي (۳۰۵۵)

مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن الصیاد (۹۵) مسند احمد (۸۲/۲)

مسند احمد (۴۳/۳)

دیتا جس میں سے وہ نکلے گا۔“ اس سند کے رجال ثقہ ہیں لیکن محاضر کے حافضے میں تھوڑی کمزوری ہے۔ اگر اس کی بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے پیش سے ہے اور یہ ثابت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں مسلمان ہوا ہے تو یہ صحابی کی تعریف میں داخل نہیں ہوگا، میں نے اس بارے میں فتح الباری شرح البخاری میں کتاب الفتن میں بڑی دقت نظر سے کام لیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس پر غصہ آیا اور لاشی سے اسے مارا۔ پھر حضرت حصہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، وہ فرمانے لگیں: بھیا! تمہارا اس سے کیا واسطہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال اس غصے کی وجہ سے نکلے گا جو اسے آئے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ابن صیاد کو صحابہ میں ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ اس واسطے کہ وہ دجال ہے تو وہ یقیناً صحابی نہیں کیونکہ وہ کافر مرے گا۔ اور اگر کوئی اور ہے تو نبی ﷺ سے ملاقات کے وقت مسلمان نہ تھا۔ البتہ اگر وہ اسلام کی حالت میں فوت ہوا ہے تو ویسا ہی ہوگا جیسا ابن فتحون نے کہا ہے، کتاب الاستیعاب کی شرط کے مطابق۔

۶۶۱۲ عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی مالک

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ یونس بن کبیر نے بحوالہ ابن اسحاق کہ ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے مسند بیان کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے نسخے سے لفظ ابی اور مالک کے درمیان سے ابن رہ گیا ہے، درست ابن ابی بن مالک ہے۔ لہذا ابی اور مالک دو نام ہیں۔ کسی شخص کی کنیت نہیں۔ عبد اللہ یہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کے بیٹے ہیں۔ اس کے حالات ان کے حالات میں قسم اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ سلمہ بن الفضل اور زیاد البکائی وغیرہ کی روایت میں عن ابن اسحاق درست لکھا ہے۔

۶۶۱۳ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر

بن خطاب قرشی عدوی۔ ابن ابی ہاشم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عمر بن ابی عمرو المطلب تک صحیح سند کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام روانگی اختیار فرمائی، تو اپنے پیچھے آنے والے لوگوں میں سخت مار پیٹ اور شور کی آوازیں۔ آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ”لوگو! وقار سکون سے، کیونکہ ضائع کرنا نیکی نہیں۔“ پھر یزید بن ہارون سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا: عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔

میں کہتا ہوں: ہاں! زبیر کا بیان ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں وصیت کی تھی۔ زبیر فرماتے ہیں: وہ قریش کے سربراہ واردہ اور معزز شخص تھے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی تھے یا انہیں روایت و دیدار حاصل تھا۔ زبیر ہی کا قول ہے: ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبیدہ جنہوں نے انہیں دودھ پلایا وہ نبی ﷺ کی حیات میں کمن تھیں۔ تو ان کی پیدائش نبی ﷺ کی وفات کے بعد

مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد (۷۲۸۶) مسند احمد (۲۲۶۴۸۷)

اسد الغابہ (۳۰۴۴) تجرید (۳۲۱/۱) السیرۃ النبویۃ (۲۵۳/۲) اسد الغابہ (۳۰۴۳) تجرید (۳۲۱/۱)

بخاری کتاب الحج باب الرکوب والارتداف فی الحج (۱۵۴۳) مسلم (۳۰۹۳) ابوداؤد (۱۹۲) نسائی (۳۰۱۸) ترمذی (۸۸۵)

ہی ہوئی۔ اس لئے یہ صحابی ہیں اور نہ انہیں روایت نصیب ہوئی۔ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ان کی روایت بھی مجھے نہیں ملی جیسے ان کے دادا حضرت عمر اور ان کے بعد والے لوگوں سے بھی نہیں۔ ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان سے نیچے درجہ کے لوگوں سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کا بیٹا عبدالعزیز اور مولا نافع، زہری، محمد بن عباد بن جعفر، عبدالرحمن بن قاسم، محمد بن ابی بکر اور اہل مدینہ کے دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ کعب، عجل، ابن سعد، ابو زرعہ، اور نسائی انہیں ثقہ لکھتے ہیں۔ ابن حبان ”الثقات“ میں لکھتے ہیں: ۱۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ *

۶۶۱۳ عبد اللہ بن عبدالرحمن الاشہلی *

ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: صحابیت اور روایت سے مشرف ہیں۔ نبی ﷺ سے ان کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے نبی عبدالاشہل کے مقام پر نماز پڑھی۔ * ان سے اسماعیل بن ابی حبیہ نے روایت کی ہے۔ ان کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ ان عبداللہ کی کئی احادیث ہیں۔ حدیث بھی انہی میں سے ہے۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن ابی حبیہ نے روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی مذکورہ حدیث ابن ماجہ ابن ابی عاصم کی کتابوں میں ہے۔ شاید وہ یہ روایت ہے: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ نبی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے۔ لیکن عبداللہ صحابی نہیں۔ ان لوگوں کی روایت سے سند میں سے عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ حرف ثاء میں بیان ہوا ہے کہ ان کے دادا کا نام ثابت بن الصامت بن عدی ہے۔ بقول بعض: ثابت جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ اور صحابی ان کے بیٹے عبدالرحمن ہیں جس کی وضاحت میں نے قسم اول میں ثابت کے حالات میں کر دی ہے۔

۶۶۱۵ (ن) عبد اللہ بن عبدالرحمن بن سابط

بن ابی حمیضہ الجمحی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن سابط اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ”جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری وفات کی مصیبت کو یاد کر لے۔“ * انہوں نے یہ روایت یحییٰ سے دو طریقوں سے نقل کی ہے، اور دونوں میں ان کا نام نہیں لیا۔ اور نہ ان سے روایت کرنے والے کا۔ اوروں کے ہاں یوں ہے: عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط، تو صحابی ان کے دادا سابط ہیں اور عبداللہ بن سابط کے بارے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ قسم اول میں بیان ہوا ہے۔

۶۶۱۶ عبد اللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق *

ابن مندرہ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ طائف میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں یہ

* الثقات (۶/۵) اسد الغابہ (۳۰۴۵) استیعاب (۱۶۱۲) تجرید (۳۲۱/۱) * الثقات (۶/۵)
* استیعاب (۷۳/۳) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاة (۱۰۳۱) جامع المسانید (۱۱۱/۸)
* الجرح والتعديل (۹۴/۵) * جامع المسانید (۱۱۱/۸) * اسد الغابہ (۳۰۴۷) تجرید (۳۲۲/۱)

روایت نقل کی ہے: ”مالدار اور صحیح حالت والے کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔“

رہا ابن مندہ کا دعویٰ تو وہ غلط ہے جس سے ابن الاثیرؒ نے خبردار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: طائف میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے عبداللہ بن ابی بکر، عبدالرحمن بن ابی بکر کے بھائی شہید ہوئے نہ کہ ان کے بیٹے۔ قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے اور ابن شاہین کا دعویٰ اس سے زیادہ کمزور ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ ابو بکر بن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ثور رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ وہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ انہوں نے اپنے جیسے دو صحابیوں سے روایت کی ہے۔ ابن شاہین کا گمان ہے: عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور عبداللہ بن عبدالرحمن جن کا ان کے ساتھ ذکر ہوا ہے ان کے بیٹے ہیں۔ اس بنا پر انہوں نے یہاں ان کے سوانح لکھ دیے۔ جو غلط خیال ہے۔ اس واسطے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر وہ عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق اور عبداللہ بن عبدالرحمن ان کے بیٹے ہیں۔ اور یہ حدیث ان دونوں کی روایت سے مرسل ہے۔ اس سے بڑی غفلت یہ ہے کہ ابن شاہین نے اس سوانح میں موسیٰ بن عقبہ کا قول نقل کیا ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ کسی خاندان کے چار افراد نے مسلسل رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہو۔ وہ صرف محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ ہیں۔ اس حصہ سے ان کے عبداللہ بن عبدالرحمن کو صحابہ میں شامل کرنے کی تردید ہوتی ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ ابو عتیق اور محمد بن عبدالرحمن کے بھائی ہیں تو مناسب تھا وہ ان کا نام شامل کر کے موسیٰ بن عقبہ کی بات واضح کر دیتے۔ ورنہ یہ عبداللہ بن عبدالرحمن تو محمد بن عبدالرحمن کے پوتے ہیں، جن کا موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور وہ صحابی نہیں بلکہ مشہور تابعی ہیں۔ ان کی والدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ان کی حدیث صحیحین میں ہے۔

۶۶۱۷ عبداللہ بن عبسؒ

بدر میں شریک ہوئے، اہل نسب نے ان کا نسب نہیں بتایا۔ صرف اتنا کہا ہے: بنی حارث بن خزرج کے حلیف تھے۔ ابن عبد البرؒ نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں: ابو عمر نے ان کا علیحدہ عنوان سوانح قائم کیا ہے۔ یہ وہی پہلے والے یعنی عبداللہ بن عبس ہیں۔ بقول بعض: ابن عبس۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابو عمر کو ان کے بارے میں اس لیے اشتباہ ہو گیا کہ جب انہوں نے دیکھا یہ حلیف ہیں اور پہلے عنوان میں حلیف کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن یہ لوگ ایک شخصیت کے بارے بہت ہی اختلاف کرتے ہیں، کبھی قبیلے سے اور کبھی اس کے حلیفوں میں اسے شمار کرتے ہیں۔

۶۶۱۸ عبداللہ بن عبیداللہؒ

بن عتیق۔ ذیل میں بقول ابو موسیٰ: عسکری نے ”الافراد“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث بطریق ان کے ابو بکر بن ابی علی نے عن العطار دی عن یونس بن بکر عن ابن اسحاقؒ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب من يعطى من الصدقة و حد الفنى (۱۶۳۴) ترمذی (۶۵۲) نسائی (۲۵۹۶)

ابن ماجہ (۱۸۳۹) مسند احمد (۱۹۲/۲) اسد الغابہ (۱۵/۳)

اسد الغابہ (۳۰۵۴) استیعاب (۱۶۱۸) تجرید (۳۲۲/۱) استیعاب (۲۷۵/۳)

اسد الغابہ (۱۷/۳) السيرة النبوية (۲۱۶/۳)

”جو شخص اپنے گھر سے اللہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور اپنی سواری سے گر کر مر گیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔“ (الحدیث) * (یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں محض اپنے فضل و کرم سے اسے عطا کریں گے۔ رع ت ن)

یہ غلطی ایک نام کے اضافے اور دوسرے کے بدلنے سے پیدا ہوئی۔ اس واسطے کہ یہ روایت مغازی ابن اسحاق * میں تمام راویوں کے ہاں ابن اسحاق عن التیمی عن محمد بن عبد اللہ بن عقیل عن ایبہ ہے۔ یہی روایت ابن الاثیر * نے عبد اللہ بن عتیک کے سوانح میں بطریق عطار دی اسی سند سے درست نقل کی ہے۔

۶۶۱۹) عبد اللہ بن عثمان التیمی

ذیل میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابواحمد عسکری نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق عمر بن حفص الشیبانی عن ابن وہب عن عمرو بن حارث عن کبیر بن اللّاح عن یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب عن عبد اللہ بن عثمان یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع کیا ہے۔ * یہ غلطی ایک نام کے بگاڑنے سے پیدا ہوئی۔ یہ تو عبد الرحمن بن عثمان ہیں اور حدیث بروایت ابن وہب اسی سند سے مشہور ہے جسے مسلم نے عن ابی الطاهر بن السرح اور ابو داؤد نے عن احمد بن صالح و یزید بن خالد اور نسائی نے عن حارث بن مسکین، تیئوں ابن وہب سے نقل کرتے ہیں۔ عبد الرحمن نامی حضرات کے سوانح میں صحیح نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۲۰) عبد اللہ بن عثمان الثقفی

ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوعمر الحوضی عن ہمام عن قتادہ عن الحسن بنحوالہ ثقیف کے معروف نامی شخص سے روایت کی ہے۔ اگر اس کا نام عبد الرحمن بن عثمان نہ ہو، تو میں نہیں جانتا، کہ نبی ﷺ نے فرمایا: الولیمة حق ”ولیمہ ثابت ہے۔“ (حدیث) * ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں، انہوں نے یہ حدیث اسی طرح درج کی ہے جبکہ یہ غلط ہے پھر بطریق عفان بن ہمام بیان کرتے ہوئے عبد اللہ بن عثمان کی جگہ زہیر بن عثمان کا نام لیتے ہیں، پھر فرماتے ہیں: اسی طرح اوروں نے حوضی سے اور کئی حضرات نے ہمام سے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: حرف زاء میں صحیح سند گزر چکی ہے۔

۶۶۲۱) عبد اللہ بن عدی بن الخیار

قسم ثانی میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بلا ذری صحابہ میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور بنیاد وہ حدیث بنائی ہے جو انہوں نے بطریق ابراہیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب عن ابی سلمہ عن عبد اللہ بن عدی بن الخیار نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام حزوہ *

* مسند احمد (۳۶/۴) السیرۃ النبویۃ (۲۱۶/۳) اسد الغابہ (۱۷/۳) (۱۸/۳)

* مسند احمد (۴۹۹/۴) اسد الغابہ (۳۰/۶۳) تجرید (۳۲۳/۱)

* ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب کم تستحب الولیمة (۳۷۵) مسند احمد (۲۸/۵) السنن الکبریٰ (۲۶۰/۷) جامع المسانید (۱۲۰/۸)

* اسد الغابہ (۳۰/۶۸) استیعاب (۱۶۲۶) (۹۸/۳) حزوہ مکہ کا نام ہے۔

میں کھڑے فرماتے دیکھا: ”(مکہ!) تو اللہ تعالیٰ کی مجھے سب سے پسندیدہ جگہ ہے....“۔ (حدیث) * ابو احمد العسکری نے ”کتاب التصحیف“ میں اس کا ذکر کر کے لکھا ہے درست عبداللہ بن عدی بن الحمراء ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: اس میں ابراہیم بن سعد سے غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: میں ابن حمراء کے حالات میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔

۶۶۲۲ عبداللہ بن عمار *

نبی ﷺ سے اور ان سے عبداللہ بن ربیع روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر * ان کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں: محدثین کے نزدیک اس کی حدیث مرسل ہے۔

۶۶۲۳ عبداللہ بن عمر الجرمی *

ابن الامین نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: صحابی ہیں۔ اور ان کی حدیث کا ایک گوشہ یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے پانی کا ایک برتن لائے.... (حدیث) * اسی میں ہے کہ انہوں نے پانی کا ایک گرجے پر چھڑکاؤ کر کے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔ ابن الاثیر * بھی ان کے ہمنوا ہوئے۔ جبکہ اس میں ان کے والد کے نام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ابو عمر نے درست نام ذکر کیا ہے جیسا قسم اول میں عبداللہ بن عمیر کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۶۶۲۴ (ن) عبداللہ بن عمرو *

ان کے نسب کا ذکر نہیں۔ عسکری اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کے طریق سے پھر روایت ابن جریج عن محمد بن عباد بن جعفر عن ابی سلمہ بن سفیان و عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن المسیب مروی ہے، سب حضرات کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو قراءت میں (سورۃ المؤمنون پڑھی۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ حدیث ان تینوں حضرات کی روایت سے عن عبداللہ بن السائب محفوظ ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی.... (حدیث) یہی بات ہے۔ مسلم نے اسی طرح یہ روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن السائب جو مخزومی ہیں کی تعلیقاً روایت نقل کی ہے۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ دونوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ سب ابوسلمہ بن سفیان سے ہیں اور جن تابعین کا ان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ رہے ابوسلمہ تو ان کا نام عبداللہ بن سفیان ہے جو مخزومی تابعی ہیں۔ ان سے بھی یحییٰ بن عبداللہ بن صفی روایت کرتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ رہے عبداللہ بن المسیب تو وہ مخزومی ہیں اور عبداللہ بن السائب کے چچا زاد بھائی ہیں جو ان کے شیخ ہیں۔ ان کے والد صحابی ہیں اور خود تابعی ہیں۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ جس کی وضاحت قسم اول میں ہو چکی ہے۔ ان سے بھی ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان ثقات التابعین میں

* ترمذی کتاب المناقب باب فضل مکة (۳۹۲۵) ابن ماجہ (۳۱۰۸) مسند احمد (۳۰۴/۴)

المستدرک (۷/۳) (۲۷۸/۳) کنز العمال (۳۴۷۰۶) تحاف السادة المتقين (۲۸۳/۴)

* استیعاب (۱۶۲۱) تجرید (۳۲۵/۱) * استیعاب (۸۰/۳) * اسد الغابہ (۳۰۷۹) تجرید (۳۲۵/۱)

* جامع المسانید (۱۳۳/۸) * اسد الغابہ (۴۲/۳)

ان کا ذکر کرتے ہیں۔ رہے عبداللہ بن عمرو تو وہ عائدی مخزومی ہیں۔ اور ان مذکورہ حضرات کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اس حدیث کے کسی طریق میں لکھا ہے جو مسلم میں ہے ”عبداللہ بن عمرو بن العاصی“۔ محدثین نے اس کے راوی کی غلطی بیان کی ہے۔ درست عائدی ہے۔

۶۶۲۵ عبداللہ بن عمیر

بن قتادہ اللیثی۔ ابن شاپین نے ان کی حدیث درج کی ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ابن شاپین نے ان کے حالات میں ”قتادہ“ نہیں کہا، اور نہ لیثی لکھا ہے۔ ان کا مہمل سا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ صرف ان کا اور ان کے والد کا اور ان کے والد کا نام ذکر کیا ہے۔ یہ بھی انہوں نے اس روایت کی پیروی کی ہے جسے بطریق ابن ابی خثیمہ اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کے طریق سے اسے بیان کیا، اس میں قتادہ اور لیثی کا اضافہ نہیں۔ یہ بروایت ہشام بن عروہ عن عبداللہ بن عمیر مروی ہے کہ وہ تائبین تھے اور بنی حنظلہ کی امامت کرتے تھے۔۔۔۔۔ (حدیث) یہ انصاری خطمی ہیں یا خدری، لیثی نہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ابوموسیٰ کی ان کا اپنے استدراک میں ذکر کرنے پر گرفت کی ہے۔ لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ کہاں سے آگئے۔ اگر ”قتادہ“ کا اضافہ اس کا باعث ہے تو اسے اس استدراک میں ذکر کرنا ضروری نہیں۔ اور اگر اس بنا پر کہ انہیں لیثی کہا گیا ہے تو یہ کہنے والے کی غلطی ہے، پھر اس میں بے فائدہ طویل بحث کی۔

۶۶۲۶ عبداللہ بن عوف

ایک مرسل حدیث کی وجہ سے جسے ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ حدیث یہ ہے: ((الایمان ایمان)) ”ایمان تو یمن کا ہے“۔ جسے یحییٰ بن یونس اور شیرازی نے اپنی کتاب میں حدیث جبہ بن عطیہ عن عبداللہ بن عوف نقل کیا ہے جو شام کے تیسرے طبقے کے تابعی ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے۔ یہ محمود بن ابراہیم بن سمیع کا قول ہے۔ ابن مندہ کی بات ختم ہوئی۔

ابو نعیم ان کی گفتگو کا خلاصہ لکھ کر اس حدیث کو بطریق طبرانی عن عقیل بن غنم عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن یزید بن ہارون عن حماد مسنداً نقل کرتے ہیں اور متن میں یہ اضافہ نقل کرتے ہیں: ”خندف اور حرام (قبائل) میں“۔ ابو بکر بن عاصم نے وحدان میں عن ابی بکر بن ابی شیبہ نقل کی ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، لکھتے ہیں: عبداللہ بن عوف الکنانی القاری۔ ابو القاسم کنیت تھی۔ حضرت عثمان، معاویہ، بشر بن عقرہ، ابو جعدہ اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے زہری، رجاء بن ابی سلمہ، حجر بن حارث وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں فلسطین کے خراج پر مقرر کیا، ان کا تعلق دمشق سے ہے۔ میں کہتا ہوں: اور جبہ بن عطیہ فلسطینی پھر بطریق یعقوب بن سفیان، یحییٰ بن بکر، ابوصالح، لیث، عقیل، ابن شہاب، عبداللہ بن عوف القاری کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ جو فلسطین کے دیوان کے صیغہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے مقرر تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث عن بشر بن عقرہ حرف باء میں بیان ہو چکی ہے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ”الکنی“ میں ان کی وہی تعریف کی ہے جو ابن مسیح نے کی ہے۔ محدثین نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۶۶۲۷ (ز) عبد اللہ بن عیاش الانصاری

ان کے بارے جانکاری ان کے ہم نام کے حالات میں قسم اول میں ہو چکی ہے۔

۶۶۲۸ عبد اللہ بن فیروز الدیلمی

ابو بصر، یہی راجح ہے۔ ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ غجلی کا قول ہے: ابن دیلمی سے مروی ہے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خادموں سے تیسرا شخص تھا۔ جب آپ فوت ہونے لگے، ہم نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، ہم آپ کے ساتھ رہے اور سب سے منقطع ہو کر آپ کی خدمت میں رہے۔ پھر اسی طرح کا ایک واقعہ نقل کیا۔ ایسا ہی نقل کیا، ان کی روایت کے سیاق میں نام بیان نہیں ہوا۔ اس کے باوجود اس میں اختلاف ہے۔ مسدود نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔ ابن علیہ، ایوب سے عن ابن سیرین بحوالہ ابن دیلمی روایت کرتے ہیں جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے تین خادمین میں سے ایک ہیں۔ پھر ان کا ذکر کیا۔ باوردی بطریق صدقة عن عروہ بن رویم عن ابی دیلمی روایت کرتے ہیں، جو نبی کریم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور یہ نجاشی کے بھانجے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ نماز میں یا نماز سے باہر پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دے گا۔“

اسی طرح انہوں نے یہ روایت عبد اللہ بن فیروز دیلمی کے سوانح میں نقل کی ہے ان کی روایت کے سیاق میں بھی نام نہیں لیا گیا۔ فیروز دیلمی کا صحابہ نامی ایک اور بیٹا تھا، دونوں اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ عبد اللہ حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے عروہ بن رویم، وہب بن خالد، یحییٰ بن ابی عمرو وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابو زرعد مشقی تابعین اہل شام میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۶۲۹ عبد اللہ بن قرہ الازدی

ان کے نام میں تبدیلی کی وجہ سے ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور بطریق مہران بن ابی عمر بحوالہ عبد اللہ بن قرہ یہ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: شیطان بن قرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم عبد اللہ بن قرہ ہو۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: ابوالیمان نے ان کے خلاف عن اسماعیل بن عیاش عن عبد اللہ بن مرہ روایت کی ہے۔ طبرانی نے ان کے طریق سے اور ابو نعیم نے ان سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ یہی روایت ابوالیمان سے نقل کرتے ہیں۔ دونوں مسند میں فرماتے ہیں: بکر بن زرعہ، یہی روایت ہے ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اسی طرح عبد الرحمن بن عائد وغیرہ نے عیاش بن قرہ سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۶۳۰) عبد اللہ بن قنیع

ابوعلی جیانی وغیرہ نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ بن رفیع کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۶۳۱) (ز) عبد اللہ بن قیس

بن عکرمہ بن المطلب بن عبد مناف تابعی ہیں۔ ان سے ایک حدیث مروی ہے جس سے کسی راوی نے ان کے شیخ کا نام ساقط کر دیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: روایت یہ ہے، انہوں نے فرمایا: میں رات میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت دیکھوں گا۔۔۔۔۔ (حدیث) بغوی اس سے پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں، ان کی روایت میں عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جو ابن مندہ کے ہاں ہے۔ اس میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ جو سمعی (سنخی) غلطی ہے مخرمہ کو عکرمہ سے بدل دیا۔ یہی حدیث امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں عن عبد اللہ بن ابی بکر نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عن ابيه عن عبد الله بن قيس عن زيد بن خالد الجهني اور یہی مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم ثالث میں عبد اللہ بن قیس کے حالات میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

۶۶۳۲) عبد اللہ بن کریز

عسکری نے صحابہ میں اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ عبد اللہ بن عامر بن کریز ہیں اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ ہم نے یہ حدیث ان کے حالات میں قسم ثانی میں ذکر کی ہے۔

۶۶۳۳) عبد اللہ بن مالک العبسی

یہ عبد اللہ بن مالک بن النعمان ہیں۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے، تجرید میں بلا وجہ ان کی تکرار ہوئی ہے۔

۶۶۳۴) عبد اللہ بن محمد

ایک یمنی صاحب ہیں۔ نبی ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ”جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے سے۔“ ان سے عبد اللہ بن قرط جو خود بھی صحابی ہیں روایت کرتے ہیں۔ ابن عبد البر نے ان کا یہی عنوان قائم کیا ہے یہ غلطی ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کے باعث پیدا ہوئی۔ درست عبد اللہ بن جحمر ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ”وحدان“ میں بروایت یحییٰ بن ایوب الغافقی عن عبد اللہ بن قرط نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن جحمر کو فرماتے سنا (جو یمنی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اسد الغابہ (۳۱۲۹) * اسد الغابہ (۳۱۴۰)

* مسلم کتاب صلاة المسافرين باب الدعاء في صلاة الليل وقامه (۱۸۰۱) ابوداؤد (۱۳۶۶)

ابن ماجہ (۱۳۶۲) مسند احمد (۱۹۳/۵) مؤطا مالک کتاب صلاة الليل باب صلاة النبي في الوتر (۲۶۰۸)

* تجرید (۳۳۳/۱) * تجرید (۹۳) * اسد الغابہ (۳۱۶۸) استیعاب (۱۶۶۹) تجرید (۹۳)

* مسند احمد (۷۹/۶) جامع المسانيد (۱۷۰/۸) * استیعاب (۱۰۷/۳)

فرمایا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ اسی طرح ابن مندہ، ابونعیم وغیرہ نے بروایت یحییٰ بن ایوب نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر نے عجیب بات کی، وہ لکھتے ہیں: ابن مندہ اور ابونعیم کا قول لفظی غلطی پر مشتمل ہے۔ باوجودیکہ انہوں نے یہ حدیث بطریق ابن ابی عاصم نقل کی ہے اور یہ نام خاساکن اور راء سے ہے۔ اسی طرح ”المؤتلف والمختلف“ کے مصنفین نے یہ نام قلمبند کیا ہے، جیسے ابن ماکولا اور ان سے متقدم حضرات ہیں۔ جن سے لفظی غلطی ہوئی وہ ابن عبدالبر ہیں، انہیں دوسری جگہ بھی وہم ہوا ہے وہ یہ کہ ان کا کہنا: ”عبداللہ بن قرہ“ جو یہ حدیث عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، صحابی ہیں، کیونکہ یحییٰ بن ایوب نے کسی صحابی کا دیدار نہیں کیا۔ اور یہ صراحت کر دی ہے۔ عبداللہ بن قرط نے یہ حدیث ان سے بیان کی۔ جو صحابی کے علاوہ دوسرے راوی ہیں جن کے والد کے نام میں اختلاف ہے، قرط، قریط، قریط مختلف اقوال ہیں۔ رہے صحابی تو ان کے والد کے نام میں کوئی اختلاف نہیں۔ ابن ابی حاتم نے سب سے سبقت کی اور ان کا نام اپنی کتاب میں درست نقل کیا۔ عبداللہ بن عمر الشرعی شامی حمصی ہیں۔ نبی ﷺ کے حوالے سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوذرہ غنویؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب عن عبداللہ بن قریط بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔

۶۶۳۵ عبداللہ بن محیریز الجمحی

مشہور تابعی ہیں۔ عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ وہ بطریق فہد بن حیان عن شعبہ عن خالد عن ابی قلابہ عن ابی محیریز (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے کرو۔۔۔۔۔ (حدیث) * ان کی کتاب میں اسی طرح بے نام لکھا ہے تو عقیلی نے ان کا نام عبداللہ بتا کر غلطی کی۔ اب اگر انہیں یاد تھا تو یہ صحابی ہیں۔ جنہیں ابن محیریز بن نام پکار جائے گا، رہے عبداللہ تو ان کے تابعی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ابن عبدالبر بحوالہ عقیلی ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ حدیث اسماعیل بن علیہ اور عبد الوہاب ثقفی نے عن ایوب عن ابی قلابہ نقل کی ہے کہ عبدالرحمن بن محیریز نے فرمایا: جب تم سوال کرو۔۔۔۔۔ پھر مقطوع روایت کی۔ خالد الخذاء سے بحوالہ ابو قلابہ اسی طرح کی روایت مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن محیریز شام کے قریشی بنی جح کے سربراہ اور وہ شخص ہیں۔ علم و دین داری میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ رہا ان کا صحابی ہونا تو یہ ثابت نہیں۔ علماء میں سے کسی کو ان کے بارے میں اشکال بھی نہیں۔ چنانچہ ابونصر کلاباذی ”رجال البخاری“ میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن محیریز عبدالرحمن کے بھائی ہیں۔ حضرت ابوسعید سے سماع کیا ہے۔ پھر ان کے حالات ذکر کیے۔ میرے نزدیک عقیلی پر مذکورہ حدیث کے راوی کا نام عبداللہ بتانے پر کوئی ملامت نہیں جس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ وہ مشہور تابعی ہیں۔ اور فہد بن حبان ضعیف راوی ہے۔ شاید انہیں ”صحابی نہیں“ اور حدیث کے مرفوع ہونے کی بات سے وہم ہو گیا ہو۔ محفوظ وہ بات ہے جو اوروں نے کہی: یہ حدیث عن عبدالرحمن بن محیریز ان کے قول سے ہے اور مذکورہ متن مرفوعاً بھی ثابت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند ضعیف ابوداؤد وغیرہ کی کتاب میں ہے۔

۶۶۳۶) عبد اللہ بن مخمر شامی

ان سے عبد اللہ بن قرط روایت کرتے ہیں۔ تجرید میں ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: عبد اللہ بن حمر شرمعی خضرمی ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر معاویہ کو حجر بن عدی کو معاف کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ دونوں نام ایک شخص ہیں۔ ابن الاثیر نے ان کا دوبارہ تذکرہ نہیں کیا۔ قریب ہی اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

۶۶۳۷) عبد اللہ بن مسلم

ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوالقاسم الرفاعی نے عبادہ میں ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جو سعید بن سلیمان نے عن عباد بن عوام عن حسن روایت کی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مسلم (جو صحابی ہیں) کو فرماتے سنا: ”پھر اس غلام کی فضیلت والی حدیث ذکر کی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور اپنے مالک کا حکم مانتا ہو“۔ ان کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے یہ حدیث عبید بن مسلم کے حالات میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ بعض انہیں عبید اللہ بھی کہتے ہیں۔

۶۶۳۸) (ن) عبد اللہ بن المسیب

عسکری نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا نام درج کیا ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ اسی قسم میں عبد اللہ بن عمرو کے حالات میں ان کے متعلق وہم ہوا ہے۔

۶۶۳۹) (ن) عبد اللہ بن المسور

چھوٹے تابعی ہیں، ایک مرسل روایت کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے، چنانچہ عقلی کی روایت ہے عبد اللہ بن مسور فرماتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میرے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہیں، میں شکایت کرنے کا حق دار ہوں..... (حدیث) یہ عبد اللہ بن مسور، عون بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی کے بیٹے ہیں، مدائنی ہیں۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ محدثین نے ان کی تکذیب کی ہے۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، غلی بن المدینی عن جریر عن رقبہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن المسور حدیث وضع کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بطریق آحمر عن جریر عن مغیرہ روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسور حدیثیں گھڑتا تھا۔ عبد اللہ بن احمد کا قول ہے: مجھ سے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی روایت کردہ احادیث پر نشان لگا لینا اس کی احادیث موضوع (من گھڑت) ہیں۔

۶۶۴۰) عبد اللہ بن مطر ابوریحانہ

ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا یہی نام نقل کیا ہے۔ جس کے غلط ہونے کی طرف ابن الاثیر نے اشارہ کیا ہے۔ ابوریحانہ صحابی کا نام شمعون ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ رہے وہ جن کا نام عبد اللہ بن مطر ہے تو وہ مشہور تابعی ہیں سفینہ مولا رسول اللہ ﷺ

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: ان کا نام زیاد ہے، امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عبد اللہ زیادہ صحیح ہے۔

۶۶۳۱) عبد اللہ بن ابی مُطَرِّف

قسم اول میں ان کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دیکھ لیا جائے۔

۶۶۳۲) عبد اللہ بن المطلب

بن خطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ابو موسیٰ ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ہمارے مشائخ میں سے کسی کا بیان ہے یہ صحابی ہیں۔ اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: ”ابو بکر و عمر کا درجہ میرے ہاں وہی ہے جو چہرے میں کان اور آنکھوں کا ہے۔“ یہ تو ان کے بارے میں ابو موسیٰ کا قول ہے۔ ابن الاثیرؒ اضافہ کرتے ہیں کہ: ابن ابی حاتمؒ کا قول ہے: صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ابن ابی حاتم کی کتاب میں یہ بات نہیں ملی۔ اس میں صرف عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ حسن بن ذکوان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد اللہ بن صالح العنکی روایت کرتے ہیں۔ رہی وہ مرفوع حدیث تو وہ ترمذی میں بطریق عبد العزیز بن المطلب بن عبد اللہ بن خطب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے موجود ہے اور ابن الاثیرؒ نے بطریق ترمذی نقل کی ہے اور ترمذی کا قول بھی نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن خطب نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔

۶۶۳۳) عبد اللہ بن مُطَظَّر

قسم اول میں ان کے بارے غلطی کا بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۳۴) (ن) عبد اللہ بن معاویہ الباہلی

قسم اول عبد اللہ بن معروض کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے اور ابن قانع نے ان کے والد کا نام تبدیل کر کے غلطی کی ہے۔

۶۶۳۵) عبد اللہ بن معقل

بن مقرن المرزنی۔ ابن فتحون نے ”ذیل استیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور صحابہ میں ان کے ذکر کی کوئی مستند روایت نہیں نقل کی۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں: نہ یہ صحابی ہیں اور نہ دیر نبوی پایا ہے۔ ابن سعد، عجل، امام بخاری اور ابن حبانؒ وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ مراسیل ابی داؤد میں ان کی روایت ہے۔ جو انہوں نے بطریق جریر بن حازم عن عبد الملک بن عیسٰ بنحوالہ ان کے نقل کی ہے کہ ایک اعرابی دیہاتی مسجد کے کونے میں ازار اٹھا کر پیشاب کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں اس نے پیشاب کیا ہے

التاریخ الكبير (۱۹۸/۳) * اسد الغابہ (۳۱۸۴) * المستدرک (۶۹/۳)

اسد الغابہ (۸۰/۳) * الجرح والتعديل (۱۷۶/۵) * اسد الغابہ (۸۰/۳)

اسد الغابہ (۳۱۹۷) استیعاب (۱۶۸۵) * الثقات (۱۳۵/۵)

اسے اکھیر کر پھینک دو اور وہاں پانی بہاؤ۔ اگر ابن فتحون کی دلیل یہی ہے تو احتمال ہے انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ یوں مرسل صحابی ہوئی۔ کیونکہ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ابوداؤد نے یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں حدیث ابو ہریرہ کے بعد سنن میں نقل کی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، ابن معقل نے دور نبوی نہیں پایا۔ ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بخاری میں ہے۔ اسی طرح ابن مسعود، کعب بن عجرہ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق سمیعی، نسائی، زیاد بن ابی مریم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عجل لکھتے ہیں: ثقہ بہترین تابعین میں سے ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: ۸۰ھ سے چند اوپر سالوں میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ۸۸ھ کی تاریخ لکھی ہے۔

۶۶۳۶ عبد اللہ بن المعتمر العبسی

ابو عمر کا بیان ہے: صحابی ہیں۔ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اہل بصرہ سے جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام غلط لیا ہے جبکہ وہ معتمر ہے۔ قسم اول میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۳۷ عبد اللہ بن معقل

ابن فتحون نے ”ذیل استیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ طبری لکھا ہے: زیادہ رونے والوں میں سے تھے۔ میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی مغفل کے بیٹے ہیں۔ استیعاب میں ان کا ذکر ہوا ہے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ غزوہ تبوک میں بکثرت رونے والوں میں سے تھے۔

۶۶۳۸ (ن) عبد اللہ بن المغیرہ

بن ابی بردہ الکنانی حجازی۔ نبی ﷺ سے خیانت پر ڈانٹ کے بارے میں روایت کرتے ہیں اور ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: ”مرسل ہے۔“ میں کہتا ہوں: ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی وہ روایت جو بطریق یحییٰ بن سعید بواسطہ ان کے بحوالہ بنی مدجن کے ایک شخص مروی ہے مہمات میں بیان ہوگی۔

۶۶۳۹ (ن) عبد اللہ بن ملاذ الاشعری

تبع تابعین میں سے ایک شیخ ہیں جنہوں نے مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے احمد بن شیبانہ العطار نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابو حاتم نے ان کی اس غلطی پر گرفت کی ہے۔ لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں بلکہ ان میں اور نبی ﷺ کے مابین چار واسطے

ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الارض یصیبھا البول (۳۸۱) سنن الدارقطنی (۱۳۲/۱)

النفات (۳۵/۵) استیعاب (۱۶۸۳) استیعاب (۱۱۷/۳) تجرید (۳۳۶/۱)

الجرح والتعديل (۱۷۵/۵)

ہیں۔ اور وہ حدیث ذکر کی جو جریر بن حازم نے ان سے عن نمیر بن اوس، عن مالک بن مسروح عن عامر بن ابی عامر الاشعری انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ ازد اور اشعری بہترین قبائل ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت نہیں۔ علی بن المدینی کا قول ہے: عبداللہ بن ملاذ کے حالات نامعلوم ہیں۔ ابو زرعہ دمشقی اور ابن سمیع نے چوتھے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۶۵۰) عبداللہ بن النضر السلمی

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوگا..... (حدیث) ان سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے روایت کی ہے۔ بقول ابو عمر: نامعلوم ہیں، ان کے بارے میں معلومات نہیں۔ مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ محدثین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض ان کے بارے کہتے ہیں: محمد بن النضر اور بعض: ابوالنضر کہتے ہیں۔ یہ سب امام مالک کے تلامذہ کے اقوال ہیں۔ البتہ ابن وہب اس حدیث کو ابوبکر بن محمد کی بحوالہ عبداللہ بن عامر الاسلمی مروی قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر ”التمہید“ میں لکھتے ہیں: مالک عن محمد بن ابی بکر عن ابی النضر السلمی..... پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں موطا کے راویوں کا اختلاف ہے۔ یحییٰ بن معین وغیرہ کہتے ہیں: عن ابی النضر (نام کے بغیر) بعض کہتے ہیں: عبداللہ بن النضر، بعض: محمد بن النضر، کہتے ہیں: یحییٰ بن بکر اور قعنبی کا قول ہے: عن ابی النضر (جن کے حالات نامعلوم ہیں)۔ بعض کا گمان ہے: ان کا نام انس بن مالک بن النضر، ابوالنضر ہے۔ کبھی اپنے دادا کے نسب سے تو کبھی کنیت سے ذکر کیے جاتے ہیں۔ (ابن عبدالبر) لکھتے ہیں: یہ غلط ہے، اس واسطے کہ انس بن مالک نجاری ہیں۔ بنی سلمہ کا کوئی شخص ایسا نہیں جس کی کنیت ابو حمزہ یا ابوالنضر ہو۔

میں کہتا ہوں: ابن وہب کی روایت انہیں صحابہ سے دور کر دیتی ہے۔ اس واسطے کہ عبداللہ بن عامر تبع تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں کلام ہے۔ الدانی اطراف الموطا میں ابوعمر کی بات کا خلاصہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس میں ابن وہب منفرد ہے اور یہ شخص مجہول ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: مجھے موطا میں ان کے علاوہ کوئی مجہول شخص نہیں ملا۔ الدانی فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ لوگوں نے سمجھا وہ یہ ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ ابو عمر کا کلام نقل کر کے لکھتے ہیں: اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کوئی النضر نامی بیٹا تھا بھی تو یہ نہیں۔ واللہ اعلم

۶۶۵۱) عبداللہ بن النواحه

صحابہ پر کتا ہیں لکھنے والوں میں سے کسی نے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ میں نے ان کے الفاظ پڑھے ہیں جو یہ ہیں: پہلے

استیعاب (۱۶۹۱) استیعاب (۱۲۰/۳)

بخاری کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب (۱۲۵۰) مسلم کتاب الادب (۶۶۴۰)

ترمذی (۱۰۶۰) نسائی (۱۸۷۵) ابن ماجہ (۱۶۰۳)

استیعاب (۱۲۰/۳) استیعاب (۱۲۰/۳)

اسلام لائے پھر ارتداد کی نذر ہو گئے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں توبہ کرنے کا کہا تو توبہ نہ کی تو حالت کفر اور ارتداد میں قتل کر دیا گیا، نواح بہت زیادہ نوحہ کرنے والا۔ نووی نے ”تہذیب“ میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے سے بحث نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: نووی کے تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں۔ کیونکہ جن کتب میں سوانح بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں اس کا ذکر ہوا ہے تو کسی نے اس کا صحابی ہونا ذکر کر دیا۔ نووی نے اس کے حال سے پوری وضاحت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے نہ یہ صحابی ہے اور نہ صحابی کے مشابہ، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا واقعہ کتاب الحدود میں تعلیقاً ذکر کیا ہے اور اس کی تفصیل تعلیق التعلیق میں ہے۔

۶۶۵۲ عبد اللہ بن الہادی

حسن بن سفیان نے ”وحدان الصحابہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کے طریق سے روایت کی ہے پھر بروایت عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند عن عبد اللہ بن عمر والجمحی بحوالہ عبد اللہ بن الہادی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارعاً میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے: اللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِي اِنْ اَزَلَّ وَاَهْدِنِي اِنْ اَضَلَّ اللّٰهُمَّ كَمَا حُلَّتْ بَيْنِي وَبَيْنَ قَلْبِي فَحُلَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّيْطَانِ وَعَمَلِهِ۔ اے اللہ! الغرض سے مجھے ثابت قدم رکھ! اور بے راہ ہونے سے میری رہنمائی فرما، اے اللہ جیسے آپ میرے اور میرے دل کے درمیان حائل ہیں اسی طرح شیطان اور اس کے عمل کے اور میرے درمیان حائل ہو جائیے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تاثر ہے۔

میں کہتا ہوں: بغوی، ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث درج کی۔ شاید ان لوگوں کا گمان ہے یہ اور ہیں جو عبد اللہ بن شداد بن الہادی کے علاوہ ہیں، جن کا تذکرہ قسم دوم میں ہوا ہے اور انہیں روایت نصیب ہوئی۔ لیکن سماع نہ کر سکے۔ باوجودیکہ بغوی کی روایت میں عن عبد اللہ بن الہادی العتواری مروی ہے اور وہ یہی ہیں۔ عتواری بن لیث کا بطن ہے۔ صرف عبد اللہ اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے مذکور ہوئے جیسا کہ ابوشداد اپنے پردادا الہادی کی جانب نسبت کر کے ذکر ہوئے جس کا بیان ان کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ابن فحون نے ”ذیل علی الاستیعاب“ میں عجیب قول اختیار کیا ہے، وہ اعتماد سے لکھتے ہیں: یہ شداد بن الہادی کے بھائی ہیں، لگتا ہے انہوں نے اس سند میں جو لکھا ہے اس کے ظاہر پر چل پڑے تھے۔ واللہ اعلم

۶۶۵۳ عبد اللہ بن ہشام

بن زہرہ التیمی ذہبی نے ان کا عبد اللہ بن ہشام بن عثمان سے الگ ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن الاثیر کی کتاب میں ایک ہی سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ اور ان کی نسبت میں اختلاف کو بیان کیا ہے۔ بعض نے ہشام اور عثمان میں زہرہ کو شامل کیا ہے اور بعض نے حذف کیا ہے، ذہبی نے دوسرے سوانح یوں کہہ کر ختم کیے ہیں، یہ وہی ہیں۔ شاید ابتداء میں ان کے نزدیک ممکن تھا کہ یہ اور ہیں پھر واضح ہوا کہ ایک ہی ہیں۔

(۶۶۵۳) (ز) عبد اللہ بن وہب

بن زعمہ۔ بقول ابو موسیٰ: ہمارے کسی ساتھی نے ان کا ذکر کیا ہے جو بروایت یحییٰ بن عبد اللہ بن حارث بحوالہ ان کے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہمیں قریش کی خواتین میں وہ حسن و جمال نظر نہیں آیا جس کا ہم نے شہرہ سن رکھا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے بنی امیہ بن مغیرہ کی بیٹیوں کو دیکھا ہے، قریبہ کو دیکھا ہے؟ کیا تم نے ہند کو دیکھا؟ ان خواتین کو اپنے باپوں اور بیٹوں کا غم کھا گیا۔ * لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں، کیونکہ ان کے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ عبد اللہ بن زعمہ کے بھتیجے ہیں۔ یہ حدیث اگر (اس سند سے) صحیح ثابت ہو جائے تو شاید پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے ورنہ منکر ہے جس کا ثبوت نہیں ملتا۔

میں کہتا ہوں: ان کی اس بات میں کئی وجوہات سے تردد ہے۔

اول: ان کا کہنا کہ ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کا والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، تو علت بیان کرنا ٹھیک نہ رہی۔ بہت سے بڑے چھوٹوں سے روایت کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم عصر اور ہم عمر سے روایت۔

دوم: وہب بن زعمہ مشہور صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مجھے ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت نہیں ملی۔

سوم: ان کا یہ کہنا ہے کہ عبد اللہ کے بھتیجے ہیں، درست عبد بغیر اضافت ہے۔ عبد وہی ہیں جو حضرت سعد بن ابی وقاص سے زعمہ کی باندی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑے تھے۔

چہارم: ان کا یہ کہنا کہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، کھلی غلطی ہے۔ کیونکہ واقعے میں اس کی صراحت ہے کہ فتح مکہ کا موقع تھا اور پردے کا حکم فتح مکہ سے تین یا چار سال پہلے نازل ہو چکا تھا۔ اگر وہ اس کی سند دیکھتے تو اس کی علت سے واقف ہو جاتے۔ اس فرض کے ثابت ہو جانے پر بھی یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سعد نے قریش کی عورتوں کو بے پردہ دیکھا ہو۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے جس خاتون سے شادی کی ہو اسے دیکھا ہو۔ اور اس کی ماں اور بیٹیاں وغیرہ ہوں، جس کی بنا پر انہوں نے یوں کہا ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت مرسل ہے۔ اس واسطے کہ یہ عبد اللہ بن وہب وہ کس ہیں۔ ان کے بھائی عبد اللہ الاکبر کا تذکرہ قسم اول میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ ”یوم الدار“ (شہادت عثمان) کے موقع پر شہید ہوئے۔ رہے اصغر تو وہ ام سلمہ، امیر معاویہ اور ان کی اہلیہ کریمہ بنت المقداد وغیرہا سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ان سے زہری اور ان کے دونوں پوتے یعقوب و موسیٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: بنی اسد کے ناظم تھے۔ ابن حبان * ثقات میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

(۶۶۵۵) عبد اللہ بن یزید النخعی *

موسیٰ کے والد۔ ابو بکر بن علی، اور علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ابو موسیٰ لکھتے ہیں: علی بن سعید، جعفر بن محمد بن الفضل، ابو نعیم، محمد بن موسیٰ، موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید نخعی ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو نماز

پڑھاتے تھے، کچھ لوگ ان سے پہلے اپنا سراٹھا لیتے، جس پر وہ کہنے لگے: ”لوگو! تم گنہگار ہوتے ہو، اگر تم سیدھے رہو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا، اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرتا۔“ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: اسے طبرانی نے عن احمد بن حنبل عن ابی نعیم اسی سند سے نقل تو کیا ہے لیکن ”دخنی“ نہیں کہا اور یہ روایت عبداللہ بن یزید الخطمی کے حالات میں درج کی ہے۔

میں کہتا ہوں: موسیٰ مشہور یزید خطمی کے بیٹے ہیں۔ اور حدیث بھی خطمی کی ہے۔ وہی جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے گورنر بنے تو لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: یہ بلاشبہ خطمی ہیں۔ شاید کاتب نے غلطی سے خطمی کو دخنی کر دیا ہو۔

۶۶۵۶ (عبداللہ بن یزید) (بے نسبت)

مروی ہے کہ حجتہ الوداع میں شریک تھے۔ جس کی وجہ سے ابو موسیٰ نے ذیل میں اور یعقوب بن سفیان نے ذکر کیا ہے۔ ابن المبارک نے عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن عمرو بن عبداللہ بن صفوان عن عبداللہ بن یزید کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ فرمایا: ہم عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے اتنے میں ہمارے پاس ابن مرعل آ کر کہنے لگے: ”اپنے ان مقامات پر رہو جہاں تم حج کی رسومات ادا کرتے ہو“۔ یعقوب کہتے ہیں: میں نے صدقہ بن الفضل سے اس کا ذکر کیا تو وہ فرمانے لگے: یہ غلطی ابن المبارک سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ علی بن حسن بن شقیق نے کہا: میں نے سفیان سے ایسا ہی سنا ہے، جس پر صدقہ نے کہا: انہوں نے دوسرے کے سماع پر اعتماد کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث سنن میں کئی طرق سے مروی ہے جن سب میں یہ الفاظ ہیں: عن یزید بن شیبان، جس کی تفصیل یزید بن شیبان میں ہوگی۔

۶۶۵۷ (ز) عبداللہ بن یسار المزنی

چھوٹے تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا، جو بروایت اسماعیل بن عیاش عن ابان عن ابی الجلید بحوالہ عبداللہ بن یسار المزنی نبی ﷺ سے مروی ہے: ”رات دن کی گردش جاری رہے گی یہاں تک لوگوں کے دلوں سے جو میری امت کے ہوں قرآن کی عظمت محو ہوتی جائے گی جیسے کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو قرآن کے علاوہ کی باتیں زیادہ اچھی لگیں گی۔“ یہ سند ثابت نہیں۔

۶۶۵۸ (ز) عبداللہ

یزید مزنی کے والد، درست عبد بغیر اضافت ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۵۹ (ز) عبداللہ البکری

ان سے ان کی بیٹی بھئیہ ”افضل الاعمال“ والی حدیث روایت کرتی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا۔ اور ابو نعیم نے

ان کی پیروی کر لی۔ جس پر ابن الاثیر اور ذہبی نے تنبیہ نہیں کی۔ جبکہ یہ عبداللہ بن حریش ہیں۔ جن کا تذکرہ قسم اول میں ہوا ہے۔

۶۶۶۰ عبداللہ الثقفی

سفیان مدنی کے والد۔ ابن الاثیرؒ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ابن ابی ربیعہ ثقفی ہیں جنہیں ابن الاثیر دوسری شخصیت سمجھ بیٹھے۔ اس لئے وہم کی بنا پر ان کا الگ عنوان قائم کر دیا۔

۶۶۶۱ عبداللہ الثمالی

اور عبداللہ ابوالحجاج الثمالی ہی عبداللہ بن عبد ہیں جن کا تذکرہ قسم اول میں ہوا ہے۔

۶۶۶۲ عبداللہ السدوسی

یہ ابن عسیر ہیں۔ ابن عبد البرؒ نے دونوں دونوں میں فرق کیا ہے، جبکہ ہیں ایک۔

۶۶۶۳ (ن) عبداللہ السلمی

خالد کے والد۔ صرف ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ درست عبید اللہ ہے۔

۶۶۶۴ (ن) عبداللہ العدوی

یہ عبداللہ الغفاری ہیں۔ قسم اول میں ان کے بارے تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

۶۶۶۵ عبداللہ المزنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مرفوع حدیث ابو عمر نے عن عبد الوارث عن حسین المعلم عن ابن بریدہ عن عبد اللہ المزنی نقل کی ہے۔ ”دیہاتی ہرگز تمہاری نماز کے نام (کو عتمہ کہنے میں تم) پر غالب نہ ہوں“۔ یہ ابن مندہ فرماتے ہیں، بقول بعض: یہ ابن مغفل ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاریؒ نے یہ حدیث اسی طرح عن ابی عمر نقل کی ہے جو اکثر رواۃ کے نزدیک فربری سے اور اسی طرح مستحکم کی روایت میں والد کا نام ذکر نہیں۔ البتہ الکشمیہنی سے کریمہ کی روایت میں عبداللہ بن مغفل مزنی لکھا ہے۔ اور اسی طرح طبرانی نے عن عبد العزیز عن ابی عمر اور یہی قول عبد الصمد بن عبد الوارث کا بحوالہ اپنے والد منقول ہے جسے اسماعیل وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ لہذا ابن مندہ کا یہ قول ہے، بقول بعض: اس پر محمول نہیں کیا جائے گا کہ یہ ضعیف قول ہے، بلکہ یہی درست ہے (کہ ضعیف ہے)۔

۶۶۶۶ عبداللہ الیشکری

المغیرہ کے والد۔ ابن الاثیرؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور معافی بن عمران کی ”تاریخ موصل“ سے یونس

بن ابی اسحاق عن المغیرہ بن عبد اللہ یشرک بنحو الہ ان کے والد روایت کی ہے: میں کسی کام سے مسجد حرام کی طرف گیا تو بازار میں کچھ لوگ جمع تھے میں ان کی طرف چل پڑا، مجھے کسی نے نبی ﷺ کا حلیہ بتایا تھا تو منیٰ اور عرفات کے درمیان راستے میں میری آپ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے بتائی گئی علامت سے آپ کو پہچان لیا اور آپ کی ناقہ کی مہارتام کر عرض کی: ”اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے بعید کر دے۔“ (حدیث) ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں: عبد اللہ والد مغیرہ اور عبد اللہ بن اکتفٰق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ سارے ایک آدمی کے نام ہیں، یہی بات ہے۔ ان کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ ان کا عنوان مغیرہ کے والد اور یشرک سے کرتے، بلکہ کسی ایک سوانح میں ان کا ذکر کر کے اس پر تنبیہ کر دیتے۔ انہیں یاد نہیں رہا جبکہ ان کا ذکر عبد اللہ بن الاخرم اور عبد اللہ بن ربیعہ میں ہوا ہے۔ اور مغیرہ بن سعد بن الاخرم سے مروی اکثر طرق میں عن ابیہ یا عتہ کے الفاظ ہیں۔ میں نے سعد بن الاخرم اور عبد اللہ بن الاخرم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اخرم لقب اور ربیعہ نام ہے۔

۶۶۶۷ عبد اللہ

زہیر کے والد، عبد اللہ بن زہیر کے حالات میں اسی قسم میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۶۶۸ (ز) عبد اللہ (سفیان ثقفی کے والد)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قسم اول میں ”عبد اللہ بن ابی ربیعہ“ میں ان کا صحیح نام گزر چکا ہے۔

۶۶۶۹ (ز) عبد اللہ (عصام المرمزی کے والد)

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بحوالہ عصام بن عبد اللہ المرمزی، انہوں نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا تو ہم ”بطن نخلہ“ میں آئے، پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اسی میں اس شخص کا واقعہ ہے جسے ان لوگوں نے قتل کیا تھا۔ تو سبواؤے میں سے ایک عورت نے اپنے آپ کو اس پر گرا دیا۔ پھر اسے چوستی رہی یہاں تک کہ مر گئی۔ اس سند کے راوی ثقہ ہیں۔ صرف اس کے راوی سے نام تبدیل ہو گیا ہے۔ درست عن ابن عصام عن ابیہ ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عبد اللہ ہے، یہی نام ابن سعد کی کتاب میں لکھا ہے۔ قسم اول میں ”عصام“ کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۷۰ عبد اللہ، معبد بن قیس

بن صحر کے بھائی۔ ابن الاثیرؒ نے ان کا اور ذہبی نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے جو واضح وہم ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں: ابو عمر نے ان کے بھائی معبد کے حالات میں ان کا نام درج کیا ہے۔ ان کے بھائی احدیں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اپنے اس گمان میں وہم ہوا ہے کہ ابو عمر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن قیس جیسا کہ اپنے مقام پر ان کا ذکر ہو چکا ہے، شاید ابن الاثیر انہیں عبد اللہ میں جو معبد کے بھائی ہیں تلاش

سے بہتر دیکھی..... (حدیث) ابو نعیم لکھتے ہیں: درست عن عبدالرحمن عن امیہ ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے اسی طرح بروایت سعید بن منصور و ابی بکر بن ابی شیبہ و مسدد وغیرہ عن ابی الاحوص ذکر کیا ہے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث بروایت عیسیٰ بن ابی اسحاق بواسطہ ان کے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ ابوداؤد وغیرہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ حجاج نے انہیں ۳۳ھ میں بصرہ کا قاضی مقرر کیا جس پر وہ تادم مرگ، نوے (۹۰) کے بعد تک برقرار رہے۔

۶۶۴۵ عبدالرحمن بن الارقم الزھری

ان کے متعلق قسم اول میں گفتگو ہو چکی ہے۔

۶۶۴۶ (ز) عبدالرحمن بن ابی امیہ المکی

تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ اور بطریق سعید بن ابی ایوب عن عبدالرحمن بن الولید عن عبدالرحمن بن ابی امیہ روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک سریہ روانہ ہوا اور بہت جلد غنیمت سے مالا مال ہو کر لوٹا۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اس سے زیادہ جلد لوٹے اور غنیمت حاصل کرنے والا سریہ نہیں دیکھا..... (حدیث) بقول بعض: یہ حدیث عن عبدالرحمن بن ابی امیہ عن رجل عن عمرو بن العاص مروی ہے۔

۶۶۴۷ عبدالرحمن بن أنیس

کتاب المنہج فی القراءات فی شیوخ نافع بن ابی نعیم میں سبط الخياط نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ جس میں ان سے خلط ملط ہو گیا۔ اس واسطے کہ نافع کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ذہبی تجرید میں رقمطراز ہیں: یہ شخص مجہول ہیں۔

۶۶۴۸ عبدالرحمن بن بشیر

بن مسعود۔ ان کے متعلق جو کچھ بیان ہوا قسم اول میں گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سے سعید بن خالد نے منقطع روایت کی ہے۔ بقول الدارقطنی: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: ازرق سے مشہور تھے اور ابوہریرہ کنیت تھی، ابن مسعود اور ابوسعید سے جبکہ اوروں میں حضرت ابو ہریرہ، خباب بن الارت وغیرہ سے روایت کرتے ان سے ابراہیم نخعی، ابو حصین، محمد بن سیرین، حوکی بن عبداللہ بن یزید الخطمی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔

المعجم الكبير (۸۷۳/۱) مجمع الزوائد (۱۸۳/۴) الجرح والتعديل (۲۱۰/۵) الثقات (۸۵/۵)

تجرید (۳۴/۱) تجرید (۹۶) اسد الغابہ (۳۲۷۱) استیعاب (۱۴۰۱)

الجرح والتعديل (۲۱۵/۸) الجرح والتعديل (۲۱۵/۵)

۶۶۶۹ (ز) عبدالرحمن بن ابی بکرہ الثقفی

بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا، یہ غلط ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب زیاد بصرہ کے والی مقرر ہوئے تو کسی کام پر عبدالرحمن بن ابی بکرہ کو مقرر کر دیا۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے رسول اللہ ﷺ سے سماع کیا ہے: ”عہدے کو طلب نہ کرنا، کیونکہ اگر بن مانگے تمہیں کوئی عہدہ مل گیا تو تمہاری مدد کی جائے گی۔“ * یہ عبدالرحمن تابعی ہیں، نبی ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ بصرہ کو شہر بنانے کے بعد بصرہ میں پیدا ہونے والے یہ پہلے مولود ہیں۔ تو ان کے والد نے ایک اونٹ ذبح کر کے بانٹا تو سب کے لیے پورا ہو گیا۔ یعنی اس وقت لوگوں کی تعداد کم تھی۔ یہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ حالانکہ یہ حدیث تو عبدالرحمن بن سمرہ سے مروی ہے اور عبدالرحمن بن ابی بکرہ کی کنیت ابو بکر ہے۔ بقول بعض ابو حاتم، انہیں اپنے والد، حضرت علی، عبداللہ بن عمرو اور الاشعہ بن قیس وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا ثابت بن عبداللہ بن ابی بکرہ، ابن سیرین قتادہ اور اسحاق بن سويد عدوی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ علی لکھتے ہیں: بصری ثقہ تابعی ہیں، جن کا انتقال ۹۶ھ میں ہوا۔

۶۶۸۰ (ز) عبدالرحمن بن ثابت الانصاری *

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ سے حصین نے بحوالہ عبدالرحمن بن ثابت انصاری بیان کیا (اور وہ ان کے عالم تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا..... (الحدیث) * اسی طرح ایک جماعت نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اسے ابو داؤد نے فضائل الانصار میں طبرانی نے ”الکبیر“ میں بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے۔ عن حصین بن عبدالرحمن عن عبدالرحمن بن ثابت عن عباد بن بشر، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پہلی روایت باوجود مرسل ہونے کے زیادہ صحیح ہے۔ ابن مدینی کا بیان ہے یہ حصین، ابن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مصعب ہیں اور عبدالرحمن بن ثابت وہ ابن الصامت ہیں جس کا احتمال ہے۔ لیکن امام بخاری، ابن ابی حاتم * اور ابن حبان * نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

۶۶۸۱ (ز) عبدالرحمن بن ابی جبل

صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح نہیں۔ احمد بن یحییٰ حلوانی فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین مروان (جو فزاری ہیں) عبداللہ الطائفی، خالد بن عبدالرحمن بن ابی جبل انہوں نے اپنے والد کی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے طائف میں نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ (الحدیث) یہ روایت الٹ گئی ہے، اسے ان کے علاوہ لوگوں نے عن یحییٰ بن معین اسی سند سے نقل کیا ہے کہ عن عبدالرحمن بن خالد بن ابی جبل عن ابیہ انہوں نے دیکھا، اسی طرح یہ روایت ہشام بن عمار ایک جماعت نے مروان سے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بروایت یوسف بن علی عن مروان نقل کی ہے، جو درست ہے۔

(۶۶۸۲) (ن) عبدالرحمن بن جساس

تابعی ہیں۔ ”نہی عن القضا“ کی حدیث مرسل نقل کی ہے۔ ان سے نافع بن یزید نے روایت کی ہے جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔

(۶۶۸۳) (ن) عبدالرحمن بن جفیر

یہ یحییٰ ہیں۔ تاریخ مقری میں لکھا ہے: نبی ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ محفوظ روایت وہ ہے جو ابن اسحاق نے نقل کی ہے کہ ان کا اور ان کے والد کا نام تبدیل ہوا تو ان کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن رکھا۔

(۶۶۸۴) (ن) عبدالرحمن بن خالد

بن العاص۔ تابعی ہیں۔ مسح علی الخفین کے بارے میں ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابوحاتم فرماتے ہیں: عسکری نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے، جبکہ وہ مرسل ہے۔

(۶۶۸۵) (ن) عبدالرحمن بن خلاد

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں جبکہ اوروں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ یہ تو عبدالرحمن، خلاد کے والد ہیں۔ عبدالرحمن نامی حضرات کے آخر میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۶۶۸۶) (ن) عبدالرحمن بن ابی درہم الکندی

ان کے متعلق قسم اول میں بیان ہو چکا ہے۔

(۶۶۸۷) (ن) عبدالرحمن بن سابط

روایات میں اسی طرح آتا ہے اور کسی نے ان کا یہی عنوان لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط ہیں، اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ اسی طرح امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ایک جماعت نے عبدالرحمن بن عبداللہ کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سابط ہیں۔ ان کے دادا سابط بن ابی حنیفہ کے اور ان کے والد عبداللہ بن سابط کے حالات قسم اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ رہے یہ تو ایسے تابعی ہیں جو بکثرت مرسل روایت کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک کسی نے کہا ہے ان کا کسی صحابی سے بھی سماع ثابت نہیں۔ نبی ﷺ کے حوالہ سے بکثرت مرسل روایتیں کرتے ہیں۔ حضرت معاذ، عمر، عباس بن ابی ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عباس بن عبدالمطلب، اور ابولعلبہ سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: ان میں سے کسی سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ دوری لکھتے ہیں: ابن معین سے کسی نے پوچھا: کیا انہوں نے حضرت

سعد سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ کسی نے پوچھا: ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ پھر کسی نے پوچھا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے؟ فرمایا: نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے ان دونوں کا زمانہ پایا ہے، اور انہیں ابن عباس، حضرت عائشہ اور بعض تابعین سے روایت حاصل ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل الصحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ترمذی نے ان کا ذکر کیا ہے پھر ترمذی رحمہ اللہ کی روایت بردایت ثوری عن علقمہ بن مرشد عن عبد الرحمن بن سابط عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی تعریف کے بارے میں نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی نے یہ روایت مسعودی کی عن علقمہ عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ کی روایت کے بعد نقل کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ”کیا جنت میں کوئی گھوڑا ہوگا؟“..... (حدیث) پھر عبد الرحمن بن سابط کی روایت نقل کی۔ اس میں فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مسعودی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ان کی مراد محدثین کا قاعدہ ہے کہ جب مرسل کا طریق متصل کے طریق سے زیادہ قوی ہو تو مرسل کو موصول پر ترجیح ہوگی۔ ترمذی کے سیاق میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا تقاضا ہو کہ عبد الرحمن صحابی ہوں بلکہ اس سے تو ارسال کا پتہ چلتا ہے۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابو عبد اللہ بن منہ کا قول ہے: عبد الرحمن بن سابط کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت مرسل ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس حدیث میں علقمہ سے آگے اختلاف ہے، بعض نے کہا: ان سے اسی طرح مروی ہے، بعض نے کہا: عن عبد الرحمن بن ساعدہ، بعض کا کہنا ہے: عن عمیر بن ساعدہ تیسری۔ قسم اول میں عبد الرحمن بن ساعدہ کا طریق بیان ہو چکا ہے۔

ابن الاثیر رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن سابط کی ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قربانی کے جانوروں کا بایاں پاؤں باندھ کر نحر کرتے تھے..... یہ حدیث اسد الغابہ میں ہے۔ اور جو سنن میں ہے وہ عن الزبیر عن جابر مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نحر کرتے تھے.... (حدیث) فرماتے ہیں: مجھے عبد الرحمن بن سابط نے انہی الفاظ میں سنائی۔ ”مجھے سنائی“ کے قائل ابو زبیر ہیں، انہوں نے ہی یہ وضاحت کی ہے۔ ابو داؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے۔ ہر بندے پر طیش طاری ہوتا ہے..... (حدیث) اور بطریق ابوالسوداء بحوالہ ان کے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو ساٹھ آیات پڑھیں۔ اتنے میں ہایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو رکوع کر لیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور دو آیات پڑھ کر رکوع کر لیا۔ قدماء میں سے عبد الرحمن بن سابط سے روایت کرنے والے فطر بن خلیفہ، یزید بن ابی زیاد، عبد الملک بن میسرہ، ابن جریج، لیث بن ابی سلیم وغیرہ حضرات ہیں۔ ابن معین، عجل، ابو زرہ اور نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: فقیہ تھے۔ ابن سعد کا قول ہے: معتبر، بکثرت احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ اس پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

۶۶۸۸) عبد الرحمن بن ابی سارہ رحمہ اللہ

ابن منہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث عبد اللہ بن رشید نے عن عبید بن عبد اللہ عن اسری بن اسماعیل

عن الشعبي عن عبد الرحمن بن ابي ساره کی سند سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا..... (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: مجھے یہ وہم معلوم ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: یعنی ان کے والد کا نام۔ چنانچہ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں عن احسین بن حریث عن الفضل بن موسیٰ عن السری مسند سے روایت کی ہے۔ فرمایا: عبد الرحمن بن ابی سبرہ الجعفی، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے رات میں اپنی نماز کے بارے میں بتائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: آٹھ رکعات پڑھا کرو اور تین رکعتیں وتر پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کی: ان رکعات میں کیا پڑھا جائے؟ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ایسا ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق اسماعیل بن زری بن السری نقل کیا ہے۔ وہ شععی سے اپنی روایت میں فرماتے ہیں: مجھ سے عبد الرحمن بن ابی سبرہ نے بیان کیا۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے بیعت کی تو میں نے بھی بیعت کی..... پھر اس حدیث کا اور ذکر کیا۔ اسی طرح مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو بطریق اسماعیل بن زری بن ہے۔

۶۶۸۹) عبد الرحمن بن سبرہ الاسدی

ان سے شععی روایت کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کے اور عبد الرحمن بن سبرہ الجعفی کے بارے میں متائل ہے۔ یہ ابن عبد البر کا کلام ہے۔ مطین اور ان کے شاگرد باوردی اور ابن مندہ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ لیکن کسی نے ان کا اسدی نسب بیان نہیں کیا۔ درست یہ ہے کہ ایک ہی ہیں۔ اور اسے وہم ہوا ہے جس نے ان کے والد کی کنیت کو نام بنایا ہے یا جس نے ان کا نسب اسدی بتایا ہے۔ ابن الاثیر ابن عبد البر کے بتائے ہوئے نسب کو بیان کر گئے۔ اور یہ راجح قرار دیا کہ دو شخص ہیں۔ کیونکہ دونوں کی نسبتیں مختلف ہیں۔ اور اس حدیث کی علت سے بے خبر رہے جس سے صحابی ہونے کا ثبوت ملتا ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک تھے۔ اسی پر ابن ابی حاتم نے یقین ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے حالات میں بیان کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا خثیمہ اور شععی ہیں۔ رہی خثیمہ کی ان سے مروی روایت تو وہ مسند احمد وغیرہ میں ہے اور شععی کی ان سے مروی روایت تو وہ یہی ہے۔ اس کی کچھ تفصیل قسم اول میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۶۹۰) (ن) عبد الرحمن بن سراقہ

تہذیب الطبری میں ان کے متعلق جو روایت ہے اس سے ان کا صحابی ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ چنانچہ بطریق یحییٰ بن ایوب الفافقی عن الولید بن ابی الولید روایت کی ہے کہ میں مکہ میں تھا جہاں کے گورنر عثمان بن عبد الرحمن بن سراقہ تھے، میں نے انہیں خطاب کرتے ہوئے سنا: اہل مکہ تم لوگ بیعت اللہ کی تعمیر میں لگ گئے ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہ بات برابر نہیں، مجاہدین کو مضبوط کرو، اس واسطے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: جو کسی غازی کو سایہ دے گا اللہ اسے سایہ عطا کرے گا اور جس نے غازی کو سامان جہاد سے لیس کیا یہاں تک کہ وہ خود مختار ہو گیا تو اس کے لیے اس کے اجر جیسا اجر

اسد الغابہ (۱۲۰/۳) * جامع المسانید (۳۲۱/۸) * اسد الغابہ (۳۳۱۲) استیعاب (۱۴۲۶) تجرید (۳۴۸/۱)

اسد الغابہ (۳۷۷/۲) * اسد الغابہ (۱۲۰/۳) * الجرح والتعديل (۲۳۸/۵)

ہے۔۔۔۔۔ (حدیث) فرماتے ہیں: میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا یہ عمر بن خطاب کے نواسے ہیں۔ یعنی عثمان اپنے قول ”میں نے اپنے والد“ سے مراد حضرت عمر بن خطاب لے رہے ہیں نہ کہ ان کے والد عبدالرحمن بن سراقہ، اس لیے کہ یہ حدیث لیث، یزید بن ابیہادی اور ابن لہیعہ نے ولید بن ولید سے نقل کی ہے۔ سب فرماتے ہیں: عن عثمان بن عبداللہ بن سراقہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مروی ہے جسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن ماجہ نے بطریق لیث وابن ابی عمر، اسی طرح ابن ماجہ بطریق الدردادی اور امام احمد رضی اللہ عنہ بطریق ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں۔

۶۶۹۱ (ز) عبدالرحمن بن سعد

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ عبدالرحمن بن زرارہ ہیں جن کا تذکرہ قسم دوم میں ہوا ہے۔

۶۶۹۲ عبدالرحمن بن سعید

بن یربوع مخزومی۔ ان کا نام الصرم تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ ابن عبدالبر نے ایسا ہی لکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں، بقول بعض: ان کے والد سعید بنی کا نام الصرم تھا۔ تو آپ نے ان کا نام سعید رکھا۔ یہی بہتر ہے۔ ابن عبدالبر نے اس میں ابن شاہین کی پیروی کی ہے کیونکہ انہوں نے ان کا دو مقام پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بطریق زید بن الحباب عن عمر بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید بن یربوع عن ابیہ کہ مجھ سے میرے دادا نے حدیث بیان کی ان کا نام صرم تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سعید رکھ دیا۔ انہوں نے سعید نامی حضرات میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ پھر عبدالرحمن نامی حضرات میں بعینہ یہ سند دوہراتے ہیں، لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا جن میں سے ایک مقام یقیناً وہم پر مبنی ہے۔ بظاہر سعید رائج ہے اس واسطے کہ یہ عثمان کے حقیقی دادا ہیں۔ اور انہوں نے کہا: مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا۔ قسم اوّل کے دوران سعید کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے کہ ابو داؤد نے یہ روایت حدیث سعید سے نقل کی ہے اور یہی درست ہے۔ عبدالرحمن بن سعید تابعی ہیں۔ عثمان ابن عفان بن مالک الدارمی سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابو حازم بن دینار، عبداللہ بن موسیٰ مدنی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ۱۰۹ھ میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔ لکھتے ہیں: حدیث میں ثقہ ہیں۔ یہی تاریخ علی بن المدینی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے ثقات التابعین میں نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر ان کی پیدائش خلافت فاروقی میں ہوئی۔

۶۶۹۳ عبدالرحمن بن سمیرہ

یا سمیر یا ابن ابی سمیر یا ابن سرہ یا ابن سرہ یا ابن سمیرہ۔ تابعی ہیں جو ایک مرسل حدیث بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے صحابہ میں ان کا ذکر آ گیا۔ چنانچہ ابن مندہ بطریق اسری بن یحییٰ بحوالہ عبدالرحمن بن سمیرہ یا سمیرہ بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے، آپ نے

فرمایا کیا تم میں سے کوئی اتنا کرنے سے بھی لاچار ہے کہ جب اس کے پاس اسے قتل کرنے والا شخص آئے تو یہ حضرت آدم کے دو بیٹوں (میں سے ایک) کی طرح اپنی گردن (قتل ہونے کے لیے) دراز کر دے، قاتل جہنمی [✽] اور مقتول جنتی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ یہی قول ابو نعیم کا باضافہ ان الفاظ کے ہے، یہ حدیث تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے۔ پھر اسے بطریق حفص بن عیسر عن قبیصہ اس سند میں باضافہ ابن عمر نقل کیا۔ اور ابوداؤد نے بطریق عون بن ابی حنیفہ عن عبدالرحمن بن ابی سیرہ عن ابن عمر اسی اسناد سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت کردنی کو امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [✽] کا قول ہے: ابن ابی سیرہ زیادہ صحیح ہے۔

۶۶۹۴ عبد الرحمن بن شیبہ [✽]

بن عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ الحنبلی العبدری المکی۔ ان کے والد اور دادا کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ تابعی ہیں جن کی ایک مرسل حدیث ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: دور نبوی پایا ہے۔ ان کے سماع والی بات صحیح نہیں۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: بلا اختلاف تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے بروایت احمد بن عسّام بحوالہ ابوقلابہ روایت کی ہے کہ بیت اللہ کے خازن عبدالرحمن بن شیبہ نے انہیں بتایا نبی ﷺ بیمار ہوئے تو اپنے بستر پر پہلو پر پہلو بدلنے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: اگر ہم میں سے کوئی اس طرح کی بے قراری ظاہر کرتا تو آپ اس سے ناراض ہو جاتے، آپ نے فرمایا: بے شک مومن پر سختی کی جاتی ہے۔ [✽] اس سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ رہ گیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ نے عقدی سے اسی سند سے عبدالرحمن بن شیبہ تک کے حوالے سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [✽] سے مروی ہے پھر اسے ذکر کیا۔ اسی طرح طبرانی نے دوسری سند سے عن ابی عامر نقل کیا ہے جبکہ یہ عبدالرحمن کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مشہور ہے۔ اسے سمویہ نے اپنے فوائد میں اور طبرانی نے کئی طرق سے عن یحییٰ بن ابی کثیر نقل کیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن شیبہ خازن الکعبہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا یہی قول ابن ابی حاتم [✽] کا باضافہ ان الفاظ کے: عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث نسائی کی کتاب التفسیر میں ہے۔

۶۶۹۵ عبد الرحمن بن عائد الأزدی الثمالی [✽]

بقول بعض: الکندی یا مکنسی۔ ابو عبد اللہ مشہور تابعی ہیں جن کی کئی مرسل روایات ہیں۔ بغوی کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی نبی ﷺ سے مروی دو حدیثیں ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ طبرانی کا قول ہے: عبدالرحمن بن عائد ازدی کے متعلق کہا جاتا ہے: دور نبوی پایا ہے۔ پھر بطریق وضین بن عطاء عن محفوظ بن علقمہ عن عبدالرحمن بن عائد یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

✽ ابوداؤد کتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنة (۴۲۶۰) کنز العمال (۳۹۹۰۵۶) جامع المسانید (۳۳۴/۸)

✽ الجرح والتعديل (۲۴۱/۵) ✽ اسد الغابہ (۳۳۲۶) تجرید (۳۴۹/۱) ✽ مسند احمد (۲۱۵/۶)

✽ مسند احمد (۱۶۰/۶) ✽ الجرح والتعديل (۲۷۰/۵)

”تین افراد کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، ایک وہ شخص جو کسی دیران گھر میں آٹھرا، دوسرا وہ شخص جو گزرگاہ پہ خیمہ زن ہو گیا، تیسرا وہ شخص جس نے اپنی سواری خود چھوڑی اور پھر اللہ سے دعائیں کرتا پھرے کہ اسے روکیے۔“

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ صحابہ کتاب ہم نے نہیں دیکھی، اگرچہ بغوی ان سے بہت زیادہ نقل کرتے ہیں۔ ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے ثور بن یزید نے عن یحییٰ بن جابر عن عبد الرحمن بن عائد کی سند سے بیان کیا ہے کہ وہ علم حاصل اور اس کے طلبگار تھے۔ جسے وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ اور تابعین سے حاصل کرتے تھے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔ ابو حاتم الرازی کا قول ہے: انہوں نے دور نبوی نہیں پایا۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابو زرہ دمشقی تابعین اہل شام میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابن سیع تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں جن میں ابو ذر، عمرو بن عبسہ، عبد اللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، عیاض بن عامر، عرابض، مقداد بن معدیکرب اور ابوامامہ شامل ہیں۔ ان سے بعض تابعین جیسے کثیر بن مرہ، ناثرہ بن کی اور تبع تابعین جیسے اسماعیل بن ابی خالد، سماک بن حرب، یحییٰ بن جابر، شریح بن عبید، محفوظ اور نصر صاحبزادگان علقمہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بقیہ بحوالہ ثور فرماتے ہیں: اہل حص ان کی کتابیں لیتے جو بات احکام کی پاتے تو اس پر اعتماد کر لیتے۔ وہ کوفہ رہے اور اشعث کے ساتھ خروج کیا، حجاج کے پاس انہیں قید کر کے لایا گیا، جس کے بعد فوت ہو گئے۔

۶۶۹۶ (ز) عبد الرحمن بن عائذ (دوسرے)

ابن شاہین نے ثمالی سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور بطریق ثور عن خالد بن معدان بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی مہم بھیجتے تو خصوصی ہدایت فرماتے: ”لوگوں سے میل ملاپ کر کے انہیں مہلت دینا.....“ (حدیث) یہی حدیث بغوی نے ثمالی کے حالات میں ذکر کی ہے۔

۶۶۹۷ (ز) عبد الرحمن بن عائش البلوی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بکر بن عمر روایت کی ہے کہ میں نے ابو ثور فہمی کو فرماتے سنا: ہمارے پاس عبد الرحمن بن عائش بلوی آئے وہ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے۔ وہ منبر پر چڑھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا..... (حدیث) یہ غلطی، لفظی غلطی کا خیا زہ ہے۔ درست عن عبد الرحمن بن عدیس ہے جو صحابی ہونے میں مشہور ہیں۔ جیسا کہ قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۶۶۹۸ (ز) عبد الرحمن بن عبد الرحمن

بن ثابت بن الصامت الأشہلی، ان کے بارے میں غلط فہمی پر تنبیہ عبد اللہ بن عبد الرحمن کے حالات میں ہو چکی ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ ازدی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کا نام ان کے والد کے نام جیسا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عبد الرحمن بن عبد الرحمن الأشہلی، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روایت سے عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ واللہ اعلم

۶۶۹۹ (ز) عبد الرحمن بن عتبہ

بن عویم بن ساعدہ بغوی، ابن قانع اور ابو عمر نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے اور روایت کرنے کی بات صحیح نہیں۔ جہی بن مخلد نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے، سب نے اس مرفوع روایت کو دلیل بنایا ہے جو بطریق محمد بن طلحہ عن عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عتبہ عن ابیہ عن جدہ نقل کی ہے:

”مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا، مجھے تاجر بنایا اور نہ کسان، اور میری روزی میرے نیزے میں رکھی....“۔ (حدیث) *

یہ حدیث عتبہ بن عویم بن ساعدہ کی ہے، اس کی سند میں ہے اسے حمیدی امام بخاری کے شیخ (استاذ) نے نقل کیا ہے اور ہم نے اسے الآجری کی ”الاربعین“ میں ان کے طریق سے روایت کی ہے، جس کی زیادہ وضاحت میں نے عبید بن عویم کے حالات میں قسم اول میں کر دی ہے۔

۶۷۰۰ (ز) عبد الرحمن بن عثمان

بن الارقم۔ ابن ابی حاتم * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں ان کی حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کا حال عبد الرحمن بن الارقم کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۰۱ (ز) عبد الرحمن بن عجلان البصری

نبی ﷺ سے ابو ضمضم کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ان سے ثابت البنانی نے روایت کی ہے جسے ابو داؤد نے بطریق حماد بن سلمہ عن ثابت بنحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: اسے محمد بن عبد اللہ العسی عن ثابت عن انس نقل کیا ہے۔ ابو داؤد کا قول ہے: حدیث حماد زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ * نے ”الادب المفرد“ میں بطریق حماد بن سلمہ عن کثیر ابی محمد بنحوالہ ان کے ایک اثر (حدیث، قول، صحابی) نقل کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر تاریخ میں ان کا ذکر کر کے فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اوروں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۰۲ (ز) عبد الرحمن بن عُدس

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

سنا: میری اُمت کے کچھ لوگ ہوں گے جو دین سے (تیر کی طرح) نکل جائیں گے۔۔۔۔۔ (حدیث) * ان کے والد کے نام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے، جبکہ وہ حدیث میں (تصغیر کی صورت میں) ہے۔ قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔ یہ حدیث ان کے سوانح میں ذکر ہوئی ہے۔

۶۷۰۳ عبد الرحمن بن عطاء *

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن ابی ہلال عن زید بن اسلم عن عبد الرحمن بن عطاء جو بنی سلمہ میں سے صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں، روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی قیص پھٹی اور آپ سے علیحدہ ہو گئی۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ کیا بات ہے؟ فرمایا: میں نے ہوا کا سامنا کیا مجھے معلوم نہ ہوا۔ انہوں نے اسی طرح سند بیان کی ہے جو ایک راوی کے چھوٹ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ یہ روایت تو عبد الرحمن بن عطاء نے ایک صحابی سے نقل کی ہے۔ اسی طرح ابن قانع کی روایت سے ”عن رجل“ کے الفاظ رہ گئے۔ ابن ملحان نے اپنی سند میں اور امام احمد نے بطریق ہشام بن سعد عن زید بن عبد الرحمن بن عطاء عن نضر بن بنی سلمہ اور طحاوی نے معانی الآثار میں بطریق حاتم بن اسماعیل عن زید بن اسلم عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن عبد المالك بن جابر عن ابیہ۔۔۔۔۔ پھر اس کا ذکر کیا۔ اس اسناد میں یہی معتبر ہے۔ عبد الرحمن مشہور تابعی ہیں۔

۶۷۰۴ (ز) عبد الرحمن بن علی الحنفی *

ابن عبد البر * فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے حدیث ابن مسعود کی طرح، اس شخص کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں جو نماز میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبد الرحمن بن علی الیمانی صحابی ہیں۔ پھر انہوں نے اور ابن قانع نے تین سندوں سے بطریق عبدالوارث بن سعید بحوالہ عبد الرحمن بن علی روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا جو نماز کی حالت میں اپنے رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا۔“

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، بغوی نے اپنے معجم اور شیبان بن روح نے عبدالوارث سے اسی طرح نقل کیا۔ جبکہ عکرمہ بن عمار نے ان کے خلاف عن عبداللہ بن بدر عن طلق بن علی روایت کی ہے جو درست ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: یہی روایت عبدالصمد بن عبدالوارث نے عن ابیہ سند میں ایک آدمی کے اضافے سے نقل کی ہے۔ پھر اپنے مذکورہ طریق سے اس کا نام بھی لیتے ہوئے کہتے ہیں: عن عبد الرحمن بن علی بن شیبان عن ابیہ۔ بغوی فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔ ان کی روایت میں عن عمر بن جابر ہے۔ فرماتے ہیں: درست عمرو بن جابر، بات یہی ہے جیسا کہ انہوں نے دونوں مقامات پر کہا۔ یہ حدیث علی بن شیبان کے حوالے سے مشہور ہے جسے ابن ماجہ نے بطریق ملازم بن عمرو عن عبداللہ بن بدر عن عبد الرحمن بن علی بن شیبان عن ابیہ کی سند سے نقل کیا ہے۔

* بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام (۳/۱۱۱) مسلم کتاب الزکاة باب التحریض علی قتل الخوارج (۲۴۵۹)

ابوداؤد کتاب السنۃ باب قتال الخوارج (۴۷۶۷)

* تجرید (۳۵۲/۱) * اسد الغابہ (۳/۵۸) استیعاب (۱۴۵۰) * استیعاب (۳۸۴/۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے جب عبدالرحمن بن علی کا تابعین میں تذکرہ کیا تو اسی سند پر اعتماد کیا ہے۔ عملی لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۵ (ز) عبدالرحمن بن عمرو السلمي

مشہور تابعی ہیں جنہوں نے ایک حدیث مرسل بیان کی ہے جس کی بنا پر طبری اور ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر کے بطریق بقیہ بحوالہ عبدالرحمن بن عمرو السلمي روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ جب تم ان پر سواری کر چکو تو انہیں ان کے (چرنے کے) مقامات پر چھوڑ دیا کرو۔۔۔۔۔ (حدیث) یہ عبدالرحمن تابعی ہیں۔ بقول بعض: یہ عمرو بن عسہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت عرابض بن ساریہ اور عتبہ بن عبد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن زیاد الالبانی، ضمرہ بن حبیب، خالد بن معدان وغیرہ شامل ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: ۱۱۰ھ میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے تابعین کے پہلے طبقہ میں اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۶ (ز) عبدالرحمن بن الفضل

بن العباس ہاشمی۔ تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: یہ تابعی ہیں ان سے یزید بن ابی زیاد روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اس کے باوجود جینہ الوداع کے موقع پر نوجوان تھے۔ جس کا ثبوت صحیح حدیث میں ان کا خشمیہ کو دیکھنے کے واقعہ میں ہے اور آپ ﷺ نے حضرت عباس (اپنے عم محترم) سے کہا: ”میں نے ایک جوان لڑکے اور لڑکی کو دیکھا“۔ (مجھے کتاب المناسک باب الصلاة بجمع میں یہ حدیث نہیں ملی۔ رع تن)

۶۷۷ (ز) عبدالرحمن بن قارب

بن الاسود الفقفی۔ تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی تو کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ چنانچہ بطریق ابی اویس بحوالہ عبدالرحمن بن قارب، وفد ثقیف کا واقعہ نقل کیا۔ بقول امام بخاری اور ابو حاتمؒ: یہ مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: حرف راء میں الریح بن قارب کے حالات میں بیان ہوا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں سواری کے لیے اونٹنی دی اور پہننے کے لیے چادریں دیں۔ اور ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ اگر وہ یہی ہیں تو ان کی حدیث پہ مرسل ہونے کا حکم لگانا اور انہیں تابعی کہنا قابل رد ہے۔ اور اگر اور ہیں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ اس سے بھی فرق زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ثقیفی ہیں۔ اور یہ عسہ۔ واللہ اعلم

۶۶۰۸ عبد الرحمن بن ماعز

عبد اللہ بن ماعز کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ درست عبد اللہ ہے عبد الرحمن غلط ہے۔

۶۶۰۹ عبد الرحمن بن محیریز الجمحی

تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی تو عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ بقول ابو عمر: دعائیں ہاتھ اٹھانے کی کیفیت و ہیئت میں ان کی حدیث ہے۔ جو میرے نزدیک مرسل ہے۔ صحابہ میں ان کا ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ ہاں اس شرط پر ہم نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے عہد نبوی میں پیدا ہونے والوں میں ان کا نام ذکر کیا ہو۔ ان کی صرف ان صحابہ سے روایت نقل کی ہے جن کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تابعین میں ان کا ذکر کرنے کے بعد عن عیسیٰ عن سنان عن ابی بکر بن بشر سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں حضرت ابن عمر، ابوامامہ اور واصلہ کے ساتھ دیکھا جبکہ اوروں نے ان کی فضالہ بن عبید، زید بن ارقم سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے ابوقلابہ (جو ان کے ہم عمر ہیں) مکحول، اور ابراہیم بن محمد بن حاطب روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان **ثقافت التابعین** میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۶۱۰ (ز) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ

ان کے بڑے بھائی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے حالات میں قسم اول میں ابن البرقی کی گفتگو بیان ہو چکی ہے۔

۶۶۱۱ عبد الرحمن بن مطیع

بن نوفل بن معاویہ۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں لفظی غلطی پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ بطریق عبد الرحمن بن اسحاق بحوالہ عبد الرحمن بن مطیع بن نوفل بن معاویہ بنی مطلق سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ وہم ہے۔ درست عن عبد الرحمن بن مطیع عن نوفل ہے، لفظ ”عن“ غلطی سے ابن بن گیا پھر دوسری سند کے ذریعے عن عبد الرحمن بن اسحاق یہ روایت بیان کی۔ اسی کو امام بخاری رحمہ اللہ بطریق صالح بن کیسان عن الزہری درست نقل کرتے ہیں۔ امام مالک وغیرہ حضرات نے عن الزہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن بن نوفل بن معاویہ نقل کی ہے جن دونوں کے درمیان عبد الرحمن بن مطیع کا واسطہ نہیں۔ عبد الرحمن بن مطیع کے حالات قسم اول میں بیان ہوئے ہیں۔ میں نے اس لیے ان کا تذکرہ کر دیا تاکہ ان کے نسب میں فرق ہو جائے۔ اور اگر غلط ہے تو غلطی واضح ہو جانے کے لیے میں نے ان کا ذکر کیا۔

۶۶۱۲ (ز) عبد الرحمن بن معاویہ

بغوی، باوردی، اسماعیلی اور ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع

کیا ہے یا نہیں؟ ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ پھر سب بطریق عبدالرحمن بن عقیہ (جو ابن لہیعہ ہیں) عن یزید بن ابی حبیب عن سہید بن قیس کہ انہیں عبدالرحمن بن معاویہ کے حوالے سے بتایا گیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا: ”اللہ کے رسول! میرے لیے کیا حلال (جائز) اور کیا حرام (ناجائز) ہے...“ (حدیث) اس کے آخر میں ہے ”جس بات کو تیرا وزن ناپسند سمجھے اسے چھوڑ دے۔“

میں کہتا ہوں: یہ عبدالرحمن صحابی نہیں، جس کی وضاحت عبداللہ بن المبارک نے کتاب الزہد میں کی ہے اور یہ حدیث ابن لہیعہ سے نقل کی ہے اور عبدالرحمن کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابن معاویہ بن حدیج۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالرحمن کا ذکر امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن یونس نے تابعین میں کیا ہے۔ بقول ابن یونس: ۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے والد معاویہ بن حدیج کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ جس کی وضاحت قسم اول میں ہوگی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے اور اس اسناد میں عبدالرحمن اور نبی ﷺ کے درمیان دو اور آدمیوں کا واسطہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: حدیث یحییٰ بن اسحاق، ابن لہیعہ پھر اس حدیث کا مذکورہ سند کو عبدالرحمن بن معاویہ حدیج تک پہنچا کر ذکر کیا ہے، فرمایا: میں نے کندہ کے ایک شخص سے سنا کہ مجھ سے ایک صحابی رسول نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کی نماز میں کسی قسم کی کمی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کی تسبیح میں پورا کر دیتا ہے۔

(ن) عبدالرحمن بن مفضل

بن مقرن المزنی ابن الاثیر نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ طبری نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”بعض دیہاتی وہ ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔“

میں کہتا ہوں: طبری کے ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ بطریق البخاری بن المختار عن عبدالرحمن بن مفضل بن مقرن روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہم مقرن المزنی کے دس لڑکے تھے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”بعض دیہاتی ایسے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں“ اور بطریق مجاہد مروی ہے: بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنی مقرن کے بارے میں نازل ہونے کی یہ صحیح روایت ہے۔ رہے عبدالرحمن تو وہ صحابی نہیں۔ اور نہ انہیں رؤیت و دیدار حاصل ہے۔ بلکہ تابعی ہیں ان کی کنیت ابو عاصم ہے۔ حضرت علی، ابن عباس، غالب، ابجر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بخاری سمیت عبداللہ بن خالد العنسی اور ابوالحسن السوائی روایت کرتے ہیں۔ ابوزر عہ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔ جبکہ ابن حبان: ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ ابن حبان تابعین اہل کوفہ کے حالات میں فرماتے ہیں: انہوں نے ان کی اپناے والد سے مروی روایت پر کلام کیا ہے، کیونکہ یہ اس وقت کمن تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ اُن سے ابوالضحیٰ جو صفار تابعین سے ہیں روایت کرتے ہیں، جب

عبدالرحمن اپنے والد کی حیات میں چھوٹے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے سب سے بڑے شیخ حضرت علی بن ابی طالب ہوئے، لیکن اس سے ان کے لئے روایت ثابت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ صحابی ہونا۔

۶۶۱۳ (ن) عبدالرحمن بن نافع

بن عبدالحارث الخزاعی۔ ان کے والد صحابی ہیں، جن کا ذکر انہوں نے اور ابن شاپین نے کیا ہے کہ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے تو تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا ذکر بھی تابعین میں ہی کیا ہے۔ یہ عبدالرحمن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی ان سے مروی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

۶۶۱۵ (ن) عبدالرحمن بن ہشام

بغوی اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بغوی: میرا خیال ہے یہ مدنی ہیں۔ پھر دونوں نے ان کی یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن الحماہ السلسلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ اس وقت مسجد میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب کی ثناء بیان کی....“ (حدیث) بغوی اس حدیث کو بروایت جریر بن ابن اسحاق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ عبدالرحمن بن ہشام نے سماع کیا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ سلسلہ سند پلٹ گیا ہے اور یہ بروایت عبدالرحمن بن ہشام عن ابیہ کی سند سے مروی ہے۔ طبرانی نے اسی عنوان میں اس کے علاوہ ایک حدیث نقل کی ہے پھر وہ حدیث مجھے ابن مندہ کی کتاب میں بطریق موسیٰ بن محمد عن ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ عن الحارث بن ابی بکر عن ابیہ عن ابن حمامہ مل گئی۔ فرمایا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ میں کہتا ہوں: اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوئی۔ جریر کی روایت میں حارث اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے اور عبدالرحمن اپنے دادا حارث کے نسب سے، نسب یوں ہے۔ حارث بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ ابو نعیم نے یہ روایت بطریق حماد بن سلمہ عن ابن اسحاق نقل کی تو فرمایا....

۶۶۱۶ (ن) عبدالرحمن الفارسی

الازرق ابو عقبہ، ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بعض نے ان کا عنوان عبدالرحمن الازرق والد عقبہ قائم کیا ہے، سب نے بروایت یحییٰ بن الخلاء (جو ضعیف راوی ہے اور اس کی روایت الٹ ہے) عن داؤد بن الحصین عن عقبہ بن عبدالرحمن عن ابیہ فرمایا: میں احد میں شریک تھا۔ میں نے ایک شخص پر وار کر کے (جوش میں) کہا: لے میں فارسی جوان ہوں.... (حدیث) قسم اول کے دوران عقبہ والد عبدالرحمن کے حالات میں بیان ہو چکا ہے جو بطریق ابن اسحاق عن داؤد (نام لے کر ہے) عن عبدالرحمن بن عقبہ عن ابیہ درست سند کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

۶۷۱۷ (ز) عبدالعزیز بن ابی امیہ

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسد بن موسیٰ بحوالہ عبدالرحمن بن امیہ روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چادر کو دونوں کندھوں پر مخالف سمت ڈال کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اسے طبری اور بغوی وغیرہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن عبداللہ بن ابی امیہ اسی طرح ابوداؤد نے بطریق عروہ درست نقل کیا ہے۔

۶۷۱۸ (ز) عبدالعزیز بن سعید

ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بطریق مروان بن جعفر بحوالہ عبدالعزیز بن سعید یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رجب عظیم الشان مہینہ ہے۔“ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اس میں دو وہم ہیں: اول یہ تابعی ہیں، دوم یہ ان کی اپنے والد سے مروی روایت سے ہے۔ پھر بروایت معنی بن مہدی عن عثمان بن مطر عن عبدالغفور بن عبدالعزیز بن سعید عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کیا، لہذا صحابی سعید ہوئے۔ حرف سین میں تذکرہ ہوا ہے اور یہ دونوں سندیں ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”کتاب الضعفاء“ میں بطریق عثمان بن عطاء الخراسانی عن سعید بن عبدالعزیز بن ابیہ عن جدہ ایک حدیث نقل کی ہے۔ اور ان کے دادا کا نام نہیں لیا۔ عثمان بن عطاء ضعیف راوی ہے۔

۶۷۱۹ (ز) عبدالعزیز بن عبداللہ

بن اسید۔ ابن ابوداؤد اور ابن شہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عوام بن حوشب عن المسباح بن مضر عن عبدالعزیز بن عبداللہ بن اسید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفہ کا دن ایسا ہے جس میں لوگ عرفات میں جاتے ہیں۔“ اسے ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کر کے فرمایا: عن عبدالعزیز بن عبداللہ عن ابیہ، یہ عبداللہ وہی ابن خالد بن اسید بن ابی العیسٰی اموی ہیں۔ جو عتاب بن اسید کے بھتیجے ہیں۔ ان کے والد خالد جنگ یرامہ میں شہید ہوئے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہوا، اسی طرح ان کے والد عبداللہ بن خالد کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

۶۷۲۰ (ز) عبدالعزیز بن عبداللہ

بن عامر۔ تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی بنا پر بلاذری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا اور بطریق ابی الاحوص عن سماک بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص آ کر زنا کا اعتراف کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کیے جانے کا حکم دیا۔ آپ کو جب اس کی بے صبری اور جزع و فزع کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا...؟ امام بخاری اور ابوحاتم نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

❖ مسلم کتاب الصلاة باب الصلاة فی ثوب واحد و صفة لبسه (۱۹۰۹) ابوداؤد (۶۲۸) نسائی (۷۶۳)

❖ کنز العمال (۳۵۱۶۶) ❖ اسد الغابہ (۳۴۱۵) تجرید (۳۵۸/۱)

❖ السنن الکبریٰ (۱۷۶/۵) کنز العمال (۱۲۰۷۱)

❖ الجرح والتعديل (۳۸۵/۵)

۶۶۲۱ عبد العزیز ابن اخی حذیفہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔ بلاذری اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق ابن جریج بحوالہ عبد العزیز بن یمان حضرت حذیفہ کے بھائی کی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی اہم کام پیش آتا تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔ یہی حدیث امام احمد اور ابوداؤد کی کتابوں میں بروایت عکرمہ بن عمار عن محمد بن عبد اللہ الدکلی عن عبد العزیز ابن اخی حذیفہ اسی سند سے مذکور ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: یہی درست ہے۔ ابن قحون، باوردی کی کتاب میں جو روایت لکھی ہے اسی کے ظاہر پر چل پڑے لکھتے ہیں: عبد العزیز کے صحابی ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ان کے والد احد میں شہید ہوئے۔ عبد العزیز حضرت یمان کے بیٹے نہیں، بلکہ صرف اس روایت میں ان کی طرف نسبت کئے گئے ہیں کیونکہ وہ ان کے دادا ہوتے ہیں۔ یہی وہ حدیث جس میں عبد العزیز ابن اخی حذیفہ ہے اس میں ان کے والد کا نام نہیں لیا گیا، یہی معتبر ہے۔

۶۶۲۲ عبد الغفور بن عبد العزیز

وہی جن کے سوانح ایک عنوان پہلے بیان ہوئے ہیں۔ نام پلٹ گیا ہے۔ طبرانی نے اپنی تاریخ میں نوح علیہ السلام کے حالات میں بطریق عثمان بن مطر عن عبد العزیز بن عبد الغفور عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رجب کے پہلے دن حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے..... (حدیث) یہ روایت منقول ہے اور اس میں انقطاع ہے۔ درست عبد الغفور کی اپنے والد سعید سے مروی روایت ہے، یہ تو سند کے لحاظ سے بات ہوئی ورنہ اس کے رجال ضعیف اور مجہول ہیں۔

۶۶۲۳ (ن) عبد القیس الیمامی الحنفی

جو روایت مسند طلق بن علی میں ”مسند احمد“ میں بطریق سراج بن عقبہ بواسطہ ان کی پھوپھی خلدہ بنت طلق مروی ہے، اس کو دلیل بنا کر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، وہ روایت یوں ہے کہ مجھ سے میرے والد طلق نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں عبد القیس آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ آپ مشروب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہم اپنے علاقے میں پھلوں کا رس نچوڑ کر بناتے ہیں؟ تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا.... (حدیث) اسی طرح لکھا ہوا ہے اور یہ ایک مخصوص شخص کا نام بھی ہے۔ جس کا احتمال مشہور یہ ہے کہ یہ بات آپ سے پورے وفد نے پوچھی تھی۔

۶۶۲۴ (ن) عبد المطلب بن ہاشم

بن عبد مناف۔ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ابن اسکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ان سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا تھا: ”یہ مبعوث ہوں گے۔“ جیسا کہ انہوں نے بحیرارہب، سیف بن ذی یزن قیس بن ساعدہ اور ان جیسے دوسرے حضرات کا ذکر کیا ہے جو بخت سے پہلے فوت ہو گئے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: ان سے ایک روایت مروی ہے جس میں دلائل البوۃ کی علامت ہے، پھر بطریق مسور بن مخرمہ عن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ العباس بن عبد المطلب عن ابیہ

عبدالمطلب بن ہاشم روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں سردی کے سفر میں یمن سے آیا تو زبور کے پیروکاروں میں سے مجھے ایک شخص ملا، وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اس کے سامنے اپنا نسب بیان کیا تو اس نے ان سے کہا: بنی زہرہ میں شادی کرنا، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

۶۷۲۵ عبدالمک بن سعید

بن حریث۔ ذہبی نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں دور نبوی ﷺ نصیب ہوا اور یہ عمرو بن حریث کے بھتیجے ہیں، جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ اس مرسل حدیث کی وجہ سے کیا ہے جو ان کی روایت سے ہے جسے بطریق حصین بن عبد الرحمن عن عبد الملک بن سعید بن حریث نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز میں کبھی کبھار اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: مرسل ہے۔

۶۷۲۶ (ن) عبد الملک بن محمد انصاری

تابعی ہیں، ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے، ابن فتحون نے ”ذیل الاستیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے، اسے بطریق ابن ابی ندیک عن سلیمان التیمی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔

۶۷۲۷ عبد یالیل بن عمرو

بن عیس بن عوف بن عقدہ بن غمرہ بن عوف النخعی۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور وفد میں تھے ان کی والدہ خالہ بنت سلمہ ہیں۔ اوروں کا کہنا ہے: وہ تو مسعود کے بیٹے کے لئے ہے۔ ان کے بارے میں ابن اسحاق کے مختلف اقوال ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ مغازی میں فرماتے ہیں: واقعہ مسعود کا ہے، ابن اسحاق کا بیان ہے مسعود کا بھائی بعثت نبوی ﷺ کے آغاز میں ثقیف کا سردار تھا، لوگ اس کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ جس کا تذکرہ ابن اسحاق نے تاروں کے گرنے والے واقعہ میں کیا ہے کہ محمد بن فضیل کتاب الزہد میں فرماتے ہیں ہم سے حصین (جو ابن عبد الرحمن ہیں) نے عن عامر (شععی) روایت کی ہے کہ جب تک نبی ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی ستاروں میں کوئی نئی بات نمودار نہیں ہوئی۔ لیکن جب یہ گرنے لگے تو لوگ اپنے چوپایوں کو آزاد چھوڑ کر اپنے غلام آزاد کرنے لگے کہ قیامت شروع ہو چکی ہے یہ سب لوگ عبد یالیل کے پاس آئے جو نابینا ہو چکے تھے۔ ان سے پوچھا، وہ کہنے لگے: دیکھو! اگر وہی ستارے ہیں جن کی تمہیں پہچان ہے تو پھر قیامت کی علامت ہے اور اگر غیر معروف ستارے ہیں تو پھر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ غور کرنے پر پتہ چلا کہ غیر معروف ستارے ہیں (جو کسی نے واقعے کی اطلاع تھی)۔

۶۷۲۸ عبد یالیل* (دوسرے)

ابن ناشب بن غیرۃ اللیثی۔ بقول ابن عبدالبر: بدر میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی میں فوت ہوئے، جو وہم ہے کیونکہ ان کے پوتے مثلاً خالد، عاقل اور ایاس کبیر کی اولاد تو بدر میں شریک ہوئے۔ ان میں سے خلافت عثمانی میں فوت ہونے والے ایاس بن عبد یالیل ہیں۔ ان کا اپنے اپنے مقام پر تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۷۲۹ عُبَیدُ السَّلَمی یا السَّلامی۔ عبد بن عبد میں ذکر ہوگا۔

۶۷۳۰ (ن) عبیدہ بن الحُصَّاص درست عبادہ ہے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہوا ہے۔

۶۷۳۱ عبیدہ* (مولارسل اللہ ﷺ)

ابن شاہین نے ان کا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے جبکہ یہ عبید ہیں، آخر میں ”ہا“ نہیں۔

۶۷۳۲ عُبَیدُ اللہ

ابن ثعلبۃ العذری۔ ابن قانع نے ان کا نام غلط لیا ہے، حالانکہ یہ عبد اللہ ہیں۔

۶۷۳۳ عبید اللہ بن سفیان

بن عبدالاسد بن ہلال المخزومی۔ یرموک میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے۔ حالانکہ عبد اللہ بن سفیان میں یہ نام درست لکھا ہے لگتا ہے انہوں نے انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا ہے۔

۶۷۳۴ عبید اللہ بن کعب*

بن مالک الانصاری تابعی ہیں۔ اپنے والد، اور حضرت عثمان سے بقول ابن حبان* روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے بھائی معبد، بھتیجے عبدالرحمن بن عبد اللہ اور زہری روایت کرتے ہیں ابونضالہ کنیت تھی۔ حاکم فرماتے ہیں: اپنی قوم کے سب سے بڑے عالم تھے ابن سعد کا قول ہے: ثقہ اور کم حدیث بیان کرنے والے تھے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔ بہر کیف سب نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جس کی بنیاد پر ابو یعلیٰ نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ اور ذہبی نے اپنے استدراک میں، جو وہم ہے۔ ابن حبان* نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۶۷۳۵ (ن) عبد اللہ بن اقرم الخزاعی

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ چنانچہ وہ بطریق داؤد بن قیس عن عبید اللہ بن اقرم روایت کرتے ہیں۔ میں اپنے والد کے ساتھ نمرہ کے میدان میں تھا جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا..... (حدیث)

یہ روایت تو داؤد نے عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن اقرم نقل کی ہے جسے ترمذی نے عن ابی کریب شیخ باوردی عن کعب وغیرہ عن داؤد نقل کیا ہے، اسی طرح نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ درست سند قسم اول میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۴۶ عُبَید (بغیر اضافت) ابن عبید

مستغفری نے لفظی غلطی کی بنا پر ان کا تذکرہ کیا ہے، درست عتبہ ہے۔ چنانچہ مستغفری بطریق منصور بن ابی مزاحم عن یحییٰ بن حمزہ عن ثور بن زید بواسطہ اپنی قوم کے شیخ عتبہ بن عبید بن عبد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: گھوڑوں کی پیشانی کے بال اور ایال مت کاٹو..... (حدیث) * ان کا عن عتبہ کہنا اضافہ ہے جس کی ضرورت نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابویعلیٰ نے دونوں سندوں کے ذریعہ عن ثور عن شیخ عن سلیم عن عتبہ بن عبد نقل کی ہے۔ سلیم عتبہ کی قوم ہے کیونکہ وہ سلمیٰ ہیں۔

۶۴۷ عُبَید بن قشیر مصری

ان کی حدیث ہے: ”اس سرے (میں شامل ہونے) سے بچو جس کا اگر مقابلہ ہو تو بھاگ کھڑے ہوں اور اگر غلبہ ہو خیانت کریں۔“ * ان سے یہ روایت لہیعہ بن عقبہ نے نقل کی ہے، اسی طرح ابن عبد البر * نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے والد کا نام غلط لیا ہے۔ حالانکہ یہ عبید بن قیس ہیں، جن کی کنیت ابوالورد ہے۔ اسی طرح باوردی اور ابن قانع نے بطریق لہیعہ بن عقبہ ان کا ذکر کیا ہے اور یہی نام و کنیت بیان کی ہے، بغوی نے بھی یہی بات نقل کی ہے لیکن صرف کنیت بتائی نام نہیں لیا۔ قسم اول میں عبید بن قیس کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۴۸ عُبَید بن نضله

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے میں نے ان کے حالات میں درست بات قسم اول میں طلحہ بن نھله کے حالات میں لکھ دی ہے۔

۶۴۹ عُبَید بن نضله الخراعی

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں لیکن آپ سے ان کا سماع صحیح نہیں۔ ادھر ابن قتیبہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ابوبرزہ اسلمی ہی عبید بن نھله ہیں جو محض غلط ہے وہ تو نھله بن عبید ہیں۔

۶۵۰ عُبَید الذہلی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ بطریق ابراہیم بن المنذر عن عبد الرحمن بن سعد المؤدب عن مالک بن فلان بن عبیدہ الذہلی عن ابیہ عن جدہ مرفوع روایت کی ہے کہ ”اگر اللہ کے بہت سے رکوع کرنے والے بندے، دودھ پیتے بچے، اور چارا کھاتے چوپائے نہ ہوتے تو موسلا دھار بارش کی طرح تم پر عذاب ڈال دیا جاتا۔“ ابن مندہ

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی کراہیۃ جز نواحی الخیل و اذناہا (۲۵۴۲) کنز العمال (۱۰۸۲۵) الدر المنثور (۱۹۷/۳)

* اسد الغابہ (۳۵۰۸) استیعاب (۱۷۵۶) تجرید (۳۶۷/۱) کنز العمال (۱۰۹۰۰)

* استیعاب (۱۳۹/۳) تجرید (۳۶۸/۱)

نے اسے اسی سند کے ذریعے عن ابراہیم عن عبدالرحمن نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن مالک بن عبیدہ الدیلمی عن ابیہ عن جدہ پھر یہ حدیث نقل کی۔ اور ان کے دادا کا نام شافع بتایا۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن ماکولہ نے مالک بن عبیدہ کا ذکر کیا اور یہ نام عبیدہ بروزن عظیمہ قلمبند کیا ہے اور بتایا ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور عبدالرحمن بن سعد کی بحوالہ ان کے، لہذا ظاہر ہوا کہ ابن قانع نے ان کا نام اور نسب غلط لکھا ہے۔

۶۴۱ (ن) عبید مولا السائب

عبداللہ بن السائب کے حالات میں کچھ اس طرح ان کا ذکر ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے صحابی ہیں۔ اور یہ غلطی ایک نام رہ جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں پہلے سمجھتا تھا کسی کا تب نے ایسا لکھ دیا ہے یہاں تک کہ مجھے ایک اور نسخے میں لکھا ہوا ملا۔ بغوی کا قول ہے: ہارون بن عبداللہ، محمد بن کبیر، زیاد بن ایوب، ابن حانی، عاصم، ابن جریج، یحییٰ بن عبید مولا السائب کی سند سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن بنی نجع اور رکن الاسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے سنا: رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ عَذَابُ النَّارِ * یہ ہارون کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابی عبید، یحییٰ کے والد ہیں، جبکہ ایسا نہیں بلکہ عبداللہ بن السائب صحابی ہیں۔ جن کا نام مجرم کے نسخے سے رہ گیا ہے۔ اسی روایت کو امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کئی طرق سے عن ابن جریج عن یحییٰ بن عبید عن ابیہ عن عبداللہ بن السائب مذکورہ حدیث کے ساتھ نقل کیا ہے جو درست ہے۔ عبید تابعی ہیں جن سے صرف ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

۶۴۲ عبید القاری *

بنی نطمہ کے ایک آدمی ہیں نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے زید بن اسحاق نے روایت لی ہے۔ ابن عبدالبر * نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے، جو ان کے نام وہم پر مبنی ہے۔ یہ تو عمیر ہیں شاید ان سے سمعی غلطی ہوئی ہے۔ عمیر بن امیہ کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۴۳ عبید *

ایک صحابی ہیں، جنہیں روایت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ یہ ذہبی * کا قول ہے اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے ابن الاثیر کی کتاب میں سوائے سابقہ دو عبید جن کا نسب بیان نہیں ہوا، کوئی نہیں دیکھا۔ ایک سے ان کا بیٹا عبدالرحمن روایت کرتا ہے ان کے حالات انہوں نے عبید بن عازب کے حالات کے بعد ذکر کیے ہیں۔ دوسرے سے عبدالرحمن السلمی روایت کرتے ہیں جن کا تذکرہ عبید نامی حضرات کے آخر میں ہے بظاہر ذہبی نے جن کا ذکر کیا ہے وہ ان دونوں میں سے ایک ہیں۔

* ابوداؤد کتاب المناسک باب الدعاء فی الطواف (۱۸۹۲) مستد احمد (۱۵۳۹۹) المستدرک (۴۵۵/۱)

* استیعاب (۱۷۶۴) * استیعاب (۱۴۰/۳) * اسد الغابہ (۳۵۱۹) * تجرید (۱۰۲)

۶۷۳۳ عبيدہ (بروزن عظیمہ)

ابن حزن نے اسی طرح قلمبند کیا ہے جبکہ درست عہدہ ہے قسم اول میں ذکر ہو چکا ہے۔

۶۷۳۵ عبيدہ بن ہمام

بن مالک۔ انہیں آنے کی سعادت نصیب ہے، ذہبی * نے تجرید میں بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر * ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: عبيدہ بن ہمام، جبکہ پہلا درست ہے۔

باب عین کے بعدتا

۶۷۳۶ عتبہ بن حارث *

بن عامر۔ ذہبی * نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور قس بن مخلد کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے ان کی ایک حدیث درج کی ہے ان سے لفظی غلطی ہوئی جبکہ یہ عتبہ بن حارث بن عامر بن نوفل مشہور صحابی ہیں۔

۶۷۳۷ عتبہ بن ساعدہ *

استیعاب پر ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور حوالہ دارقطنی کا دیا ہے، جبکہ ذہبی * نے تجرید * میں بحوالہ ابن قانع ان کا ذکر کیا ہے اور جس حدیث کا دارقطنی اور ابن قانع نے ذکر کیا ہے اسے بطریق حبیب بن ابی ثابت عن عویم بن عتبہ بن ساعدہ عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ مسجد قبا تعمیر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ شخص کامیاب ہوا جس نے مساجد کی تعمیر کی اور کھڑے اور بیٹھ کر (نماز کی حالت میں) قرآن پڑھا۔“

۶۷۳۸ عتبہ بن عبد اللہ *

ابوموسیٰ نے ذیل میں بحوالہ اسماعیلی ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد اللہ بن ناخ بحوالہ ان کے روایت کی ہے نبی ﷺ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کا سودا کر رہے تھے اور دونوں قسمیں کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: ”قسمیں کھانے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔“ *

میں کہتا ہوں: استدراک میں ان کے ذکر کرنے کا کیا مطلب؟ کیونکہ یہ عتبہ بن عبد اللہ بن ناخ ہیں جن سے ابن ناخ روایت کرنے میں مشہور ہیں، پہلے بیان ہوا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے: انہیں عتبہ بن عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

—

* تجرید (۱۰۳) * اسد الغابہ (۱۹۴/۳) * تجرید (۳۷۰/۱) * تجرید (۱۰۳) * اسد الغابہ (۳۷۰/۱)

* اسد الغابہ (۱۰۳) * اسد الغابہ (۳۵۴۴) استیعاب (۱۷۸۲) تجرید (۳۷۱/۱) * جامع المسانید (۵۴۸/۸)

۶۴۹ عتبہ بن عبید الثمالی

ابوموسیٰ تارخ یعقوب بن سفیان سے بطریق صفوان بن عمرو اسی طرح ان کا ذکر کرتے ہیں اور عن عبد الرحمن بن ابی عوف عن عتبہ بن عبید الثمالی مرفوع روایت کرتے ہیں: ”میری بقیہ امت سے پہلے صرف ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام جنت میں داخل ہوں گے۔۔۔۔۔“ (حدیث) بقول ابوموسیٰ: میں نے ایسا ہی لکھا پایا ہے جبکہ درست عبد اللہ بن عبد ہے۔ میں کہتا ہوں: واقعی یہی بات ہے درست نام پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۵۰ عتبہ بن عمرو

بن صالح الرئینی صحابی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے۔ جو ابن ماکولا کا بحوالہ ابن یونس قول ہے۔ اسی طرح ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست عتبہ ابن عمر ابن صبح ہے بقول بعض: ابن صبیح۔ باب العین مع الباء میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۵۱ عتبہ بن ابی وقاص

بن ابیب بن زہرہ قرشی زہری۔ سعد کے بھائی۔ میں نے سوائے ابن مندہ کے کسی کی کتاب میں نہیں دیکھا کہ اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو۔ ابن الاثیر نے بھی موسیٰ بن سعد کے قول کو دلیل بنایا ہے جو ان کے ماں شریک زمعه کے بارے میں ہے کہ میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی یہ ان کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔ (حدیث) یہ حدیث صحیح ہے، لیکن اس میں ان کے اسلام لانے کی کوئی دلیل نہیں۔ اسی شخص نے نبی ﷺ کے دندان رباعی شہید کیے تھے۔ مجھے اس کے اسلام لانے کا علم نہیں، بلکہ عبدالرزاق عن معمر عن الزہری عن عثمان الجزری عن مقسم روایت کرتے ہیں کہ جب عتبہ نے نبی ﷺ پر حملہ کر کے آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کیے تو آپ نے اس کے خلاف بددعا کی کہ سال گزرنے سے پہلے کا فر مرے، چنانچہ اس کی موت کفر پر ہوئی۔ اور وہ جہنم رسید ہوا۔ پھر دوسری سند کے ذریعہ عن سعید بن المسیب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: تفسیر عبدالرزاق میں ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے ذکر کیا۔ زبیر بن بکار نے اور ان کی پیروی میں ابواحمد عسکری نے ذکر کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے دور جاہلیت میں عتبہ سے ایک خون ہو گیا تو وہ مدینہ منتقل ہو گیا اور جب مرنے لگا تو حضرت سعد کو بیٹھ کر وصیت کر گیا۔

میں کہتا ہوں: یہ بعید ہے کہ وہ وہیں مقیم رہا ہو جبکہ اس نے کفار سے مل کر نبی ﷺ سے جو دشمنی کی سوکی۔ حضرت سعد کو وصیت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا وہ مدینہ ہی مرا ہو۔ حاکم نے المستدرک میں ایک روایت سے جس میں کئی مجہول راوی ہیں، نقل کیا ہے عن صفوان عن انس کہ آپ نے حاطب بن بختہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے احد میں نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنے چہرہ انور سے لہو

اسد الغابہ (۳۵۴۵) تجرید (۳۷۱/۱) مجمع الزوائد (۶۹/۱۰) جامع المسانید (۵۶۱/۸) اسد الغابہ (۱۹۹/۳)

اسد الغابہ (۳۵۴۸) تجرید (۳۷۱/۱) الاکمال (۲۳۴/۴) اسد الغابہ (۲۰۰/۳)

اسد الغابہ (۳۵۵۶) تجرید (۳۷۱/۱) المصنف لعبد الرزاق (۹۶۴۹۰۵) اسد الغابہ (۲۰۶/۳)

صاف کر رہے تھے، انہوں نے پوچھا: یہ کس کی کارستانی ہے؟ آپ نے فرمایا: عتبہ بن ابی وقاص کی، اس نے میرے چہرے پر حملہ کر کے میرے دانت شہید کر دیے۔ میں نے پوچھا: وہ کس طرف گیا ہے، آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا تو میں اس جانب روانہ ہو گیا یہاں تک کہ مجھے اس پر دسترس حاصل ہو گئی، میں نے تلوار کا دار کر کے اس کا سر جدا کر دیا اور نبی ﷺ کے پاس واپس آیا، آپ ﷺ نے مجھے دعا دی اور دوبار فرمایا: ”رضی اللہ عنک“۔

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ صحیح نہیں کیونکہ وہ اگر اس وقت قتل ہوا تو حضرت سعد کو وصیت کیسے کر سکتا ہے؟ جبکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے احتیاطاً جنگ سے پہلے انہیں کہہ دیا تھا۔ بہر کیف ان تمام روایات میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اسلام لایا ہو بلکہ ان میں تو اس کی حالت کفر پر موت کی صراحت ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی خود دیکھا ہے، اس لیے صحابہ میں اس کا نام شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۶۷۵۲ (ن) عتبہ (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ شامل کیا ہے کہ ابن شاہین نے ان کا سابقہ شخصیت سے الگ تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کسی نے نبی ﷺ سے آپ کے ابتدائی حالات پوچھے، آپ نے فرمایا: مجھے گود لینے والی خاتون بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتی تھی، ایک دفعہ میں اور اس کا (حقیقی) بیٹا اپنی بھیڑ میں لیے جا رہے تھے۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابوحاتم نے درست نام سے خبر دار نہیں کیا ہے۔ یہ تو عتبہ بن عبدالمسلمیٰ ہیں اور یہ حدیث انہی کے حوالے سے مشہور ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بطریق یحییٰ بن سعد بن خالد بن معدان اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۶۷۵۳ عتبہ (دوسرے - بے نسبت)

باوردی نے ان کا سابقہ حضرات سے الگ ذکر کیا ہے اور یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: تم لوگ جزیرۃ العرب پر حملہ کرو گے، اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا۔۔۔۔۔ (حدیث) ابن فقیون ”ذیل“ میں لکھتے ہیں: اس روایت میں عن ابیہ کہنے میں کسی راوی کو غلط فہمی ہوئی ہے، حدیث تو نافع کی ہے جو ابن عتبہ بن ابی وقاص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے مسلم، امام احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بطریق عبدالمملک عن جابر عن نافع نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، اس سند میں عن ابیہ کے الفاظ نہیں۔

۶۷۵۴ (ز) عتیق بن قیس الانصاری

یہ اور ان کا بیٹا حارث احد میں شریک ہوئے۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ

مسند احمد (۳۷/۶) (۲۳۷/۶) اسد الغابہ (۳۵۵۷) تجرید (۳۷۱/۱)

مسند احمد (۱۸۴/۴) سنن الدارمی (۸/۱) المستدرک (۶۱۶/۲) دلائل النبوة (۷/۲)

مسلم کتاب الفتن باب ما یکون من فتوحات المسلمین قبل الدجال (۷۲۱۳)

ابن ماجہ (۴۰۹۱) الصحيح لابن حبان (۶۶۷۲)

مسند احمد (۳۵۲۶) تجرید (۳۷۲/۱)

یہ وہی ہیں، درست نام بتیک ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد ثاء

۶۷۵۵ عنم بن الربیعہ الجہنی

نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کا نام عبد العزی تھا آپ نے تبدیل کر دیا۔ ابن عبد البر نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ انہیں بہت بری طرح دہم ہوا ہے جس پر رشا طی نے ”الانساب“ میں خبر دار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: انہوں نے ان کا نام غلط لکھا ہے جبکہ یہ غنم ہیں اور جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کیا تھا وہ تو ان کے پوتے ہیں وہ عبد العزیز بن بدر بن یزید بن معاویہ بن خشان ابن اسعد بن ودیعہ بن مبذول بن غنم ابن الربیعہ۔ ابن کلبی انساب قصاع میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے ان کا نام عبد العزی تھا آپ نے اس کی جگہ عبد العزیز نام رکھ دیا۔ اپنے مقام پر درست نام بیان ہو چکا ہے۔ لہذا عنم بن ربیعہ ان کے والد کے دادا کے دادا کے دادا ہیں۔ ان کے درمیان میں اور اس صحابی کے درمیان نو پشتوں کا فاصلہ (Gap) ہے۔ یوں قریش کے جامع مالک کے طبقہ میں ہوئے۔ یہ وہم ابن الاثیر اور ان کے خوش چین جیسے ذہبی پر مکمل ہوا۔ انہوں نے اپنے سے سابقہ لوگوں کے مقابلہ میں ایک اور دہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ انہوں نے ان کا نام عنم لکھا ہے۔ ان میں اور عنم الجعفی میں فرق کیا ہے جن کے نام کے عین سے بعد والے حرف میں اختلاف ہے آیا وہ ثاء ہے یا نون؟

۶۷۵۶ عثمان بن الارقم

بن ابی الارقم الحزومی۔ ابن ابی عاصم نے ”الوحدان“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوصالح بحوالہ عبد اللہ بن عثمان بن الارقم روایت کی ہے، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کی: بیت المقدس نماز پڑھنے کا..... (الحديث) انہوں نے اسی طرح ان کا تذکرہ کیا ہے، جو ابوصالح یا کسی اور کی غلطی ہے۔ درست وہ ہے جو ابوالیمان نے عن عطف عن عبد اللہ بن عثمان بن الارقم عن ابیہ عن جدہ نقل کی ہے جسے ابن مندہ وغیرہ نے درج کیا ہے۔ وہی درست ہے۔

۶۷۵۷ عثمان بن الازرق

ابو نعیم نے طبرانی کی اتباع میں ان کا ذکر کیا اور دونوں نے بطریق ہشام بن زیاد بحوالہ عمار بن سعد روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: عثمان بن الازرق جمعہ کے روز ہمارے پاس مسجد میں آئے۔ اس وقت امام خطبہ دے رہا تھا..... (حدیث) اسی میں ہے میں نے

اسد الغابہ (۳۵۶۸) تجرید (۳۷۵/۱) * اسد الغابہ (۴۷۰/۳)

تجرید (۱۰۴) * اسد الغابہ (۳۵۶۹) تجرید (۳۷۳/۱)

مجمع الزوائد (۵/۴) المستدرک (۵۰۴/۳) المعجم الکبیر (۹۰۷/۱) الاحاد والمثنائی (۱۹/۲)

اسد الغابہ (۳۵۷۰) تجرید (۳۷۳/۱)

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

”جس نے امام کے باہر آ جانے کے بعد (آگے پہنچنے کے لیے) گردنیں پھلانگیں یا دو بیٹھے ہوؤں کے درمیان

گھسا تو وہ ایسا ہے جیسا جہنم میں اپنی انتڑیاں (آنتیں) گھسیٹنے والا“۔ ❊

انہوں نے اسی طرح درج کیا ہے۔ کسی راوی نے ان کے والد کا نام غلط لیا ہے اور سند سے کچھ ساقط کر دیا۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے عباد بن ہشام بن زیاد، عمار، عثمان بن الارقم بن ابی الارقم کی سند سے وہ بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں۔ یہی درست ہے یہ حدیث الارقم بن ابی الارقم کی روایت کردہ ہے نہ کہ ان کے بیٹے عثمان کی۔

❊ ۶۷۵۸ عثمان بن شماس ❊

بن لبید۔ ابن مندہ نے ان کے دادا کا یہی نام لیا، کیونکہ بحوالہ ابن اسحاق مذکور ہے کہ وہ اُجد میں شہید ہوئے۔ لیکن عنوان سوانح میں ان کا صحیح نام لیا ہے۔ عثمان بن شماس بن الشریذ، جس سے ابن الاثیر ❊ مرحوم نے متنبہ کیا ہے اور ذہبی نے تجرید میں دو عنوان قائم کر دیئے ہیں۔ درست ابن الاثیر کا طرز ہے۔

❊ ۶۷۶۹ (ن) عثمان بن شیبہ الحجبی ❊

ان کا ذکر ایک ایسی حدیث میں آیا ہے جس میں راوی نے ان کا نام غلط لیا ہے۔ ابو حواری نے اپنی صحیح میں بطریق الاوزاعی، حسان بن عطیہ، نافع کے سلسلہ سند سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقعہ پر کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت بلال اور عثمان بن شیبہ تھے پھر لوگوں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا (تاکہ کوئی اور اندر نہ جائے)..... (حدیث) اس میں ایسا ہی لکھا ہے، جبکہ درست عثمان بن طلحہ ہے پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

❊ ۶۷۶۰ عثمان بن محمد ❊

بن طلحہ بن عبید اللہ قرشی تمیمی۔ ابوبکر بن ابی علی نے اور ان کی پیروی میں ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں صحابہ میں ان کا نام شامل کیا ہے۔ اور بطریق مسند امام ابی حنیفہ جسے ابو محمد حارثی نے جمع کیا ہے عن ابی حنیفہ عن محمد بن المنکدر عن عثمان بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ روایت کی ہے، فرمایا: ہم نے اس گوشت کے بارے میں مذاکرہ کیا جسے کوئی حلال شکار کرے اور محرم اسے کھائے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو خواب تھے یہاں تک اسی بحث و مباحثہ میں ہماری آوازیں بلند ہونے لگیں..... (حدیث) ❊ عبداللہ فرماتے ہیں، یہ روایت امام ابو حنیفہ سے ان کے پندرہ شاگردوں نے نقل کی ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے غلطی کی وجہ سے، ابن الاثیر ❊ کا قول ہے: یہ عثمان بالاتفاق صحابی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے والد محمد جنگ جمل میں اس وقت شہید ہوئے جب وہ

❊ المعجم الكبير (۸۳۹۹/۹) مجمع الزوائد (۱۷۹/۲) جامع المسانید (۶/۹)

❊ اسد الغابہ (۳۵۷۳) تجرید (۳۷۳/۱) ❊ اسد الغابہ (۴۷۲/۳) ❊ اسد الغابہ (۳۵۸۷) تجرید (۳۷۵/۱)

❊ مسلم کتاب الحج باب تحریم لاصید للمحرم (۲۸۵۲) نسائی کتاب المناسک (۲۸۱۶)

مسند احمد (۱۶۰/۱) جامع المسانید (۳۷/۹) اسد الغابہ (۲۲۵/۳) ❊ اسد الغابہ (۴۹۲/۳)

عثمان الداری ۶۷۶۱

”جب تک گردشِ شب و روز جاری ہے یہ دین بھی ضرور بالضرور جاری و ساری رہے گا....“ (حدیث)

عنه الجهني ٦٤٢

٦٤٦٣ (ز) عثور

عثیم بن کثیر ❁ ۶۶۴

✽ مسند احمد (١٠٤/٤) السنن الكبرى (١٨١/٩) كنز العمال (١٣٤٥) ✽ اسد الغابه (٣٥٩٠) تجريد (٣٧٥/١)

❖ الاحکام (۱۲۸/۲) ❖ اسد الغایہ (۳۵۹۱) تجرید (۳۷۵/۱)

ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو عرفہ سے سورج غروب ہونے کے بعد آتے دیکھا۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی، لفظی غلطی کا نتیجہ ہے یہ تو عن محمد بن مسلم عن عقیق مروی ہے۔ لہذا صحابی کلبیہ شیم کے دادا ہوئے۔ شیم، محمد کے دادا نہیں وہ تو ان کے شیخ ہیں جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ حرفہ کاف میں بیان ہوگی۔

باب عین کے بعد جیم

عجوز بن نمیر ۶۷۶۵

ابونعیم نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے جو لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بطریق نصر بن حماد عن شعبہ عن الجریری عن ابی السلیل عن عجوز بن نمیر روایت کی ہے، فرمایا: ”میں نے کعبہ میں نبی ﷺ کو دیکھا“ یہ تو یوں ہے کہ عجوز بن نمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح امام احمد نے عن محمد بن جعفر بخوالہ ان کے عن شعبہ نقل کیا ہے۔ اس بارے میں ابونعیم کے وہم سے ابوموسیٰ نے آگاہ کیا ہے۔

باب عین کے بعد وال

عدی انصاری ۶۷۶۶

ابوالہریرہ کے والد ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق ترمذی، ابن ابی عمر، ابن عیینہ عن عبد اللہ بن ابی بکر عن ایبہ عن ابی البداح بن عدی عن ایبہ کی سند سے روایت کی ہے: ”چرواہوں کو ایک دن ری کرنے اور ایک دن چھوڑنے کی رخصت ہے۔“ یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ کیونکہ ابوالبداح بن ابی عامر بن عدی ہیں سفیان کی روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ صحابی تو ان کے بیٹے عامر ہیں۔ یہی روایت امام مالک رحمہ اللہ نے عن عبد اللہ بن ابی بکر درست نقل کی ہے۔

عدی بن جوس ۶۷۶۷

بن سعد بن نصر الحجازی، صحابی ہیں۔ شاید یہ پہلے والے ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ جوس ہیں اور سابقہ شخصیت سے عدی بن زید کی طرف اشارہ کیا ہے، جو ان کا وہم ہے کیونکہ یہ عدی بن خوش نہیں لفظی غلطی کر بیٹھے۔ پہلے درست بیان ہو چکا ہے، تعجب ہے انہوں نے دوبارہ ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) عدی بن حاتم الحمصی ۶۷۶۸

عدی بن حاتم میں ذکر ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۲۲۸/۸) * اسد الغابہ (۳۵۹۳) تجرید (۳۷۵/۱) * مجمع الزوائد (۱۷۷/۱۰) اسد الغابہ (۲۲۹/۳)

اسد الغابہ (۳۶۰/۳) تجرید (۳۷۶/۱) * ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی الرخصة للرعاء (۹۵۴)

اسد الغابہ (۳۶۰/۳) تجرید (۳۷۶/۱) * تجرید (۱۰۴) * اسد الغابہ (۳۶۰/۴)

۶۷۹ عدی بن حرام بن الہیثم انصاری ظفری

فضالہ کے والد۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ فاء کے دوران قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔ بغوی، ابن ابی داؤد اور ابن شہابین وغیرہ کے طرز سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ بطریق فضیل بن سلیمان عن یونس بن محمد بن فضالہ عن ابیہ (اور ان کے والد اور دادا صحابی ہیں) روایت کی ہے۔ ابیہ کی ضمیر یونس کی طرف اور ابوہ کی ضمیر محمد کی طرف راجع ہے۔ ان کے دادا محمد کا نام عدی ہے۔ لہذا وہی صحابی ہوئے۔ ظاہری ضمیر مراد نہیں۔ بلکہ محمد کے دادا فضالہ ہیں اس واسطے کہ صحیح بات یہ ہے کہ محمد بن فضالہ اپنے دادا کے مشہور ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہیں جس کے بارے میں، میں نے محمد بن فضالہ کے حالات میں خبردار کیا ہے۔

۶۷۰ (ن) عدی بن خالد الجہنی

ان کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے ابن القطان نے "الوہم" میں بطریق ابن عبدالبر نقل کیا ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بواسطہ عبداللہ بن یزید ان سے سعید اور حیوہ نے ان سے ابوالاسود نے عن بکیر بن الاشج عن بسر بن سعید بحوالہ عدی بن خالد الجہنی مرفوع روایت کی ہے: "جس کسی کو اپنے بھائی کی طرف سے بغیر ولی خواہش اور سوال کے کوئی بھلائی پہنچے وہ اسے قبول کر لے"۔ (الحدیث) * ابن القطان فرماتے ہیں: یہ سند الٹ گئی ہے، درست خالد بن عدی ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند میں بھی عن عبداللہ بن یزید (جو المقری ہیں) اسی سند سے موجود ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے عن المقری اور ابویعلیٰ نے عن احمد الدورقی عن المقری اور الطبرانی وغیرہ نے بطریق المقری نقل کیا ہے۔

۶۷۱ عدی بن ربیعہ التمیمی السعدی

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ ان سے صرف ان کا بیٹا محمد روایت کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں: ذہبی * نے تجرید میں اسی طرح درج کیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ یہ تو عدی بن ربیعہ البشعی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کے بارے میں شک ہے غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے زمانہ بعثت نہیں پایا ہے۔ واللہ اعلم

۶۷۲ عدی بن زید انصاری

ابن الامین نے بحوالہ تخریج الامور ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، پہلے بیان ہو چکا ہے یہ جذامی ہیں۔ حدیث بھی انہی کی ہے شاید جذامی ہو کر انصار کے حلیف ہوں۔

۶۷۳ عدی بن عدی

بن عمیرہ بن مروہ الکندی۔ اہل جزیرہ کے سردار بقول طبری صحابی ہیں۔

* مسند احمد (۱۰۴/۴) * اسد الغابہ (۳۶۰/۶) استیعاب (۱۶۹/۳) تجرید (۳۷۶/۱) * تجرید (۱۰۴/۴)

* اسد الغابہ (۳۶۰/۸) استیعاب (۱۸۰/۳) تجرید (۳۷۶/۱) * اسد الغابہ (۳۶۱/۳) تجرید (۳۷۶/۱)

میں کہتا ہوں: یہ مشہور تابعی ہیں جنہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گورنر بنایا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب صحیح میں ”حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کی جانب لکھا“ یہی مراد ہیں۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: بڑے عبادت گزار تھے۔ مسلمہ بن عبدالملک کا قول ہے: کندہ میں تین آدمی ایسے تھے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتے۔ تو ان میں ان کا بھی ذکر کیا۔ ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے۔ طبرانی اور عسکری نے صحابہ میں ان کا نسب بطریق یحییٰ بن سعید انصاری عن ابی الزبیر عن عدی بن عدی الکندی عن النبی ﷺ روایت کی ہے:

”جس نے مسلمان کا مال بٹورنے کے لیے قسم کھائی وہ اس حال میں اللہ کے حضور پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔“

میں کہتا ہوں: یہ حدیث اسی سند سے نسائی میں ہے، لیکن عن عدی بن عدی عن ابیہ اور دوسروں کے ہاں بطریق عدی بن عدی عن عمہ العرس بن عمیرہ عن اخیه عدی بن عمیرہ ہے۔ اور ابوداؤدؒ کی کتاب میں بطریق مغیرہ بن زیاد عن عدی بن عدی عن العرس بن عمیرہ ایک اور حدیث ہے۔ ایک اور سند سے مغیرہ سے مروی ہے جس میں عرس کا ذکر نہیں۔ یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ والے عدی بن عدی کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابن عدی بن فروہ ہیں اور ان کا کہنا ہے: ابن عدی بن عمیرہ ہیں۔ اور ابن ابی خثیمہ کا قول ہے یہ نہ اس کے بیٹے ہیں نہ اُس کے انہوں نے ان کا ایک تیسرا نسب ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی خثیمہ کے بارے میں اسی طرح کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے لیکن مجھے ابن ابی خثیمہ کی کتاب سے اس کی صراحت نہیں ملی۔ اشتباہ کی وجہ یہی کہ پہلے کا نسب بیان نہیں ہوا اور دوسرے اپنے دادا کی طرف منسوب ہوئے۔ ورنہ تمام اہل نسب نے ان کا نسب بتایا ہے۔ جیسے ابن کلبی، ابن حبیب، خلیفہ بن سعد اور ابن البرقی وغیرہ۔ اسی طرح انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز والے عدی بن عدی کا نسب ثابت کیا ہے وہ کہتے ہیں، ابن عدی بن عمیرہ بن فروہ اور آخر تک ان کا وہی نسب بتایا جو ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ نسائی نے ان کی حدیث کے دوران جو بطریق جریر بن حازم عن عدی بن عدی عن رجاہ بن حیوہ والعرس بن عمرہ مروی ہے اس کا ذکر کیا ہے ان دونوں نے تو یہ حدیث ان کے والد عدی بن عمیرہ سے نقل کی ہے، پھر وہ حدیثؒ ذکر کی۔ یہ عدی بن عمیرہ صحابی ہیں بلکہ ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

۶۷۷۲ (ز) عدی بن عدی بن حاتم الطائی

یحییٰ بن مندہ نے اپنے ذیل میں بحوالہ طبرانی ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ طبرانی نے تو عدی بن عدی الکندی کا ذکر کیا

—

۶۶۶۵ (ز) عدی بن عمیرہ الحضرمی

عرس بن عمیرہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے اسی طرح ان میں اور عدی بن عمیرہ الکندی میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے حالانکہ یہ وہی ہیں اور عرس بن عمیرہ کے بھائی ہیں۔

۶۶۶۶ عدی بن فروہ

ابن ابی خیمہ نے ان میں اور عدی بن عمیرہ میں فرق کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عدی بن عمیرہ الحضرمی بقول بعض کندی کوئی ہیں۔ جن سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ ان سے ان کا بھائی عرس روایت کرتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: عدی بن فروہ، بقول بعض یہ عدی بن عمیرہ بن فروہ ہیں۔ اصلاً کوفہ کے باشندے ہیں پھر وہاں سے حان منتقل ہو گئے۔ بقول بعض: یہ پہلے والے ہیں۔ اور اکثریت کے نزدیک یہ اور ہیں۔ یہی قول انہوں نے اکثریت سے نقل کیا ہے، اکثر اس بات پہ متفق ہیں یہ ایک ہی ہیں۔

باب عین کے بعد راء

۶۶۶۷ عرفجہ بن خزیمہ

بقول ابو عمر: حضرت عمر بن الخطاب نے جب انہیں عتبہ بن غزوہ کی مدد و کمک کے لئے روانہ فرمایا تو ان کے متعلق عتبہ سے کہا: اس سے مشورہ لیتے رہنا کیونکہ یہ مجاہدے والا آدمی ہے۔ ابن الاثیر ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: درست عرفجہ بن خزیمہ ہے۔ اپنے مقام پہ ذکر ہو چکا ہے، بات یہی ہے۔

۶۶۶۸ (ز) عرفہ بن حارث الکندی

ابن قانع اور ابن حبان نے ان کا ذکر کیا ہے پھر ابن حبان حرف عین میں ان کا ذکر کرتے ہیں، وہی درست ہے۔

۶۶۶۹ عَزَکَی

ابن ابی حاتم نے حرف عین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا۔ ابن السمعانی نے الانساب میں ان کی پیروی کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ ایسا نام ہے جو نسب کے مشابہ ہے۔ ابن ماکولا اور ابن الاثیر نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔ نووی ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ناموں میں ان کا ذکر کرنا بیجا و وہم

اسد الغابہ (۳۶۱۶) استیعاب (۱۸۰۴) اسد الغابہ (۳۶۱۵) استیعاب (۱۸۰۵) تجرید (۳۷۷/۱)

استیعاب (۱۷۰/۳) اسد الغابہ (۳۶۳۰) استیعاب (۱۸۱۵) تجرید (۳۷۸/۱)

استیعاب (۱۷۳/۳) اسد الغابہ (۵۱۸/۳) الثقات (۳۱۱/۳)

الجرح والتعديل (۱۹/۷) الاکمال (۱۳۴/۲)

ہے اس واسطے کہ عری ایک صفت ہے جو کشتی کا ملاح ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک میں جانتا ہوں اہل یمن کے ہاں ٹھہرے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ عرو کی بھی کہتے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ طبرانی نے عبد نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۸۰ عروہ بن رفاعہ الانصاری

اسماعیل نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق المثنیٰ بن الصباح عن عمرو بن دینار عن عروہ بن رفاعہ الانصاری روایت کی ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں..... (حدیث) جو جھاڑ پھونک کے بارے میں ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ درست عروہ بن رفاعہ عن ابن رفاعہ تو عروہ عامر کے بیٹے اور رفاعہ عبید کے بیٹے ہوئے۔ بعد والے حضرات میں ان کا ذکر ہے۔

۶۷۸۱ عروہ بن عامر

بن عبید بن رفاعہ۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ اسماعیل ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: بطریق ابن جریج عن عمرو بن دینار عن عروہ بن عامر بن عبید بن رفاعہ مروی ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے تین بیٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور ان کے بارے میں جھاڑ پھونک کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دے دی۔
میں کہتا ہوں: اس میں بھی لفظی غلطی واقع ہوئی ہے۔ درست عن عروہ بن عامر عن عبید بن رفاعہ ہے تو عروہ وہی جھنی ہیں جن کا پہلے قسم اول میں ذکر ہو چکا ہے۔ ابن ابی حاتم نے جزم سے لکھا ہے کہ وہ عن عبید بن رفاعہ مروی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے، جو بطریق ابن عیینہ عن عمرو بن عروہ بن عامر عن عبید بن رفاعہ مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس..... ترمذی اور نسائی نے بطریق ایوب عن عمرو بن عروہ بن عبید بن رفاعہ عن اسماء یہی حدیث بحوالہ حضرت اسماء نقل کی ہے۔ اور یہ طریق موصول ہے اس واسطے کہ عبید بن رفاعہ کو روایت تو حاصل ہے البتہ نبی ﷺ سے ان کا سماع صحیح نہیں۔

۶۷۸۲ عروہ السعدی

بخاری اور باوردی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اوزاعی عن محمد بن حزابہ عن محمد بن عروہ اسعد بحوالہ ان کے والد مرفوع روایت کی ہے: ”قیامت کی یہ نشانی ہے کہ آباد جگہیں ویران اور ویران مقامات آباد ہو جائیں گے....“ (حدیث) یہ غلطی ہے جو تبدیلی اور ساقط کرنے سے پیدا ہوئی۔ تبدیلی تو یہ کیونکہ درست عن الاوزاعی عن عروہ بن محمد ہے۔ رہا اسقاط تو اصل سند یوں ہے: عن عروہ بن محمد عن ابیہ عن جدہ عطیہ۔ قسم اول میں عطیہ نامی حضرات کے حالات میں

اسد الغابہ (۳۶۴۳) تجرید (۳۷۹/۱) الجرح والتعديل (۳۹۶/۶)

ترمذی مکتب الطب باب ما جاء فی الرقیۃ من العین (۲۰۵۹) ابن ماجہ (۳۵۱۰)

اسد الغابہ (۳۶۴۱) تجرید (۳۷۹/۱) کنز العمال (۳۸۵۳۴) اسد الغابہ (۲۴۴/۳)

درست نام گزر چکا ہے۔ ان عروہ کے والد کے بارے میں اختلاف ہے، آیا انہوں نے دو ربوہ پایا ہے جیسا کہ میں قسم ثانی میں محمد بن عطیہ کے حالات میں بیان کروں گا۔ ابن فحون نے جزم سے لکھا ہے کہ جن نے ”عروہ بن محمد“ کہا اس کا قول صحیح ہے جبکہ محمد بن عروہ مقلوب ہے۔ اس کی مزید تفصیل میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم کی قسم رابع کے دوران محمد بن حبیب کے حالات میں بیان کروں گا۔

۶۷۸۳ (ن) عریف

قریش عرفاء (ناظموں) میں سے بغوی نے حرف عین میں اس نام کا ذکر کیا ہے، جو ناموں میں وہم ہے۔ یہ تو وصف ہے اس کا مقام مبہمات میں ہے۔

باب عین کے بعد سین

۶۷۸۴ عسجدی بن مانع السلسکی

بقول ابن یونس: معافر میں شمار ہوتے ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔
میں کہتا ہوں: درست عجمی ہے اور یہ (عسجدی) لفظی غلطی ہے۔ اپنے مقام پہ درست نام بیان ہو چکا ہے۔

باب عین کے بعد صاد

۶۷۸۵ عصمہ

صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان سے ازھر روایت کرتے ہیں۔ ذہبی * تجرید میں ان میں اور عصمہ بن قیس میں فرق کرتے ہیں جبکہ شخصیت ایک ہے۔

۶۷۸۶ عصیمہ الاسدی *

ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پہ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن مندہ نے عصمہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اس لیے استدراک کا کیا مطلب؟!

۶۷۸۷ عصیمہ الاشجعی

بنی النجار کے حلیف۔ ابن عبد البر نے ان کا دوبار ذکر کیا ہے جبکہ ”عصمہ“ میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ ابن الاثیر * نے اس پہ متنبہ کیا ہے۔

باب عین کے بعد طاء

۶۷۸۸ عطاء الشیبی العبدی

ان سے ان کا بیٹا ابراہیم اور فطر بن خلیفہ روایت کرتا ہے، ان کی حدیث ہے: ”جو توں کے تھے لگایا کرو“۔ اسی طرح ذہبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہ ”فطر بن خلیفہ نے ان سے روایت کی ہے“ غلط ہے۔ اور انہیں شیبی عبدی کہنا بھی غلط ہے بلکہ یہ تو ثقی طائی ہیں۔ ان کی حدیث میں ”قابلوا النعال“ اختلاف ہے آیا اس کے صحابی یہ ہیں یا ابراہیم؟ جس کی مکمل وضاحت ابراہیم کے حالات میں بیان ہو چکی ہے، رہے شیبی عبدی تو ان سے فطر بن خلیفہ روایت کرتے ہیں ان کی حدیث ہے: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہنے نماز پڑھتے دیکھا“۔ قسم اول میں ان کے والد کے نام میں اختلاف کے ساتھ تفصیل ہو چکی ہے۔

۶۷۸۹ عطاء المزنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن زید عن ابن قتیبة عن عبد الملک بن نوفل عن ابن عطاء المزنی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے، درست عن ابن عصام ہے، اسی طرح حفاظ نے ابن عیینہ کے شاگردوں سے روایت کی ہے۔ قسم اول میں عصام کے حالات میں درست نام گزر چکا ہے۔

۶۷۹۰ (ز) عطاء (مولا ابی احمد بن جحش)

ایک مرسل حدیث روایت کرنے کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا بحوالہ والد قول ہے اور عسکری نے انہی کا قول لیا ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی حدیث سنن النسائی میں ہے۔

۶۷۹۱ (ز) عطاء بن سعد

ابن قتیون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو ان کا وہم ہے، کیونکہ یہ عطیہ السعدی ہیں۔ ان کے والد کے بارے میں ایک قول یہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ سعد ہیں۔

۶۷۹۲ عطیہ بن سفیان

بن عبد اللہ بن ربیعہ اشقی، مشہور تابعی ہیں، ابن اسحاق سے آگے ان کی حدیث میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان سب میں ابراہیم بن سعد کی ان سے مروی روایت زیادہ صحیح ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک عن عطیہ بن

سفیان فرماتے ہیں: مجھ سے اس وفد نے بیان کیا جو ثقیف کا اسلام قبول کرنا نبی ﷺ کو پہنچانے گئے تھے اور رمضان میں آپ کے پاس آئے تھے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * اسے ابن ماجہ نے نقل کیا ہے، علقمہ النخعی کے حالات میں اس بارے میں اختلاف بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۹۳ عقیہ بن عمرو بن جشم

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ جعفر المستغفری اور ابو موسیٰ نے ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کیا ہے۔ اور ان سب نے ان میں اور عطیہ السعدی میں فرق کیا ہے اور ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جو بعینہ عطیہ السعدی کی حدیث ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک قول ہے ان کے والد کا نام عمرو ہے، رہا جشم تو یہ ان کے جد اعلیٰ ہیں۔

۶۷۹۴ (ن) عطیہ السعدی

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے جو غلط ہے۔ بیہقی نے ”الشعب“ میں بطریق ربیعہ بن یزید وغیرہ عن عطیہ السعدی (جو صحابی ہیں) یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے:

”بندہ اس وقت تک متقین کا درجہ نہیں حاصل کر سکتا جب تک وہ چیزیں نہ ترک کر دے جن میں کوئی حرج نہیں مبادا کسی حرج والی چیز میں مبتلا ہو جائے۔“ *

یہ بعینہ حدیث عطیہ السعدی ہے جسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد فاء

۶۷۹۵ عقیف بن الحارث الیمانی

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو نعیم نے بھی ان کی پیروی کی، پھر بطریق المعانی بن عمران عن ابی بکر الشیبانی عن حبیب بن عبید عن عقیف بن الحارث الیمانی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو امت اپنے نبی کے بعد کوئی بدعت کرتی ہے تو اسی طرح کی ایک سنت ضائع کر دیتی ہے۔“ *

ابو موسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: ان سے کئی مقامات پر لفظی غلطی ہوئی ہے: (۱) اوّل نام میں یہ نام تو عقیف ہے۔ (۲) دوم ان کے نسب میں، یہ تو ثمالی ہیں۔ (۳) سوم سند میں، یہ تو ابوبکر الغسانی ہیں جو ابن ابی مریم ہیں۔ لکھتے ہیں: کتاب السنۃ میں طبرانی نے درست لکھا ہے۔

* المعجم الكبير (۴۴۸/۱۷) جامع المسانيد (۱۵۰/۹) * اسد الغابہ (۳۶۸۷) تجرید (۳۸۲/۱)

* ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرفائق والدرع باب ۱۹ حدیث (۲۴۵) ابن ماجہ (۴۲۱۵) کنز العمال (۵۶۴۲)

* اسد الغابہ (۳۶۹۵) تجرید (۳۸۳/۱) * المعجم الكبير (۱۷۸/۱۸) جامع المسانيد (۱۵۸/۹)

باب عین کے بعد قاف

۶۷۹۶ عقبة بن اوس *

مشہور تابعی ہیں جنہوں نے مرسل حدیث بیان کی۔ جی بن مخلد نے اپنی سند میں اس کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استدراک میں ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا۔

۶۷۹۷ عقبة بن حارث * الفہری

امیر معاویہ اور یزید کی طرف سے مغرب کے گورنر۔ ابن یونس کا قول ہے، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، جو صحیح نہیں۔ اسی طرح ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں ان سے غلطی ہوئی۔ یہ تو عقبہ بن نافع بن الحارث ہیں۔ یہاں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ ابن یونس نے ان کا درست نام ذکر کیا ہے۔ شاید نسخے سے ان کے والد کا نام رہ گیا ہو۔ قسم ثانی میں عقبہ بن نافع کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۷۹۸ عقبة بن عبد (بلا اضافت) *

مستفزی نے اور ابوموسیٰ نے ان کی پیروی میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کے نام میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ بطریق یحییٰ بن صالح عن محمد بن القاسم روایت کی ہے فرمایا: میں نے عقبہ بن عبد کو فرماتے سنا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک برہمنی (چھوٹی تلوار) عطا کر کے فرمایا: ”اگر تم اس سے وار نہ کر سکو تو اسے نیزہ بنا لینا۔“ *
میں کہتا ہوں: یہ محمد بن قاسم کی عن عقبہ بن عبد السلمی سے مروی مشہور حدیث ہے جن کا ذکر قسم اول میں ہوا ہے۔

۶۷۹۹ عقبة بن مالك الجہنی *

ان کے بارے قسم اول میں گفتگو ہو چکی ہے۔

۶۸۰۰ عقبة بن ناجیہ الخزاعی

کلثوم کے والد۔ یعقوب بن محمد زہری نے ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست علقمہ بن ناجیہ قسم اول میں وضاحت سے تذکرہ ہوا ہے۔

۶۸۰۱ عقبة بن نافع *

ان کے والد کا نام بھی کسی راوی نے غلط لکھ دیا ہے درست عقبہ بن عامر ہے اسماعیلی بطریق اسحاق الازرق عن الثوری عن ابیہ عن عکرمہ عن عقبہ بن نافع روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ سے اپنی بہن کے بارے میں پوچھنے لگا، جس نے

* تجرید (۳۸۳/۱) اسد الغابہ (۳۶۹۸) تجرید (۳۸۳/۱) * اسد الغابہ (۳۷۰۹) تجرید (۳۸۴/۱)

* اسد الغابہ (۲۶۱/۳) * تجرید (۳۸۵/۱) * اسد الغابہ (۳۷۱۶) استیعاب (۶۸۴۹) تجرید (۳۸۵/۱)

یہ نذر مانی تھی کہ وہ پیدل حج کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے کہودہ سوار ہو جائے۔“ * اسامعیلی فرماتے ہیں: یہ تو عقبہ بن عامر ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد نے یہ روایت ایک اور طریق سے عن الثوری اسی سند سے اور ایک دوسرے طریق سے عن عکرمہ اور ایک دوسرے طریق سے بواسطہ ان کے عن ابن عباس عن عقبہ بن عامر نقل کی ہے۔

عقبہ * ابو عبد الرحمن (۶۸۰۲)

صحابی ہیں۔ ایک کمزور ترین حدیث میں ہے کہ یہ جھنی ہیں، جنہیں یہی سمجھا جاتا ہے۔ ذہبی * نے عقبہ الجھنی کے بعد ان کا نام شمار کیا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبد الرحمن روایت کرتا ہے، تو اب جبکہ وہ خود اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ وہی ہیں تو دوبارہ ان کا نام دہرانا مناسب نہ تھا۔

باب عین کے بعد لام

العلاء بن الحارث الثقفی (۶۸۰۳)

ابن کلبی نے تفسیر میں عن ابی صراح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے والد کا نام غلط لیا ہے۔ یہ تو العلاء بن جاریہ ہیں۔ درست نام پہلے بیان ہو چکا ہے۔

علاء الاسدی (۶۸۰۴)

ابو احمد العسکری نے بنی اسد بن خزیمہ میں سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن الاثیر * نے دو مقامات پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اول یہ اسدی ہیں اور ازد سے تعلق رکھتے ہیں۔ سین زاء سے بدل گیا ہے۔ دوم: تابعی ہیں، چنانچہ انہوں نے بطریق محمد بن بکر عن ابن جریج ان کی حدیث نقل کی ہے کہ علماء الاسدی نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ جب اپنے اونٹ پر سفر کے لیے بیٹھتے تو تین بار * اللہ اکبر کہتے۔۔۔۔۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر سے تیسرے وہم کا بیان کرنا رہ گیا، وہ یہ کہ ان کا نام غلط لیا گیا ہے۔ یہ تو علی، ان کے بعد اس کا الف ثابت رہتا ہے۔ اور یہ علی الازدی علی بن عبد اللہ البارقی ہیں۔ تابعین میں اس حدیث کی روایت میں مشہور ہیں، جسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے بھی، حاکم، دارمی اور ابن حبان نے بھی بطریق حماد بن سلمہ عن ابی الزبیر اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر نسب کی تحریف بتانے کے لیے تو چوکے ہو گئے لیکن اس کی مطلق آگاہی نہیں ہوئی کہ حدیث مرسل ہے۔ اور روایت کرنے

* بخاری کتاب جزاء الصيد باب نذر المشی الى الکعبة (۱۸۶۶) مسلم (۴۲۳۶) ابوداؤد (۳۲۹۹)

نسائی (۳۸۲۳) مسند احمد (۱۴۹/۴)

* اسد الغابہ (۳۷۰۸) تجرید (۳۸۴/۱) * تجرید (۱۰۲) * اسد الغابہ (۳۷۵۲) تجرید (۳۸۹/۱)

* اسد الغابہ (۲۷۵/۳) * جامع المسانید والسنن (۲۸۰/۹) اسد الغابہ (۲۷۵/۳)

والے تابعی ہیں نہ کہ صحابی، ان کا نام غلط نہیں ہوا۔ ذہبیؒ کے سامنے بھی یہ روایت ایسے ہی گزر گئی، انہوں نے درست سے متنبہ نہیں کیا۔ ابن عدی نے الکامل میں یہی حدیث علی بن عبداللہ الباری کے حالات میں درج کی ہے اس کے سیاق میں عن ابی الزبیر کہ علی الازدی نے انہیں بتایا کہ ابن عمرؓ نے انہیں سکھایا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ادھر العسکری پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے ”تحقیف“ (لفظی غلطی) کے بارے میں دو کتابیں لکھی ہیں، جن میں محدثین اور ادباء پر بڑی تشنیع و نکیر کی ہے۔ پھر بھی اس روایت میں تحقیف ہی کے پیرو ہو گئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق کے طلبگار ہیں۔

۶۸۰۵) علقمہ بن حجرؒ

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے چنانچہ انہوں نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ناک اور پیشانی کو زمین پر لگاتے دیکھا۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے، یہ تو عن حجاج عن عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اشتباہ کا سبب یہ ہے کہ عبدالجبار نے تو یہ حدیث اپنے بھائی علقمہ بن وائل عن ابیہ کے واسطے سے سنی، پھر اسناد میں تبدیلی واقع ہوئی جس کی وجہ سے علقمہ بن حجر کا ذکر لازم نہ ہوا، جبکہ اس شخصیت کا وجود تک نہیں، اور مشہور علقمہ بن وائل بن حجر ہیں۔

۶۸۰۶) علقمہ بن نضلہ الكنانی

قسم اول میں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ابو حاتمؒ کا قول ہے: صحابی نہیں۔

۶۸۰۷) علقمہ بن نضلہ الخزاعی

طلحہ نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن قانع کی کتاب میں ان کا نام غلط لکھا ہے۔

۶۸۰۸) (ز) علقمہ

سماک کے والد۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، تو ایک شخص دوسرے کو رستی (چڑے کی رستی) سے کھینچ رہا تھا.... (حدیث)

ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے یہ روایت تو عن سماک عن علقمہ عن ابیہ کی سند سے مروی ہے سماک ہی ابن حرب ہیں اور علقمہ وہ ابن وائل بن حجرؓ ہیں درست وائل بن حجر ہے۔ یہی حدیث اسی سند سے ابن ابی خثیمہ نے درست سند سے بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح مسلم ابوداؤد اور نسائی نے بطریق سماک روایت کی ہے۔

۶۸۰۹ (ن) علی السلمی

بزار نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ ”وحدان“ میں بطریق یزید بن عبد الرحمن عن اسماعیل بن ابراہیم بن علی السلمی عن ایبہ عن جدہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں بنت ربیعہ بن حارث کی شادی تم سے نہ کر دوں؟ بزار فرماتے ہیں: ہمیں سلمی سے مروی اس اسناد اور اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ ان کی کتاب میں، اس میں تحریف واقع ہوئی ہے یہ تو اسماعیل بن ابراہیم بن معاذ ہیں۔ عباد میں قسم اول کے دوران درست نام بیان ہو چکا ہے۔

باب عین کے بعد میم

۶۸۱۰ عمار بن اوس

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور قبی بن مخلد کی علامت لگائی۔ یہ لفظی غلطی ہے، درست نام عمارہ ہے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۱۱ عمار بن عکرمہ

ان کا بھی ذہبی نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔ اور قبی بن مخلد کا حوالہ دیا ہے یہ بھی غلط ہے یہ تو عمارہ بن زکریہ ہیں پہلے درست نام گزر چکا ہے۔

۶۸۱۲ (ن) عمار ایک شامی شخص، عمارہ میں ذکر ہوا ہے۔

۶۸۱۳ (ن) عمارہ بن حبیب النسائی

بقول ابن ابی حاتم * ان سے ابو عبد الرحمن الحملی روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا یہ صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ ہم نے محض گمان کی بنا پر ”وحدان“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا، حالانکہ وہ (حبیب کے بجائے) شیب ہیں۔ پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔ میں نے ابن حبان کی کتاب ”صحابہ“ میں ابوعلی بکری کے قلم سے لکھا دیکھا ہے: عمارہ بن شیب۔ یہ بھی لفظی غلطی ہے۔

۶۸۱۴ عمارہ بن راشد

جعفر المستغری نے بحوالہ یحییٰ بن یونس الشیرازی ان کا نام شامل کیا ہے۔ جعفر لکھتے ہیں: تابعی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان کے بارے میں یہی الفاظ کہے ہیں ان کی حدیث مسند ابی یعلیٰ اور القطیعات

میں ہے۔ بقول ابو حاتم: ﴿مجهول ہیں، اوروں کا کہنا ہے: حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت تک زندہ رہے۔﴾

۶۸۱۵) عمارہ بن عبید

ایک شامی شخص ہیں۔ درست یہ ہے کہ تابعی ہیں۔ نعم کے کسی بے نام صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ قسم اول میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۸۱۶) عمارہ بن غراب

ان کا بھی جعفر نے بحوالہ ابن یونس ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ حمیر کے تابعی ﴿ہیں، صحابی نہیں۔﴾ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث سنن میں بواسطہ ان کی پھوپھی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، ابو حاتم ﴿کا قول ہے:﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ بقول اپنی پھوپھی سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتے ہیں۔

۶۸۱۷) (ن) عمارہ بن قرص اللیثی

مغلطائی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل میں نے اسد پہ ان کے قلم سے پڑھی ہے، انہوں نے ان کا نام غلط لیا ہے، درست عبادہ ہے۔ پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۱۸) (ن) عمارہ بن الولید

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں اس کا ذکر کیا ہے اور حوالہ مقاتل کا دیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی تفسیر میں اس آیت ”جس شخص کو میں نے اکیلا پیدا کیا اسے میرے حوالے کرو“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے تین: خالد، ہشام اور عمارہ مسلمان ہو گئے۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ مقاتل اس کا ذکر کیا ہے، درست خالد، ہشام اور ولید ہے۔ رہا عمارہ تو وہ کافر ہی مرا۔ اس واسطے کہ قریش نے اسے نجاشی کے پاس بھیجا تو وہاں اس کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے اس کا جی توازن برقرار نہیں رہا اور جنگی درندوں کے ساتھ پھرنے لگا۔ میں نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ یہ قریش کے اُن لوگوں میں سے تھا جن کے خلاف نبی ﷺ نے بددعا کی تھی جب عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت پر اونٹ کی اوجھ ڈال دی تھی۔

۶۸۱۹) (ن) عمارہ (صحابی رسول اللہ ﷺ)

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ انگلی کے اشارے سے زیادہ خطاب میں ہاتھ نہ ہلاتے۔ ابن شاہین نے ان میں اور عمارہ بن رویہ میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے جبکہ یہ وہی ہیں اور حدیث بھی انہی کی ہے۔

۶۸۲۰) (ن) عمارہ الدنلی

باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ بطریق مسعود

بن سعد عن عطاء بن السائب عن ابی عمارہ بنحو ان کے والد روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں کھڑے دیکھا۔۔۔ (حدیث) درست عن عطاء بن السائب عن ابن عباد عن ایبہ ہے۔ ابن عباد ہی ربیعہ ہیں، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۸۲۱ عمارہ (ابوعمارہ کے والد) ❀

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون لکھتے ہیں یہ ان کا وہم ہے۔

۶۸۲۲ عمر بن بلیل ❀

بن اجمہ انصاری۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ اسی طرح ❀ تجرید کے مصنف نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ یہ تو عمرو ہیں جیسا کہ پہلے درست بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۲۳ عمرو بن ثابت بن وقش ❀

ابن الاثیر ❀ نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ استیعاب کے مصنف کا کہنا ہے: ثابت بن وقش اور ان کے دونوں بیٹے عمرو اور عمر اُحد میں شریک ہوئے، مشہور تو یہ ہے کہ ان کے دونوں بیٹوں کے نام سلمہ اور عمر ہیں۔ صاحب استیعاب نے سلمہ کے حالات میں ان کے یہی حالات لکھے ہیں۔ اور عدوی نے نسب انصار میں بھی یہی بیان کیا ہے۔

۶۸۲۴ (ن) عمر بن جابر ❀

ایک مرسل حدیث بیان کرنے کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، جبکہ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کے حوالے سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ان سے مہمس بن الحسن نے روایت کی ہے۔

۶۸۲۵ عمرو بن سالم الخزاعی ❀

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: عمرو بن سالم خزاعہ کی طرف سے آنے والے ہیں۔ پھر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر بن سالم خزاعی نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ اشعار سنائے:
 ”اے اللہ! میں محمد (ﷺ) کو واسطہ دینے والا ہوں۔“

ابو نعیم فرماتے ہیں: انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی اس میں اختلاف نہیں کہ یہی عمرو ہیں۔ ابن الاثیر ❀ مرحوم کا کہنا ہے: ابو نعیم کی بات صحیح اور ابن مندہ کا قول وہم اور لفظی غلطی پر مشتمل ہے۔ ذہبی ❀ نے ان کا انتہائی مختصر اور عجیب تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عمر بن سالم خزاعی بقول بعض عمرو۔ خزاعہ کے نمائندے ہیں۔ صحیح عمر ہے۔ اس نسخہ میں ایسا ہی ہے، جہاں تک میرا گمان ہے واؤرہ گئی ہے تاکہ ان کی بات اصل کے ساتھ جڑ جائے۔

❀ تجرید (۳۹۶/۱) ❀ تجرید (۱۱۰) ❀ اسد الغابہ (۳۵۷/۳)

❀ اسد الغابہ (۳۹۲۳) استیعاب (۱۹۳۸) تجرید (۳۹۷/۱) ❀ اسد الغابہ (۳۷۲/۳)

❀ تجرید (۱۱۰)

۶۸۲۶ عمر بن سراقہؓ بن المعتمر

ابو عمرؓ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن نام غلط لیا ہے، درست عمرو ہے۔ ابن فتحون نے اس سے آگاہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابو عمر نے ان کے بھائی عبداللہ کے سوانح میں ان کا صحیح تذکرہ کیا ہے۔

۶۸۲۷ عمر بن سعد السلمي

مطین نے وحدان میں بطریق مغازی واقدی ان کا ذکر کیا ہے کہ عن زیاد بن عمر بن سعد فرماتے ہیں: مجھ سے میرے دادا اور والد نے بیان کیا جو دونوں حنین میں شریک ہوئے تھے۔ پھر محکم بن جاعلہ کا واقعہ نقل کیا۔ ابو نعیم ان کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس میں تامل ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہم سے آگاہ نہیں کیا۔ درست ضمیرہ بن سعد ہے، جیسا کہ ابوداؤد نے سنن میں اسی سند اور متن سے نقل کیا ہے۔

۶۸۲۸ عمر بن سعد

بن ابی وقاص الزہری۔ ابن فتحون نے ”ذیل“ میں اس روایت کو سہارا بناتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے جو ابو عمرو بن بطریق سعید بن بزیع عن ابن اسحاق نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے شام و عراق کو فتح کر دیا ہے، آپ اپنے ساتھیوں کا لشکر بنا کر جزیرہ روانہ کریں۔ چنانچہ آپ نے عیاض بن غنم کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا اور ان کے ساتھ عمر بن سعد کو بھی روانہ کیا جو کم عمر لڑکا تھا۔ یہی روایت یعقوب بن سفیان اور طبری نے بطریق سلمہ بن فضل عن ابن اسحاق نقل کی ہے کہ ۱۹ھ کا واقعہ ہے۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: جو شخص اس وقت اتنی عمر کا ہو کہ اسے لشکروں کے ساتھ بھیجا جاسکے تو یقیناً اس کی پیدائش عہد نبی ﷺ میں ہوئی ہوگی۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوتا ہے وہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوا۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: یہ روایت اس سے مضبوط روایت سے فکر رہی ہے چنانچہ صحیحین میں بطریق ابن شہاب عن عامر بن سعد عن ابیہ کی سند سے مروی ہے: میں مکہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں تو مالدار لیکن میری وارث صرف میری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ (حدیث) امام مالک اور جہور کی روایت ہے: یہ حجۃ الوداع کے موقعہ کا واقعہ ہے اور ابن عیینہ کی روایت میں فتح مکہ کا واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: امام الحدیث یحییٰ بن معین نے یقین سے لکھا ہے کہ عمر بن سعد اس سال پیدا ہوا جس سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ یہی بات ابن ابی خنیسہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ یحییٰ نقل کی ہے۔ سیف ”ردۃ“ میں لکھتے ہیں: ارتداد کے دور میں کندہ کی یسری بنت قیس بن ابی الکیسم نامی خاتون حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جس سے عمر بن سعد کی ولادت ہوئی۔

اسد الغابہ (۳۹۲۸) استیعاب (۱۹۳۹) استیعاب (۲۶۰/۳) تجرید (۳۹۷/۱)

بخاری کتاب الوصایا باب ان یتروک ورثتہ اغنیاء (۲۷۴۲) مسلم (۴۱۸۵) ابوداؤد (۲۸۶۴) ترمذی (۲۱۱۶)

نسائی (۳۶۲۸) ابن ماجہ (۲۷۰۸)

۶۸۲۹ عمر بن عامر السلمی

ابن اسکن اور ابن مندہ نے بطریق عبد الحمید بن سلمہ عن ابیہ عن عمر بن عامر السلمی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم فجر کی نماز پڑھو تو سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے رکے رہو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں میں سے طلوع ہوتا ہے۔۔۔۔۔“ (حدیث)

ابو نعیم فرماتے ہیں: اس میں کسی راوی سے غلطی ہوئی ہے، یہ تو عمرو بن عبسہ ہیں۔ جس سند سے یہ روایت ابن اسکن نے نقل کی ہے اسی سے ابن السنی نے نقل کی تو کہا: عمرو بن عبسہ۔

۶۸۳۰ (ز) عمر بن عبید اللہ

بن ابی زیاد۔ تابعی ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کسی راوی سے غلطی ہوئی اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ بات صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: عمر بن عبید اللہ بن ابی زیاد، موسیٰ نصیبی عن ابی ضمروہ عن الحارث بن ابی ذباب عن عمر بن عبید اللہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں موسیٰ سے غلطی ہوئی ہے یہ تو عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھائی۔ فرماتے ہیں: عمر تابعی ہیں۔ ابن الاثیر کی کتاب میں لکھا ہے: عمر بن عبید اللہ بن ابی زکریا۔ واللہ اعلم

۶۸۳۱ عمر بن عوف

بنی عامر بن لوی کے حلیف۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق واقدی روایت کی ہے کہ عمر بن عوف یمانی بنی عامر بن لوی کے حلیف اور قدیم الاسلام صحابی ہیں ع نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: درست عمرو بن عوف ہے۔

۶۸۳۲ عمر بن غزیہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ”عمرو“ نامی حضرات میں دوبارہ درست تذکرہ کیا ہے، پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۶۸۳۳ عمر بن مالک العامری

درست ابی بن مالک۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

تجرید (۳۹۸/۱)

مسلم کتاب صلاة المسافرين باب اسلام عمرو بن عبسہ (۱۸۶۷) مسند احمد (۱۱۴/۴) مجمع الزوائد (۲۲۷/۲)

جامع المسانید (۲۹، ۲۸، ۱۰)

الجرح والتعديل (۱۲۰، ۱۱۹/۶) اسد الغابہ (۳۴۵/۳)

۶۸۳۲ عمرو

ابن ابی الاسد، کسی راوی کو وہم ہوا ہے، حسن بن سفیان، محمد بن حرب المروزی، محمد بن بشر عن عبید اللہ بن عمر عن الزہری بحوالہ عمرو بن ابی الاسد روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے دونوں پلو اپنے کندھوں پر ڈال رکھے تھے۔“ * ابو موسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: یہ روایت ابو کریب اور علی بن حرب وغیرہ نے عن محمد بن بشر اسی طرح نقل کی ہے۔ ”الافراد“ میں الدارقطنی کا قول ہے اسی طرح محمد بن بشر اس روایت میں منفرد ہے۔ درست روایت وہ ہے جو ابواسامہ وغیرہ عن عبید اللہ بن عمر عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمرو بن ابی سلمہ بن عبد الاسد نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بطریق ابی اسامہ روایت کی ہے۔ ادھر ابن الاثیر * کا گمان ہے ابو نعیم نے اس سند میں ان کا نام عمرو بن الاسود بتایا ہے۔ جبکہ میں نے ابو نعیم کی کتاب ”المعروفہ“ میں عمرو بن ابی الاسد دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۶۸۳۵ عمرو بن اوس *

بن ابی اوس الشعمی۔ مشہور تابعی ہیں۔ کتب ستہ (صحاح ستہ: بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) میں ان کی حدیث ہے۔ جمہور نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے، جبکہ طبرانی، ابن مندہ اور ایک جماعت صحابہ میں ان کا ذکر کرتی ہے، جس کا سبب وہ حدیث ہے جسے انہوں نے بطریق ولید بن مسلم عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی عن عثمان بن عمرو بن اوس عن ابیہ روایت کیا ہے کہ میں ثقیف کی * جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ مشہور وہ روایت ہے جو حفاظ نے مذکورہ طاغی سے عن عثمان (جو ابن عبد اللہ بن اوس ہیں) عن عمرو بن اوس عن ابیہ روایت کی ہے۔ چنانچہ ولید کی روایت میں عن تبدیل ہو کر ابن بن گیا۔ درست سند یوں ہے: عن عثمان بن عمرو عن ابیہ۔ اور یہ حدیث اوس ہے اس میں ایک اور غلطی بھی واقع ہوئی ہے جسے میں نے عبد اللہ بن اوس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

۶۸۳۶ عمرو بن ابی جندب الوادعی

ابو عطیہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کرنے کی وجہ سے عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ چنانچہ بطریق سفیان عن علی بن الاحمر عن ابی عطیہ الوادعی روایت کی ہے، فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ میں دیکھا کہ عورتیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے لدی ہوئی لوٹ جاؤ۔“ * میں کہتا ہوں: یہ حدیث بروایت آخر مشہور ہے۔

* مسلم کتاب الصلاة باب الصلاة فی ثوب واحد (۱۹۱۰) ابوداؤد (۶۲۸) الاوسط (۱۹۱۶) السنن الکبریٰ (۱۰۸/۲)

* اسد الغابہ (۳۸۵۹) * اسد الغابہ (۳۸۵۹) تجرید (۴۰۰/۱) * مسند احمد (۹/۶) اسد الغابہ (۳۵۳/۳)

* اسد الغابہ (۳۶۱/۳)

۶۸۳۶ (ز) عمرو بن الحارث بن المصطلق

یہ عمرو بن حارث بن ابی ضرار ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ”ابن المصطلق“ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے ابن ابی ضرار کے حالات میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی ضرار صحیح ہے۔ مصطلق ان کے جد اعلیٰ ہیں، یہ ایک ہی شخصیت ہے اس لئے استدراک کا کیا مطلب؟

۶۸۳۸ (ز) عمرو بن حرام انصاری

نسائی نے کتاب المناقب میں ان کے حالات لکھے ہیں، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بعد اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کا ذکر کرتے ہیں اور بطریق عمرو بن دینار عن جابر مرفوع روایت کرتے ہیں: ”اے انصار کی جماعت اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا کرے خصوصاً عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کے گھرانے کو“۔

میں کہتا ہوں: آل عمرو سے مراد ان کا بیٹا عبداللہ جابر کا والد اور ان کا بیٹا جابر ان کی پھوپھیاں اور ان کی بہنیں مراد ہیں اور رہے عمرو بن حرام حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد تو انہوں نے دور اسلام نہیں پایا ہے۔ تو جب آپ نے سعد بن عبادہ کے ساتھ ان کا ذکر کیا تو یہ گمان ہو گیا، یہ سعد کی طرح صحابی ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ مناسب ہے کہ سعد کو آل پر عطف کرتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے نہ کہ عمرو اور ان کے بیٹے کے نام پر عطف کر کے مجرور پڑھا جائے۔ واللہ اعلم

۶۸۳۹ (ز) عمرو بن حماس الیثی

ابن مندہ نے بطریق الفریابی عن ابن ابی ذئب عن الحارث بن الحکم بحوالہ ان کے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے لیے راستے کے درمیان“ میں کوئی حصہ نہیں۔“ ابو نعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ درست ابو عمرو بن حماس ہے اور یہ تابعی ہیں۔

۶۸۴۰ (ز) عمرو بن خلاص الاوسی

ابو موسیٰ نے بحوالہ جعفر ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ میں کہتا ہوں: ان سے ان کے والد کا نام غلط ہو گیا یہ تو جلاس ہے جس کی وضاحت ہم نے کر دی ہے۔

۶۸۴۱ (ز) عمرو بن رافع

ابو موسیٰ نے سعید طاقتانی کی پیروی میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہلال بن ابی ہلال ان کا نام شامل کیا ہے (ابو ہلال کا نام عامر ہے) عن عمرو بن رافع روایت کی ہے کہ میں نے نحر کے دن ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے دیکھا۔ درست سند

اسد الغابہ (۳۸۹۲) تریذ (۴۰۴/۱) مختصر تاریخ دمشق (۳۹۲/۳)

سراۃ الطریق: متنہ و وسطہ جامع المسانید والسنن (۵۶۷/۹) اسد الغابہ (۳۶۶/۳)

اسد الغابہ (۳۹۱۲) تجرید (۴۰۶/۱) اسد الغابہ (۳۹۱۴) استیعاب (۱۹۳۵) تجرید (۴۰۶/۱)

جامع المسانید (۵۷۷/۹) اسد الغابہ (۳۷۰/۳)

عن رافع بن عمرو ہے۔ ہلال سے روایت کرنے والے علی بن مجاہد نے ان کا نام الٹ دیا ہے، مرہ کا قول ہے: عن ہلال عن عمرو بن رافع عن ابیہ جو غلط ہے۔ ہلال بن عامر سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض: عن ہلال عن رافع بن عمرو۔ بقول بعض: عن ہلال عن ابیہ۔ جس میں رافع کا ذکر ہے اور نہ عمرو کا۔ میں نے عامر بن عمرو الحمزنی کے حالات میں ان کے بارے میں وضاحت کر دی ہے یہی روایت کجج اور مردوان بن معاویہ وغیرہ نے عن ہلال عن رافع بن عمرو نقل کی ہے، جو محفوظ ہے۔

۶۸۲۲ عمرو بن زرارہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ ابن قانع بطریق جعفر بن سلیمان عن خالد بن سلمہ عن سعید بن عمرو بن زرارہ عن ابیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے یہ آیت ”بے شک مجرم لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ان کی عقل ماری گئی ہے“ تلاوت فرمائی، فرمایا: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آخری دور میں تقدیر کا انکار کریں گے۔ اس روایت کو ابن شاپین اور ابن مردویہ وغیرہ نے تفسیر میں بطریق جعفر بن سلیمان عن خالد بن سعید بن عمرو بن جعدہ عن عمرو بن زرارہ عن ابیہ نقل کی ہے، دونوں نے ایک اور سند کے ذریعے عن خالد بن سلمہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن قانع سے عمرو سے عمرو تک کا نام چھوٹ گیا جس سے یہ نام ترکیب پایا کہ عمرو بن زرارہ صحابی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔

۶۸۲۳ عمرو بن سالم

بن خضیرہ بن سالم خزاعی ابن فتون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ طبری روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن خزاعہ کے علمبردار تھے۔

میں کہتا ہوں: استدراک کا کیا مطلب یہ تو عمرو بن سالم بن کلثوم خزاعی ہیں، جن کا ذکر ابو عمرؒ نے کیا ہے۔ ابن الاثیرؒ مرحوم لکھتے ہیں: ابو موسیٰ نے یہ عنوان ابن مندہ کی کتاب پر استدراک میں بحوالہ ابن شاپین ذکر کیا ہے جبکہ استدراک کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا تو ذکر ہوا ہے۔ یعنی عمرو بن سالم بن کلثوم، لگتا ہے جب ان لوگوں نے ان کے دادا کے نام میں اختلاف دیکھا تو انہیں دو شخص سمجھ لیا۔ جو نسب ابن شاپین نے ذکر کیا ہے اسی پر ابن کلبی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

۶۸۲۴ عمرو بن سالم (دوسرے)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور حوالہ سعید بن یعقوب کا دیا ہے کہ عمرو بن سالم سے مروی ہے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! انس بن زعم نے آپ کی جھوٹی ہے..... (حدیث) میں کہتا ہوں: یہ وہی خزاعی ہیں ابن الاثیرؒ پر تعجب ہوتا ہے وہ اس سے متنبہ کرنے سے کیسے لاپرواہ ہو گئے۔ حالانکہ ان کا زمانہ اُن کے دور کے قریب ہے؟

۶۸۳۵ عمرو بن سراقہ

ابوموسیٰ اس بات کو دلیل بنا کر انہیں اپنے استدراک میں ذکر کرتے ہیں کہ عمرو بن سراقہ عدوی قرشی مشہور ہیں۔ جبکہ ابن مندہ نے عمرو بن سراقہ انصاری کا ذکر کیا ہے، لہذا ان میں سے ایک کا استدراک میں ذکر کیا جاسکتا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن مندہ کا انہیں وہم کی وجہ سے انصاری کہنا اس بات کا مقتضی نہیں کہ یہ اور ہیں۔

۶۸۳۶ عمرو بن سراقہ (دوسرے)

ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفران کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی القریٰ میں ان کے لیے جگہ تقسیم کی۔ جعفر انہیں عدوی کے علاوہ شخصیت قرار دیتے ہیں جو ان کا وہم ہے حالانکہ یہ وہی ہیں۔

۶۸۳۷ عمرو بن سعد الخیر

ابن الاثیر مرحوم نے عمرو بن سعد کے سوانح میں بحوالہ ابوموسیٰ ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ کی عبادت سے انہیں وہم ہو گیا ہے، ان کے الفاظ ہیں: عمرو بن سعد، بقول بعض: یہ ابوسعید الخیر کا نام ہے لگتا ہے اس نسخے سے ”ہو اسم ابی“ کے الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوا ہے۔ صاحب تجرید بھی ان کے پیرو ہوئے اور درست سے آگاہ نہیں کیا۔

۶۸۳۸ عمرو بن سعید

بن الاذعر انصاری اوی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ جو استدراک میں ان کا وہم ہے ان کے والد کا نام غلط لیا جبکہ وہ عمرو بن معبد ہیں۔

۶۸۳۹ عمرو بن سعید بن العاص

بن امیہ بن عبد شمس اموی الاشدق سے شہرہ ہے۔ تابعی ہیں، ان کے والد صفار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ایک مرسل روایت مروی ہے جو بطریق ان کے پوتے ایوب بن موسیٰ عن امیہ عن جدہ منقول ہے، جسے ترمذی نے نقل کیا۔ ایوب کے قریب دادا بھی عمرو ہیں اور جد اعلیٰ سعید ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ضمیر موسیٰ کی جانب ہے نہ کہ ایوب کی طرف اس لیے حدیث مسند سعید میں ہوگی۔ جبکہ اشدق نے اس دلیل کی بنا پر کہ ضمیر ایوب کی جانب ہے محمد بن طاہر کا اطراف میں ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر اور مزنی نے ان کی پیروی کی۔ حافظ ابن عساکر تاریخ دمشق میں ان کے سوانح میں لکھتے ہیں، بقول بعض: انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ عبد الغنی اور مزنی نے ان کی خوشہ چینی کی۔ یہ بات محال ہے جس کے باطل ہونے کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ اس واسطے کہ ان کے والد سعید کی نبی ﷺ کے وقت کی عمر آٹھ (۸) سال کے قریب بنتی ہے تو ۷۰ھ سے پہلے ان کے ہاں عمرو کی ولادت کیسے ہو سکتی ہے۔

اسد الغابہ (۳۹۲۷) استیعاب (۱۹۳۹) تجرید (۴۰۷/۱) تجرید (۴۰۷/۱)

اسد الغابہ (۳۹۳۱) تجرید (۴۰۸/۱) اسد الغابہ (۳۷۵/۳) تجرید (۱۱۲)

اسد الغابہ (۳۹۳۵) تجرید (۱۱۲) اسد الغابہ (۳۹۳۶) استیعاب (۱۹۴۱) تجرید (۴۰۸/۱)

۶۸۵۰ عمرو بن سعید الثقفی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے درست فقہم ہے، ابن عبد البر نے بھی ان کے والد کا نام غلط لیا ہے وہ کہتے ہیں: عمرو بن شعبہ۔

۶۸۵۱ عمرو بن ابی سفیان الثقفی

ان کی حدیث روح بن عبادہ نے نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ پیالے کی پھن (چھید) سے کوئی چیز پینے سے منع کرتے تھے۔ ابن مندہ نے اسے ہی نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: میرے خیال میں پہلے یعنی عمرو بن سفیان ثقفی کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کی حدیث ہے جواز ارلکانے کے بارے میں ہے۔

میں کہتا ہوں: انہیں دو جگہ وہم ہوا ہے، ایک یہ کہ حدیث اسبال الازار کے یہ راوی ہیں۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان سے روایت کرنے والے قاسم ابو عبد الرحمن الشامی ہیں، انہیں عمرو بن ابی سفیان سے بالکل روایت حاصل نہیں۔ دوسری بات: اس سے صحابی کا نام رہ گیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان اپنے چچا عمرو بن سفیان بن حارثہ ثقفی سے وہ اپنے والد کے چچا العلاء بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو نعیم نے بطریق روح بن عبادہ یہ حدیث سنداً بیان کی ہے۔ اس میں یہ نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا: اس میں ہے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔ پھر مرسل ہے۔ عمرو بن ابی سفیان بن حارثہ ثقفی مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ، ابو ہریرہ اور ابن عمر وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا عبد الملک، زہری اور ابن ابی حنین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ شیعین، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے بعض طرق میں ہے، ان کا نام عمر ہے۔

۶۸۵۲ عمرو بن ابی سلامہ الاسلمی

ابو حدررد کے والد۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ مستغفری ان کا ذکر کیا ہے اور مستغفری اس حدیث کی بنا پر ان کا ذکر کرتے ہیں جس کی سند میں محمد بن اسحاق سے آگے اختلاف ہے جو بروایت قعقاع بن عبد اللہ بن ابی حدررد عن ابیہ مروی ہے جس میں عامر بن الاضبط کا واقعہ ہے، چنانچہ بطریق حماد بن سلمہ عن محمد بن اسحاق عن یزید بن عبد اللہ بن قسیط عن ابی حدررد الاسلمی عن ابیہ کہ نبی ﷺ نے انہیں، ابوقادہ اور حکم بن جثامہ کو ایک سرے میں روانہ کیا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس سیاق میں اسی کی ہے جس سے وہم پیدا ہوا کیونکہ یہ روایت تمام راویوں کے ہاں عن ابن اسحاق ہے۔ عن یزید بن عبد اللہ بن ابی حدررد عن ابیہ ہے۔ بعض نے قعقاع کا نام مبہم رکھا ہے وہ عن ابی القعقاع کہتے ہیں۔ اور کسی نے کہا: عن ابی القعقاع۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حدیث مسند عبد اللہ بن ابی حدررد سے ہے اس میں ابی حدررد کی روایت نہیں چہ جائیکہ اپنے والد سے۔ ابو حدررد کے نام میں اختلاف ہے جس کی طرف میں نے سلامہ کے حالات میں اشارہ کیا ہے اور ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے جس کا ذکر

ان شاء اللہ تعالیٰ میں کنتوں میں ابو حرد کے حالات میں کروں گا۔

۶۸۵۳ (ز) عمرو بن سلمہ الضمری

الدارقطنی کی ”العلل“ میں بطریق حیوہ بن شریح عن ابی الہادی عن محمد بن ابراہیم عن عیسیٰ بن طلحہ اسی طرح لکھا ہے درست عمیر بن سلمہ۔ اسی طرح در اور دی وغیرہ نے ابن الہادی سے نقل کیا ہے۔

۶۸۵۴ (ز) عمرو بن سلیم الزرقی

ابو موسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی نہیں۔ اور کسی طریق سے عن عامر بن عبد اللہ بن الزبید بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے۔ جب تم میں سے کوئی مسجد جائے تو دو گانہ (تحیۃ المسجد) پڑھ لیا کرے۔ * یہ حدیث صحیحین میں بروایت مالک عن عامر عن عمرو بن سلیم عن ابی قتادہ مروی ہے جو درست ہے۔

۶۸۵۵ عمرو بن سلیمان المزنی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن ابی ایاس روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے عمرو بن سلیمان المزنی کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”عجوہ جنتی کھجور ہے“۔ * ابن قانع کو اس میں دو طرح سے وہم ہوا ہے۔ ایک تو ان کا نام غلط لیا ہے اور ان کے شیخ کا نام حذف کر دیا ہے۔ درست روایت وہ ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے اسی سند کے ذریعہ عمرو بن سلیم المزنی عن رافع بن عمر المزنی نقل کی ہے، یہی درست ہے۔

۶۸۵۶ عمرو بن سہل

بن حارث اوسی ظفری۔ ابولبید، یحییٰ بن عبد الوہاب بن منہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور حدیث قتادہ بن نعمان سے ان کی روایت کی ہے کہ کسی منافق نے ان پر زرہ کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دے دیا۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: اس میں یحییٰ کو وہم ہوا ہے۔ اس واسطے کہ صحابہ اور نسب کے تمام مصنفین نے یہ واقعہ لبید بن سلیم کا ذکر کیا ہے۔ اور رفاعہ بن زید کے حالات میں درست بیان ہو چکا ہے۔ میں کہتا ہوں: شاید ان کی کنیت ابو عمرو ہو، اور الٹ گئی ہو۔

۶۸۵۷ (ز) عمرو بن سواد

ہمارے شیخ ابن الملقن کی شرح بخاری میں باب غسل المخلوق میں لکھا ہے: یہ وہی صاحب ہیں جن پر خوشبو لگی تھی۔ ممکن ہے

* اسد الغابہ (۳۹۴۷) تجرید (۴۰۹/۱)

* ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ (۱۰۱۳) جامع المسانید (۵۹۰/۹) اسد الغابہ (۳۷۹/۳)

* اسد الغابہ (۳۹۴۸) تجرید (۴۰۹/۱) * جامع المسانید (۵۹۲/۹) اسد الغابہ (۳۷۹/۳)

* تجرید (۴۱۰/۱) * اسد الغابہ (۳۸۱/۳)

عمر بن سواد ہوں۔ کیونکہ قاضی عیاض کی ”الشفاء“ میں ہے: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو میرے اوپر خوشبو لگی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: خوشبو، خوشبو! اسے دور کرو! اور اپنے ہاتھ میں لی چھری میرے پیٹ میں چھوئی.... (حدیث) * لیکن یہ عروہ زمانہ نہیں پاسکتے کیونکہ یہ ابن وہب کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو یہ اور ہیں ان کا اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے البتہ واقعہ سواد بن عمرو کا مشہور ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا، بظاہر لگتا ہے نام الٹ گیا۔

۶۸۵۸ (ز) عمرو بن الشریذ الثقفی

مشہور و معروف تابعی ہیں۔ ان کے بارے زیادہ وضاحت محمد بن الشریذ کے حالات میں ہوگی۔

۶۸۵۹ عمرو بن عبد اللہ العدوی

ابن فتحون نے بحوالہ الاموی اپنے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کا سرموٹا اٹھا۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی لفظی ہیر پھیر کا نتیجہ ہے، وہ تو معمر ہیں جیسا کہ درست نام بیان ہوگا۔

۶۸۶۰ عمرو بن عبد اللہ الانصاری *

قسم اول میں ان کے بارے میں تنبیہ ہو چکی ہے کہ وہ عمرو بن عبید اللہ الحضری ہیں۔

۶۸۶۱ (ز) عمرو بن عبد الحارث البجلی

ابو حازم، قیس کے والد، جعفر المستغفری نے اور ان کی پیروی میں ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبد عوف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔

۶۸۶۲ عمرو بن عقبہ *

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے اور لفظی غلطی اس کی بنیاد ہے چنانچہ بطریق علی بن خالد عن محول مروی ہے کہ عمرو بن عقبہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا وہ ایک سال کی مسافت سے جہنم سے دور ہو جائے گا“۔ * سعید کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ عمرو بن عبسہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں اور حدیث بھی انہی کی ہے۔

۶۸۶۳ عمرو بن عقبہ بن نيار

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے، جو وہم ہے درست غمیر ہے۔

۶۸۶۴ عمرو بن ابی عقرب

بڑے مخضری تابعی ہیں۔ سعید بن یعقوب نے ایک وہی روایت کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے جس کی وضاحت ہم نے اس سے پہلے والی قسم میں کر دی ہے۔

۶۸۶۵ (ن) عمرو بن عبیس

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا ہے کہ جاہلیت میں سردار تھے۔۔۔۔۔ (حدیث) ان کے والد کا نام غلط لیا ہے جبکہ وہ امیش ہے۔

۶۸۶۶ عمرو بن غنم

بن مازن بن قیس بن ابی صعد الخزرجی۔ جعفر المستغفری نے انصار میں سے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”اور جب وہ واپس ہوئے تو ان کی آنکھیں غم سے اشکبار تھیں“۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں اسی طرح لکھا ہے یہ وہم ہے جس کی ابتداء جعفر سے ہوئی اور ابو موسیٰ نے ان کی خوشہ چینی کی اور ابن الاثیر سے اسے رواج ملا باوجودیکہ وہ نسب کی چھان پھٹک کرتے ہیں اور ذہبی نے ان کی تقلید کر لی۔ وہم کی وضاحت اس روایت سے ظاہر ہوتی ہے جو ابن اسحاق وغیرہ اہل مغازی نے نقل کی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ بنی عمرو بن غنم بن مازن سے قیس بن ابی صعد بن زید بن عوف بن مہذول بن عمرو بن غنم شریک ہوئے۔ جو جعفر سے الٹ گیا جس کی بنا پر اتنا کھلا وہم پیدا ہو گیا کیونکہ وہ عمرو بن غنم بن مازن، خزرج میں سے پھر بنی نجار میں سے ایک بڑے قبیلہ کے جد ہیں۔

۶۸۶۷ (ن) عمرو بن کعب

بن عمرو الخفاری۔ قسم اول میں اس سے آگاہ کر چکا ہوں۔

۶۸۶۸ عمرو بن مالک

ملاعب الاسد۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ ان کا نام عامر ہے جیسا کہ پہلے صحیح نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۶۹ عمرو بن مسلم

یزید بن عمرو کے والد۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یزید بن عمرو بن مسلم عن ابیہ عن جدہ ایک حدیث نقل کی

ہے جبکہ صحابیت اور حدیث یزید کے لیے ثابت ہے درست اپنے مقام پر تذکرہ ہوگا۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: حدیث مسلم کی ہے نہ کہ عمرو کی۔ ان کے بارے میں وہم کا سبب یہ بنا کہ ان سے عن ابیہ کے لفظ رہ گئے۔ ان کی کتاب میں تو عن یزید بن عمرو لکھا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو سید بن عامر کے اشعار سنائے، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ شخص اسلام کا دور پاتا تو مسلمان ہو جاتا“۔ انہوں نے مختصر نقل کی ہے۔

ابن مندہ نے یہ روایت مسلم بن حارث کے حالات میں طویل نقل کی ہے اور اس سند سے بیان ہوگی کہ ”حدیثی ابی عن ابیہ قال شہدت“ مجھے ابن شاپین کی کتاب کے حاشیے میں اس کا ذکر مل گیا شاید کسی اور نے درست کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے تو حرف میم میں مسلم کے حالات میں اس کا ذکر نہیں کیا اگر ان کی کتاب میں یہ روایت عن ابیہ کی سند سے ہے تو انہوں نے حرف میم میں مسلم کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن مندہ کا طرز ہے۔

۶۸۷۰ عمرو بن مطعم

ابن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی عاصم کا حوالہ دیا ہے جو یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ حنین سے واپسی پر نبی ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے تو دیدہ پاتی آپ سے سوال کرنے لگے۔ اسی طرح معمر نے نقل کیا ہے۔ مسلم نے اپنی کتاب البیہین کے آغاز میں معمر کے وہم سے آگاہ کیا ہے، لکھتے ہیں: یہ عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔ جبیر کا عمر دنا می کوئی بھائی نہیں۔ اس بارے میں اہل نسب کا اختلاف بھی نہیں۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث جبیر بن مطعم کے حوالے سے مشہور ہے۔ اسی طرح زہری کے شاگردوں نے ان سے نقل کیا ہے۔ اسحاق الدبزی کے ہاں عن عبدالرزاق ان کی اسناد میں لکھا ہے کہ ان کے والد جبیر نے انہیں بتایا پھر وہ حدیث ذکر کی، اس بارے میں یہ واضح دلیل ہے۔

۶۸۷۱ عمرو بن نضله

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، درست طلحہ بن نضله ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۷۲ عمرو بن وابصہ بن معبد

مشہور تابعی ہیں۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے اور بطریق معمر بن منصور عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجراح بحوالہ عمرو بن وابصہ روایت کی ہے کہ ”نبی ﷺ نے ایک شخص کو صف سے (الگ) پیچھے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔“ یہ لفظی غلطی کا نتیجہ ہے یہ تو عن عمرو بن وابصہ ہے لفظ عن ابن سے بدل گیا، عمرو تو ابن راشد ہیں اور وابصہ صحابی ہیں۔

اسد الغابہ (۴: ۲۳) تجرید (۴۱۸/۱)

بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان یعطی المؤلفۃ قلوبہم (۳۱۴۸)

کتاب الجہاد باب الشجاعة فی الحرب والجبن (۲۸۲۱) مسند احمد (۸۲/۴) المصنف لعبد الرزاق (۹۴۹۷)

اسد الغابہ (۴: ۲۸) تجرید (۴۱۹/۱)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب الرجل یرکع دون الصف (۶۸۳) ترمذی (۲۳۱) مسند احمد (۲۲۷/۴)

یہی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے بطریق شعبہ عن عمرو بن مرہ عن ہلال درست سند سے نقل کی ہے۔

۶۸۴۳ (ز) عمرو السعدی

بنوئی، بادردی، ابن قانع، ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ غلطی رہ جانے یا تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب بطریق اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر عن عطیہ بن عمرو السعدی عن ابیہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں سے کچھ نہ مانگنا، اللہ کے مال کا سوال کیا جاتا ہے اور وہ دیا جاتا ہے۔“ * یہ وہی عطیہ بن عمرو السعدی ہیں اور یہ حدیث اسماعیل کی عن ابن عطیہ السعدی عن ابیہ کی سند سے مشہور ہے۔

۶۸۴۴ عمرو ابو شریح الخزاعی

یحییٰ بن یونس شیرازی نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا جبکہ یہ ٹھیلہ بن عمرو ہیں۔ تو عمرو ان کے والد کا نام ہے، پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۴۵ عمرو

عطیہ کے والد۔ وہی عمرو سعدی جن کا ابھی ذکر ہوا۔

۶۸۴۶ عمران بن حطان

بن ظہیان بن لوزان بن حارث بن سدوس السدوسی۔ بقول بعض: ذہلی۔ ابو شہاب کنیت تھی۔ بقول میر: مشہور تابعی جو قعد یہ خوارج کے سردار تھے، یہ لوگ دوسروں کو مسلمانوں کے خلاف خروج کرنے کو اچھا بتاتے اور خود جنگ میں شریک نہ ہوتے۔ صغریہ سے تعلق تھا۔ بقول بعض: قعد یہ فرقہ اگرچہ جنگ کرنے کو اچھا بتاتا لیکن جنگ کرنا بہتر نہ سمجھتا تھا۔ ابو الفرج اصہبانی کا قول ہے: عمران عمر رسیدہ ہونے اور جنگ سے عاجز آنے کے بعد قعد یہ فرقے میں شامل ہوئے۔ ابن البرقی کا قول ہے: حروری تھے۔ ابن حبان * ”النفات“ میں لکھتے ہیں: خوارج کے مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: مرزبانی لکھتے ہیں: عجیب، بکثرت شعر کہنے والے شاعر تھے ان کا مشہور شعر یہ ہے: ص

ایہا المادح العباد لیعطی ان للہ ما بایدی العباد

”عطیے کی غرض سے لوگوں کی مدح کرنے والے! جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کا ہے۔“

فاسأل اللہ ما طلبت الیہم وارج فضل المہمین العواد

”جس چیز کا تو ان سے طلب کر رہے اللہ سے مانگ اور بار بار کرم والی ذات کے فضل کی امید رکھ۔“

* ابن ماجہ کتاب الزکاة باب کراہیۃ المسالۃ (۱۸۳۷) مسند احمد (۱۷۲/۵) (۲۷۵/۵)

السنن الکبریٰ (۱۹۷/۴) اسد الغابہ (۳۹۱/۳)

* اسد الغابہ (۳۹۵۷) تجرید (۴۱۰/۱) * النفات (۲۲۲/۵)

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، صرف وہ روایت جو مرویہ کے شیخ قاضی حسین بن محمد شافعی کے حاشیے میں ہے انہوں نے ابن عمران کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کا مرثیہ کہا ہے: ”اس پر ہیزگار کیا کرتا تھا جس سے وہ عرش والے کی طرف سے رضا مندی حاصل کرنا چاہتا تھا، اب میں اسے یاد کر کے سمجھتا ہوں اس نے اللہ کے ہاں پوری مخلوق سے زیادہ اپنا اعمال نامہ وزنی کر لیا ہے۔“

لکھتے ہیں: ابوالطیب الطبری نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: ”جس کا تو ذکر کر رہا ہے میں اس (بد بخت) سے بری ہوں یعنی ابن ملجم ملعون کے بہتان سے۔ اب میں کسی دن اسے یاد کر کے اس پر لعنت کرتا ہوں جو میرے نزدیک دینداری ہے اور عمران بن حطان پر بھی لعنت کرتا ہوں۔“ جس پر قاضی حسین نے کہا: جو بات قاضی ابوالطیب کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ عمران صحابی ہے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ میں نے قاضی تاج الدین سبکی کے قلم سے ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے اور وہ لکھتے ہیں: انہوں نے اس تعلیق پر ایک حاشیہ لکھا دیکھا ہے جس کے الفاظ ہیں: یہ قاضی حسین کا غلو ہے۔ عمران پر کیسے لعنت نہ کی جائے جبکہ اس نے یہ کچھ کیا پھر اس کا طویل بیان کیا۔ قاضی تاج الدین لکھتے ہیں: دو باتوں کی وجہ سے تعجب ہے۔ عمران صحابی نہیں، بلکہ خوارج میں سے ہیں۔ اس کے مذکورہ اشعار کا جواب قدماء میں سے بکر بن حماد تاہرتی نے دیا ہے جن کا تعلق امام بخاری رحمہ اللہ کے دور میں اہل قیروان سے تھا۔ پھر اس کا جواب سید حمیری مشہور شیعہ شاعر نے دیا جو ان کے دیوان میں موجود ہے اور ابوالمظفر شہرستانی نے اپنی کتاب التہصیر میں ان کا جواب دیا۔

امام بخاری اور ابوداؤد نے عمران بن حطان کی حدیث بروایت یحییٰ بن ابی کثیر بواسطہ ان کے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے اور اس کی طرف سے یہ معذرت کی ہے کہ ان کی حدیث اس لیے نقل کی ہے کہ وہ تائب ہو گئے تھے۔ چنانچہ المعانی ”تاریخ الموصول“ میں بحوالہ محمد بن بشر العبدی روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حطان نے مرنے سے پہلے خوارج کے نظریات سے رجوع کر لیا تھا۔ بقول بعض: کہ انہوں نے جو حدیث بیان کی وہ خوارج کی بدعت سے پہلے کی تھی۔ چنانچہ یعقوب بن شبیبہ کا قول ہے: انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے۔ آخر میں خوارج کے نظریات اپنا لیے، جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے اپنی چچا زاد سے شادی کی تھی جس کے بارے میں انہیں اطلاع ملی کہ وہ خارجی ہو گئی ہے۔ انہوں نے اسے ان نظریات سے ہٹانا چاہا لیکن وہ انہی کو بہا لے گئی: ”

ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے

یعقوب بن شبیبہ فرماتے ہیں ان کی حدیث عن الاصمعی عن معتمر بن سلیمان عن عثمان البعثی کی سند سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عمران اہل السنۃ سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر عمران سے ایک لڑکا آیا لگتا تھا وہ اپنا دل مجلس میں ملارہا ہے۔ اس عذر میں تاثر ہے اس واسطے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے اس وقت سماع کیا تھا جب یہ حجاج کے خوف سے بھاگ نکلے تھے اور حجاج ان کی تلاش میں تھا تاکہ خوارج کے نظریات رکھنے کی بنا پر انہیں قتل کرے۔ اس بارے میں ان کا واقعہ روح بن زباب اور عبدالملک بن مروان کے ساتھ

مشہور ہے، جس کا مرد وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے ان کی حدیث نقل کرنے کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ خوارج کی احادیث تمام بدعتی فرقوں سے زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔ پھر عمران اور ان جیسے لوگوں کا ذکر کیا۔ الترمذی عن ابان العطار روایت کی ہے کہ میں نے قتادہ کو فرماتے سنا: عمران پر حدیث کی وجہ سے تہمت نہیں دھری جاسکتی۔

عجلی لکھتے ہیں: بصرہ کے ثقہ تابعی ہیں۔ عقیلی نے ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت پر طعن کیا ہے، لکھتے ہیں: عمران کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی۔ وہ خوارج کے نظریات رکھتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا سماع واضح نہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے جزم سے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔ اس میں تاثر ہے کیونکہ جو حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کی ہے اس میں ان کے سماع کی صراحت موجود ہے اسی طرح طبرانی کی المعجم الصغیر میں ان تک کی صحیح سند سے ثابت ہے، عباس بن الفرغ الریاشی کا قول ہے ابوالولید طیلسی، عن ابی عمرو ابن العلاء عن صالح بن شریح الاسدی عن عمران بن حطان روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ پر ان کی حدیث نقل کرنے کی وجہ سے حرف گیروں میں الدارقطنی بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: عمران اپنی بدعتی عقائد اور غلط نظریے کی وجہ سے قابل ترک ہیں۔ ابن قانع لکھتے ہیں: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۶۸۷۷ (ز) عمران بن عمار

تابعی ہیں، کوئی حدیث مرسل روایت کی ہے جس کی وجہ سے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسحاق، ابوشام، سعید بن زید، محمد بن مجاہدہ ان کی سند سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن عمار کو بحوالہ نبی ﷺ بیان کرتے سنا.... پھر ایک حدیث ذکر کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، صحیح نہیں۔

۶۸۷۸ عمیر بن الاسود العنسی

ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق شرح عن عیید عن جبیر بن نفیر و عمیر بن الاسود والمقدام بن معدیکوب و ابی امامة قدماء کی ایک جماعت میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! یہ دین صرف آپ کی قوم میں ہے ہمیں بھی حکم دیجئے..... (حدیث) اس میں عمیر ہی لکھا ہے۔ یہی روایت طبرانی نے اسی سند سے نقل کی تو کہا: عمرو بن الاسود جو درست ہے۔ یہ صحابی نہیں۔ البتہ انہوں نے مرسل حدیث بیان کی ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۸۷۹ عمیر

ابوبکر کے والد ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے تین لاکھ افراد جنت میں داخل فرمائے گا....“ (حدیث) اسے ابوموسیٰ نے اور ابن الاثیر نے ان کی پیروی میں نقل کیا ہے اور ابن الاثیر نے اس سے متنبہ نہیں کیا کہ عمیر بن عمرو انصاری کے حالات میں بحوالہ ابن عبدالبر ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ شاید انہوں نے

انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ حدیث ایک ہے اور اسے صحابی سے روایت کرنے والا شخص بھی ایک ہے جو ان کا بیٹا ابوبکر ہے۔

۶۸۸۰ عمیر بن جلعان

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی کا نتیجہ ہے، چنانچہ بطریق حصین بن المنذر عن المهاجر بن قنفذ عن عمیر بن جلعان روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ اس وقت وضو کر رہے تھے..... (حدیث) یہ تو مہاجر کی روایت سے ہے غلطی عن عمیر کہنے سے ہوئی جبکہ درست ابن عمیر ہے اس میں جعفر کے وہم سے ابوموسیٰ نے خبردار کیا ہے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ عمیر نے زمانہ بعثت پایا ہو۔ یہ قریش کے مشہور مخی عبد اللہ بن جلعان کے بھائی ہیں۔

۶۸۸۱ (ن) عمیر بن حارث بن حرام

مستغفری نے بحوالہ ابن اسحاق شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں روایت حاصل ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن عمیر بن حارث البصری از بنی سلمہ، بدر میں شریک ہوئے، ”ان کی کوئی روایت مشہور نہیں“ کہنے پر اکتفا کیا ہے۔ یوں ان کا نسب کم کر دیا جبکہ یہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مستغفری نے بھی ان کا نسب گھٹا دیا۔ جبکہ حرام تو ان کے والد کے دادا کے دادا ہیں۔ جس کی وضاحت میں نے قسم ازل میں کر دی ہے۔ یہ عمیر بن حارث بن ثعلبہ بن حارث بن حرام ہیں۔ اسی طرح ابن اسحاق کی کتاب میں ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے حارث اور ثعلبہ کے درمیان لہدہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔

۶۸۸۲ (ز) عمیر بن حبیب

عبید کے والد۔ ان کے والد کے نام میں وہم کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ درست قتادہ ہے نہ کہ حبیب۔ ابن ماجہ نے عن هشام عن عمار عن رقدہ بن قضاہ عن الازاعی عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر بن حبیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت ہاتھ بلند کرتے تھے۔ اور ابن اسکن، عقیلی، ابن شاپین، طبرانی اور ابونعیم نے بطریق عن ہشام اسی سند سے نقل کیا ہے۔ سب نے کہا: عبد اللہ بن عبید بن عمیر البصری۔ ان میں سے سوائے ابن ماجہ کسی نے ابن حبیب نہیں کہا۔ المزنی لکھتے ہیں: عمیر بن حبیب ابو جعفر غلطی کے دادا ہیں نہ کہ عبد اللہ بن حبیب بن عبد بن عمیر البصری کے دادا۔

اسد الغابہ (۴۰۵۸) تجرید (۴۲۲/۱)

ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب التیمم فی الحضرة (۳۳۰) السنن الکبریٰ (۹۰/۱) کنز العمال (۲۵۳۱۷) اسد الغابہ (۴۱۲/۳)

اسد الغابہ (۴۱۲/۳) اسد الغابہ (۴۰۶۱) استیعاب (۲۰۰۱) السیرۃ النبویۃ (۸۰/۲)

اسد الغابہ (۴۰۶۳) استیعاب (۲۰۰۲) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب رفع الیدین فی الصلاۃ (۷۲۶) نسائی (۸۸)

ابن ماجہ (۸۶۷) المعجم الکبیر (۲۴/۱۱)

۶۸۸۳ عمیر بن سعد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر حمص یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا جبکہ ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”عمیر بن سعد“ اور یہی صحیح ہے، انہوں نے اپنے مقام پر ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۸۸۴ (ز) عمیر بن سلامہ

یا ابن ابی سلامہ ابو حدرد کے والد، ابن فتحون نے ”ذیل الاستیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔۔۔ کہ ابن السکن نے بلا نام ان کا ذکر کیا ہے بلکہ ”والد ابی حدرد“ کا عنوان قائم کیا ہے۔ پھر بطریق ابن اسحاق عن ابن قسیط عن ابی حدرد الاسلمی عن ابیہ کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریے میں روانہ کیا.... پھر خاتم بن جسامہ کا واقعہ ذکر کیا۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: ابو احمد الحاکم وغیرہ نے ابو حدرد کے والد کا نام عمیر بتایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے لیکن حدیث تو خود ابو حدرد کی ہے۔ ان کا نام عبداللہ بن عمیر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اسے احسن انداز سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یعقوب بن ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے عن محمد بن اسحاق، یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابی حدرد عن ابیہ کی سند سے بیان کیا پھر وہ حدیث ذکر کی جو میں عامر بن الاضبط کے حالات میں بیان کر چکا ہوں جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت اور روایت ابی حدرد کے لیے ہے نہ کہ ان کے بیٹے کے لیے۔

۶۸۸۵ عمیر بن فروہ

عدی بن عدی کے دادا مستغفری نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں وہم سے ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ وہ عمیرہ ہیں پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۸۶ عمیر بن مالک

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی ایک حدیث بیان کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، کیونکہ ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور حنفیہ میں ان کا درست تذکرہ کیا ہے۔ یہ مالک بن عمیر ہیں کسی راوی سے ان کا نام الٹ گیا اور ان کی حدیث مرسل ہے جیسا کہ قسم ثالث میں بیان ہوا ہے، دو ربوئی نصیب ہوا ہے۔

۶۸۸۷ عمیر بن نویم

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں پھر بطریق عبداللہ بن سلمہ الافطس بحوالہ عمیر بن نویم

اسد الغابہ (۴۰۷۲) استیعاب (۲۰۰۷) تجرید (۴۲۳/۱) تجرید (۴۲۴/۱)

اسد الغابہ (۴۰۸۰) تجرید (۴۲۵/۱) استیعاب (۴۰۸۶) تجرید (۲۰۱۷) تجرید (۴۲۵/۱)

استیعاب (۲۹۳/۳)

روایت کی ہے کہ غالب بن ابجر اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھر والوں کو اپنا قیمتی مال کھلایا کرو۔“ * اس میں انطس سے خط ہوا جو متروک راوی ہے، قطان کا قول ہے: یہ ثقہ نہیں اور اس میں نقص و تحریف واقع ہوئی ہے۔ یہ نام تو عبد اللہ بن عمرو بن نویم ہے جیسا کہ میں نے قسم اول میں عبادلہ کے ذیل میں درست تذکرہ کیا ہے۔ ثقات نے یہ حدیث عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن معمر بن عبید عن ابی الحسن عن عبد الوحمن بن معقل عن رجلین من مزینہ جن میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے عبد اللہ بن عمرو بن نویم پہلا اور غالب بن ابجر دوسرا ہے۔ معمر فرماتے ہیں: میرے خیال میں غالب پوچھنے والے تھے۔ اسے ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور اس کا کوئی طریق روایت کیا ہے کسی میں عمیر بن نویم نہیں۔

۶۸۸۸ عمیر السدوسی *

ابن قانع نے ان کے حالات لکھے ہیں، جبکہ درست عبد اللہ بن عمیر ہے جیسا کہ میں نے قسم اول میں بیان کیا ہے۔

۶۸۸۹ عمیر *

معروف بن واصل کے دادا۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسباط بن محمد بحوالہ عمیر معروف کے دادا روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا اتنے میں کھجوروں کا ایک طبق لایا گیا..... (حدیث) * یہ غلطی تبدیلی اور کمی سے پیدا ہوئی۔ درست عن ابی عمیرہ ہے جیسا کہ حرف راء میں رشد بن مالک کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۶۸۹۰ (ز) عمیر مولیٰ ام الفضل

مشہور تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا نام شامل کیا ہے کہ ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو ثابت نہیں۔ پھر یہ روایت نقل کی ہے: ”متعدی بیماری، فال اور کھوپڑی کے الو کی کوئی حقیقت نہیں۔“ * ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: عمیر تو کسی صحابی سے اور کسی تابعی سے اور ان سے روایت کی جاتی ہے۔

۶۸۹۱ عمیرہ ابن فروخ *

مستغفری نے بحوالہ ابن یونس ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے ذیل میں اپنے استدراک میں کہ عرس بن عمیرہ کے والد ہیں۔ میں کہتا ہوں: عرس کے والد کا نام تو فروہ ہے نہ کہ فروخ، قسم اول عمیر بن فروہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

باب عین کے بعد نون

۶۸۹۲ عنان

ایک صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے عسکری نے ان کا اتنا ہی تذکرہ کیا ہے اور ان کی مرفوع حدیث نقل کی ہے: ”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے۔“ جبکہ اس میں لفظی غلطی ہے یہ تو غنام ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر ہوگا۔

۶۸۹۳ عنتر

العذری، ان کی ایک حدیث ہے۔ ابن الاثیر نے بحوالہ ابن ابی حاتم الرازی ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے پھر عبد الغنی بن سعید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عس کو درست قرار دیا ہے پہلے تذکرہ ہوا ہے۔
میں کہتا ہوں: عنتر میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابو عمر اسے نون زاء سے تصغیر قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ان کے ہاں ثاء اور راء ہے۔

۶۸۹۴ (ن) عنترہ بن وہب العدوی

ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے، یہ تو عنین ہے۔

۶۸۹۵ (ز) عنین

ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے اور میں نے سابقہ عنوان میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

باب عین کے بعد واؤ

۶۸۹۶ (ز) عوسجہ

مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے جبکہ درست سند یوں ہے: عن عوسجة عن ابن عباس۔

۶۸۹۷ عوف بن مالک الجشمی

ابو الاحوص کے والد علی بن سعید العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ یہ وہم تبدیلی اور قلب سے واقع ہوا۔ ابو الاحوص کے والد کا نام تو مالک بن نھله ہے اور ابو الاحوص کو مالک بن عوف کہا جاتا ہے۔

اسد الغابہ (۴۰۹۵) تجرید (۴۲۶/۱) جامع المسانید (۱۳۱/۱۰) اسد الغابہ (۴۲۳/۳)

اسد الغابہ (۴۱۰۲) استیعاب (۲۰۶۹) تجرید (۴۲۶/۱) اسد الغابہ (۴۲۴/۳) الجرح والتعديل (۴۰/۷)

استیعاب (۳۱۴/۳) اسد الغابہ (۴۱۲۵) تجرید (۴۲۹/۱)

۶۸۹۸ (ز) عوف بن مالک النصری

خليفة نے نبی ﷺ کے زکوٰۃ وصول کنندگان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: عجز، حوازن، نصر، ثقیف اور سعد بن مالک بن عوف بن مالک تھے۔ بقول بعض: یہ نام پلٹ گیا ہے۔ درست مالک بن عوف ہے۔ اس بارے میں ان کے وہم سے ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ کے مالک بن عوف کے حالات والے حصے میں آگاہ کیا ہے۔

۶۸۹۹ عویمر

ابو تمیم، ہندی ہیں۔ قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

باب عین کے بعد یاء

۶۹۰۰ عیاض الثقفی

ابن عبداللہ۔ ابن الاثیر نے دونوں میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔

۶۹۰۱ عیینہ

ابن ربیعہ۔ بنی حارث بن الخزرج کے حلیف۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ غلطی تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ درست عقبہ ہے، ابن عبدالبر نے ان کا درست ذکر کیا ہے۔

واللہ عنده حسن المآب

www.KitaboSunnat.com





مکتبہ خیریت

قرآن و حدیث کی ساری کتابیں اور اوراق

فون: 042-7224228-7355743

فیس: 042-7221395